شکر و سپاس
احکم الحاکمین اور شہنشاہ آسمان و زمین

نیرنگ افغان

یعنی

قومی اور ملکی تاریخ افغانستان

مصنفہ

مولوی سید محمد حسین اغلب موہانی
مصنف حقائق المذاہب اور کتاب روس و انگلستان وغیرہ

مطبع شام اودھ لکھنؤ میں چھپکر شائع ہوئی

فہرست مضامین مقدمہ نیرنگ افغان

مقدمہ

فہرست مضامین نیرنگ افغان

ستائش کنم ایزد پاک را
کہ گویا و بینا کند خاک را

حمد اُس احکم الحاکمین کی کہ جسکی حکومت ازلی ابدی ہی وہی اقوام اور امم کو عروج اور کمال عطا کرنیوالا ہی اور وہی زوال کے درجہ پر پہونچانیوالا - دنیا کی بادشاہتین مٹ گئیں اور مٹ رہی ہین اور مٹ جائینگی مگر اسکی بادشاہت اور حکومت کبھی زوال پذیر نہ تھی نہ فنا ہوگی بلکہ ہمیشہ کیواسطے بقا اور قیام اُسیکو ہی باقی ہے اُسکے قانون قدرت کے نزدیک کالے اور گورے سب کے حقوق بلا امتیاز ہین یہی وجہ تھی کہ جب شہنشاہ اکبر سے اسکے بیٹے جہانگیر نے دریافت کیا کہ آپ جہاد کیون نہین کرتے تو اُس نے جواب مین کہا کہ سنو اُس بادشاہ حقیقی کا قانون قدرت جب اسطرح پر جاری اور ساری ہی کہ باران رحمت کا نزول ہوتا ہی اُس سے بلا امتیاز ملت اور مذہب سب کے سب فیضیاب ہوتے ہین تو مین کہ بادشاہ مجازی اور ظل اللہ ہون کیونکر اسکے قانون قدرت کی پابندی نہ کرون اور کیونکر اُس کام کو کرون جو قانون قدرت کے بالکل خلاف ہی - بعد اُسکے نعت اُس برگزیدہ کونین جد الحسنؑ والحسینؑ کی کہ جسکا نہال رسالت صرف الہامی صداقتون اور الہام ہی کے زور سے پھولا پھلا اگر صداقت اور سچائی کے نور سے منور نہوتا تو مکہ مین بغیر کسی کی اعانت اور امداد کے بلکہ اپنی قوم اور قبیلہ کی مخالفت مین اسطرح پر نشو و نما پانا محال تھا اور جب مکہ سے مدینہ مین تشریف لانا ہوا تو وہان بھی دشمنون اور مخالفین نے زور پکڑا اور چاہتے تھے کہ اس شمع رسالت اور سراج نبوت کو گل کر دین مگر تائید یزدانی سے وہ عرصہ قلیل ہی مین مثل مہر و ماہ درخشان اور تابان ہو گیا اور اُن بشارتون کو پورا کیا جو توریت اور انجیل و دیگر صحف سماوی مین انبیا فرما گئے تھے - اور عرب جو ظلمت ناک حالتون مین صدیون سے مبتلا چلے آتے تھے اُنہیں ایسا

تبدل وتغیر فرمایا کہ انکی حالت تیرہ و تار مبدل بہ روشنی ہوگئی اور چار دانگ عالم مین انکا شہرہ
ہوگیا وہ آپ ہی کی ذات پاک کی وجہ سے تھا اب عربون مین اخلاقی اور ملکی زوال کسوجہ سے
ہوا اسکو سید خیر الدین پاشا نے اپنی کتاب نظم الممالک مین جامع اور معنے فقرات مین بیان کردیا ہی
اور وہ اسطرح پر تھا کہ عربون کے بعض بعض قبائل نے اخیر مین اُس سچی اور حقیقی تعلیم اور سنت نبوی
کو ترک کردیا تھا اور ابتک مسلمان ترک کئے ہوئے ہین اسی کا نتیجہ یہ تھا کہ عرب کی حکومت صفحہ ہستی
سے نیست ونابود ہوکر رہگئی اب دنیا مین تین سلطنتین مسلمانون کی باقی رہگئی ہین یعنی سلطنت
عثمانیہ اور سلطنت ایران اور تیسری افغانستان مگر یہان عرب حکمران نہین ہین بلکہ دو ترک
مسلمان ہین اور ایک مین افغان اگرچہ یہ بھی زوال پذیر حالت مین ہین مگر معلوم نہین کہ انھون
نے کیا کر رکھا ہی جو ابتک قائم ہین اور یورپ کا وہ دور دورہ ہے کہ ہر وقت مسلمان دست بدعا
ہین کہ خدا انکو قائم رکھے۔

بعدہٗ صلوٰۃ ائمہ معصومین طیبین الطاہرین پر جنکی شہادت حق پر ہوئی اسطرح پر کہ اُن
معصومین نے کوئی ارادہ ملک گیری کا بھی نہین کیا صرف اس شبہہ پر کہ وہ آل رسول تھے انکو
ایذا اور تکلیف پہونچاتے رہے اور اُس تعلیم کو بھی چلنے نہ دیا جو اصلی تعلیم رسول مقبول تھی اور
جو خالص اور اصلی اسلام کے قیام کا سبب تھی بلکہ یہ کیا کہ انکو شہید کردیا علی الخصوص حضرت
حسین ابن علی علیہ السلام کے ساتھ کربلا مین وہ کیا جو کبھی نہ ہوا ہوگا مگر اس خامس آل عبا نے
وہ کر دکھایا جسکی نسبت کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے اور جو کچھ کہا ہی حق بجانب کہا ہی۔

شعر

سر داد ونداد دست بر دست یزید
حقا کہ بنائے لا الہ ہست حسین ؑ

اب بعد حمد ونعت خدمت مین ارباب بصیرت اور اہل خبرت عرض کیا جاتا ہی کہ ایک عرصہ
سے اس کتاب کی تالیف اور تصنیف کا ارادہ تھا اور یہ ارادہ اُس دن سے ہوا تھا جبکہ مین
کتاب روس و انگلستان کو شائع کراچکا تھا اور ایک دن خدمت مین محب صادق جناب منشی
محمد سجاد حسین صاحب مالک اخبار اودھ پنچ اور آزاد بیٹھا ہوا تھا کہ بر سبیل تذکرہ جناب موصوف نے

فرمایا کہ ایک کتاب صرف افغانستان کے ملکی معاملات کی نسبت لکھنا چاہیے اور اُسمین یہ بھی
ظاہر کر دینا چاہیے کہ جب افغانستان درمیان روس و انگلستان
کے مقبوضات کے واقع ہوگیا ہے تو اسکا انجام کیا ہوتا ہی مگر مین اپنے ارادہ کو باین وجہ پورا
نہ کر سکا کہ اُسی زمانہ مین میرا جانا لاہور مین ہوا لاہور مین کوہ نور لاہور کا مین اڈیٹر تھا اور قریب
چار سال مین باوقات مختلفہ وہان رہا مگر اُس اخبار کے کامون سے فرصت نہ تھی کہ مین اس
کتاب کی ترتیب کی جانب متوجہ ہوتا ہان اس کتاب کیواسطے مواد جمع کرنے کا اچھا موقع اس
سرحدی شہر مین مل گیا یعنے سردار شیرین خان جنھون نے امیر دوست محمد خان کی لڑائیون مین
انگریزون کا ساتھ دیا تھا اُنکے لڑکون سے ملاقات ہوئی اور کئی مرتبہ افغانستان کے متعلق
بحث و مباحثہ رہا اور اُس سے بہت سے امور دریافت ہوے پھر ناجح محمد خان جو امیر شیر علیخان
کے عہد مین بلخ مین عہدہ دار تھے اور شاید محاسب یعنی اکونٹنٹ جنرل تھے وہ مجھپر بہت مہربان
تھے وہ بیان کرتے تھے کہ جب روس کا سفیر امیر شیر علی خان کے پاس کابل مین آیا تھا تو
وہ بھی اُسی زمانہ مین کابل جاتے تھے وہ بیان کرتے تھے کہ اُسکے کوچ و مقام کو مین برابر دیکھتا
جاتا تھا اسوقت مجھکو معلوم نہ تھا کہ یہ کون ہی اور کہان جاتا ہی جب کابل مین ہم اور وہ پہونچے
تو مین نے خیال کیا کہ یہ اجنبی آدمی اب کسکے مکان پر جائیگا اب مین اُسی کے ساتھ چلا جب امیر کا
ایوان دیکھا تو یہ وہان ٹھہر گیا اور گھوڑے کو چھوڑکر بے تحاشا ایوان مین داخل ہوکر اسقدر تو پوچھا
کہ امیر کہان ہین یہ امیر کے پاس پہونچا اور کہا کہ مین روس کا سفیر ہون آپ کے پاس آیا ہون یہان
تک تو مین ساتھ تھا پھر جو کچھ ہوا وہ سب کو معلوم ہی عیان راچہ بیان - مین مولوی سید محمد حسین
صاحب آزاد تخلص سے بھی ملا تھا وہ مجھپر کمال درجہ مہربان تھے اور ہفتہ مین دو تین مرتبہ خاص
میرے پاس مطبع مین تشریف لاتے تھے مینے ایک روز مولوی صاحب سے دریافت کیا کہ آپ
بھی پنڈت من پھول صاحب کے ساتھ ترکستان تشریف لے گئے تھے اُنھون نے فرمایا کہ ہان
مجھکو بھی گورنمنٹ نے اُنکا ہمسفر کیا تھا - مین نے سوال کیا کہ آپ اور پنڈت صاحب جس غایت سے
گئے تھے آپ نے وہان کیا دیکھا اُنھون نے کہا ہم بلخ کے راستہ سے گئے تھے شہر بلخ جو ایک زمانہ
مین بہت آباد تھا وہ اب ویران پڑا ہوا ہے کھنڈرات ہی کھنڈرات نظر آتے ہین یہ کہکر ایک

آہ سرد بھری اور کہا کہ اللہ اکبر بلخ وہ تھا کہ جب ملا جلال الدین رومی نے وہان وعظ کہا تھا تو
تین لاکھ آدمیون کا مجمع ہو گیا تھا یا اب سوائے سناٹے کے اور کچھ محسوس نہین ہوتا۔ بعدہٗ
بیان کیا کہ ہم سمرقند اور تاشقند گئے مگر وہان روسیون کی سرکار مین اجنبی گرفتار ہو جایا کرتے
تھے پس پنڈت صاحب تو زرگر کے بھیس مین شکارپور کے سنارون کی دوکان مین بیٹھے رہتے
تھے مین کبھی کبھی چرا چھپا کر ادھر اُدھر آیا کرتا تھا انھون نے تیمور کے مقبرہ کا بھی خوب حال
بیان کیا تھا مین کیا بیان کرون کہ مولوی صاحب کی صحبت سے مجھکو کیسا لطف آتا تھا
مولوی صاحب کی عادت تھی کہ وہ شام کو ضرور لاہور مین کسی نہ کسی سڑک کو اپنی ہوا خوری کیواسطے
منتخب کر لیا کرتے تھے اور میلون چلے جاتے تھے مجھکو بھی کئی مرتبہ اتفاق انکے ساتھ جانیکا ہوا راہ
مین کبھی مولوی صاحب مقبل وغیرہ کے فارسی مرثیہ سُناتے تھے اور کبھی اور کسی صاحب کے اشعار
اور کبھی افغانستان اور ترکستان کا بھی تذکرہ آجایا کرتا تھا پھر دوسری مرتبہ مولوی صاحب بہ شہر
سے مشہد مقدس گئے اور مین وہین تھا مولوی صاحب نے مجھسے کہا کہ غریب الغربا کی زیارت کیواسطے
اور ساز و سامان کی حاجت کیا ہی۔ ریل بیگ اٹھا لون گا اور چل کھڑا ہون گا۔ چنانچہ
مولوی صاحب اسی طرح روانہ بھی ہو گئے تھے افسوس ہی کہ جب مولوی صاحب واپس آئے تو
مین لاہور سے اپنے وطن چلا آیا تھا مگر انھون نے جلسہ احباب مین جو کچھ اپنی سیر و سیاحت
کے متعلق دیا تھا وہ اخبار عام مین چھپا تھا اُس سے معلوم ہوا کہ مولوی صاحب مشہد مقدس
کی زیارت کے بعد مشہد سے ہرات گئے اور ہرات مین فرامرز خان نے انکو طلب کیا لیکن
پروانون کے دکھانے سے اُسنے انکو چھوڑ دیا اور وہ قندھار مین ہو کر پھر وارد لاہور ہوئے۔ راستہ
مین انکو پٹھانون نے لوٹ بھی لیا تھا جب پھر مین لاہور گیا تو افسوس ہوا کہ مولوی صاحب کے
ہوش و حواس درست نہ تھے چنانچہ ایک روز جناب منشی نولکشور صاحب بیکنٹھ باشی مجھکو
انکے پاس لے گئے مین نے ہر چند عرض کیا کہ انکی حالت ایسی ہی مگر جناب ممدوح نے کہا کہ اجی
مولوی صاحب چلو بھی اُنسے کچھ کتابین لین گے اور چھپوائین گے اب مین اور منشی صاحب بگھی
مین سوار ہو کر گئے۔ لب سڑک کمیٹی نے ایک مکان اُنکو دے رکھا تھا اُسوقت اُنکے مکان کے
کواڑ بند تھے منشی صاحب تو بگھی مین بیٹھے رہے اور مجھکو بھیجا کہ جا کر پکار و آئین تو مین دیکھ رہا ہون

مین بھی آکر ملاقات کرون گا اب مین گیا اور آواز دی آواز کے ساتھ ہی مجھکو معلوم ہوا
کہ اندر سے کوئی دوڑا ہوا آتا ہے اسطرح پر کہ دروازہ کھولتے ہی وہ مجھکو مار بیٹھے گا اب
مین دروازہ سے ہٹ کر علیحدہ سامنے کھڑا ہوگیا دروازہ کھلنا تھا کہ مولوی صاحب اُسی
شکل سے برآمد ہوے جیسے کہ اُنھون نے آب حیات مین انشا اللہ خان کی لکھی ہی
اُنکے ہاتھ مین لکڑی نہ تھی مولوی صاحب کے ہاتھ مین ایک سونٹا تھا مین نے کہا کہ آپ
مجکو پہچانتے ہین اُنھون نے کہا کہ مین نہین پہچانتا کہ آپ کون ہین اگر مین پہلے سے ہٹکر علیحدہ
نہو جاؤن تو مولوی صاحب نکلتے ہی میری خبر لیلین اب مولوی صاحب نے پھر دروازہ
بند کر دیا اور اندر ہو رہے اور بندہ منشی صاحب قبلہ کے پاس پہونچگیا اور کہا کہ دیکھا آپنے
یہ کیسے از خود رفتہ ہوگئے ہین منشی صاحب بھی افسوس کرتے رہے اور فرمایا کہ دیکھ لیا اُنسے
اب ملاقات فضول ہی ۔ لاہور مین منشی بہاول خان صاحب سے بھی اور مجھ سے نہایت
اتحاد تھا بہاولخان صاحب ایک زمانہ مین ایران گئے تھے اور مشہد مقدس بھی ہو آئے تھے
اور اخیر مین وہ سرکار انگریزی کی جانب سے سردار ایوب خان کے پاس راولپنڈی مین
متعین تھے انکی زبانی بھی اکثر حالات افغانستان اور افغان قوم کے سننے مین آئے اور
سردار صاحب کی زبانی جو بیان کرتے تھے وہ انتہا دلچسپ تھے ۔ خاصکر ایک گھوڑے
کا حال جو بغداد سے سردار کو ملا تھا اور جسکا پشت نامہ سات سو برس کا تھا یہ عربی تھا اور
یہی وہ گھوڑا تھا کہ جب سردار صاحب طہران سے بھاگے تھے تو دو تین دن مین اس گھوڑے
نے انکو مشہد مقدس کے اطراف مین پہونچا دیا تھا یہ گھوڑا گوشت دُنبہ کا کھاتا تھا اور خود
سردار صاحب بہاول خان سے بیان کرتے تھے کہ ترکمانی گھوڑے بھی گوشت خور ہوتے
ہین جب ترکمان لوٹ مار کے واسطے اُسپر سوار ہوا کرتے ہین تو خرجی مین گوشت کی رانین
رکھ لیا کرتے ہین اور راستہ مین جس مقام پر انکو گوشت دیا جاتا ہی وہان گھوڑا کھڑا ہو کر اپنا منھ
سوار کی جانب کرتا ہے اگر فوراً اُسنے ران پیش کر دی تو خیر ورنہ فوراً اُسی سوار کو گرا کر گھوڑا
اُسکا خون پی لیتا ہی اور پھر لوٹ کر اپنے مقام پر جا کر کھڑا ہو جاتا ہی ۔ بہاول خانصاحب
اور بہت سے ملکی حالات افغانستان کے بیان کرتے رہتے تھے اور مین اور میرے

دوست میر نثار علی صاحب شہرت سنا کرتے تھے اور پھر ایک صاحب عبدالحلیم اعصم مرحوم سے
لاہور مین ملاقات ہوئی تھی جو گورنمنٹ انگریزی کی جانب سے غالباً کوہ قاف وغیرہ مین
اس غایت سے گئے تھے کہ روسیون کی فوج کے حالات دریافت کرین اور افغانستان
مین بھی اُنکا جانا ہوا تھا چنانچہ اپنے مشاہدات اُنھون نے بطور ایک رسالہ کے شایع بھی
کئے تھے اب ان سیاحون کے مشاہدات اور دیگر خان وخوانین کی زبانی جو کچھ معلوم ہوا
اس سے بھی مین نے اس کتاب کے واقعات مین چاشنی دی اور جب اسطرح پر بہت سا
مواد جمع ہوگیا تو مین نے ارادہ اس کتاب کے لکھنے کا کیا مگر پھر لکھ نہ سکا۔ اسکی وجہ یہ تھی کہ مین
حیدرآباد چلا گیا اور گورنمنٹ حیدرآباد کی جانب سے مجکو تاریخ رشیدالدین خان کی ترتیب
اور تہذیب پر مامور کیا گیا مین اسکی جانب مشغول ہوا اور جب وہ قریب ختم کے پہونچی تو مجکو
اطمینان ہوگیا اور ہجوم افکار اور کام سے فرصت ہوئی جسکی وجہ سے اس کتاب کے لکھنے کا
ارادہ پورا ہوسکتا تھا اب مین نے اسکو لکھنا شروع کردیا مگر جب مین بہت سا حصہ اسکا
لکھ چکا تو امیر عبدالرحمن خان کا انتقال ہوگیا پس جہان تک کتاب اُنکی حیات مین لکھی گئی
تھی اُسی مقام پر مین نے اُنکے انتقال کی خبر لکھدی ہی اور اب اس مقام پر ظاہر کردینا
ضرور ہی کہ امیر عبدالرحمن خان کے حالات جسقدر لکھے گئے ہین اور اُنکے حالات مین
جہان جہان امیر کا لفظ آیا ہی اس سے مراد امیر عبدالرحمن خان ہین اور کہین کہین تھا کی جگہ
پر ہی لکھدیا گیا ہی جسکو تھا سمجھنا چاہیے۔

مین یہ بھی ظاہر کرنا چاہتا ہون کہ مجکو کتب خانہ آصفیہ سے جسکے منتظم ایک عالم اور فاضل
مولوی سید تصدق حسین صاحب ہین اس کتاب کی تصنیف و تالیف مین بڑی مدد ملی
کیونکہ اس کتب خانہ مین جہان اور کتابون سے مدد ملی وہان کرنیل نیگ سبینڈ صاحب
کا سفرنامہ پامیر اور منچوریا اور منگولیا دیکھنے مین آیا۔ یہ وہی صاحب ہین جو لارڈ کرزن گورنر جنرل
ہندوستان کے ایران مین ہم سفر تھے اور حال مین رزیڈنٹ اندور اور اندور ریزیڈنسی
سے بوجہ اپنی لیاقت اور قابلیت اور سیر وسیاحت کے تجربون کے تبت مین
بھیجے گئے اور وہان ایک خاص کام ملکی انجام دے رہے ہین اس کتاب سے بھی مین نے

کسی قدر دلی ہی اور خاصکر اُس مقام سے جہان وشت منگولیا ہین اُنسے اور ایک عرب
سیاح سے ملاقات ہوئی تھی جسنے بیان کیا تھا کہ روس افغانستان کے متعلق ایسا ہی جیسا کہ
دو انگلیان بیچ کی اُنگلی پکڑے ہوے ہین۔

مین اس بیان کو بھی مناسب سمجھتا ہون کہ کئی سال کا عرصہ ہوا جب مین نے ایک مختصر
کتاب موسوم بہ روس و انگلستان لکھکر شائع کی تھی یہ کتاب ہندوستان مین نہایت پسند ہوئی
یہان تک کہ دوسری مرتبہ چھپ کر شائع ہوئی اور مجکو یاد ہی کہ غالباً ایک جلد اسکی امیر
عبدالرحمن خان کے ایجنٹ متعینہ کابل کی معرفت امیر صاحب کی خدمت مین بھیجی گئی تھی اور
آقا سید محمد حسن جو ایران مین پریس کمشنری کی خدمت پر ممتاز تھے اور شاید اب بھی ہون
اور جنکو ترجمان کی بھی خدمت سپرد تھی اور اڈیٹر بھی اخبارات اطلاع اور ایران اور شرف
کے تھے اُنھون نے ناصر الدین شاہ بادشاہ ایران کے ملاحظہ کے واسطے میجر کوما نور کی معرفت
منگائی تھی اور معزز اور جلیل القدر صاحبان انگریز جنمین سے ایک سر آکلینڈ کالون صاحب
سابق لفٹنٹ گورنر بہادر ممالک مغربی و شمالی تھے کہ انکو اردو زبان مین بھی کامل دستگاہ تھی
اُنھون نے اُسکو پڑھکر نہایت پسند فرمایا اور مصنف کے حالات ڈپٹی کمشنر ضلع سے سرکاری طور
پر دریافت کیے۔ پھر مین نے اس کتاب کی ایک جلد اس زمانہ کے لفٹنٹ گورنر پنجاب کی خدمت
مین روانہ کی جنھون نے اپنے سکرٹیری سرشتہ تعلیم کی معرفت ذیل کی چٹھی میرے پاس بھیجی

ترجمہ چٹھی حضور لفٹنٹ گورنر پنجاب

بخدمت مولوی سید محمد حسین صاحب اڈیٹر کوہ نور لاہور

مصنف روس و انگلستان

دفتر صاحب انڈر سکرٹیری گورنمنٹ پنجاب سرشتہ تعلیم شملہ

۹ جولائی سنہ ۱۸۹۰ عیسوی

جناب من۔ مجھے ہز آنر حضور لفٹنٹ گورنر نے خواہش ظاہر فرمائی ہی کہ مین آپ کی چٹھی مورخہ
۱۰ ماہ گذشتہ کی جو صاحب پرایوٹ سکرٹیری کے نام کی تھی مع ایک جلد کتاب موسومہ روس

و انگلستان کے موصولی کا اعتراف کرون۔

مجھ سے آپ کی کتاب کیواسطے جو لیاقت اور قابلیت کے ساتھ لکھی گئی ہی شکریہ ادا کرنے اور یہ کہنے کی ہدایت ہوئی ہی کہ ہز آنر آپ کی لیاقت کے جو آپ نے اس مین ظاہر کی ہی اور اُن نیک مقاصد سے کامل طور پر مداح ہین جنسے آپ کو اسکے تصنیف کرنے کی تحریص ہوئی ہے فقط

آپ کا خادم ڈبلیو ار یم ہالرائڈ

اور دوسری چھٹی مسٹر اے ویمبری صاحب سیاح وسط ایشیا کی ہی جنھون نے سردار یعقوب خان گورنر ہرات سے ہرات مین ملاقات کی تھی اور خوارزم مین شاہ خیوا سے اور جنکا سفرنامہ ترجمہ ہوکر ہمارے دوست منشی محبوب عالم نے اردو مین شایع کیا ہی یہ نہایت دلچسپ ہے اور یہ ویمبری صاحب وہی ہین جنھون نے واپسی کیوقت انگلستان مین لارڈ پامرسٹن صاحب وزیر اعظم انگلستان سے ملاقات کی تھی اور کہدیا تھا کہ روس افغانستان سے ہندوستان کیجانب پیشقدمی کرتا ہوا جاتا ہی اور پیرس مین نپولین سیوم شہنشاہ فرانس سے ملاقات کی اور اُنسے بھی ایسا ہی کچھ بیان کیا تھا یہ فارسی اور ترکی زبانون سے بھی واقف ہین چنانچہ ذیل کی چھٹی انگریزی زبان مین ہی اور اخیر مین لفظ رشید آفندی خاص اُنھین کے قلم سے فارسی مین لکھا ہوا ہے۔

ترجمہ چھٹی مسٹر اے ویمبری صاحب

مورخہ ۸ جون ۱۸۹۰ عیسوی از مقام بڈھاپست یورپ

جنابمن آپکا خط مورخہ ۲۸ اپریل مجکو پہونچا مگر کتاب نہین پہونچی جسکی کہ مجکو نہایت خواہش ہی کیونکہ بہت فوائد متعلقہ ہند سے مجکو دلچسپی ہی اور وہ اس کتاب سے دریافت ہو سکتے ہین۔

اے ویمبری رشید آفندی

بعد سکے التماس یہ ہی کہ جب مین کتاب وسن انگلستان کو ختم کرکے شایع کرچکا اور اس کتاب کے لکھنے کی نوبت آئی تو وہ خیالات جو مین نے سابق مین وسن انگلستان مین ظاہر کیے تھے اُنھین سے اکثر واقعات اور رائین اس کتاب مین بھی درج کردی ہین اور اس تاریخ افغانستان کے لکھنے مین جو سامان مین نے جمع کیا فقط اُسکو اسطرح پر مدتون کی تحقیق کے بعد بطور ایک مجموعہ کے لکھکر پبلک کے روبرو پیش کیا ہی۔ امید کرتا ہون کہ اب بھی اگر کہین غلطی رہگئی ہو تو معاف فرمایا جاؤن۔

سید محمد حسین اغلب

مقدمہ

علم تاریخ گذشتہ زمانہ مین علم تاریخ کا موضوع رزم و بزم کے واقعات کا ایک جا جمع کر دینا تھا اور اس زمانہ مین جسکو کہ جرح اور قدح اور تنقیح اور تنقید کا زمانہ کہہ سکتے ہین اوس پرانے زمانہ کے تاریخی واقعات کو تیرہ و تار سمجھا جاتا ہے مگر اسمین قول فیصل بجز اسکے کیا ہے کہ اوس زمانہ مین حدوث اور صدور واقعات کا سلسلہ جاری تو ضرور تھا مگر صرف بطور قصہ کہانی کے لوگون کو یاد رہتے تھے تاریخ کی قوت اونکو حاصل نہ تھی جب فن کتابت کا آغاز ہوا ہوگا تو تاریخ نویسی بھی شروع ہوتی ہوگی اسلیے ہم اون مورخین کو خواہ وہ عبرانی ہون خواہ یونانی یا عربی قابل فخر اور اس علم کا موجد سمجھتے ہین جنھون نے واقعات تاریخی کو جمع کیا جب ایک علم موجود نہین ہوتا تو اوسکا موجود کر دینا دشوار ہے یہی حال علم تاریخ کا رہا ہے یعنی ابتدا مین صرف واقعات جمع کر دیے جاتے تھے اور یہ تو اس زمانہ مین ہوا ہے کہ واقعات کی تنقید کیجاتی ہے اور اوسپر رائین قایم ہوتی ہین۔

علم تاریخ کی تعریف کتاب کشف الظنون کے مصنف اور مؤلف نے یہ کی ہے کہ اس علم سے گذشتہ زمانے کے واقعات اور حالات معلوم ہوتے ہین اور اوسنے آیندہ کے واسطے انسان کو تجربہ اور تعلیم حاصل ہوتی رہتی ہے۔ اور اس زمانہ کی تاریخ نویسی کی تعریف علامہ ابن خلدون نے اسطرح پر کی ہے کہ تاریخ مین صرف واقعات ہی نہون بلکہ اون واقعات کو جرح اور قدح کے بعد درج کر دینا چاہیے اور اوسنے نتائج پیدا کرکے رائے قائم کرنا چاہیے۔ مسلمانون مین یہی پہلا شخص ہے جس نے کہ تاریخ نویسی کے متعلق اپنے مقدمہ مین چند اصول لکھے ہین جو مشرقی مورخون

کیواسطے ایک قابل قدر دستور العمل ہوسکتا ہے مگر یہ عجیب بات ہے کہ ابن خلدون نے لکھنے کو تو ایسا لکھا ہے مگر خود اس شمع کی روشنی سے محروم رہا ہے یعنی اوسنے اپنی تالیف کی ہوئی کتابون مین اسپر بالکل التفات نہین کیا لیکن وہی اول مورخ ہے جس نے کہ اس طرح کی بنیاد قائم کی تھی اوسکے بعد اہل یورپ نے جہان اور علوم فنون مین ترقی کر رکھی ہے وہان علم تاریخ مین بھی اونھون نے قابل تعریف ترقی کی ہے اونھون نے تاریخ اسی کا نام رکھ لیا ہے کہ واقعات ہون اور اونپر رائین ہون یہی فلسفہ تاریخ ہے اوسی پر اونکا عمل ہے۔

اب ہم چند فوائد علم تاریخ کے متعلق لکھتے ہین اور وہ حسب ذیل ہین۔

نفائس وفضائل علم تاریخ۔

(ترجمہ از دیباچہ کتاب تاریخ فیروز شاہی تصنیف ضیاءالدین برنی)

بزرگان دین و دولت نے علم تاریخ کی بہت نفاستین اور خوبیان کی ہین اور لکھی ہین پہلی نفاست علم تاریخ کی یہ ہے کہ کلام خدا یعنے کتب سماویہ مین سلاطین اور انبیا کے اخبار وحکایات مذکور ہین اور جو لوگ حاکم و آمر بنی آدم تھے اونکی جباری وقہاری کا تذکرہ ہے۔ اور یہی علم تاریخ ہے جو باعث عبرت ہے۔ دوسری نفاست یہ ہے کہ علم حدیث علم تفسیر کے بعد نفیس و نافع ترین علوم سے ہے اور علم تاریخ کو حدیث سے اس لیئے ضروری تعلق ہے کہ تاریخ سے راویون کے حالات اور ماجرائے ورود احادیث اور معاملات جہاد اور تقدیم و تاخیر زمانہ احادیث ناسخ و منسوخ کا علم ہوتا ہے ائمہ حدیث نے کہا ہے کہ علم الحدیث و علم التاریخ توامان یعنے حدیث اور تاریخ کے دونون علم توام ہین۔

تیسری نفاست یہ ہے کہ علم تاریخ سے عقل و شعور مین ترقی ہوتی ہے۔ دوسرون کے تجربے معلوم کر کے آدمی صاحب تجربہ ہوسکتا ہے۔

ارسطاطالیس اور بزرجمہر کا قول ہے کہ علم تاریخ معین و موئد راے کا ہے
چوتھی نفاست یہ ہے کہ علم تاریخ سے زمانہ کے واقعات و حوادث کا علم ہوتا ہے وزرا سلاطین کو اگر کوئی صعوبت و دقت پیش آتی ہے تو وہ بھی تاریخ کی مدد سے وہی تدبیرین اختیار کر سکتے ہین جو متقدمین نے کی ہون اور اونکا دل قوی رہتا ہے اور امید منقطع نہین ہوتی ۔
پانچوین نفاست یہ ہے جب انبیاء[له] کے حوادث و مصائب اور اونکے صبر کا حال معلوم ہوتا ہے تو آدمی کو اپنی مصائب مین صبر کرنے کا خیال ہوتا ہے جب اونکا بلاؤن سے نجات پانا معلوم ہوتا ہے تو تاریخ کے جاننے والون کو بھی امید کا وسیلہ ہوتا ہے ۔

له یہ بات جو ضیاء الدین برنی نے لکھی ہے کہ تاریخ کے پڑھنے سے انبیاء کا صبر اور استقلال معلوم ہوتا ہے اور اوس سے دوسرون کو تعلیم حاصل ہوتی ہے ہم اسمین جناب امام حسین علیہ السلام کا صبر اور استقلال شامل کرنا چاہتے ہین اور وہ یہ ہے کہ جو مصیبت اور تکلیف آپ پر گذری وہ کسی نبی اور رسول پر نہین گذری یہانتک کہ مورخین نے صاف صاف لکھدیا ہے ۔ کہ مردون مین حضرت امام مظلوم پر جو مصائب اور تکالیف گذرے اور آپ نے برداشت کیے اور صبر اور استقلال کو دخل دیا وہ دنیا مین کسی پر نہین گذرے اور نہ کسی نے ایسا صبر اور استقلال ظاہر کیا اور دنیا کی عورتون مین حضرت زینب نے جو مصیبت اور تکلیف کربلا مین اور شام تک اوٹھائی وہ ابتداے خلقت سے کسی عورت نے برداشت نہین کی یہی تاریخین صداقتین ہین جنکے مقابل مین اور صداقتین کسی تاریخ مین پائی نہین جاتین اور یہ جو کچھ ہوا اور گذرا وہ صرف اسلام کے واسطے تھا اور ہم کہہ سکتے ہین کہ صداقت اور سچائی کا خاتمہ آپ ہی پر ہوا تاریخ مین کسی مورخ نے یہ نہین لکھا کہ جیسی مصیبتین اور تکلیفین آپ پر گذرین وہ انبیاء ما سبق مین سے کسی نبی اور رسول پر گذرین ہین یہ مصائب اور تکالیف اور اوسپر آپکا یہ صبر اور استقلال کوئی فرضی اور خیالی نہین ہے بلکہ اول جس مورخ نے اسکو لکھا ہے اوسکا نام ابو مخنف تھا اوسکا دادا یا پردادا اوس وقت تھا جبکہ کربلا کے واقعات کے دیکھنے والے موجود تھے اور ساٹھ یا اس سے کچھ زیادہ سال گذر چکے تھے وغیرہ

چھٹی نفاست یہ ہے کہ علم تاریخ سے عادل اور نیک کردار لوگون کی اعلی مدارج اور جبار و
قہار لوگون کے ناکامی اور برائی معلوم ہوتی ہے جس سے خلفا و سلاطین نیک طینت
خیر کی جانب مائل ہوتے ہین۔
ساتوین نفاست یہ ہے کہ علم تاریخ کے لیئے صدق و راستی لازم ہے اور بزرگان سلف
وخلف کا قول ہے کہ تاریخ کی بنیاد سچائی پر ہے چونکہ تاریخ مین حدیث کی طرح سند نہین
بیان ہوتی لہذا مورخ کو مشہور بہ صدق وعدالت اور اہل اعتبار سے ہونا چاہیئے
آپ وغیرہ کے جملہ مورخین اپنے اپنے زمانہ مین معتبر اشخاص سے تھے چنانچہ امام محمد[۱] اسحاق
صحابی کے فرزند تھے اور ائمہ حدیث مین شمار کیے جاتے ہین انکی کتاب "سیر النبی
و آثار اصحابہ" ہے۔ امام[۲] واقدی رح بھی صحابی کے فرزند تھے اور ائمہ حدیث مین انکا
بھی شمار ہے معتبرین کے کتب مین جو انسے منقول ہے وہ معتبر ہے مغازی واقدی
انکی کتاب ہے امام اصمعی رح قرات اور بلاغت کے امام اور اوستاد تھے۔ امام محمد رح
بخاری علم حدیث کے علما جلیل الشان سے ہین اور ائمہ تاریخ کے بھی ہمسر ہین انکی

(۱) مختلف اخبار منتشر اوراق مین لکھا جاتا تھا اوسکے بعد اوسکے پوتے یا پرپوتے نے اونھین
اوراق کو جمع کیا اور حمید ابن مسلم یزید کے اخبار نویس نے علیحدہ واقعات یزید کو لکھے تھے
وہ بھی جہان تک مل سکے کتابون مین درج ہین اب انسے بڑھکر اور کیا ثبوت تاریخی
ہوسکتا ہے ان سبنے باتفاق آپکی شجاعت اور صداقت اور صبر اور استقلال کو
ظاہر کیا ہے اس مین کچھ اختلاف نہین ہے صرف اختلاف جس امر مین ہے وہ یہ ہے
کہ یزید کے لشکر کی تعداد کیا تھی اور یہ کہ ہاشمی جوانمردون نے یزید کے لشکر کے
آدمیون کو کس تعداد تک قتل کیا ہے لیکن ابو مخنف کے مورخ دینوری اور طبری نے
آپ کے صبر اور استقلال کو ظاہر کیا ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ سے بڑھکر دنیا
مین کوئی صابر اور شاکر نہین ہوا اور آپ کے حالات اور واقعات کربلا سے صداقت
اور سچائی کی ایک ایسی تعلیم پیدا ہوتی ہے کہ اوسکا مقابلہ انسانی طبقات مین نہ کوئی
کرسکا اور نہ کرسکیگا۔

روایت کی بے حد توصیف کیجاتی ہے - اور امام ثعلبیؒ وامام مقدسیؒ وامام دینوریؒ وامام ہیثمؒ وامام طبریؒ بھی معتبر مورخین ہین اور صاحبان تفسیر بھی ہین - عجم کے مورخین بھی اپنے زمانہ کے اکابر ومعارف سے تھے - چنانچہ فردوسی و بیہقی و صاحب تاریخ آئین ومولف تاریخ کسروی ومولف تاریخ یمینی وعتبی ہر ایک اپنے زمانہ مین اکابر واشراف اور اہل اعتبار سے تھا -

آخر دار الملک دہلی کے مورخین بھی اپنے زمانہ کے معتبرین سے تھے چنانچہ خواجہ صدر نظامی مصنف تاج المآثر اور مولانا صدر الدین عرفی مولف جامع الحکایات اور قاضی صدر جہان منہاج جورجانی مولف طبقات ناصری اور کبیر الدین پسر تاج الدین عراقی چارون مورخ معتبر اور معظم و مکرم و مبجل تھے - آخر الذکر نے عہد علائی مین سلطان علاء الدین کے فتحنامے لکھے ہین اور جادو نگاری سے کام لیا ہے -

علاوہ ان تاریخی فوائد کے بہت سے اصول تاریخ کے متعلق ایسے ہین کہ اونکو ظاہر کر دینا مناسب ہے -

(اول) جب تاریخی واقعات پیش نظر ہون تو عقل اور قیاس سے کام لینا چاہیے اور یہی معیار واقعات کے صدق اور کذب کے جانچنے کی ہے مثلاً جو لوگ معمولی اور سرسری طور پر واقعات تاریخی پڑھتے ہین اونکو صرف لفظ پرستی سے تعلق رہتا ہے اور وہ لفظون کو اپنا معبود سمجھتے ہین اور واقعات کے جانچنے مین اپنے دماغ کو صرف نہین کرتے مثلاً توریت مین لکھا ہوا ہے کہ جب حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہم السلام نے فرعون سے بنی اسرائیل کی رہائی کے متعلق حسب الہام ربانی گفتگو فرمائی تھی تو اوسوقت بنی اسرائیل کی تعداد چالیس لاکھ تھی اور یہی تعداد اوسوقت تک باقی رہی ہوگی جبکہ حضرت موسیٰؑ نے بنی اسرائیل کو اپنے ہمراہ لیکر رود نیل کو عبور فرمایا تھا اب خیال کرنا چاہیئے کہ جب چالیس لاکھ بنی اسرائیل مصر مین تھے تو مصر کے اصلی باشندون کی تعداد مزید بران ہوگی اور

اوس زمانہ مین مصر کی وسعت ایسی کہان ثابت ہوتی ہے جس مین کہ یہ لکھوکھا آدمی
بود و باش رکھتے ہون علاوہ ازین یہ بھی خلاف عقل ہے کہ حضرت یعقوبؑ کی اولاد
چارسو برس مین اسقدر مصر مین بڑھگئی ہو کسواسطے کہ جب مصر مین حضرت یوسف
نے حضرت یعقوبؑ کو طلب فرمایا تھا تو سترہ برس کے مسافرانہ قیام کے بعد آپ نے
وہین انتقال فرمایا تھا اوسوقت تک حضرت یعقوبؑ کی اولاد کا شمار مصر مین معدودی
چند تھا لیس سمجھ مین نہین آسکتا کہ چارسو برس مین آپکی اولاد بڑھکر چالیس لاکھ تک
کیونکر ہوگئی اگر حساب لگایا جائے تو اسقدر کسی آدمی کی اولاد کی ترقی محالات عقلی سے
ہے پھر غور کرنا چاہیئے کہ جب حضرت موسیٰ بنی اسرائیل کو لیکر بیابان پہنچے اوس
بیابان کا رقبۂ اراضی اسدرجہ وسیع نہ تھا جسمین اسقدر تعداد کے بنی اسرائیل سماسکتے
پھر یہ امر غور طلب ہے کہ حضرت موسیٰؑ اوس بیابان مین صرف بنی اسرائیل کے
معاملات کا تصفیہ فرماتے تھے اور حضرت ہارون بنی اسرائیل کے خیمہ و خرگاہ کے منتظم
تھے اب یہ امر بالکل عقل کے خلاف پایا جاتا ہے کہ چالیس لاکھ کا انتظام تنہا
حضرت ہارون کرتے ہون لیس ایسے ایسے واقعات کو جو لوگ بنظر سرسری دیکھتے
ہین اور عقل کو دخل نہین دیتے وہ صرف واقعات کے پڑھ لینے والے ہین اور
جو لوگ عقل کو دخل دیتے ہین اور جرح و قدح واقعات پر کرتے رہتے ہین وہ ان
واقعات کو کب تسلیم کرنے والے ہین قطع نظر اسکے ایک واقعہ اور بھی تاریخون
مین درج ہے اور وہ یہ ہے کہ فرعون نے ایک عالیشان مکان اس خیال سے بنوایا
تھا کہ اوس پر چڑھکر خدا سے جنگ کریگا اور اوس مکان کی بلندی ڈیڑھ برس کی
مسافت پر ختم ہوتی تھی اب جو لوگ عقل سے کام نہین لیتے وہ تو ایسے واقعات
کو صحیح اور سچا سمجھتے ہونگے اور جو عقل کو دخل دیتے ہین وہ اس واقعہ کو اور مثل
اسکے اور واقعات کو ہرگز صحیح نہین سمجھ سکتے۔

دوم ۔ ہر مورخ کو لازم ہے کہ اس اصول کو بھی مدنظر رکھے کہ دنیا کے بادشاہون
اور حکمرانون کے نظم و نسق کے تاریخی حالات کیونکر لکھے گئے ہین ۔ اور اب لکھنے

والے لکھتے ہین یہ بات ایسی ہے کہ اونھین کے لکھنے پر یقین نہ کرلینا چاہیے بلکہ دیکھنا
چاہیئے کہ جن قومون پر وہ حکومت کرتے ہین اونکے لائق افراد اوس حکومت کو کیسا
سمجھتے ہین یہ ایک اصولی نیتجہ تاریخ کا ہے جو نہایت ضروری اور کارآمد ثابت ہوسکتا
ہے اور تاوقتیکہ ان دونون کو ملاکر حکومت پر رائے قائم نہ کیجائے اوس حکومت
کے وقعت قومی اور مذہبی افراد کی رائے پر نہین ہوسکتی ہم بطور مثال کے یہ پیش کرنا
چاہتے ہین کہ تمام ہندوستان مین برٹش حکومت کا آفتاب درخشان اور تابان
ہے اور دنیا مین کسی حکومت کو یہ فخر اور افتخار حاصل نہین ہے جو اسکو ہے مگر برٹش
قومی حقوق اوس حکومت مین ایسے شریک کرلیے گئے ہین کہ غیر ممالک کی رعایا کے
کے حقوق لیست نظر آتے ہین اور اونکو ہندوستان کے باشندے اچھا نہین سمجھتے
اور یہی وجہ ہے کہ جب کوئی مسئلہ قومی امتیاز کے متعلق پیش آجاتا ہے تو قومی خصوصیات
سے سیاہ اور سفید رنگ مین ایسا امتیاز کردیا جاتا ہے جس سے کہ حاکم اور محکوم کا
انصاف علیحدہ علیحدہ نظر آتا ہے اور ایک دوسرا جب ملک کی تاریخ لکھتا ہے تو وہ
تاریخ بھی عجیب وغریب ہوتی ہے ۔

سوم ۔ زمانہ سابق مین عرب مورخ متکلم کی وقعت سے اوسکے کلام کی وقعت سمجھتے تھے
اور کلام کی تحقیق اور تدقیق نہ کرتے تھے زمانہ حال کا یہ تاریخی اصول قابل عمل ہے کہ
متکلم اور کلام دونون پر غور کیا جاتا ہے یعنی واقعات پر بھی غور ہوتا ہے اور واقعات
بیان کرنے والے کی حالت بھی دیکھی جاتی ہے مثلاً ممکن ہے کہ ایک معزز شخص جو
تاریخ کو سرسری نظر سے دیکھتا رہتا ہو اور عوام کی افواہون کو مانتا ہو یہ کہدے
کہ ایک شخص کنکڑ دن کو نگل گیا ہے اور اوسکو کچھ ضرر نہین پہونچا ہے تو کیا یہ متکلم کا
کلام عقل وقیاس مین آسکتا ہے ہمکو چاہیے کہ اس واقعہ کی جانچ مین عقل کو دخل
دین اور اس واقعہ کو ہرگز تسلیم نہ کرین گو متکلم کیسا ہی معزز وممتاز ہو ۔

چہارم ۔ ایک مورخ کا یہ بھی کام ہے کہ وہ راست بازی اور صداقت شعاری سے
تاریخ لکھے مگر یہ الفاظ لکھنے سب آتے ہین اور عمل جیسا کہ چاہیئے ویسا نہین کیاجاتا

اور اسکا سبب بادشاہون کی ملازمت اور اونکی حضوری مین رسوخ اور حکومت کا خوف تھا اور اب بھی ہے اور جب یہ موانع تھے تو کیونکر یقین ہو سکتا ہے کہ ہر مورخ تاریخ نویسی کا فرض ادا کرتا رہا ہو وہ اشارے اور کنایہ مین جو کچھ بیان کرگئے ہین اور مختلف واقعات لکھ گئے ہین اونکو پیش نظر کرکے تاوقتیکہ کامل طور پر واقعات کی موشگافی نہو گی اور مختلف تاریخون پر غور نہ کیا جائیگا اور واقعات کو باہم مقابلہ کرکے قرائن عقلی سے کام نہ لیا جائیگا اوسوقت تک حق و باطل مین امتیاز نہین ہو سکتا اور نہ صحیح راے قائم ہو سکتی ۔

پنجم ۔ یہ تاریخی اصول بھی لائق لحاظ ہے کہ تاریخی واقعات کو تاریخی واقعات سے رد کرنا چاہیئے اور واقعات نہون تو قیاس سے کام لینا چاہیے ۔ مگر وہ قیاس ایسا ہو کہ قریب الفہم ہو نہ کہ بعید الفہم اب اس مقام پر غور کرنا چاہیئے کہ ابن بطوطہ نے جو حالات ایک دلی کے بادشاہ کے جود و سخا کے چشم دید اپنے سفر نامہ مین لکھے ہین اونکو ابن خلدان نے عقل و قیاس کی بنیاد پر باطل ٹھہرایا اور حیرت ظاہر کی ہے کہ ایسی سخاوت اور داد و دہش غیر ممکن ہے یہ حیرت ابن خلدون کو اسوجہ سے ہوئی کہ جس ملک کا یہ لائق مورخ رہنے والا تھا اور نیز اور دنیا کے ممالک کے بادشاہون مین جود و سخا کی عادت کبھی وہ نہ تھی جو ہندوستان کے باشندون کے خمیر مین ہے خصوصًا اس ولایت کے رؤسا اور بادشاہون کے حالات جود و سخا سے تاریخین مالا مال ہین پس ابن خلدون نے جن وجوہ سے اپنا قیاس ظاہر کیا وہ اسوجہ سے تھا کہ اوس نے ایسے سخاوت کے حالات نہ دیکھے تھے اور نہ کتابون مین پڑھے تھے اسیطرح پر ابن خلدون نے ہارون رشید کے متعلق یہ بیان کیا ہے کہ وہ شراب نہین پیتا تھا اور محض اس قیاس سے کہ وہ مسلمان اور مسلمانون کا خلیفہ تھا اور اوسکے تقوے اور طہارت سے یہ بات بعید تھی کہ وہ ایسی نجس اور حرام چیز کو اختیار کرتا حالانکہ ابن خلدون کے قیاس کے خلاف واقعات پائے جاتے ہین اور وہ صحیح معلوم ہوتے ہین ۔

ششم - یہ بھی تاریخی اصول اس زمانہ مین مسلم ہے کہ جہانتک ہو سکے دروغ مصلحت آمیز بہ از راستی فتنہ انگیز پر عمل کیا جائے چنانچہ یورپ کی سلطنتون مین جب کبھی بڑے سے بڑے معاملات پولٹیکل پیش آجایا کرتے ہین تو اسی مقولہ پر عمل کیا جاتا ہے اور جب ایک عرصہ کے بعد وہ واقعات تاریخ ہو جاتے ہین تو اون سلطنتون کے مورخین اپنے ملکی اور قومی تائید کے لحاظ سے تاریخون مین ایسی رنگ آمیزی کر گذرتے ہین کہ جسمین سچائی بہت کم ہوا کرتی ہے برٹش پارلیمنٹ پر نظر کرنا چاہئیے کہ جب کبھی افغانستان اور روس کے تعلقات پیش ہوتے ہین تو بجواب و سوال ممبران پارلیمنٹ وزرا ایسے فقرے تراشتے ہین کہ اونکے گول گھاؤ کا سمجھنا دشوار ہو جاتا ہے اور یہ سمجھ مین اوسیوقت آتے ہین کہ جب گذشتہ اور موجودہ واقعات پر غور کیا جاتا ہے اوسوقت اون جوابون کی قلعی کھل جاتی ہے پس زمانہ حال کا مورخ اگر اونھین فقرات کو قلمبند کردے تو یہ واقعات کا لکھنا ہوگا اور ایسا لکھنا دوسرون کی سمجھ کیواسطے کافی نہین ہو سکتا کیونکہ وہ واقعات مصلحت کے لباس مین ظاہر کیے جاتے ہین اور دروغ مصلحت آمیز سے خالی نہین ہوتے جبتک اوپر بحث کرکے معقول رائے قائم نہ کیجائے وہ قابل تشفی اور اطمینان نہین ہو سکتے -

ہفتم - تاریخ نویسی کا اصول یہ بھی ہے کہ جس زمانہ کی تاریخ لکھی جائے اوس زمانے کے کتبون اور خطوط وغیرہ کی تلاش کیجائے اگر خطوط وغیرہ دستیاب ہو جائین تو اوس سے بڑھکر ثبوت واقعات کا اور نہین ہو سکتا جو اخبار اور روایات اونکے خلاف ہون اونکو پایۂ اعتبار سے ساقط سمجھنا چاہئیے -

ہشتم - یہ اصول بھی لائق عمل ہے اور اسپر غور کرنا چاہئیے کہ جب فاتح کسی غیر ملک کو فتح کرتا ہے تو اوسکی حالت یہ ہوتی ہے کہ وہ اسوقت کسی کی ہستی اور حقیقت نہین سمجھتا ہے مگر جب اوس ملک مین امن و امان پیدا کرکے حکومت شروع کردیتا ہے تو اوسکی حالت اور ہو جاتی ہے اب ہر مورخ

کو دیکھنا چاہیئے کہ فاتح کی ابتدائی حالت کیون ایسی ہوجایا کرتی ہے یہ اسی وجہ سے ہوتی ہے کہ وہ فتحیابی کے نشہ مین سرشار ہوتا ہے پس اوسکی اس حالت سے یہ نتیجہ نکالنا چاہیئے کہ وہ کیسا حکمران ہوگا مثلاً جب عربون نے ملک مصر کو فتح کیا تو مصر کے سردار عربون کے سپاہ سالار کے پاس آئے اور بموجب تحریر ابن خلدون وہ اس پیرایہ مین طالب مراعات ہوے اور سپہ سالار سے کہا کہ ہم آپکے پیغمبر کے عزیز ہین۔ اُنھون نے اسواسطے یہ کہا تھا کہ حضرت ہاجرہ مصری تھین اور حضرت اسمعیل ؑ کی والدہ ماجدہ تھین اور حضرت اسمعیل ؑ ہی آنحضرت ؐ کے جد اعلیٰ تھے مگر اسکا جواب سپہ سالار نے یہ دیا کہ ایسے بعید رشتون کی ہم کچھ قدر اور منزلت کرنا نہین چاہتے اب غور طلب یہ ہے کہ اگر فاتح کی قبل مصر پر چڑھائی کے کوئی غرض ملک گیری کے متعلق مصر کے باشندون سے ہوتی تو اوسوقت وہ ایسے رشتے اور عزیزداریان پیش کرکے اپنا مطلب نکالنے مین کوشش کرتے مگر جبکہ وہ فاتح مصر کے ہوگئے تو مفتوحہ رعایا نے جو امر پیش کیا کہ اوس عزیزداری کی قدر کرنے والے اب نہین رہے اور ہم ایسی قرابت کے تسلیم کرنے والون مین نہین ہین پس تاریخ نویسی کا اصول یہ ٹھہرا اور ہر وقت تاریخ لکھنے کے اسپر غور کرلینا چاہیئے کہ ایسے واقعات کی نوعیت کیا ہے اور اوسی پر رائے قائم کرنا چاہیئے۔

نہم - یہ اصول بھی لائق پابندی ہے اور ہر مورخ کیواسطے مناسب اور زیبا ہے کہ قبل کسی تاریخ کے لکھنے کے جہانتک ممکن ہو تاریخ کی کتابون کو جمع کرے اور اونمین سے واقعات اور حالات منتخب کرے اسواسطے کہ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ واقعات کے نہ ملنے سے دیگر واقعات جو ملتے ہین اونمین غلطی ہوجاتی ہے اور صحیح واقعات پر صحیح رائے قائم نہین ہوسکتی کیونکہ تاریخ کا اصلی اصول یہ ہی کہ جب واقعات صحیح ہوتے ہین تو اونکا نتیجہ بھی صحیح ہوتا ہے اور اونپر رائے بھی صحیح قائم ہوسکتی ہے اور جب ایسا نہین ہوتا اور بنیاد مضبوط نہین ہوتی تو نہ رائے صحیح ہوسکتی ہے اور جسقدر خیالی اور فرضی تعمیر کیجاتی ہے اوسکو

بے بنیاد کی تعمیر سمجھنا چاہیئے یہی وجہ ہے کہ جن ملکون کی تاریخین لکھی گئین ہین اونھین ملکون
کے متعلق سیاحون کے سفر نامے اور دیگر کتب تاریخ جو اون مورخین کو دستیاب نہین
ہوئی تھین تو بعد اون مورخین کے جب کسی مورخ نے اوسی ملک کی تاریخ لکھی ہے
تو ایک ہی حال کو اون سفر ناموں وغیرہ کی بنیاد پر واقعات کو تبدیل یا ترمیم کرنا
پڑا ہے اور ہر ایک کے لکھے ہوے واقعات کے مقابلہ کرنے سے یہ اصولی نتیجہ
پیدا کیا گیا ہے —

صرف ہم ہی اس اصول کے پابند کرانے والے نہین ہین بلکہ ابن خلدون
اپنی تاریخ کی ایک جلد مین لکھتا ہے کہ بیت المقدس کے واقعات اور حالات
جو اوس زمانہ کی تاریخون مین درج ہوے تھے اونمین وہ حالات رہ گئے تھے۔
جو یوسف ابن کرون لکھ گیا تھا مگر اوسکی کتاب کے نہ ملنے سے جو حالات ہر مورخ
کے پیش نظر تھے وہ یا تو مجمل تھے یا بالکل اون کتابون مین نہ تھے ابن خلدون کو
اوس کتاب کے ملنے سے اوس ساری کتاب کا ترجمہ کر دینا پڑا اور جو حالات دوسری
کتابون مین تھے اونکو بھی اوسنے بالمقابل لکھدیا ہے جنسے معلوم ہوتا ہے۔ کہ
بیت المقدس کی حفاظت کیواسطے یہودیون نے وہ کیا تکلیفین اور مصیبتین تھی جو برداشت
نہین کین اور دنیا مین اوس زمانہ کے اعتبار سے یہودی ہی ایسے ثابت ہو سکتے
ہین جو اپنے پرستش کے مقام کے بچانے مین ہزارون ہلاک ہوا کرتے تھے اور
قید ہوتے تھے اور جلاوطنی کی ماونکو سزا دیجاتی تھی مگر جب چھوٹتے تھے تو پھر اوسی خانہ
خدا مین آجاتے تھے مدتہائے دراز تک اس قوم کی یہی حالت رہی مگر اوس نے
تکلیفات اور مصائب جھیل کر تاریخون مین اپنے یہ کارنامے لکھوا دیئے کہ حضرت موسیٰؑ
کی تعلیم پانے والا گروہ اپنے دین اور مذہب کی ہدایتون کے بموجب بیت المقدس
سے کیسی الفت اور محبت کرتا رہا یہانتک کہ کوئی قوم دنیا مین ایسی نہین ہوئی جسنے
کہ اپنے وطن اور مذہبی مقام کی حفاظت کیواسطے یہ کر دکھایا ہو اس کتاب مین حضرت
مسیحؑ کے قبل اور حضرت موسیٰؑ کے بعد کے وہ حالات لکھے ہین جنکی نسبت ابن خلدون

لکھتا ہے کہ مین نے اور کتابون مین نہین پڑھے ہین اس کتاب مین یہ عجیب بات
لکھی ہے کہ ایک مقام پر حضرت مسیح نمودار ہوے ہین بس اسیقدر لکھ کر چھوڑ دیا ہی
اور کوئی حال آپکا قلمبند نہین کیا حالانکہ بعد مین جو حالات آپکے لکھے گئے ہین وہ آپکے
حوارئین نے لکھے ہین وہ انجیلون مین درج ہین اور وہ طول طویل ہین اور یہ بھی پایا
جاتا ہے کہ جب حضرت مریم اپنے وطن سے تشریف لیگئین تھین تو حضرت عیسیٰ ؑ
کی واپسی کے وقت تک جو زمانہ گذرتا ہے اوسکا صحیح حال کسی کو معلوم نہین کہ حضرت
مریم نے آپکو کہان کہان رکھا اور آپ بڑے ہو کر جب واپس تشریف لائے تو
یہ امر کہ آپ نے پرورش کہان پائی اور کیونکر آپ بڑے ہوے اور یہ بھی معلوم ہوتا
ہے کہ جو حالات انجیلون مین ہین وہ اوس زمانہ کے مورخین نہین لکھے ہین پس
یہ اصول تاریخ کا تسلیم کرنے کے لائق ہے کہ جب گذشتہ حالات مورخ لکھے تو جہانتک
ہو سکے پرانی سی پرانی کتابون کو بہم پہونچائے تا کہ حالات اور واقعات کے صحیح کرنیکا
اوسکو موقعہ ملے اور اپنی صحیح رائے قائم کر سکے ۔

قوم افغان

اسلامی دنیا مین قوم افغان ایک عجیب وغریب قوم ہے کہ
جس کے سلسلہ نسبت کی نسبت کچھ پتہ نہین چلتا کہ یہ
کس باغ کے شگوفہ اور کس چمنستان کے گل وثمر ہین باوجود اسکے کہ بڑے سے
بڑے مشرقی اور مغربی مورخون نے اس امر کی تحقیق اور تدقیق کیوا سطے کوئی
دقیقہ اوٹھا نہین رکھا مگر جب غور کیا گیا تو ایک دوسرے کے خیال مین بالکل تباین
پایا گیا اور کسی ایک مورخ اور محقق کی رائے کا تسلیم کرلینا غیر ممکن ہو گیا پس جب
ہمنے یہ دیکھا کہ قطعی قول فیصل نہین ہو سکتا نظر بران مجبور ہو کر ہمنے بھی اسی بحث مین
اوسی جادے کو اختیار کیا جو اون مورخین نے اختیار کر رکھا تھا یعنی اوسی نتیجہ
کو اپنی کتاب مین ظاہر کیا جو قریب القیاس ہے اور جسکو سب مورخین نے اتفاق
کر کے تسلیم کر لیا ہے مگر یہ بات کہ جن لوگون نے اسباب مین موشگافی اور قلم فرسائی
کی ہے اونمین اختلاف کی نوعیت کیا ہے اور کیون ایسا اختلاف ہو گیا ہے اسکو ہم

تک اچھی طرح دریافت نہین ہو سکتی جبتک کہ اختلافی اور غیر اختلافی امور درج نہ کردیئے جائین اس لیے ہم مسٹر فرائر کی تاریخ افغانستان سے حسب ذیل انتخاب لکھتے ہین۔

بعض مورخین لکھتے ہین کہ بعض قبائل افغان اون سپاہیون کی اولاد سے ہین جو سکندر اعظم کے ساتھ آئے تھے اور بعد فتح کے وہین رہ پڑے تھے اور بعض کا خیال ہے کہ یہ ادن نو آباد لوگون کی نسل سے ہین جو سکندر اعظم کے جانشینون کے عہد مین یونان سے آکر افغانستان مین آباد ہو گئے تھے بعض بیان کرتے ہین کہ افغان مصری اور قبطی اور کلدانیون اور ارمنون کی اولاد مین ہین اور اکثر مشرقی مورخ اس امر پر اتفاق کیے ہوے ہین اور لکھ گئے ہین کہ تعجب نہین جو افغان طبقات عشرہ بنی اسرائیل سے ہون۔

اس خیال کی نسبت بعض مورخین نے یہ لکھا ہے کہ افغان دراصل عبرانی النسل نہین ہین بلکہ عبرانیون مین جن افراد نے اسلام قبول کیا تھا اور افغانون نے اشاعت اسلام کی تھی وہ عبرانی یعنی یہودی تھے اب ہم ماسس رونن مشہور و معروف محقق کی کتاب دی افغانز سے اوسکی تحقیقات کے نتیجہ کو ظاہر کرنا چاہتے ہین۔

اوسکا بیان ہے کہ افغان کا سلسلہ البانیون سے ملتا ہے وہ اپنے دعوی پر یہ دلیل قائم کرتے ہین کہ جو البانی شاہان ایران کو کچھ بھی ایذا اور تکلیف پہنچاتی تھے وہ سواحل بحر اسود اور بحر متوسط سے جلاوطن کر دیے جاتے تھے اور ملک ایران کے بیرونی حدود پر اونکو بھیجدیا جاتا تھا یہ البانی اغوان یا اوغان اوس زمانہ مین مشہور تھے ان لوگون نے اپنے آپ کو تاریخ ایران مین بہت مشہور رکھا تھا یہ بڑے جنگجو تھے اور انکا البانی ہونا اس سے پایا جاتا ہے کہ افغان یونانی لفظ ہے اس مورخ کی راے سے اور مورخین نے بھی اتفاق کیا ہی اور یہ راے قابل غور ہے اور لائق لحاظ اسواسطے کہ شاہان فارس کی یہ عادت ضرور تھی کہ وہ باشندگان سواحل بحر اسود اور بحر متوسط کو جلاوطنی کی

سزادیا کرتے تھے علاوہ ازین اونکے فوجی سپہ سالارون کو بعوض حسن خدمات آراضی کے
مقطع بھی عطا کرتے تھے اور یہ اجازت دیتے تھے کہ اونمین آباد ہون چنانچہ ان آبادیون
مین سے ایک آبادی کا سراغ سکندر اعظم کے مورخین سے ملا ہے اور وہ یہ ہے کہ
جب سکندر اعظم مختاریہ مین بیسس کا تعاقب کرتے ہوے داخل ہوا تو اوسنے
قصبہ براسس کو بالکل ویران اور بے چراغ کردیا تھا اوسکے باشندے جو
ملیتس مین گریک یونانی تھے اونکو اوسنے اسوجہ سے قتل کرادیا تھا کہ اونکے
اباو اجداد سے وہ جرم کے مرتکب ہوے تھے۔
ماسس یوجن بوری کی تحقیق اسکی تحقیق کے بالکل خلاف پائی جاتی ہے وہ کہتے ہین
کہ اغوان البانیون سے ایک علیحدہ اور قدیم قوم تھی اور اول اول اس قوم کا جو ہمکو
علم ہوا وہ پامپی کے ذریعہ سے ہوا اور یہ اوس زمانہ کا افسانہ ہے جبکہ اوس نے
ملک کوہ قاف پر حملہ کیا تھا پس یونانیون اور لاطینی محققین نے اونکو غلطی سے البانی
قرار دیا ہے یہ اغوان بلند پہاڑون اور بحر اخضر کی وادیون مین سکونت پذیر تھے
اور اب اوسی حصۂ ملک کو داغستان اور سروان کہتے ہین کجا ارمنی اور کجا اغوان
ارمنیون کو کب اور کہان یہ اقتدار حاصل تھا کہ وہ ان دلیر اور بہادرون کا مقابلہ
کرکے اونکو مغلوب کرتے اوس عہد مین خود ہی یہ اغوان اپنی دستار حکومت
مین ایک طرہ کہتے تھے اور وہ فیوڈیل سسٹم کے مطابق تھا جو زمانہ متوسطہ مین
یورپ کی حکومتون مین بھی بڑی آب وتاب سے نمایان نظر آتا تھا۔ یہ اغوان اسلام
سے مشرف ہونے کے قبل مذہب عیسوی کے پابند تھے اور یقین کیا جاتا ہے
کہ سردار ابوزیان کے آنے تک وہ آزاد اور یا خود مختار تھے یہ سردار ملک شاہ
سلجوقی کا ملازم تھا اور اوسی کے حکم سے اغوان کی تسخیر کو آیا تھا اغوانون کی
زبان بھی ارمنی زبان سے علیحدہ تھی اب غور طلب یہ ہے کہ جنکو ہمنے البانی قرار
دے رکھا ہے وہ کلدانیون کی اولاد مین بھی نہین ہین جیسا کہ یونانی مصنفین نے
اپنی کتابون مین لکھا ہے اور حیرت اور تعجب تو اسبات پر ہے کہ اونھون نے

اپنے ہی مورخین کے خلاف تحریر کیا ہے اسواسطے کہ ماسمس گلنگلندراستی کہ وہ نوین صدی عیسوی مین تھا اسمس آف کورلینس سے اسباب مین متحد اور متفق ہے کہ اغوان قوم سی ساق کی نسل مین ہین جو ارمنی النسل تھے اب ہم اغوان کے کوہستانی ہونے اور اونکی زبان پر غور کرنے کے بعد یہ نتیجہ پیدا کرتے ہین اور یہی قابل اور لائق لحاظ ہے۔

ہمارے نزدیک اصل اور حقیقت یہ ہے کہ مورخین نے افغانون کو اغوان اس سبب سے سمجھا کہ اونکے خیال مین لفظ افغان اور اغوان ایک ہی تھین حالانکہ افغان اور اغوان ایک نہین ہین کیون افغان جنوبی ایران مین بودوباش رکھتے تھے اور اونکی زبان قدیم پارسی زبان سے ملتی جلتی تھی اسلیے وہ قدیم پارسیون کے یادگار سمجھے جاتے تھے۔ چنانچہ سرولیم جونس نے بھی انھین وجوہ سے افغانون کو نہ یہودی قرار دیا اور نہ کلدانی بخلاف اسکے اغوان صوبہ کسر مین جو ایشیائے کوچک مین ہے رہتے تھے اور بنی اسرائیل تھے جنکو شاہان نینوا نے جلا وطن کرکے یہان بھیجدیا تھا۔

بعض لوگون نے چند وجوہ سے یہ لکھا ہے کہ امیر تیمور نے اہل مازندران کو۔ (جو بحر خضر کے جنوب مین واقع ہے۔) اونکے لوٹیرے ہونے کیوجہ سے عاجز اور تنگ ہوکر اس کوہی ملک مین جلا وطن کردیا تھا یہ ملک ہندوستان اور ایران کے درمیان واقع ہے مگر جو لوگ ایسا خیال کرتے ہین اونکی غلطی ہے اہل مازندران کی نسل مین موجودہ افغان نہین ہین ہان اون بدقسمت مازندرانیون کی اولاد مین جرگہ ریمارکس ہے جو اس زمانہ مین فیروزکوہی کے نام سے مشہور ہے اور نیز فیروزکوہی کا اطلاق اسوجہ سے کیا گیا ہے کہ مازندران مین ایک شہر اس نام کا ہے جو ہرات کے ۶۳ میل پر واقع ہے مازندران ہی مین امیر تیمور نے انکو شکست دیکر مقید کرلیا تھا اب یہ جو گروہ اوس حصہ ملک مین سکونت رکھتا ہے جو ہرات اور سیاہ تاک کے درمیان واقع ہے امیر تیمور خود بھی ان مازندرانیون کو دہقان نہین قرار دیتے چنانچہ اُنھون نے اپنی تزک مین لکھا ہے کہ تاتاری لڑنے

والے سپاہیون اور مفتیان شریعت کے علاوہ افغان ہی کوہ سلیمان مین آباد ہین جنکی بسر اوقات لوٹ مار پر ہے ۔

افغان مصنفون کی رایون کا اقتباس

افغانی مصنف جو اپنے کو یہودی النسل کہتے ہین ۔

اور اپنے اباو اجداد کا وسط ایشیا مین آنیکا حال اسطرح پر لکھتے ہین کہ افغانہ جس کے نام سے افغانون کا نام موسوم کیا گیا ہے وہ حضرت ابراہیمؑ اور حضرت ہاجرہؑ اور حضرت اسمعیلؑ کی اولاد مین تھا اور بعضون کا قول ہے کہ حضرت سالؑ کا پوتا تھا اور تمام افغانی مصنفون کا یہ خیال ہے کہ بخت نصر نے یہودی قیدلون کو غور کرکے پہاڑیون مین بھیجدیا ہوگا اور وہان ان قیدیون کی تعداد رفتہ رفتہ زیادہ ہوگئی ہوگی ہرچند کہ یہ اپنے وطن سے بہت دور ہوگئے تھے مگر انکا مذہب اس سبب سے قائم رہا کہ انمین سے جو اشخاص اپنی خوش نصیبی سے پھر ارض مقدس کو واپس گئے تھے اونکے اور انکے درمیان وقتاً فوقتاً خط وکتابت ہوتی رہتی تھی اور یہ حالت اوسوقت تک قایم رہی کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلعم مبعوث برسالت ہوے خالد جسکو کہ آنحضرت نے مسلمان کیا تھا اور جو اسلام سے مشرف ہونے کے پہلے یہودی تھا اوس نے اہالیان غور کو اپنے قومی بھائی ہونے کے سبب سے آنحضرت کے مبعوث ہونے کی خوشخبری لکھی اور اونکو اس امر کی ترغیب وتحریص کی پس اُنھون نے قبل ازین کے مسلمان ہون اپنے چند سرداران کو آنحضرت کی خدمت مین روانہ کیا ان سرداران مین قیس بھی تھا جس نے خدمت نبوی مین یہ ظاہر کیا کہ وہ حضرت سالؑ کی سنتالیسوین پشت مین اور حضرت ابراہیمؑ کی پچپنوین پشت مین ہے آنحضرت نے ان لوگون کے ساتھ مہربانی فرمائی اور قیس کو ملک عبدالرشید کا خطاب عطا فرمایا قیس کو ملک کا خطاب اسوجہ سے دیا کہ وہ شاہان یہودکی لنسل سے تھا اب ان سرداران افغان نے جو مسلمان ہوگئے تھے آنحضرت کے ہمرکاب ہونے کا شرف حاصل کیا اور بہت سے غزوات مین اپنے بہادری اور دلیری کے

کارنامون سے اپنے کو مشہور کردیا اور آخرکار آنحضرت سے اجازت لیکر اپنے اصلی وطن مین واپس آئے اُنکے ہمراہ چند عرب مسلمان بھی تھے جنکی اعانت اور کوشش سے اُنھون نے اپنے کل بنی نوع کو چالیس برس کے عرصہ مین مشرف باسلام کرلیا۔ بعض لکھتے ہین کہ افغانہ خالد کا بیٹا تھا اور بعض کا خیال ہے کہ وہ حضرت سلیمانؑ کا ہمعصر تھا اور اونکے بڑے افسرون مین شمار کیا جاتا تھا۔

اِن مختلف روایتون کا باور کرنا نہایت دشوار ہے مگر افغان جو اپنے یہودی ہونے کا ثبوت پیش کرتے ہین وہ ایک واقعہ کے متعلق ہے اور وہ یہ ہے کہ جب نادرشاہ بارادہ تسخیر ہندوستان پشاور مین داخل ہوا تو اسوقت یوسف زئی سردارون نے اوسکے روبرو کتاب مقدس کا ایک نسخہ جو عبرانی زبان مین تھا تحفتہً پیش کیا علاوہ اسکے اور بہت سے مکتوبات ادعیہ وغیرہ جنکو افغانیون نے باعزت واحترام اوسوقت تک باقی رکھا تھا نذر کیے جو مورخ پادری ہمرکاب تھے اُنھون نے فوراً اس امر کو تسلیم کیا کہ وہ مکتوبات دین عیسوی کے مطابق ہین۔ اگر اس واقعہ کو صحیح بھی مان لیا جائے تو اسکا اطلاق صرف یوسف زئی فرقہ پر ہو سکتا ہی اور اس سے یہ لازم نہین آتا کہ کل افغان یہودی النسل ہین اگرچہ افغانون کی زبان ایک ہے اور تمام افغانستان مین پشتو رائج ہے لیکن قبائل افغانستان اپنے عادات اور خصائل اخلاقی اور جسمانی کے لحاظ سے ایک دوسرے سے بالکل علىحدہ پائے جاتے ہین افاغنہ کابل اپنے کو ہندوستانی النسل سمجھتے ہین علیٰ ہذا ہراتی افغان اپنے کو خراسانی النسل کہتے ہین اسیطرح پر ایک جرگہ دوسرے جرگہ کو کہا کرتا ہے کہ وہ افغانی نژاد نہین ہین اور ایک دوسرے سے خصومت اور عداوت رکھتا ہے ہم اس امر پر یقین رکھتے ہین کہ ہرچند گذشتہ زمانہ مین اون قبائل مین عداوت پھیلی ہوئی تھی لیکن وہ دشمن کے مقابلہ مین ہمیشہ متحد اور متفق ہو جایا کرتے تھے اور اسکا سبب یہ تھا کہ وہ باہم اس امر مین مشترک المقاصد اور متحد الاغراض تھے کہ اپنے کو آزاد اور خود مختار بنائے رکھین

اس زمانہ مین وہ پٹھان اور روہیلا اور افغان کے نام سے مشہور ہین لیکن
اگر بہ نظر غور دیکھا جائے تو پٹھان وغیرہ ایک ہی جرگہ کا نام نہین ہے کل جرگہ
ملکر ایک ہوگئے ہین اگر ہم افغانون کو یہودی تسلیم بھی کرلین اس دلیل سے
کہ وہ خود بھی اپنے کو یہودی کہتے ہین تو اس تسلیم کر لینے مین جو قباحت اور
دشواری پیدا ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ افغانون کے خصائل اور عادات سے یہ
ثابت نہین ہوتا کہ وہ یہودی ہین اونکو یہودی النسل مان لینے سے یہ ضرور
قبول کر لینا ہوگا کہ وہ ایسا گروہ اور طبقہ تھا جو جلا وطن ہوکر آیا تھا اب اگر یہ
کہا جائے کہ وہ جلا وطن ہوکر آئے تھے تو اونکو بھی مثل اور غریب الوطن اقوام
کے ہونا چاہیئے تھا اور اس حالت مین افغانستان اونکا اصلی وطن نہین قرار
پاسکتا اور اونکے عادات اور اطوار غریب الوطنون کے مماثل ہونا چاہیئے تھے۔
درانحالیکہ اونمین یہ کوئی بات نہین پائی جاتی تھی بلکہ بخلاف اسکے اونمین حب الوطنی
کا ولولہ اور وطن پرستی کا جوش پایا جاتا ہے جسکا ثبوت اس سے بڑھکر
نہین ہوسکتا کہ وہ ہمیشہ سے آزادی پر دلدادہ اور شیدا رہے ہین اور حب الوطنی
اور اپنے ملکی جوش مین مرنے اور مارنے اور لڑنے بھڑنے پر آمادہ اور سرگرم
رہتے ہین اور ہمیشہ سے مثل اور کوہی اقوام کے اپنی زندگی بھی بسر کیا کرتے
ہین اب یہ جوش اون لوگون مین کیونکر اور کہان ہوسکتا ہے جو بنام غریب الوطنی
اور جلاوطنی ایک ملک سے دوسرے ملک مین آکر رہ پڑتے ہین یہ حب الوطنی
اور جوش وطن پرستی تو اونھین لوگون مین قدرتاً ہوسکتا ہے جو مال اور دولت
اور ملکیت اور املاک ابتدائی زمانہ سے افغانستان مین رکھتے ہوے چلے آتے
ہین اور جو وہان کے اصلی باشندون کی حیثیت سے زندگی بسر کرتے
رہے ہین ۔

ابھی ٹھیک ٹھیک حال معلوم نہین ہوا کہ افغانستان مین اصلی باشندے
جو قبل افغانون کے آباد تھے وہ کون تھے لیکن کونٹس گریڈمس کے بیان کی

مطابق اور نیز ایرین کے مطابق ایزینس و آرا کوسنیز اور انکے علاوہ اور لوگ
افغانستان مین بکثرت رہتے تھے سکندر اعظم کے حملہ سے اونکی نسل مفقود نہین
ہوئی قوانین فطرت کا تو مقتضا یہی تھا کہ افغانستان کے اصلی باشندون کی نسل
شادی بیاہ کی وجہ سے جو اول تو ایرانیون اور بعد ازان ترکی حملہ آورون سے
ہوتی رہی ہوگی مخلوط ہو جاتی مگر اسطرح سے بھی اونکا سلسلہ نسل مفقود نہین ہوا
بلکہ آج تک باقی ہے اور باوجود ان سب باتون کے اونکو ترکون اور ایرانیون
سے اخلاقی اور جسمانی لگاؤ مطلق نہین ہے اگر اونکے عادات کچھ ملتے ہین تو
بلوچیون سے ملتے ہین اور انھین سے میل جول ہے۔

افغانون کا سلسلہ نسل مختلف غیر اقوام سے ملتا ہے اسکا ثبوت یہ ہے کہ
افغان غیر جگہ شادی بیاہ نہین کرتے اور ایسا کرنے مین وہ اپنی ذلت اور حقارت
جانتے ہین ہمارے نزدیک یہ رسم صرف اون افغانون مین پائی جاتی ہے
جو افغانستان مین رہتے ہین مگر اور افغان جو مختلف مقامات مین بود و باش
رکھتے ہین اونمین یہ رسم اب باقی نہین ہے وہ دوسرے مسلمانون کے یہان
دھڑلے سے شادی بیاہ کر لیتے ہین صدہا سال سے اہل ہند افغانون کو
پٹھان اور روہیلا کوہی کہتے ہین اور بعض وقت پشتونی بھی کہا کرتے ہین
اسلیے کہ افغان پشتو زبان بولتے ہین سلطان ابو سعید چنگیز خانی کے وقت سے
پہلے انھین صرف پٹھان یا روہیلا کہتے ہین لیکن سلطان موصوف کے ہمعصر
مورخین نے انھین افغان لکھا ہے افغان عربی لفظ فغان کی جمع ہے انہین
افغان اس لیے کہا گیا کہ یہ منتشر حالت مین تھے اور جس حاکم کے ماتحت رہتے
تھے اوسکی شکایت کیا کرتے تھے شاہ عباس صفوی کے زمانہ تک شاذ و نادر
انکو کوئی افغان کہتا تھا شاہ عباس صفوی نے ان شکایات سے عاجز ہوکر
ایک حکم عام جاری کیا کہ لوگ انھین افغان کہا کرین اوسوقت سے لفظ
افغان مشہور ہوگیا۔

افغانون کے مختلف جرگہ ہین اور وہ اتنی کثرت سے ہین جس مقدار سے مشرقی مورخین ہین ان جرگون مین صرف اختلاف ہی نہین ہے بلکہ ایک دوسرے کی نسبت کہا کرتا ہے کہ وہ افغانی نژاد نہین ہے۔

یہ امر حیطۂ امکان سے خارج ہے کہ ہم ان مختلف رایون کا تصفیہ کرین کہ ان رایون مین کونسی رائے ٹھیک ہے یہ تو ہم نہین کر سکتے مگر یہ البتہ اس مقام پر ہمارا فرض ہے کہ ہم عبداللہ خان کے قابل قدر تحریر کا اقتباس ذیل مین درج کردین جنھون نے افغانون کے حالات تاریخی اپنی تحقیقات سے لکھے ہین۔

عبداللہ خان کی تحریر کا انتخاب

لفظ افغان عربی لفظ ہے اور اذغان فارسی ہے اور یہ دونون لفظ عبرانی زبان سے نکلے ہین ملک طالوت (سال) کے جو یہودیونکا بادشاہ تھا اوسکے دو لڑکے تھے ایک کا نام افغان تھا جسکے نام سے اوسکی نسل افغان مشہور ہوئی حضرت سلیمان اور حضرت داؤد کے عہد مین یہودیونمین خانہ جنگی پھیل گئی تھی اور یہ خانہ جنگی اوسوقت تک قائم رہی جبتک کہ بخت نصر نے بیت المقدس کو فتح نہ کرلیا اور ستر ہزار یہودیون کو ہلاک نہ کردیا بیت المقدس کے تباہ ہونے کے بعد جو یہودی باقی رہگئے تھے اونھین قید کرکے بابل بھیجدیا گیا تھا افغان کی اولاد نے تو اس حادثہ کو بچشم خود دیکھا ہی تھا لیس اوسکا نتیجہ یہ ہوتا تھا کہ افغان بخت نصر کے خوف سے مقام یہودیا سے بھاگ کر عرب مین جا بسے تھے یہ افغان عرب مین ایک مدت تک سکونت پذیر رہے لیکن عرب مین پانی اور چارہ کی اسدرجہ قلت تھی کہ اوسکے سبب سے بعض افغانون نے دل مین یہ ٹھان لیا تھا کہ ہندوستان مین جاکر آباد ہون چنانچہ ابدالی فرقہ جاکر آباد ہوگیا اور باقی ماندہ نے خلافت حضرت ابوبکرؓ مین خالدؓ ابن ولید کی سرداری قبول کی خالدؓ ابن ولید اہل قریش تھے خالدؓ کی سرپرستی کے باعث ابدالیون کی حالت بہ نسبت سابق کے بہتر ہوگئی اور خالدؓ کی اعانت کے باعث

اونھین بہت بڑی قوت حاصل ہوئی لیکن جب عربون نے ایران کو فتح کیا تو ابدالی
عرب کو چھوڑ کر ایران کے صوبہ مین جاکر آباد ہوے یہان اوسوقت تک ہی جبتک
کہ چنگیز خان نے ان صوبون پر حملہ نہ کیا تھا اس ظالم کے حملہ سے ان پر یہ اثر ہوا کہ
اُنھون نے ایران کو بھی چھوڑ دیا اور مکران و سندھ ملتان ہندوستان مین چلے
آئے لیکن اہل ہند نے انھین ہندوستان مین بھی نہ رہنے دیا اور اور اونسے
جنگ کی لہذا ابدالیون نے ہندوستان کو بھی چھوڑا اور یہان سے جاکر کوہ
سلیمان مین اپنی سکونت اختیار کی اوسوقت سے کوہ سلیمان فرقہ ابدالی کا مسکن
سمجھا جاتا ہے ابدالی کوہ سلیمان کو کوہ خسا کہتے تھے کوہ سلیمان مین ابدالیون
کے آنے اور وہان رہنے سے کل افغانون کی منتشر شدہ جماعت ادھر اودھر سے
آکر وہین جمع ہوگئی اور جب اونکا شمار ایک زمانہ مین ہوا تو کل افغانون کے
چوبیس جرگہ ثابت ہوے اور یہ جرگہ افغانون کے سال طالوت کی نسل سے
تھے ایک کا نام بسارا اور دوسرے کا نام ارگوج اور تیسرے کا نام کرن تھا پھر
ان تین بیٹون کے آٹھ آٹھ بیٹے ہوے تھے اور اونکے نام سے مذکورہ بالا چوبیس
جرگہ مشہور ہوگئے تھے جنکی تفصیل کی اس پولیٹیکل تاریخ مین ضرورت نہین سمجھی
گئی صرف اسیقدر لکھنا کافی خیال کیا گیا۔

عرب مین ابدالیون کی سکونت کا یہ قطعی ثبوت ہے کہ اس زمانہ مین بھی
عدن اور اوسکے حوالی مین ایک قوم رہتی ہے جسکا نام ابدالی ہے اور یہ نام افغان
کے سر برآوردہ جرگہ کا ہے اور اسی سے ہم یہ نتیجہ نکال سکتے ہین کہ یہ دونون
ابدالی ہین اور ایک ہی نسل سے ہین۔

افغانون کا پولٹیکل جزر و مد

اب قابل غور یہ امر ہے کہ افغان کا پولٹیکل عروج
ورنشو و نما کب اور کیونکر ہوا انکے اس عروج
کا آغاز ہندوستان سے سمجھنا چاہیئے اور اول اول دلی مین جس قبیلہ افغان نے
ملکی عروج حاصل کیا وہ لودہی پٹھانون کا جرگہ تھا۔ مگر بابر کے آنے سے اس قبیلہ

کی حکومت جاتی رہی اور بابر کے بعد بعہد ہمایون بادشاہ سوری پٹھانون نے عروج پکڑا ہمایون کے فرار ہونے اور ایران پہونچنے اور ایران سے واپس آنے کی ایک طول وطویل سرگذشت ہے جسکا ذکر اس مقام پر بے سود ہے مگر یہ بیان کردینا ضرور ہے کہ جب ہمایون پھر ہندوستان مین واپس آیا تو اوس نے اس قبیلہ کے پٹھانون سے اپنا تخت واپس لیا اب سوریون کی حکومت معدوم ہوگئی مگر اونکا عدل وداد اور اونکی نیکی اور اونکے رفاہ عام کے کامون نے سب پر ظاہر کر رکھا تھا کہ عدل گستر اور رعایا پرور بادشاہ ایسے ہی ہوتے ہین اس قبیلہ نے نہایت عمدگی سے حکومت کی تھی اور اوس کی وجہ سے خود ہمایون اور اوس سے پیشتر کے بادشاہون کی حکومت لوگ بھول گئے تھے۔ جب لودہی اور سوریون کا مقابلہ کیا جاتا ہے تو یہی نتیجہ پیدا ہوتا ہے کہ ایک دوسرے کی طرز حکومت مین زمین وآسمان کا فرق تھا۔ یہ شاہانہ درجہ ان پٹھانون کو شاہی ملازمتون سے ملا تھا یعنے اول نوکر شاہی سرکارون مین تھے اور پھر بادشاہ بن بیٹھے سوریون کے شاہانہ اقتدار کے جاتے رہنے کے بعد پھر پٹھانون کو ہندوستان مین شاہانہ جلوس کرنیکا موقع نہ ملا مگر ایک عرصہ کے بعد پٹھانون کا ایک اور قبیلہ غلزئی قندہار مین مشہور ہوا قندہار مین اس قبیلہ کی بدولت اگرچہ سوریون اور لودھیون کے وقت سے اونسے پہلے پولٹیکل خمیر اوبھڑ رہا تھا مگر خفیہ طور پر تھا اظہار اوسکا ان ہر دو قبائل کے بہت دنون کے بعد ہوا میرویس جو قندھار کی حکومت کا بانی مبانی تھا اوس نے اپنی قوم کو آزاد کردیا تھا لیکن اوسکے بعد اشرف ومحمود نے ایران مین پہونچکر وہ ظلم وجبر کیا کہ اوس داستان کو تاریخون مین پڑھکر اب بھی رونا آتا ہے اوس زمانہ مین جن لوگون نے انکے ظلم وجبر کے کارنامون کو دیکھا تھا اونکی اور اس زمانہ مین جو لوگ تاریخون مین اونکے حالات پڑھتے ہین اونکے خیالات یہ تھے اور یہی رہینگے کہ خدا اوس قوم کی حکومت سے ہر ملک کو محفوظ رکھے حالت

یہ تھی کہ افغان ایران مین امر بیل کیطرح پھیلے ہوے تھے کہان وہ اپنے ساتھ سبزہ
اور پھول پھل مے گئے تھے جو ایرانیون کو خوشنما نظر آتے جب اونکے ساتھ قدرتاً
کچھ نہ تھا تو اونکی خاصیت سے سوا اسکے اور کچھ نہوا کہ اوتھون نے تمام ملک کی سرسبزی
اور شادابی کو فنا کر رکھا تھا مگر خیال کرنا چاہیئے کہ جب کسی فاتح قوم کا ظلم وجبر حد سے
زیادہ ہوجاتا ہے تو مظلومون کی آہ و بکا اور شور وفغان بارگاہ احکم الحاکمین
تک پہونچکر ایک انقلاب انگیز صدا پیدا کر دیتی ہے یہ صدا جو بطور ہوا ہوتی
ہے اوسکا احساس ہم نہین کر سکتے لیکن اثر یہ ضرور ہوتا رہا ہے کہ یا تو باہر سے
کوئی اولوالعزم اور بہادر مظلومون کی حمایت کے واسطے اوٹھ کھڑا ہوا کرتا ہے
یا ملک کے اندر ہی سے پیدا ہوجایا کرتا ہے اوسوقت عجیب لطف ہوتا ہے
کہ ظالم اپنے کو مظلوم قرار دیکر مظلومون کو ظالم کہنا شروع کرتا ہے۔ اور اپنی ظالمانہ
حرکات کو بھول جاتا ہے۔

افغانون کا ایران پر تسلط حیرت انگیز واقعہ نہ تھا تاریخ ہمکو آگاہ کرتی ہوئی چلی
آتی ہے اور یہ تاریخی اصول گویا مسلمہ ہین کہ دنیا مین شاذ ونادر ہی حکومت
قومون مین چھ سو[1] برس تک رہتی ہے اسی پولٹیکل تاریخی میعاد کے اندر ہی اندر
منصف اور ظالم دونون کی حکومتون کا قیام وبقا نہین تھا بلکہ اور اقوام اونکی جانشین
ہوجایا کرتی ہین یہ سلسلہ عزل ونصب اور تبدل وتغیر حکومتون کا ایسا ہے
کہ ہمیشہ انسانون کے پیش نظر بطور ایک بڑے آئینہ کے رہا ہے جس کے
ذریعہ سے انسانی اقوام اور تمام عالم کی حکومتون کی بہار وخزان برابر دیکھتا ہوا چلا
آیا ہے اور ایسا ہی دیکھتا رہیگا جبتک کہ عالم مین یہ سلسلہ قایم رہیگا۔ پس افغانون
کا ایران پر حملہ اور اوس ملک پر حکمران ہونا حیرت اور اچنبھے کی بات نہ تھی اور

---

[1] مسٹر الفنسٹن صاحب اپنی تاریخ ہندوستان کی جلد ۲ صفحہ ۱۱۹ مطبوعہ علیگڈھ مین لکھتے
ہین کہ جبکہ صفوی خاندان کی سلطنت پر دوسو برس کا عرصہ گذر گیا جو ایشیا کی بادشاہی نسلون
کی بقا اور قیام کا معمولی زمانہ ہے۔

نہ خاندان صفویہ کی حکومت کا مٹ جانا اور بجاے اوسکے افغانون کا اقتدار حیرت
خیز امر ہے بلکہ قابل غور اور لائق ذکر یہ ہے کہ جس خاندان کی حکومت جاتی رہی
اوسکی حکومت کیسی تھی اور جو قوم اوسکی قایمقام ہوئی اوسکی حکومت کا کیا حال
تھا۔ اسکے متعلق ہم بجز اسکے اور کوئی راے قائم نہین کر سکتے کہ ایران مین
صفویہ خاندان کی حکومت اوس زمانہ کے حالات اور واقعات کے لحاظ سے شبنم
کی خاصیت رکھتی تھی جسکی وجہ سے فارس کے تمام ملک مین سبزہ لہلہاتا ہوا
نظر آتا تھا پٹھانون نے وہان پہونچکر زہر آلود برف کا اثر پیدا کر رکھا تھا کہ اونکی حکومت
سے ملک کی تروتازگی اور شادابی سب جاتی رہی تھی اور اوس ملک مین ویرانی
اور پریشانی کا عالم طاری ہو رہا تھا اب ادھر یہ نوبت پہنچ چکی تھی کہ ادھر گویا
ملک کے اندر ہی سے ایک بہادر شخص پیدا ہوگیا جو ایران کے مظلومون کا حامی
اور اونکو اس افغان قوم کے مظالم و تعدیات سے آزاد کرنے والا تھا جس نے
کہ ایران ایسے ملک کو تباہ و ویران کر رکھا تھا جو دنیا مین تہذیب اور شایستگی
پھیلانے مین مشہور آفاق رہا ہے یہ شخص کون تھا وہ شجاع نادر تھا جس نے
کہ اوس جبار اور قہار قوم افغان کو ایران سے نکال باہر کر دیا اور یہی نہین۔
کیا بلکہ یون کہنا چاہیئے کہ اوس نے صدہا اور ہزارہا نفوس افغان کو پیوند
خاک کر دیا۔ حقیقت مین نادر شاہ ایشیا کا بنولین اعظم تھا وہ افغان قوم کیواسطے
ایسا ہی تھا جیسا کہ ہلاکو خان بغداد کے عربون کے واسطے تھا اوس نے افغانان
فارس ہی کو فارس سے خارج نہین کیا تھا بلکہ اونکے مسقط الراس قندھار اور
اور کابل کو فتح کرکے ہندوستان کے بادشاہ محمد شاہ سے اون افغانون کو طلب
کیا جو افغانستان اور ایران سے بھاگ کر ہندوستان مین پناہ گزین ہوے
تھے اسکو بدگمانی تھی کہ محمد شاہ اون کابلی افغانون سے سازش کرتے ہین جو
نادر سے مخالفت رکھتے ہین جب دلی کے دربار سے اوسکو جواب باصواب نہ
ملا اور جواب در کنار اوسکا سفیر دلی مین پڑا رہا اوس وقت اوس نے چڑھائی

کر کے تمام افواج محمد شاہ کو مغلوب کر کے دلی کو فتح کر لیا۔ نادر کے کارنامے کچھ اسی
پر منحصر اور محدود نہ تھے وہ ایران کا سچا حامی اور دوست تھا جب پٹھانون کا اخراج
ہو چکا تو اوس نے ترکون اور روسیون کی خبر لی سلاطین ترک اور روس نے قبل آنے
افغانون کے اور نادر کے ظہور کے بیشتر جو عہدنامے ایران سے کر رکھے تھے
اور جو قرارداد باہمی ہو چکے تھے اون سب کو پٹھانون کے حملہ اور غلبہ کے وقت
بھلا دیا تھا اور افغانون کے اقتدار کے زمانہ مین افغانون سے عہد و پیمان کر لیے
تھے نادر نے یہ کہا کہ جو حصہ ملک کے رومیون اور روسیون کے سایۂ اقتدار مین
آئے ہوے تھے اون سب کو پھر چھین لیا اور سلطنت ایران مین شامل کر دیا
اوس شیر ببر نے ایک جانب ترکون کی ترکی اور دوسری جانب روسیون کی
شیخی کرکری کر رکھی تھی اوسکے حالات سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ کسی سپاہی
پیشہ خاندان یا قبیلہ سے تھا کوئی خاندانی حکمران نہ تھا یہی وجہ تھی کہ ملکون کو
فتح تو کرتا تھا مگر رکھ نہ سکتا تھا ملک داری اور ملک گیری مین بڑا فرق ہے
اور یہ وہی کر سکتا ہے جو ایک ہاتھ مین تلوار رکھتا ہون اور اوس کے
دوسرے ہاتھ مین ایسی قوت اور طاقت ہو کہ مفتوحہ ممالک کا انتظام کر سکے۔
وہ بہادرون اور دلیرون کو پسند کرتا تھا اور اونکو دوست رکھتا تھا وہ ملکی اعتبار
سے تو شاہ شاہان تھا اور قومی لحاظ سے اپنی اوس بڑی فوج کا سپہ سالار جو
مختلف قبائل اور مختلف خانوادون سے مرکب تھی اوسکی بادشاہت کسی
ایک قوم اور ایک مذہب پر نہ تھی افغان جنکو اوس نے صفحہ ہستی سے مٹانیکا
قصد کیا تھا وہ بھی اوسکی فوج مین ملازم تھے بغداد اور دیگر مقامات پر ترکون
سے اور ہندوستان مین شاہی فوج سے وہ ایسا نادر کیجانب سے ہو کر لڑے
کہ نادر کے دل سے یہ خیال بالکل دور کر دیا تھا کہ مفتوحہ رعایا پر کبھی ایسا اعتبار
اور وثوق نہ رکھنا چاہیئے کہ وہ فریب اور دھوکا دیکر پھر اپنی گئی ہوئی عزت حاصل
کرے اور انتقام لیکر اپنے کھوے ہوے ملک پر پھر حکمران ہو جائے اگر نادر شاہ

کو یہ خیال ہوتا تو وہ پٹھانون کو کبھی یہ موقع نہ دیتا اوس سے یہ بڑی غلطی ہوگئی تھی
جسکو یہ ثمرہ ملا تھا کہ اوس کو اوسی کے افسران فوج افغان و قزلباش وغیرہ نے
قتل کر دیا تھا۔ اب نادر کا شیرازہ حکومت منتشر ہو گیا تھا اور اوسی کے سازشی
افسرون نے گویا اوسکی سلطنت کو تقسیم کر لیا تھا افغانستان پر احمد شاہ قابض
ہو گیا اور جب اسطرح پر اوسنے افغانستان کی حکومت قایم کی اور اوسکو
وسیع کر دیا تو اسکو دوسرا دور افغانون کی پولٹیکل اقتدار کا افغانستان مین سمجھنا
چاہیئے یہ دور بھی بڑا زبردست دور تھا جس نے کہ کئی مرتبہ اپنے حملون سے
ہندوستان کو ہلا دیا تھا مگر ہر حملہ ایک موسمی آندہی ہوا کرتا تھا کہ جھونکے آئے
اور چلے گئے۔ احمد شاہ بھی اپنے آقائے نادر شاہ کے نقش قدم پر چلتا ہوا
افغانستان کا بادشاہ بن بیٹھا مگر اوسکی حکومت بھی ایک فوجی حکومت تھی
بعد اوسکے جب اوسکی حکومت اوسکی اولاد پر منتقل ہوئی تو وہ اپنی حکومت کی
آپ ہی دشمن ہو گئی تھی یعنے اونمین باہم اختلاف ہوا اور فتح خان سردار پاینده
خان کے بیٹے کے عروج اور اقتدار سے آپس مین عہدہ دارون اور درباریون
مین سازشون کا بازار گرم ہونا شروع ہو گیا اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ درانیون نے
یعنی سرداران بارک زئی خصوصاً سردار فتح خان کا اقتدار بڑھایا تھا وہ بارک زئی
درانیون کے اور درانی بارک زئیون کے جانی دشمن ہو گئے تھے سردار پاینده خان
اور اوسکے بیٹے سردار فتح خان نے جو سلوک احمد شاہ درانی کی اولاد کے تخت
کے ساتھ کیا تھا اوسکو درانی بادشاہ بھول گئے تھے اونکو اپنی خیر خواہی کا صلہ تو
کچھ نہ ملا بلکہ اولٹے ذلیل اور حقیر اور نابینا کیئے گئے اور آخر کار قتل بھی کرا دیے
گئے یہ ظلم وستم جب بارک زئی قبیلہ کے آقاؤن کے جانب سے ہوا تو پاینده خان
کی کثیر التعداد اولاد کب تک صبر اور سکوت کیئے رہتی اوسکی اولاد جوانمرد اور
بہادر تھی نامرد اور بزدل ہوتی تو اوس سے بجز غلامی کے کیا ہو سکتا تھا پس اُن
سب نے متفق ہو کر تلوار سنبھالی اور درانی بادشاہون کو مار کر نکال دیا اور

اپنی قبیلہ کی حکومت قائم کرلی اوسوقت سے بجاے درانی حکومت کے قبیلہ بارک زئی افغانستان کا حکمران ہے جسکی یادگار اسوقت سراج الملت والدین امیر حبیب اللہ خان ہین درانیون کی حکومت کیونکر گئی اور بارک زیون کی حکومت کیونکر ہوئی اسکو خود امیر عبدالرحمن خان نے اپنی کتاب مین درج کیا ہے جسکو ہم ذیل مین اپنے خیالات اور راے کی تصدیق اور تائید کیواسطے درج کرنا چاہتے ہین - اور وہ یہ ہے -

نادر شاہ کی وفات کے بعد ۱۷۴۷ء مین افغانستان مین ایک غدر کی سی حالت تھی تا اینکہ خاندان درانی کی سلطنت کی بنا پڑی جس خاندان کا مجھے فخر حاصل ہے اس سلطنت کا بانی احمد شاہ قبیلہ ابدالی کے ایک فرقہ کا سردار تھا جسے سدوزوئی کہتے تھے اوسے خواب مین ایک مشہور ولی کی بشارت ہوئی جسکی وجہ سے اوس نے اپنا لقب شاہ دور دوران[1] رکھا میرا دادا (عبدالرحمن خان) دوست محمد خان فرقہ برق زئی سے تھا جو قبیلہ درانی کی ایک شاخ ہے -

چنانچہ خاندان سدوزئی درانی مین جسکا پہلا بادشاہ احمد شاہ ہوا اور خاندان برق زئی درانی مین جسکا پہلا بادشاہ امیر دوست محمد خان ہوا اسطرح پر سلسلہ ملا ہے سدو اور برق یہ دونون شاہی خاندان درانی کے جد اور حقیقی بھائی تھے احمد شاہ ۱۷۴۷ء مین بمقام قندھار تخت نشین ہوا اور اوس نے قندہار کو اپنا دارالسلطنت قرار دیا اسی سال سے تاریخ افغانستان مین بادشاہ کے انتخاب کرنے کی اور باضابطہ سلطنت کی بنا پڑی ۱۷۴۷ء مین جب نادر شاہ قتل ہوگیا تو افغانستان کے مختلف قبیلون اور فرقون کے

---

[1] معلوم نہین کہ دورہ دوران اصل کتاب مین ہے یا مترجم کی غلطی سے دُردُران کا ترجمہ دُور دوُران ہوگیا ہے - فارسی تاریخون مین تو دُر دُران لقب آیا ہے جسکا ترجمہ موتیون مین موتی جیسے کہ صلوت مین لعل ہو سکتا ہے مطلب اسکا یہ ہے کہ جو لعل اور موتی تھ

سرداروں اور وکیلوں نے قندھار کے قریب شیر سرخ بابا کی مزار شریف پر ایک کونسل
کی کہ اپنے ہی لوگوں مین سے ایک بادشاہ منتخب کرین تاکہ ملک مین امن قایم
ہو اس کونسل مین حاجی جمال خان برق زئی اور مہابت خان اور سردار جہان خان
پوپل زئی موسیٰ خان اسحق زئی المعروف بہ ڈنگی نور محمد خان غلجی نصر اللہ خان نور زئی
اور احمد خان سدوزئی شریک تھے سوائے احمد خان کے ہر ایک سردار اپنے
کو دوسروں پر ترجیح دیتا تھا اور یہ کہتا تھا کہ مین کسی حکومت گوارا نہ کرونگا بہت
دیر تک بحث رہی مگر کوئی نتیجہ نہ نکلا تب ایک بزرگ مسمی صابر شاہ نے ایک
خوشہ گندم ہاتھ مین لیکر احمد خان کے سر پر رکھا اور اہل کونسل سے مخاطب ہو کر
کہا کہ تم آپس مین جھگڑا نہ کرو سلطنت احمد خان کے لیے موضوع ہے اس پر
کل سردار احمد خان کیطرف متوجہ ہوے سب نے اقرار کیا کہ احمد خان سے
بہتر کوئی بادشاہ منتخب نہین ہو سکتا اس لیے کہ اوسکا فرقہ بہت کمزور اور
تعداد مین چھوٹا ہے اگر وہ ہمارے مشورہ کے موافق نہ چلے گا تو ہم تخت سے
اوتار دینگے اگر کسی بڑے قبیلہ مین سے بادشاہ منتخب ہوتا تو یہ امر دشوار تھا۔
اگر وہ ہماری راے کے موافق چلے گا تو ہم سب اوسکے معاون ہونگے اور انتظام
سلطنت مین مدد دینگے اس بات پر اتفاق کرکے سب نے گھانس کے تنکے اپنے
منھ مین دبائے یہ گویا علامت تھی کہ وہ سب مثل مویشی کے ہین بعد ازان سبنے
رومالوں کو لپیٹ کر گردنوں مین ڈالا جس سے یہ اظہار مقصود تھا کہ وہ سب
اوسکے حکم کے مطیع ہین جسطرح چاہے اونکی رہنمائی کرے اور اوس سے جان و
مال کا اختیار دیا غرضکہ اسطرح رعایا نے احمد شاہ کو اپنی بادشاہی کے لیئے

متعلق صفحہ ۲۷ ہ سب علاوہ اور موتیوں سے عمدہ و نایاب و بیش بہا ہوتا ہے۔ اوسکو
اردو محاورے مین اسیطرح ادا کرتے ہین مثلاً احمد شاہ اور نادر شاہ کو درباری اوس زمانہ
مین شہنشاہ نہین کہتے تھے بلکہ شاہ شاہان کہا کرتے ہین یعنے شاہوں کا شاہ جو بمنزلہ
شہنشاہ سمجھا جاتا ہے۔

منتخب کیا یہی وجہ تھی کہ کل سردار اور وکلا ملک اوسکے شریک تھے ۔ اور وہ خود
بھی نہایت مستقل ۔ ہوشیار ۔ جفاکش اور منصف مزاج آدمی تھا چنانچہ وہ
ایشیا مین ایک بہت بڑا شہنشاہ ہوا اوسکا ملک مغرب مین مشہد ایران تک تھا
اور مشرق مین دہلی تک ۔ ماہ جون ۱۷۷۳ء مین بعارضہ سرطان اوس نے
قضا کی ۔

اوسکا بیٹا تیمور مرزا شاہ جانشین ہوا مگر وہ بہت کاہل اور عیش پسند تھا ۔
جس مرض مین عموماً کل مشرقی بادشاہ اور شہزادے اور امرا مبتلا ہوتے ہین اور
جسکا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ملک ہاتھ سے جاتا رہتا ہے اور دولت کافور ہوجاتی ہی
اوسمین اتنا مادہ نہ تھا کہ اون قبیلون کو مطیع رکھ سکے جو اوسکے باپ نے فتح کیے تھے
چنانچہ سلطنت کو زوال شروع ہوا اوس نے اور بڑی غلطی یہ کی کہ اپنے بیٹون کو
افغانستان کے مختلف صوبون کا گورنر مقرر کیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ جب ۱۷۹۳ء
مین بمقام کابل اوس نے وفات پائی تو اوسکے کل بیٹون مین سلطنت کے لیے
جھگڑا پڑا آخرکار شاہ زمان تخت پر بیٹھا مگر سات برس حکومت کرنے کے
بعد اوسکے سوتیلے بھائی شاہ محمود نے تخت سے اوتار کر اوسے اندھا کردیا
شاہ محمود وزیر فتح خان اور دوست محمد خان کی مدد سے بادشاہ ہوا یہ حیرت انگیز
شخص افغانستان کی تاریخ مین یادگار رہے ۔ اٹھارہ سال تک بادشاہ گر رہا
تاریخ انگلستان مین ارل اف وارد ک جو مشہور بادشاہ گر گذرا ہے میری راے
مین وزیر فتح خان زیادہ تر اس نام کا مستحق ہے کل اہل افغانستان اور
یورپین مورخین جنھون نے افغانستان کے متعلق کچھ لکھا ہے اوسکی قابلیت
جرأت ۔ سخاوت ۔ سیاست کے قائل ہین ۔

ماہ ستمبر ۱۸۰۱ء مین شاہ معزول زمان کے حقیقی بھائی شاہ شجاع
نے اپنی بادشاہت کا اعلان کرکے پشاور سے کابل پر چڑھائی کی مگر وزیر
فتح خان سے شکست کھاکر خیبر بھاگ گیا ۱۸۰۲ء مین وہ تخت لینے مین

کامیاب ہوا اور محمود کو تخت سے اوتار کر قید کر لیا۔ بعد ازان کشمیر فتح کیا مگر یہ لکھنا
بھی ضرور ہے گو تفصیلی حالات کے بیان کرنے کی ضرورت نہین کہ ۱۷۹۳ء
مین تیمور شاہ کی وفات کے بعد بیشمار لڑائیان ہوئین اور بہت سے سردار اور
بادشاہ مارے گئے احمد شاہ نے جو باضابطہ گورنمنٹ قائم کی تھی وہ اوسکے جانشینون
کی عیش پرستی شراب خواری اور لوگون یا قبیلون کی بیجا طرفداری کی وجہ سے
خاک مین ملگئی خاندان سدوزئی کی ان حرکات کیوجہ سے ملک اونکے ہاتھون سی
جاتا رہا اور افغانستان جو پہلے ایک بڑی سلطنت تھا گھٹ کے ایک چھوٹی سی
ریاست رہگیا تھا۔

شاہ شجاع ۱۸۰۲ء مین تخت پر بیٹھا مگر وزیر فتح خان کے ساتھ صلح کرنے
سے انکار کیا وزیر فتح خان نے ۱۸۰۹ء مین اوسے پھر شکست دی اور اپنے
قدیم دوست محمود کے لیے پھر تخت چھین لیا شاہ شجاع نے رنجیت سنگھ راجۂ
پنجاب کے پاس پناہ لی اور وہان سے تخت حاصل کرنے کے لیئے کئی دفعہ کوششین
کین مگر بے سود ہوئین اسلیے کہ وزیر فتح خان اور افغانستان کی رعایا محمود کی
کمک پر تھی آخر مین رنجیت سنگھ نے شاہ شجاع کے ساتھ بہت ظالمانہ برتاؤ کیا اور
اوسے قید کر لیا اوس سے بجبر کوہ نور الماس لے لیا جواب ملکۂ معظمہ کے پاس ہے
مورخین نے پارہ الماس کے متعلق عجیب وغریب واقعات نقل کیے ہین جس بادشاہ
کے پاس سے جدا ہوا وہ رنج وغم مین مبتلا رہا اور کبھی خوش نہوا اور جس بادشاہ
کے ہاتھ لگا وہ فرط طرب سے بارغ بارغ رہا اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ جو چیز نصف
مخلوق عالم کے لیے باعث خوشی ہو وہ دوسرے حصہ کے لیے باعث حزن ہے اگر
ایک گروہ فتح کی خوشیان مناتا ہے تو دوسرا گروہ شکست پر آنسو بہاتا ہے بڑی
دشواری کے بعد شاہ شجاع مع مخدرات حرم قید خانے سے نکل گیا اور انگریزی
عملداری مین پہونچکر انگریزی وظیفہ خوار بنگیا۔ شاہ شجاع کی شکست کے بعد فتح خان
شاہ محمود کی طرف سے حکمرانی کرتا رہا اُس نے حاجی فیروز سے ہرات لیکر اپنے بادشاہ

کے ملک مین شامل کیا اور جب ایرانیون نے ہرات پر حملہ کیا تو اونھین شکست فاحش دی ایرانی یہ چاہتے تھے کہ خراج دیا جائے اور سکہ پر شاہ کی ضرب ہو ان وفاداریون اور خیر خواہیون کا صلہ وزیر فتح خان کو یہ ملا کہ اوس کمبخت طوطا چشم محمود نے اپنے کیاد بیٹے کامران اور دوسرے لوگون کے مشورہ سے جو فتح خان کے رسوخ پر حسد کرتے تھے فتح خان کی آنکھین نکلوالین اور جب فتح خان نے اپنے بھائیون کا راز افشا کرنے سے انکار کیا تو محمود نے اپنے سامنے اوسکا ایک ایک عضو کٹوا یا حالانکہ یہ فتح خان کی جوتیون کا طفیل تھا جو محمود کو دوبارہ سلطنت نصیب ہوئی غرضکہ وارو ک افغانستان کا یہ انجام ہوا اوسکی دانائی اور بہادری کی یہ حالت تھی کہ جسکا شریک ہوا اوسکا پایہ زبردست ہو گیا اوسکی دلیری۔کشادہ دلی۔ شریف النفسی کی شہرت نے اوسکے چھوٹے بھائی دوست محمد خان کو تخت دلانے مین بہت مدد کی۔

فتح خان کے والد وزیر پاینده خان نے جو سردار سرفراز خان کے نام سے ملقب تھے اکیس فرزند چھوڑے جو سب کے سب لائق تھے اونکے نام حسب ذیل ہین۔ وزیر فتح خان[1]۔ سردار محمد اعظم خان[2]۔ سردار تیمور قلی خان[3]۔ سردار پیر دل خان[4]۔ سردار شیر دل خان[5]۔ سردار کوہان دل خان[6]۔ سردار رحیم دل خان[7]۔ سردار مہر دل خان[8]۔ سردار عطا محمد خان[9]۔ سردار سلطان محمد خان[10]۔ سردار پیر محمد خان[11]۔ سردار سعید محمد خان[12]۔ امیر دوست محمد خان[13]۔ سردار امیر محمد خان[14]۔ سردار محمد زمان خان[15]۔ سردار ضمیر خان[16]۔ سردار حیدر خان[17]۔ سردار طره باز خان[18]۔ سردار جمعہ خان[19]۔ سردار خیر اللہ خان[20]۔ سردار جبار خان[21]۔

جب ایسا بہادر بادشاہ گر اس ظلم و ستم سے مارا گیا تو اوسکے بیس بھائیون اور کل درانیون نے شاہ محمود اور اوسکے فرزند شاہزادہ کامران پر فوج کشی کی جسکی ترغیب سے شاہ محمود

[۲۱] یہ نام اصل کتاب مین یا مترجم سے رہگیا ہے جبار خان وہ ہے جس نے دوست محمد خان سے دغا کی اور اوسکے اہل و عیال کو شاہ شجاع کے حوالہ کر دیا تھا۔ ۱۲ مصنف۔

نے اپنے ایسے جری دوست کو قتل کیا تھا نتیجہ یہ ہوا کہ فتح خان کے ایک چھوٹے بھائی
دوست محمد خان نے محمود کی فوج کو شکست دی اور ۱۸۲۱ء مین امیر افغانستان ہوگیا
اس شکست سے سلطنت خاندان سدوزئی سے خاندان برق زئی مین منتقل ہوگئی
اور جب سے آج تک اسی خاندان مین چلی آتی ہے -

امیر عبد الرحمن خان نے سردار پائندہ خان کے پولٹیکل تفنیون کو چھوڑ دیا جسکو
ہمنے اپنی کتاب مین مختصراً ظاہر کردیا ہے بہرحال حالات اور واقعات صدر سے چند
سوال پیدا ہوتے ہین اور وہ یہ ہین کہ کیا افغان حکومت کی قابلیت رکھتے ہین -
کیا اس زمانہ مین اگر افغانون کو روس یا انگلستان اپنی فوجون مین بھرتی کرلے -
تو یہ ان عیسائی سلاطین کے ساتھ ہوکر اوسی طرح پر جنگ کرینگے جسطرح پر کہ تیمور اور
نادر شاہ کے نوکر ہوکر جنگ کرتے رہے تھے اور انکی شجاعت اور بہادری ظاہر ہوئی
تھی - کیا افغان اوس بادشاہ کو پسند کرتے ہین جو ملک گیری کرتا رہتا ہے یا اوس
بادشاہ کو عزیز رکھتے ہین جو ملک گیری چھوڑ چکا ہے اور جو ملک اوسکے پاس آ لے
اوسی پر قناعت کیے بیٹھا ہوا ہے - اول سوال کا جواب یہ ہے کہ افغان مین حکومت
کرنے کی قابلیت نہین پائی جاتی اور نہ اُنھون نے ابتک اسکا ثبوت پہونچایا ہے
کہ سوائے قبائل افغانستان پر حکومت کرتے کے اور غیر ملک مین اونھون نے قابل
تعریف حکومت کی ہے شیر شاہ اور سلیم شاہ کی حکومت کو بھی مستثنی کردینا چاہیئے -
اونکی خاص حالت تھی اور خاص نظیر ساری قوم افغان کے واسطے کافی نہین ہوسکتی
مگر ہان افغانون کی بہادری اور جوانمردی اور بسالت مین کسی طرح کا کلام نہین
ہوسکتا اور وہ اس قابل ضرور ہین کہ جب کسی بادشاہ کے سایہ مین ہوکر برسرپیکار
اوس کے مخالف سے ہوسے تو اوسکی کامیابی مین کسی کو کلام نہین ہوا نادر شاہ کے
ساتھ ہوکر تو اونھون نے وہ جوانمردیان ظاہر کین کہ ترک جنکی بہادریون
کا آج شہرہ ہے وہ بھی اور روسی بھی انکا لوہا مان گئے تھے علی ہذا ابدالی کے ساتھ
ہوکر اونھون نے متواتر حملہ کامیابی کے ساتھ ہندوستان پر کیے ہین مگر اسکے ساتھ

یہ بھی ہے کہ افغان اوسی بادشاہ کے ساتھ ہوکر لڑائی کو اچھا سمجھتے ہین جو غیر ممالک پر حملہ
کرنیکا عادی ہوا کرتا ہے اور افغانون کی لوٹ مار کو نہین روکتا - اور دوسرے سوال
کاجواب یہ ہے کہ اس زمانہ مین روسی اگرچہ عیسائی مذہب رکھتے ہین مگر اونکے اصول
حکومت شاہان اسلام اور نادر شاہ وغیرہ سے ملتے جلتے ہین روس جنگ کو بھی پسند
کرتا ہے اور ملک گیری کو بھی اور سب سے بڑھکر یہ ہے کہ جنگ کیوقت جو اوسکی
حالت ہوتی ہے وہ افغانون کے مذاق کے مطابق ہی اور جب جنگ سے اوسکو
فراغت ہوتی ہے تو مفتوحہ ممالک کے باشندون کو اونکی اصلی حالت پر چھوڑ دیتا ہی
اور نہایت عام فہم اصول انتظامی ہین گو وہ تعلیم یافتہ یورپ کی نظر مین اچھے نہین ہین
مگر ایشیا کے باشندون کی نظر مین تو محبوب ومرغوب ہین بخلاف اسکے انگلستان
کی رفتار ملک گیری ایک زمانہ سے رکی ہوئی ہے اور اوسکے فوجی قوانین اور
ضوابط ایسے ہین کہ اگر سپاہی کی لوٹ ثابت ہوجائے تو وہ بغیر سزا نیچ نہین
سکتا - روس مفتوحہ ممالک کے سپاہی پیشہ لوگون کو اپنی فوج مین بھرتی بھی کرلیتا
ہے اور اونکو فوجی اختیار بھی دیتا ہے مثلاً مرو کے ترکمانون کو اوسنے فوج مین
نوکر رکھ لیا ہے انگلستان نوکر تو رکھتا ہے مگر قیود وشرایط کے ساتھ اور قومی
امتیاز کے ساتھ کہ مبادا ممالک مفتوحہ کے لوگ دغا نہ کر بیٹھین اب ان حالات کا
مقتضا کیا ہے یہی ہے کہ گو روس ایک عیسائی سلطنت ہے مگر اوسکی پولیٹیکل
اور انتظامی حالت تو عام طور پر افغانون کے مذاق کے موافق ہے اگر روس نے
چاہا اور اوسکو موقع مل بھی گیا تو وہ پٹھانون کی بھرتی کرنے مین دریغ نہ کریگا اور
افغان بطمع لوٹ اور غارتگری اوسکی فوج کی ملازمت کو بڑے شوق اور ذوق سے
قبول کرلینگے انگلستان سے یہ غلطی ہو رہی ہی کہ وہ افغانستان کے خاص خاص
سردارون اور امیر ان افغانستان سے وظیفہ دیکر تعلق پیدا کرتا ہے مگر روس
یہ نہین کرتا بلکہ اوسکی پالیسی ہمیشہ سے یہ رہی ہے اور افغانستان مین بھی
یہی بازی کھیلیگا کہ جب کبھی اوسپر غلبہ حاصل کریگا تو افغانون کو اپنی فوج مین

نوکر رکھ لیگا اور اونکے واسطے لوٹ معاف کر دیگا روسی گورنمنٹ ایک ڈسپاٹک گورنمنٹ
ہے اور اوسکا طرز حکومت ایشیائی طرز حکومت کے خلاف نہین ہے نہ وہ میدان
ترقی مین بہت بڑھگیا ہے اور نہ اُسکو پیچھے ہٹنے کی ضرورت ہے انگلستان اول
تو میدان ترقی مین بہت بڑھگیا ہے دوسرے ایسی کج مج راہون کو جو اوسکے
فلسفیانہ اصول نے پیدا کی تھین طے کرکے وہ بہت دور پہونچ چکا ہے اور اوسکو
ضد اور اصرار یہ ہے کہ ہدایت کرتا ہے کہ آؤ ہمارے قریب پہونچ جاؤ یا ہمارے
برابر ہو جاؤ تو ہم تمکو اپنی حکومت مین شریک کرینگے اب وہ کیونکر اسکے پاس
پہونچ سکتے ہین یا اسکے برابر ہو سکتے ہین جبکہ اونکے وہ راہین بھول بھلیان
ہو گئی ہین روس ان سب جھگڑون سے پاک ہے اور اوس نے ایک سیدھی
سڑک اختیار کر رکھی ہے جو ایشیا مین اوسکی پولٹیکل کامیابیون کے واسطے کافی
ہے۔ اب رہی یہ بات کہ روسیون اور انگریزون کی عیسائیت تو مانع نہو گی۔
اسکا جواب سوائے اسکے اور نہین ہو سکتا کہ افغان اوس حکومت کو کبھی اپنی خواہش
کے مطابق اچھا سمجھنے والے نہ تھے جسکی طرز حکومت سخت ہوا کرتی تھی اور اس
دعوی کے ثبوت مین ہم یہ واقعہ پیش کرتے ہین کہ جس زمانہ مین شاہ صفی کا خاندان
ایران مین حکمران تھا اور ہندوستان مین مغلیہ شاہون کی حکومت تھی تو اول الذکر
اگرچہ شیعہ مذہب تھا مگر افغان اوسی کے معتدل اور نرم طرز حکمرانی کو اچھا جانتے
تھے اور شاہان مغلیہ کو اونکے ہم مذہب تھے لیکن اونکو پسند نہ کرتے تھے۔

دو پولٹیکل پوائینٹ جنکو انگریز صحیح سمجھتے تھے اور ایرانی غلط۔

ہم نے اپنی کتاب مین تصویر کے
ایک ہی رخ کو دکھایا ہے جو یہ ہے
کہ ایک کی نسبت انگریز یہ کہتے ہین
کہ ایران نے روس سے جنگ مین سبقت کی اس سبب سے ہم نے اوسکو
چھوڑ دیا اور دوسرے یہ کہ محمد شاہ قاچار نے جو حملہ ہرات پر کیا تھا وہ روسی
سازش سے تھا مگر ناسخ التواریخ جو ایران مین سرکاری طور پر تصنیف و تالیف

ہوئی ہے اوسکے دیکھنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ دوسرا رُخ تصویر کا ایرانیون نے
جو کھا رنگ بھرا ہے اوسکی نوک پلک اور خط وخال اور نقش ونگار سے ثابت ہوتا
ہے کہ ایران نے ہرگز سبقت نہ کی تھی بلکہ روس نے نقض عہد کرکے ایروان اور
گنجہ وغیرہ پر قبضہ کرلیا تھا اور یہی نہین کیا بلکہ وہان کے شیعہ مسلمانون پر ظلم وجبر
روا رکھا تھا پس فتح علی شاہ جو ایرانی شیعون کے بادشاہ تھے کہانتک روسیون
کی زیادتی سنکر صابر وشاکر رہ سکتے تھے۔ آخر علماء ایران نے اونکو برانگیختہ کیا اور
باتفاق یہ فتوی دے دیا کہ روس سے جنگ کرنا چاہیئے پس یہ سبقت تو روس کی
جانب سے تھی نہ ایرانیون کی طرف سے۔ ایک زمانہ مین انگلستان اور ایران
کے اتفاق اور اتحاد کی یہی حالت تھی جو آج افغانستان کے دیکھنے مین آتی ہے۔
اور روس نے ایران کو اسی وجہ سے اپنے پنجہ مین دبوچنا چاہا تھا کہ ایران انگریزون
کی دوستی کا دم بھرتا تھا اور یہ وہی بات تھی جو کونٹ اغناٹیف روسی وزیر نے
بروقت صلحنامہ سین استیفنو صفوت پاشا سے اشارہ وکنایہ مین کہی تھی کہ آپکی
حالت فلان کیوجہ سے یہ ہوگئی ہے کہ آج استنبول کے قریب مغلوب ہوکر آپکو
مغلوبیت کے عہدنامہ پر دستخط کرنا پڑے ہین۔ انگلستان کے مورخین یہ لکھتے
تو کچھ بیجا نہ تھا کہ انگلستان ایران کے دامن کو چھوڑکر افغانستان کا دامن پکڑ چکا تھا
اوس نے حیلہ کرکے ایران کو چھوڑا تھا الزام قائم کرنا اور اوسپر زور وشور سے
دلائل لانا اوسکو ایرانی تسلیم نہین کرتے بلکہ اسکے بطلان کرنے والے ہین دوسری
بات کی تردید ایرانی اسطرح کرتے ہین کہ کامران میرزا والی ہرات نے صدہا
ایرانی شیعون کو قید کر رکھا تھا اور اونپر انواع واقسام کی قومی اور مذہبی تعصب
سے شدائد کرتا تھا۔ اور یہ کہ ہرات ملک ایران کا جزو تھا اور وزیر فتح خان نے
محمود شاہ کیواسطے حاجی فیروز ایک ایرانی صوبہ دار سے اوسکو چھین کر افغانستان
کی حکومت کا ضمیمہ کردیا تھا پس محمد شاہ نے جو ہرات پر حملہ کیا وہ حملہ پولیٹکل اور
مذہبی دونون لحاظ سے غیر واجب نہ تھا۔ انگلستان تو معاہدہ ایران سے

کرچکا تھا کہ ایران اور افغانستان کی جنگ مین ہم مداخلت نہ کرینگے مگروہ مداخلت
کر بیٹھا اور نتیجہ یہ ہوا کہ انگلستان کا یہ خیال ہوگیا کہ اس حملہ مین روسی سازشی
اجزا شریک تھے اور ایرانیون کا یہ قول ہے کہ یہ بھی ایک پولیٹکل حیلہ ہے ہمکو چھوڑ
کر افغانستان سے ملنا اور عہدنامہ توڑ کر افغانون سے پولیٹکل تعلق قائم کرنا انگلستان
کا مقصود تھا اور باقی کچھ بھی نہ تھا اس کے ثبوت مین ایرانی محمد شاہ کا ایک فرمان پیش
کرتے ہین جسکو ہم ناسخ التواریخ سے ذیل مین درج کرتے ہین۔

ترجمہ

از ناسخ التواریخ جلد دوم تاریخ قاجاریہ صفحہ ۷۷

شاہنشاہ غازی محمد شاہ قاجار کا فرمان
ہرات سے
مراجعت کے وقت

تمام امرا و سرداران تومان و سرتیپان اور تمام افواج قاہرہ اور جملہ ہمراہیان رکاب
کو معلوم ہو کہ جس وقت سے ہم حسب الحکم خاقان مغفور ولیعہد مبرور کے ہمراہ رکاب خراسان
مین آئے ہین اوسوقت سے ہماری خواہش تھی کہ خراسان مین امن ہو بردہ فروشی
موقوف ہو جائے جب ہم اوس سفر پر تنبیہ ہرات کے لیے مامور ہوے تو نائب السلطنت
مرحوم کا قضیہ چھڑ گیا ہم نے مراجعت کی اور کامران میرزا نے بہت محکم اقرار کیا
کہ آیندہ کبھی کسی ہراتی سے چوری و بدمعاشی سرزد نہوگی۔ دو مہینہ نہ گذرے تھے کہ اپنا
معاہدہ توڑ ڈالا اور اسیرون کو نکال لے گئے اس معاملہ مین ہم خود اپنے کو
کوتاہی کرنیوالا سمجھتے تھے کوئی مانع بھی ہمکو نظر نہین آتا تھا اور یہ معلوم ہوتا تھا کہ اگر
رود سندہ سے جیحون تک سب سے لڑنا اور مقابلہ کرنا پڑے تو خدا کے فضل سے
ہماری ہمت پست نہو۔

سردار دوست محمد خان نے کابل سے اور کہندل خان نے قندہار سے اور دوسرے بزرگان سیستان و بلوچستان نے عرائض اور آدمیون کو بھی بھیجا تھا یہ بات بھی ہمارے سد راہ نہو سکتی تھی ۔ خلاصہ یہ کہ ہم تیار ہو گئے اور افواج نے اپنی بہادرانہ لڑائیون اور محاصرہ سے فتوحات حاصل کیے اور سندھ سے جیحون تک کوئی متمرد باقی نہ رہا مین فوج کی اس کارگذاری اور بہادری اور جفاکشی پر نہایت مسرور و رضامند ہون ۔

اسوقت ایک خبر اور معلوم ہوئی ۔ سابق مین تین انگریزی سفیرون نے تین عہدنامون مین درج کیا تھا کہ انگریزی حکومت کو (ایران) و افغانستان کے معاملات مین کچھ دخل نہ ہوگا باوجود ان معاہدون کے (انگریزون کی طرف سے) اعلان جنگ اس مضمون کا ہو چکا ہے کہ ایران کی جنگ ہرات کے ساتھ انگریزون کے مقاصد کے لیے ہندوستان مین باعث خرابی ہے اونکی (انگریزون کی) جنگی کشتیان ہمارے ملک مین جزیرہ خارک تک اس غرض سے آگئی ہین کہ اگر ہم مراجعت نہ کرین تو فارس و کرمان پر فوج کشی ہو ۔

عہد نامہ مذکور کے سبب سے بندرون اور فارس کو مضبوط جانتے تھے اور بندر پر سو قلعہ بنانے سے زیادہ اس عہدنامہ کو مستحکم سمجھتے تھے ۔

ہمارا لشکر دو سال سے سفر مین ہے افغانون اور اونکی کمک دینے والے اوزبکون سے مقابلہ کرتا رہا ہے علاوہ اسکے ہم انگریزون کی عظیم الشان حکومت سے جنگ کرنا مناسب نہین جانتے اس سبب سے واپس ہوے ہین اہل ایران یہ نہ سمجھین کہ ہم سفر اور لڑائی سے تھک گئے یا اسیرون کو رہائی دلانے کے ارادہ سے پلٹ گئے ہین خدا کی قسم ہم اپنے ارادہ سے کبھی نہ پلٹین گے ۔ ہمارے اُسَرَا مطمئن رہین جبتک ہمارے بدن مین جان باقی ہے ہم اس نیت سے نہ پھرینگے اور اگر فضل خدا شامل ہوا تو تمام اسیرون کو واپس لے لین گے ۔

اسوقت ہم صرف اس لیے پلٹ آئے ہین کہ فوجون کا نیا بندوبست کر لین

اور امور سرحد کو مضبوط کرلین بعد اسکے خراسان کی چہاؤنی مین کچھ سرداروں کو چھوڑ کر
باقی فوج کو مقام غوریان مین متعین کردینگے جو ہرات کے پاس واقع ہے تاکہ اگر ہمارے
مخلصین کو کوئی تکلیف پہونچے تو یہ لوگ فوراً ہرات پر حملہ کرین اور تربت و مشہد مقدس
مین فوج جرار تیار رہیگی جسمین بفضل خدا ایک لاکھ لشکر سے مقابلہ کرنے کی قوت ہو
سر بازو مخلص لوگ آگاہ رہین کہ خدا کی قسم تملق و چاپلوسی کی ہزار سالہ زندگی سے
غیرت و مردانگی کے ساتھ مرجانا بہتر ہے اور مین تم لوگون کو ایسا ہی جانتا ہون
جو کچھ ثروت و حکومت مین رکھتا ہون وہ عالیشان محلون مین عیش و راحت
سے خوش گذرانی کے لیے نہین ہے بلکہ تمہارے نفع و راحت کے لیے ہے میرے
لیے اس سے زیادہ کوئی لذت نہین ہوسکتی کہ اوزبک اور ترکمان ہمسایہ سے
جسقدر اذیت خراسان کو پہونچی ہے اوسکی تلافی کرون لیکن کسی کو ذلیل نہ کرون

عہد نامجات کی حالت

کیا عہد نامے توڑ ڈالنے کے واسطے ہوتے ہین۔ جواب ہان
اول تو کمزور اور صاحب طاقت کا عہد نامہ کیا زبردست
کے ہاتھ مین بطور موم کی ناک کے ہوتا ہے جسطرف چاہا موڑ دیا اگر زیردست نے
کچھ حجت و تکرار کی تو اوسکی حالت وہی ہوتی ہے جو اوس بکری کی ہوئی جسسے
بھیڑیے نے کہا تھا کہ تو کشتی پر کیون خاک اوڑاتی ہے اور یہ کہکر نگل گیا یا یون سمجھنا
چاہیے کہ چھوٹی مچھلی کا معاہدہ بڑی مچھلی سے کیا ہستی رکھتا ہے بڑی مچھلی تو چھوٹی
کو کھا جایا کرتی ہے معاہدہ زیردست یا زیردست اور زبردست یا زبردست
کا تو ایک زمانہ تک قائم رہ سکتا ہے مگر کب جبکہ میزان کے پلے برابر رہتے ہین
اور جہان پلہ اونچا اور نیچا ہوا بس ایک دوسرے کے کھا جانے مین تامل نہین
کرتا اس زمانہ مین تو ہنگامی تصفیہ کا نام معاہدہ سمجھنا چاہیے دوام اور استمرار
کے الفاظ سیاق عبارت اور ربط فقرات کے لیے گویا وضع کر لیے گئے ہین۔
بہت سے نظائر ایسے موجود ہین کہ معاہدہ ہوے اور شکست کردیے گئے ہم سمجھتے
ہین کہ یورپ مین جو سب سے بڑھ چڑھکر مدبر گذرا ہے وہ پرنس بسمارک تھا جس

زمانہ مین بعد عہدنامہ کانگریس برلن ریاستہاے بلکن مین باہم شورش پہیلی ہوئی تھی اور
تمام سلاطین یورپ عہدنامہ کانگریس کے متعلق مخدوش اور مشکوک حالت مین تھے تو
اوس زمانہ مین اوس مدبر نے پارلیمنٹ جرمن مین عہدنامہ کانگریس برلن پر ایک
طول وطویل ریویو کیا تھا اونکی اسپیچ فارسی مین ترجمہ ہوکر ایران کے اخبار اطلاع
مین شایع ہوئی تھی جسمین ایک قطعی راے ظاہر کی تھی کہ عہدنامون کے ہونے
سے اپنے کو اعتبار کے بھروسہ پر کمزور نہ کرلینا چاہیے بلکہ ایک دوسری سلطنت
سے ہوشیار رہنا چاہیے اور ہوشیاری بھی ایسی جیسے کہ مخالف سلطنتون مین ہوا
کرتی ہے - یہ خیال اوس مشہور مدبر نے اون عہدنامون کی نسبت ظاہر کیا ہے
جو ایک زبردست سلطنت دوسری زبردست سلطنت سے کرتی ہے - مگر
زیردست اور زبردست کا عہدنامہ تو کچھ اور ہی ہوتا ہے اسمین کچھ کلام نہین کہ
جب ایک ضعیف ریاست یا سلطنت کسی قوی سلطنت سے معاہدہ کرتی ہے -
تو اوس سے یہ مراد ہوتی ہے کہ ضعیف سربسجود ہوکر مجبوری کے عالم مین قوی کو
اپنے تمام حقوق کا گویا محاکم کردیتا ہے قوی کو زیبا ہے کہ جب اوسکو ایک مجبور نے
اپنا منحصر علیہ کردیا ہے تو اوسکا فیصلہ بھی انصاف اور معدلت سے کرتا رہے مگر یہ معاملہ
بھی بالعکس نظر آتا ہے اور اگر دیکھا جاتا ہے تو یہی کہ بڑی سلطنتین چھوٹی کو کھاتی
ہوئی چلی جاتی ہین پھر بھی ظاہر مین اپنے کو لاغر ہی کہتی رہتی ہین یہ تو وہی بات ہوئی
جسکو فرعون نے خواب مین دیکھا تھا کہ سات موٹی گایون کو ایک لاغر گاے کھاگئی
اور پھر دُبلی کی دُبلی ہی رہی اسیطرح پر سات خوشہ گندم کو ایک خوشہ گندم چٹ کرگیا
مگر جو حالت اوسکے پہلے تھی وہی حالت پھر بھی باقی رہی اب اسکی تعبیر تمام ملک مصر مین
کسی کاہن سے نہوئی اِلّا حضرت یوسفؑ جنھون نے فرمایا کہ سات برس تک قحط
پڑیگا اور مکرر بہ تبدل الفاظ جو خواب مین الفاظ آئے ہین وہ بطور تاکید کے ہین کہ ایسا ضرور ہی
ہوگا مگر اس خواب کی تعبیر تو ایک نبی برحق نے اپنے الہام کے زور سے کی تھی لیکن
موجودہ زمانہ مین سلاطین یورپ خلاف معاہدہ افعال بھی کرتے ہین اور چھوٹی کو بڑی

سلطنتین ہضم کر رہی ہین اور یہ بھی کہتی جاتی ہین کہ ہم عہدنامون کی وجہ سے بے قابو
اور بے بس ہین جیسے لاغر پہلے تھے ویسے ہی اب بھی ہین اب اسکی تعبیر اور اسکا
مطلب بھی ادا ہونا دشوار ہے اور ہر شخص کا کام نہین ہے لیکن متواتر نقض معاہدات
کے ہونے سے ایشیائی سمجھے ہین کہ سلاطین یورپ ظاہر مین تو معاہدات کر لیتے ہین
مگر انکے دلون مین کچھ ۔ اور ہوتا ہے اور اونکا یہ کہنا کہ ہم معاہدہ شکنی کے پاس نہین جاتے
یہ ایک دھوکا ہے جو پبلک اور اپنے زیردستون کو دیا جاتا ہے پس ملک مصر مین
اگر اوس خواب کی سچی تعبیر کرنے والا کاہن نہ تھا تو ایشیا مین تو اب ماشاء اللہ بہت
سے لوگ ایسے ہین جو عہدنامجات کی تعبیر کرتے رہتے ہین کہ یہ کسواسطے کیے جاتے ہین
اور کسطرح پر انکو توڑ کر اپنا مطلب نکال لیا جاتا ہے مگر ایشیا والے سمجھے تو کیا سمجھے
زبردست کے مقابلہ مین زیردست کیسا ہی لائق اور سمجھدار کیون نہو کیا کرسکتا ہی
اگر کچھ چون وچرا کرے تو اوسی نقل کا مصداق اوسکو بھی ہونا پڑتا ہے جو ایک طالبعلم
کی مشہور ہے وہ اپنی کتابون کا بنارسے سفر کر رہا تھا کہ اس اثنا مین اوسکو ڈاکو
مل گئے ڈاکوؤن نے کہا کہ تمہارے پاس یہ کیا ہے اوس نے کہا کہ کتب ڈاکوؤن
نے کہا کہ بس رکھ دیجئے اور چلے جائیے اسی مین تمہاری خیر ہے طالبعلم نے کہا کہ سبب
موجب ۔ جہت ۔ علت ۔ غایت ۔ تب تو ڈاکوؤن نے کہا کہ یہ تو بڑا حجتی معلوم
ہوتا ہے اب اونھون نے یہ ترکیب کی کہ ایک لوہے کی سلاخ گرم کی اور جب وہ لال
بھبوکا ہوگئی تو اوس سے طالبعلم کو داغنا شروع کردیا اور کہا کہ رکھ کتابون کو اب بیچارہ
کیا کرسکتا تھا جبراً قہراً اوسکو اوس انبار سے سبکدوش ہونا پڑا اب ڈاکوؤن نے
کہا کہ بیچا یون نرمی سے جب ہم مانگتے تھے تو موجب جہت کی سب مترادف المعنی کی
گردان تم کرتے تھے دیکھو ہمنے صیغۂ تعدی کو ضم کرکے تم سے سب کتابون کو رکھوالیا
نا۔ اسی طرح سے زبردست اور زیردست کے عہدنامہ کا معاملہ ہے کہ زیردست
جانتا سب کچھ ہے لیکن اگر کچھ بول دے تو بس جوگت اوس طالبعلم کی ہوئی وہی اسکی
بھی صیغۂ تعدی کو ضم کرکے کردیجاتی ہے ۔

قطع نظر اسکے ہمکو مختلف یورپ کی گورمنٹون کے ان خیالات پر بھی نہایت تعجب
ہوتا ہے جب وہ ایک دوسرے کی نسبت ظاہر کرتے ہین اور وہ خیالات کیا ہین یہ ہین۔
ایک تو کہتا ہے کہ ہمارے سوا ایماندار اور معاہدات کی پابندی کرنے والا کوئی نہین اور
جو دوسرے ہین وہ بڑے معاہدہ شکن ہین حالانکہ اگر دیکھا جائے تو ایسا کہنے والے
اپنے نفس کے منصف نہین ہوتے اگر وہ انصاف کرتے تو کبھی یہ نہ کہتے یہ وہی بات
ہے کہ انسان اپنے کامون کی گو وہ کیسے ہی بُرے کیون نہون تعریف کرتا ہے۔
اور وہی کام جب دوسرون کو کرتے دیکھتا ہے تو اونکی مذمت۔ یہ انسان کا ایک
خاصہ قدرتی ہے مگر تاریخی اصول سے یہ قرار پائی ہوئی بات ہے کہ اگر ایک سلطنت
اپنے زمانہ مین معاہدون کو توڑ تاڑ کر اپنی سلطنت وسیع کرلیتی ہے اور دوسری
بھی یہی کرتی ہے تو یہ تو تاریخی صداقتون کا متحد ہونا ہے اور جب تاریخی صداقتو
کی نوعیت ایک ہوجاتی ہے تو ایسا کہنے والی سلطنتون کو کوئی فخر و مباہات
پبلک کی نظر مین نہین ہوسکتا کہہ وہی سکتا ہے اور اسکو زیبا بھی ہے جو معاہدون
کا پابند ہو اور قول و قرار کا ایفا کرنیوالا ہو وہ ہرگز نہین کہہ سکتا جو خود خلاف
کرتا ہو اور دوسرون کو خلاف کرتے دیکھ کر اپنے کو ایماندار دوسرون کو بے ایمان
کہہ بیٹھے۔

باوجود قول و قرار انگلستان اور روس نے افغانستان کیساتھ کیا کیا

اب افغانستان ہی کی حالت پر غور کرنا چاہیئے کہ اوسکی بابت جو قرارداد ۱۸۷۲ء مین روس و انگلستان سی
ہوئی تھی کہ افغانستان درمیان انگلستان اور روس کی آزاد رہے اوس قرارداد
اور معاہدہ کا حال ۱۸۸۵ء مین یہ ہوا کہ جب سرحدی کمیشن حدبندی کیواسطے مقرر
ہوا تو اوس نے تصفیہ کیا تو کیا کیا کہ ایک بڑی چیٹ روس نے افغانستان سے
کاٹ کر اپنی حکومت مین شامل کرلی اور اسی پر قناعت نہ کی بلکہ کمیشن کے سمجھوتہ کے خلاف
کشک تک ریل عملداری افغان مین ٹھونس دی ادہر انگلستان نے یہ کیا کہ چمن

تک جو عملداری افغان مین ایک مقام ہے اپنی ریل کو پہونچا دیا - اور اسی پر اکتفا
نہ کیا بلکہ افغانستان سے ایک بڑی قاش وزیرستان کی اوتار کر ایک صوبہ سرحد -
شمالی و مغربی قرار دے لیا جسکی نسبت خود امیر عبدالرحمن خان نے بھی اپنی کتاب
مین اطمینان ظاہر نہین کیا اور یہ بھی سمجھا جاتا ہے کہ گویا پچاس ہزار روپیہ ماہوار امیر
کے وظیفہ مین بڑھا کر اس قاش ملک کو خرید کیا گیا تھا عہدناموں پر کون خیال
کرتا ہے جب ملکی اور جنگی ضروریات اور حاجات پیش آجایا کرتی ہین - یہہ - وس
و افغانستان و انگلستان کا جھگڑا عہدنامون سے کبھی نہ مٹے گا - ادھر تو یہ حالت عہدنامون
کی ہے ادھر تمام اقوام افغان نے امیر سے یہ عہدنامہ کیا ہے کہ جسقدر ملک تصفیہ
حدود ہو کر بچ رہا ہے اوسکی حفاظت تمام قبائل افغانستان کرتے رہین گے پس
جب کسی ملک کی حالت ایسی ہو جایا کرتی ہے جو آج افغانستان کی دیکھنے مین آتی
ہے تو وہ ملک ایک جھگڑے کا ملک سمجھا جاتا ہے اور روز بروز زبردست کا کام
ہے کہ وہ زبردست اور ضعیف سے چھیڑ چھاڑ کرتا رہے اسی پولٹیکل تصفیہ
کو جلیل القدر مورخ فارس یعنے مالکم صاحب نے اپنی تاریخ ایران مین ایک مقام پر
بیان کیا ہے کہ جب کسی ملک کی یعنے روم و ایران یا ایران و افغانستان کی سرحدات
متنازعہ فیہ ہوتی تھین تو جو زبردست ہوتا تھا وہ پیشقدمی کیواسطے حیلہ جوئی اس طرح
پر کرتا رہتا تھا کہ چھیڑ کر بیٹھتا تھا کہ ضعیف کچھ بول دے تو اوسکا کام تمام کر دیا جائے
اس زمانے مین روس نے افغان سے یہ چھیڑ نکالی ہے کہ افغانستان مین
اپنی سفارت قائم کرے اور براہ راست تعلقات قائم رکھے یہی چال روس اوس
زمانہ مین بخارا سے چلا تھا - بخارا روسیون کی قربت سے پریشان ہو رہا تھا اور روسی
اوسکی نگرانی مین تھے اور وہان اپنے ایجنٹ قائم کر دینا چاہتے تھے - شاہ بخارا اور روس
کے درباری اس سے انکار کرتے تھے اور روسیون سے اونکو نفرت تھا لیس روس
جسکو اس امر مین بڑی کوشش تھی کہ پولٹیکل حالات بخارا کے دریافت ہون اور
پولٹیکل اور تجارتی اقتدار بخارا مین جس طرح پر ممکن ہو قائم کر دیا جاوے چنانچہ رسالہ

جغرافیہ حصہ دوم مصنفہ پادری ولکنسن صاحب مطبوعہ سین ٹی فک سوسائٹی علیگڈھ
مین روسیون نے جس طریق سے بخارا مین اپنا رسوخ پیدا کیا تھا اوسکو اسطرح پر
بیان کیا گیا ہے —

اہل روس مدت سے یہ چاہتے تھے کہ ایک وکیل ہمارا بخارا مین رہے مگر امیر بخارا
نے یہ بات قبول نہ کی جب اونھون نے اپنے دخل پانے کی کوئی تدبیر نہ دیکھی تو حیلہ
معقول اختیار کیا یعنے اپنے آپ کو غلام بنا کے امیر بخارا کی خدمت مین رہکر وہان
کے حالات سے اپنی گورنمنٹ کو خبر دیتے رہتے تھے چنانچہ مولوی محمد صالح آفندی نے
اپنی کتاب سیر وسط ایشیا مین لکھا ہے کہ جب مین بخارا مین پہونچا اور امیر بخارا
نے مجکو ملاقات کے واسطے بلایا بعد ملاقات کے رخصت کیوقت کچھ تھوڑا اسا
میوہ دو غلامون کے ہاتھ بطریق ضیافت میرے ساتھ کر دیا مین نے جو اون دونون
شخصون کی وضع پر غور کیا تو معلوم ہوا کہ اہل بخارا سے نہین ہین اس گمان سے
اون دونون سے پوچھا کہ تم کون ہو اونھون نے جواب دیا کہ حضرت امیر کے غلامون
مین سے ہین مگر مین نے اونکی بات کو سچ نہ جانکر اصرار کیا اور عہد اور قسم درمیان مین
لایا کہ مین مسافر ہون تمہارا حال کسی سے نہ کہونگا تب اونھون نے بلا فکری
سے اپنا حال یون بیان کیا کہ ہم دونون روس کے باشندے ہین جبکہ امیر بخارا نے
ہمارے رزیڈنٹ کا رہنا بخارا مین نامنظور کیا اوسوقت ہم دو شخصون نے ایک
سوداگر سے جاکر یہ کہا کہ تو ہمکو امیر بخارا کے ہاتھ بیچکر اپنا فائدہ اٹھا لیکن شرط یہ ہے
کہ سواے امیر بخارا یا اوسکے وزیر کے اور شخص کے ہاتھ نہ بیچو اوس شخص نے ہماری
درخواست منظور کر کی سو اشرفی سکہ بخارا کو جنکے سات سو روپیہ ہوتے ہین امیر بخارا
کے ہاتھ فروخت کیا تب سے ہم ہر روز کا حال اپنے بادشاہ کو لکھا کرتے ہین اب
یہ حال پڑھکر ہر عاقل یہی نتیجہ پیدا کریگا کہ اوسکی قوم بھی ملک گیری کے واسطے
وہ کیا کیا کرتے ہین جو نہین اختیار کرتی اپنے کو غلام بنا کر بکوانا اور غلامی مین رہ کر
سفارت کرنا یہ بظاہر ذلیل اور حقیر کام معلوم ہوتا ہے مگر در حقیقت اپنے ملک اور

قوم کیو اسطے فدا ہوجانا بھی بڑے فخر کی بات ہی اور غلام بنجانا اور اپنے ملک کی ترقی
اور قومی اقتدار کا بڑھانا بھی کچھ کم نہین ہے اس غلامی کو دیکھیے اور پھر نظر کیجیے کہ کیا
ہوا یہ ہوا کہ یا اول روسیون نے غلام بنکر کام کیا یا پھر بخارا کے مالک بن بیٹھے
یعنے بخارا کو اپنا مطیع کرلیا بخارا کی قربت سے تو روس نے بخارا مین یہ کر دکھایا
افغانستان کی قربت اور مسئلہ قیام روسی سفارت دیکھین کیا رنگ لاتا ہے روس
تو وہی کرتا ہوا معلوم ہوتا ہے جو اب تک کرتا آیا ہے -

فیما بین مورخین واقعہ کا اختلاف ہم نے اپنی کتاب مین مرجان ملکم صاحب کی تاریخ ایران سے بھی واقعات یہی ہین
مگر ایک واقعہ کی بنسبت اونکین اور تاریخ دلکشای نادری مین اختلاف ہوگیا ہی
سرجان نے تو یہ لکھا ہے کہ گرگین خان کو میرویس نے دھوکا دیکر قتل کیا اور دھوکا
یہ تھا کہ گرگین خان نے میرویس سے اوسکی لڑکی کو طلب کیا تھا میرویس نے حسب
طلب ایک کنیز کی لڑکی کو اپنی مصنوعی لڑکی قرار دیکر اوسکے پاس بھجوادیا تھا اوس تاریخ
گرگین اور میرویس مین اتحاد اور ارتباط ہوگیا تھا اب میرویس نے گرگین خان کو
جلسۂ دعوت مین مدعو کیا اور جب وہ آیا تو اوسکو قتل کرادیا - بخلاف اسکے صاحب
دلکشای نادری لکھتے ہین کہ گرگین خان شکار کے واسطے گیا ہوا تھا کہ اوسکو ہلاک
کیا گیا اب اسکا تصفیہ کیونکر ہوسکتا ہے جبکہ دونون جلیل القدر مورخ ہین مگر قیاس
چاہتا ہے کہ ملکم صاحب نے جبکہ اس واقعہ کے متعلقات اور مناسبات سب اور
واقعات کے پیرایہ مین ظاہر کردیے ہین تو اونکین کا بیان صحیح ہوگا - نہ کہ صاحب
دلکشائی نادری کا جنھون نے صرف مختصر لکھکر چھوڑ دیا ہے جب تاریخی واقعات
کی جانچ اور تنقید کیواسطے یہ اصول قرار پائے ہوے ہین کہ واقعہ سے واقعہ کی
تصدیق اور تردید کرنا چاہیئے - نہ کہ واقعات نہ ہون صرف قیاسات سے
کام لیا جائے یہ سچ ہے کہ جب کسی واقعہ مین اختلاف ہوجاتا ہے تو قیاس سے
کام لینا دشوار ہوجاتا ہے مگر یہ کس مقام پر جہان اور متعلقات اور مناسبات

نہون اور جبکہ ہم نے سرجان ملکم کے واقعات مفصل طور پر لکھ دیے کہ رات کو میرویس
نے گرگین خان کو بلایا اور رات ہی کو اوسکا کام تمام کیا اور رات ہی رات اوسی
کے سوارون کا لباس اپنے سوارون کو پہناکر قلعہ قندھار کو فتح کرلیا اور قلعہ والون
نے یہ سمجھا کہ گرگین خان واپس آیا ہے میرویس کے سوارون کو اندر قلعہ کے
آنے دیا تو ان واقعات کے مقابلہ مین ہرگز صاحب تاریخ دلکشائی نادری کا
بیان کیا ہوا واقعہ صحیح نہین ہوسکتا۔

جنگ برٹش گورنمنٹ بادوست محمد خان

جو جنگ برٹش گورنمنٹ نے امیر دوست محمد خان سے کی
تھی اوسکے حالات اوسی زمانہ مین ایک فارسی کی تاریخ مین جسکو منشی عبدالکریم
خان نے تالیف اور تصنیف کیا ہے نہایت تحقیق سے لکھے ہین - یہ کتاب
مطبع مصطفائی کانپور مین چھپی تھی اور اب یہ کتاب نایاب ہے - اور دوسری
فارسی تاریخ ایک جمعدار نے لکھی تھی یہ کتابین اوس زمانہ مین لکھی گئی تھین
جس زمانہ مین تاریخ اسی کا نام تھا کہ رزم بزم کے حالات رطب یابس جو ملجاتے
تھے اونکو درج کردیا جاتا تھا مگر محاربہ کابل مولفہ منشی عبدالکریم خان صاحب مین
اگرچہ ایک حد تک یہ کہا جاسکتا ہے کہ اونھون نے بھی پچھلونکی تقلید کی مگر اوسکے سیاق
اور سباق عبارت سے یہ پایا جاتا ہے کہ اونھون نے حاطب اللیل ہوکر اپنی
کتاب کو ترتیب نہین دیا اور جو کچھ لکھا ہے آزادی اور انصاف سے بغیر کسی کی جنبہ
اور نفسانیت کے لکھا ہے اوس زمانہ مین اخبارات بھی ہندوستان مین کم تھے
اور اردو اخبارات بھی نہ تھے کہ مختلف روایات سے جو مختلف لوگون سے سننے
مین آتین اور مختلف تحریرون سے جو اخبارون مین مشتہر کیجاتین صحیح نتائج
باہم واقعات کو مقابلہ کرکے پیدا کرلیے جاتے جب یہ سامان موجود نہ تھا تو
اوسوقت مین تاریخ محاربہ کابل جس عنوان سے مرتب اور مکمل ہوئی اوسکو
قابل قدر ضرور ماننا چاہیئے مگر قدرتا جو اختلاف بلحاظ حمیت قومی اور مذہبی درمیان

مورخین پیدا ہوجایا کرتا ہے وہ ایک اور ہی چیز ہے یعنے جنگ کابل مین ہوئی -
انگریزی قوم نے افغانستان مین فتحیاب ہوکر اوسپر قبضہ رکھا امیر دوست محمد خان
مفرور ہوکر بخارا گیا اور بخارا سے واپس آکر پھر انگریزون سے اوس نے جنگ
کی اور ایسی جنگ اور ایسا مقابلہ کہ اوسکی بہادری کا ایک زمانہ قائل ہوگیا تھا -
پھر بعد امیر دوست محمد خان کے افغانستان مین غدر ہوا اور اس غدر کے بعض
اسباب ایسے ہین کہ وہ بعض انگریزی افسرون کی بے اعتدالیون اور بے عنوانیون
کی جانب منسوب کیے جاتے ہین اور کہا جاتا ہے کہ اگر اس قسم کے اسباب
پیدا نہ ہوتے تو کابل مین وہ طوفان بے تمیزی ہرگز ظاہر نہ ہوتا جو ہوا - اب
محاربہ کابل مین ان سب باتون کو بھی ظاہر کیا گیا ہے مگر ممکن ہے کہ انگریزی -
زبان مین انگریز مورخون نے جو تاریخین اس جنگ کے حالات مین لکھی ہون اونمین
اون حالات سے چشم پوشی کی ہو جنکو محاربہ کابل مین ظاہر کردیا گیا ہے یہ کچھ
انگریزی مورخین پر منحصر نہین ہے کہ وہ عمداً چشم پوشی کرجاتے ہین بلکہ ہمیشہ سے
ہر قوم اور ہر ملت مین یہ دستور چلا آتا ہے کہ اونکے افراد زمانہ کے عیب و صواب
کے ظاہر کرنے مین تو بالکل تامل نہین کرتے مگر اپنے قومی اور مذہبی مصائب کو
ہرگز ظاہر نہ کرینگے افسوس کہ یہ ایک بڑا تاریخی سقم اور عیب ہے مگر اسکا علاج ہی
کیا ہے انسان جیسا دوسرون کے معاملات کا منصف ہوتا ہے ویسا اپنے
نفس اور معاملات کا ہرگز منصف نہین ہوسکتا - پس باعتبار موجودہ زمانہ کے
اگر دیکھا جائے تو ایک انگریز مورخ جو تاریخ لکھیگا وہ دوسری اقوام کے عیب
و صواب کا آئینہ ضرور ہوگی مگر اوسمین اپنے معائب قومی کے چھپانے اور نظر انداز
کرنے مین اوسکو بالکل تامل نہوگا - یہ سچ ہے کہ اس ترقی یافتہ زمانے مین معائب
کا اخفا دشوار سمجھا جاتا ہے اور کسی نہ کسی ذریعہ سے اونکا اظہار ہوجایا کرتا ہے -
مثلاً اگر انگریزی اخبارات مین عموماً قومی محاسن اور محامد لکھے جاتے ہین تو اونمین
بعض اخبارات ایسے ہوتے ہین کہ وہ معائب قومی بھی ظاہر کردیا کرتے ہین -

یہ بحث اس مقام پر اسواسطے ہم نے چھیڑی ہے کہ جب ہم ناسخ التواریخ کو دیکھ رہے تھے تو اوسکی ایک جلد جسمین سلاطین قاچاریہ کا ذکر ہے ناقص پائی گئی اور اسوجہ سے اسمین یہ نقص رہگیا کہ اعلیحضرت ناصرالدین شاہ کے وقت مین جو مناقشات ہرات کے متعلق گورنمنٹ انگریزی سے پیدا ہوے تھے اور جسمین بادشاہ موصوف کو مجبوراً عہدنامہ کرنا پڑا تھا اوسکو صاحب ناسخ التواریخ نے عمداً اور دیدہ ودانستہ بخیال ہتک ملک اور ملت اور بادشاہ وقت کے چھوڑ دیا حالانکہ اور انگریزی کتابون مین خصوصاً عہدنامجات مرتبہ سر ایچی سن مین اوسکو بالشرح والبسط اس غرض سے لکھا اور بیان کیا ہے کہ اوس سے انگلستان کی عظمت وشان ظاہر ہوتی ہے۔ اس سے یہ نہ سمجھ لینا چاہیے کہ یہ عادت صرف مشرقی ہی مورخین کی ہے (نہین) یہ عادت اور خصلت اور ملکون کے مورخین کی بھی ہے کہ وہ اپنا عیب اور اپنی قوم اور مذہب کا عیب کبھی نہ ظاہر کرین گے کہنے کو تو کہا کرتے ہین کہ مورخ کو منصف مزاج ہونا چاہئیے مگر جب خود ہی لکھنے بیٹھتے ہین تو دوسرون کے حالات خوب لکھتے ہین اور جہان اپنا عیب نظر پڑا تو قلم کی گردش بھی دوسرے رنگ پر ہوجاتی ہے۔ بخوف حکام اور بادشاہ وقت کے جو حالات رہجاتے ہین اونکا ذکر و مذکور ہی کیا ہے ۔ یہ حالت تو اون مورخین کی ہے جو اس خوف سے نہین بلکہ عمداً اپنے معائب کے چھپانے مین پورے طور پر مشاق ہین اگر یہ بات نہوتی اور ہمیشہ سے یہ تسلیم ہوتا ہوا چلا آتا کہ انسان جیسا دوسرون کے معاملات کا منصف ہے وہی انصاف وہ اپنے ذاتی معاملات مین کردکھائیگا تو جملہ اقوام اور ملل کا یہ قانونی اصول ہرگز نہ قرار پاتا کہ جس معاملہ مین یا مقدمہ مین جج کا لگاؤ ذاتی ہو وہ اوس معاملہ اور مقدمہ کا تصفیہ نہ کرے اور یہ اصول باین وجہہ ٹھیک معلوم ہوتا ہے کہ دنیا مین شاید ہی کوئی جج ایسا ہو تو ہو جو اپنے ذاتی مقدمے کی ڈگری اپنے حق مین آپ ہی اپنے قلم سے لکھدے۔

ہم اپنے دعوی کے ثبوت مین ایک واقعہ اور بطور نمونہ کے پیش کرنا

چاہتے ہین۔جو اسطرح پر ہے کہ لارڈ کرزن والیسرائے ہند جنھون نے ایک کتاب ایران کے حالات مین لکھی ہے اور جسکی ایک جلد کا ترجمہ حیدر آباد مین چھپکر شایع ہوا ہے۔ اوسمین وہ مقام قابل دید ہے جہان آپکو اون زوارون کے قافلون کے دیکھنے کا موقع ملا ہی جو مشہد مقدس کی زیارت کیواسطے بڑے ذوق اور شوق سے جارہے ہین چونکہ اونکا مذہبی ولولہ اور جوش عقیدت مذہبی پیرایہ مین ہوتا تھا جو ایک غیر قوم اور غیر مذہب کیواسطے حیرت انگیز منظر تھا۔ لہذا جناب لارڈ کرزن بہادر کے قلب پر جو اثر اوسکا ہوا اوسکو آپنے ایسے پیرایہ مین کہین کہین ظاہر کیا ہے کہ اوس سے مذہبی طعن وطنز کی چاٹ دمک پیدا ہوئی ہے کیا لارڈ ممدوح اگر بیت المقدس مین عیسائی زوارون کے قافلون کو دیکھتے تو ایسا لکھتے (ہرگز نہین)۔

اوس زمانہ کی جنگ افغانستان کے حالات عجیب وغریب طرز سے شایع ہورہے تھے یعنے جو لوگ وہان سے انگریزون کے ساتھ واپس آئے تھے اونھون نے ایک دوسرے سے مختلف طور پر بیان کیا تھا مثلاً مولف محاربہ کابل نے دوست محمد خان کے بخارا جانے اور وہان کے قیام اور وہان سے واپس آنے کے جو حالات بیان کیے ہین وہ بالکل مخالف اون حالات کے ہین جو تاریخ رشید الدین خانی مین ہین۔

صاحب تاریخ رشید الدین خانی لکھتے ہین کہ مرزا احسن اللہ بیگ ایک شریف آدمی گورنمنٹ انگریزی کے ملازم تھے اور برنس صاحب کے منشی تھے اور جنگ کابل مین اول سے آخر تک شریک تھے اور صاحب لوگون کی رفاقت مین اونکا دست راست جنگ لاہور مین کٹ گیا تھا۔ وہ اپنے خانگی خطوط مین جنگ کابل کا حال لکھا کرتے تھے جب واپس آئے اور حیدر آباد مین مجکو تالیف کتاب مین مشغول پایا تو از راہ اتحاد اپنے خطوط کی نظر ثانی کرکے میرے حوالہ کیے پس مینے اونمین کو بصداقت کرکے درج کیا ہے۔

وہ یہ بھی لکھتے ہین کہ امیر دوست محمد خان مع اپنے فرزند محمد اکبر خان اور اسی آدمیون کی
جبب دریاسے ہاموں عبور کرکے بخارا مین پہونچا بخارا کے بادشاہ نے اُسکی بڑی
خاطر و تواضع کی اور دربار مین امیر کو مع اونکے ہمراہیون کے خلعت دیا مگر کمک کی
نسبت یہ کہا کہ چندے توقف کرنا ہوگا اوس سے محمد اکبر خان رنجیدہ خاطر ہوے
اور بخارا کے بادشاہ کی جانب سے اوسکو عناد ہوگیا بس ایک دن سر دربار اپنے
باپ سے کہا کہ بادشاہ تو پابند ایک فقیر کا ہے میرے دل مین یہ آتا ہے کہ اوسکو
مار کر نکال دون اور خود یہان کا بادشاہ ہو جاؤن - اتفاق سے دربار مین ایک
اوزبک پشتو سمجھتا تھا اوس نے بعد برخاست دربار خلوت مین بادشاہ سے عرض
کیا کہ آج محمد اکبر خان اپنے باپ سے پشتو مین ایسا کہتا تھا اوس دن سے بادشاہ
نے اونکا دربار مین آنا موقوف کردیا اب دوست محمد خان مع اپنے رفیقون کے
رات کے وقت چل دیے جب بادشاہ کو یہ خبر پہونچی تو اوس نے ایک افسر کو
دو ہزار سوار دیکر حکم کیا کہ اون دونون کو گرفتار کر لائے - دوست محمد خان تین
منزل پر ایک قلب مقام مستحکم کرکے بیٹھے ہوے تھے اوس بخارا کے
افسر نے اونھین جاکر گھیر لیا - اور یہ کہا کہ چلیے تمکو بادشاہ نے بلایا ہے امیر دوست
محمد خان بجنگ پیش آئے اور بندوق سے دو چار اوزبکون کو ہلاک کیا اب
اوزبکون نے بھی تلوار سے کام لیا اور پچاس ساٹھ آدمی مار کر امیر دوست محمد
خان اور اونکے لڑکے کو گرفتار کر لیا اور اونکو بادشاہ کے پاس حاضر کردیا بادشاہ
نے اون دونون کو علیحدہ علیحدہ قید کیا اب چند ماہ بعد دوست محمد خان نے یہ کیا
کہ ایک قافلہ باشی سے سازش کی اور ڈاڑھی کو خضاب کرکے کسی طرح پر قید خانہ
سے نکل گیا اور قافلہ سے آکر ملگیا قافلہ باشی اوسے ایک کجاوہ مین بٹھا کر روانہ
ہوگیا بادشاہ نے سنکر پھر چند سوار روانہ کیے کہ دوست محمد خان جانے نہ پائے
چنانچہ وہ سوار آئے اور قافلہ کی تلاشی شروع کی قافلہ باشی نے کہا کہ دوست
محمد خان اس قافلہ مین نہین ہین سب کجاوہ بھی اونکو دکھا دیے جب اوس

کجاوہ کی باری آئی جسمین امیر دوست محمد خان تھے تو اوتھون نے کہا کہ یہ دوست
محمد خان نہین ہے کسواسطے کہ دوست محمد خان ایک مرد ضعیف سفید ریش تھا
یہ مرد سیاہ ریش ہے کوئی اور ہوگا اوتھون نے اونکو چھوڑدیا اور سب کے سب
واپس چلے گئے اور دوست محمد خان بامون اوترکر کابل کی جانب چلا آیا اور
وہان بخارا مین بعد فرار دوست محمد خان محمد اکبر خان کی مشکین کسی گئین اور بحکم
شاہ بخارا اوسکی شہر مین تشہیر ہوئی اور منادی ہوئی کہ جو کوئی نیکی کا بدلہ بدی کرے
اوسکی سزا یہ ہے اور اکبر خان کو سخت طور پر قید کیا گیا۔
یہ واقعات بھی محاربہ کابل کے واقعات کے خلاف ہین مگر انکی بنسبت بھی ہم
وہی بیان کرنا چاہتے ہین جو صدر مین بیان کر آئے ہین اور جب ناظرین کتاب
اسکو پڑھکر ہماری کتاب مین امیر دوست محمد خان کے قیام بخارا کے حالات
اور جو کچھ اونپر وہان گذرا پڑہین گے تو وہ خود ہی کچھ نتیجہ نکال لینگے کہ مرزا احسن اللہ بیگ
نے جو حالات رشید الدین خانی مین امیر شاہ بخارا کے لکھوائے وہ کیسے بعید از قیاس
ہین امیر تو حسب طلب شاہ بخارا کے بخارا آگیا تھا اور جب اوسکو بخارا کے قیام مین
شاہ کی اعانت سے مایوسی ہوئی تو اوس نے دربار مین باواز بلند اہل دربار پر بالفاظ
شایستہ طنز کی اوسکے کہنے سے ایک قومی برہمی بخارا کے لوگون کو ہوگئی اور اونکی
سمجھ مین آگیا کہ یہ افغان ہماری ہتک کر چکا ہے پس اس سے ایک مناقشۂ قومی
پیدا ہوگیا تھا جو ہماری کتاب کے پڑھنے والون کو معلوم ہو سکتا ہے کہ ایسی حالتون
مین بات بات مین پیدا ہو جایا کرتے ہین۔ اب رہا یہ امر کہ اکبر خان نے سردار
دوست محمد خان سے کہا کہ میرا جی چاہتا ہے کہ بادشاہ کو مار کر خود بادشاہ بن جاؤن
یہ بالکل خلاف قیاس ہے اکبر خان اور دوست محمد خان تو بھاگ کر بخارا بامید
اعانت اور کمک بخارا آگئے تھے اور مسافرانہ زندگی بسر کر رہے تھے اونکو اسقدر
قوت اور اقتدار کہان حاصل تھا کہ شاہ بخارا سے تخت چھین کر وہان کے حکمران
ہو جاتے۔ شاہ بخارا اونکا تعاقب بھی اپنے سوارون سے نہ کراتا وہ اپنی قوم سے

مجبور ہوگیا تھا اور پھر جب امیر دوست محمد خان اوسکے سواروں سے جنگ
کرکے شاہ کے حضور مین حاضر کیے گئے تو اوس نے اونکی بہادری کے حالات سنکر
اونکے ساتھ پھر اچھا برتاؤ کیا اور باپ اور بیٹے دونون کو تھوڑے دنون کے
بعد مراعات کرکے رخصت کیا ـ
اکبر خان کی مشکین باندھی گئین اور نہ دوست محمد خان تاریک زندان
مین قید رہے یہ سمجھ مین نہین آتا کہ امیر اور اکبر خان یہ ذلت اور حقارت گوارا کرتے
اور مر نہ جاتے اونکو مرنا پسند ہوتا اور یہ ذلت کبھی نہ قبول کرتے ان دونون سرداران
افغان کو یہ تاب کہان تھی کہ کسی کی سخت بات کو سنتے اور چپ رہتے چہ جا کہ
وہ ذلت اور رسوائی جو احسن اللہ بیگ نے بیان کی ہے اور شاہ بخارا کب
پسند کرسکتا تھا جبکہ اوس نے طلب کیا تھا اور جانتا تھا کہ یہ بھی اپنے ملک کے
بادشاہ ہین اوسنے اگر کیا یہی کیا کہ کمک اور اعانت نہ کی یعنے بھیک نہ دی
اور یہ تو بالکل اوسکے شان کے خلاف تھا کہ بھیک بھی نہ دیتا اور کاسہ گدائی
بھی توڑ پھوڑ کر رکھدیتا یعنے اپنے ایسے معزز مہمانون کو ذلیل و رسوا کرتا ـ
بعد اسکے مرزا احسن اللہ بیگ نے گویا اپنے چشم دید واقعات تاریخ رشید الدین
خانی مین یہ لکھوائے ہین کہ شاہ شجاع کا قتل کیونکر ہوا اونکی تحریر یہ ہے کہ کابل مین
تو حکومت محمد اکبر خان اور امین اللہ خان کی تھی صرف بالاحصار کے بادشاہ
شاہ شجاع الملک تھے اب دوست محمد خان کی قوم والون نے بادشاہ کو یہ ترغیب
دینا شروع کی کہ انگریز غیر مذہب اور غیر قوم اور غیر ملک اور ملت و دین ہین اور
غیرون کو اپنے ملک مین کوئی دخل نہین دیتا ہم سب آپکی اطاعت مین حاضر ہین
کبھی انحراف نہ کرین گے آپ جلال آباد چلین اور وہان سے بھی انگریزون کو
نکال دین بادشاہ انکی دغا بازیون اور بے دفائیون سے کچھ متوجہ نہوتا تھا اب
کیا ہوا کہ فتح خان وزیر کی بیٹی زوجۂ محمد زمان خان اور چند بیبیان قرآن شریف
ہاتھون مین لیے ہوے بادشاہ کے پاس آئین اور چادرین بچھا دیئین اور خدا

کا واسطہ دیا بادشاہ نے قبول کیا اب بادشاہ کا بیش خیمہ اور جھنڈا باہر میدان مین کھڑا
ہوا اور آپ پانچ ہزار جرار کرار کے ساتھ ہوا دار پر سوار داخل خیمہ ہوے اور پھر
بالاحصار تشریف لیگئے اور وہین سب طیاریان کر کے رات ہی رات کچھ برچھی والے
اور نوبدار عصا بردار و شاگرد پیشہ وغیرہ پچاس آدمی اور پانچ سوار کے ساتھ باہر نکلے
راستہ مین شجاع الدولہ محمد زمان خان کا بڑا بیٹا مع ستر جوان قرابین بردار لیکر پائین
بالاحصار اور پل ٹیکر مین متصل سنگ سیاہ پہلے سے بیٹھا تھا جیسے ہی سواری
بادبہاری بادشاہ کی برابر آئی اسپر قرابین جھونک دی گئی تمام شاگرد پیشہ بھاگ
کھڑے ہوے اور بادشاہ زخمی ہو کر تخت روان سے کود پڑے اب بادشاہ
کے سوار تو مارے گئے اور بعد اسکے شجاع الدولہ کے جوانون نے بادشاہ کو گھیر لیا
اب بادشاہ لگے گریہ وزاری کرنے اور یہ بھی کہنے لگے کہ مین بادشاہت سے
درگذرا مگر سنتا کون تھا قرابینون سے لاش کو چھلنی کر دیا۔ اور طرفہ یہ کہ ایک سوار
جو بادشاہ کے حالات سے واقف تھا اور یہ بھی جانتا تھا کہ ہمیشہ انکے پاس
دس پانچ لاکھ کا جواہرات رہا کرتا ہے فوراً گھوڑے سے اوترا اور بادشاہ
کا جا کر گلا کاٹ اور جواہرات سب لیکر چل دیا اور سب فرار ہو گئے لشکر مین خبر
ہوتے ہی سب دوڑ پڑے بادشاہ کو سر کٹا ہوا پہچان لیا مگر قاتلون کا کچھ سراغ
نہ لگا لاش کو دفن کر دیا گیا اور اونکے بعد اونکے بیٹے فتح جنگ کو تخت نشین کیا
اور محمد اکبر خان اونکے وزیر ہوے اونھون نے اکثر خوانین کو خلعت دیا مگر چند روز
کے بعد اکبر خان نے اونسے زر و جواہر طلب کیا فتح جنگ نے کچھ جواہرات بیش بہا
اور کچھ کم قیمت کے دیے اس سے اکبر خان رنجیدہ ہوا اور بادشاہ کو سخت جواب
دیے اور بادشاہ کو نظر بند کر دیا اب جنرل پالک کی آمد آمد کی خبر گرم ہوئی اور فتح
جنگ موقع پا کر بھاگ کھڑا ہوا جنرل پالک کے ساتھ کابل مین پھر آیا مگر حکومت
کابل کی منظور نہ کی۔

یہ واقعات ہم نے اس غایت سے قلمبند کیے ہین کہ ہماری کتاب کے پڑھنے

والون کو معلوم ہو جائے کہ شاہ شجاع جسکو انگریز صبح صادق سمجھکر افغانستان مین لے
گئے تھے وہ اخیر مین مکر چاندنی ثابت ہوا جو لوگ کہ علم تاریخ کے اس اصل اصول
سے واقف نہین کہ کیونکر تاریخی واقعات سے نتائج پیدا کیے جاتے ہین وہ تو شاہ شجاع
کے مندرجہ بالا حالات آموختہ کیطرح پڑھکر چپ ہو رہین گے مگر وہ لوگ جو قومون کے
حالات اور واقعات اور اونکی فطرتون کو جانتے ہین اور علم تاریخ مین پوری دستگاہ
رکھتے ہین وہ سمجھ سکتے ہین کہ شاہ شجاع کو بارک زئی قبیلہ اور اونکی عورات نے
کسوجہ سے اسپر آمادہ کیا تھا کہ وہ بالاحصار سے مع خدم وحشم اور لاؤ لشکر نکل کر
جلال آباد جائین اور انگریزون سے جنگ کرین ان مخالف پارٹی کے بارک زئیون
کا خاص منشا یہ تھا کہ شاہ شجاع کو قلعہ سے اسطرح پر برآمد کرا کر اونکو ہلاک کر دیا
جائے مگر ٹھگون کی فطرتون کو ٹھگ ہی خوب جانتے ہین اور ڈاکون کی بدیا کو ڈاکو ہی
خوب سمجھتے ہین بس شاہ جانتا تھا کہ بارک زئی قبیلہ اوسکے ساتھ کیا کرنے والا تھا
وہ بجائے روز روشن کے رات ہی کو چل کھڑا ہوا اور مثل گذشتہ زمانہ کے کہ اسمین
اوسکو بھاگ جانے کی پوری مشق حاصل ہو گئی تھی اب بھی بھاگ جانا چاہا اور
کچھ تعجب نہین کہ جنرل پالک صاحب کی آمد سنکر پھر بھاگ کر گورنمنٹ انگریزی کے
سایہ مین ہو جاتا اور جنرل پالک کے ہمراہ آکر پھر بادشاہت کا رنگ جمانا چاہتا
لیکن مخالف پٹھان شاہ کی اس کارروائی سے واقف ہو چکے تھے وہ کمین گاہ
مین آکر بیٹھ رہے اور جیسے ہی کہ شاہ ظاہر ہوئے اون مخالفون نے اپنے دشمن
کا کام تمام کر دیا اور وہ سوار سب سے مرنے مین رہا جو فوراً گھوڑے سے اوترا
اور شاہ کا گلا کاٹ لایا جواہرات کئی لاکھ کے قیمتی لیکر چلدیا۔ اور دوسرے
منھ دیکھتے ہی رہگئے۔ صبح کو بظاہر مجرمون کی تلاش اور جستجو کی گئی۔ حالانکہ اگر غور
کیا جائے تو قاتل اور مقتول سب پٹھان ہی تھے اور بعد روانگی انگریزی افواج
شاہ کو برائے نام افغانون نے بادشاہ سمجھ رکھا تھا بس جو کچھ بارک زئیون کے
ساتھ کیا تھا اور اب بارک زئیون نے جو اسطرح سے بدلہ لیا۔ اسی سے سمجھ مین

آتا ہے کہ قوم افغانستان کس کس نیرنگی اور بوقلمونی سے اپنے دشمنوں کو نیچا دکھا دیا کرتی ہے۔

قوم افغانستان کی فطرتی گہرائیوں کو ابھی تک کسی نے نہین پایا ہے۔ یہانتک کہ انگریز بھی باوجود اسکے کہ گھاٹ گھاٹ کا پانی پیے ہوے ہین اور تمام مخلوقات چرند اور پرند وغیرہ کے حالات دریافت کرنے کے پھر بھی افغانون کے پولٹیکل کرشمون اور شعبدہ بازیون کو جیسا کہ چاہیئے نہین سمجھے ہین امیر عبدالرحمن خان نے اپنی کتاب مین یہ عجیب فقرہ لکھا ہے اور اپنے جانشین امیر حبیب اللہ خان کو گویا نصیحت اور وصیت کی ہے کہ گورنمنٹ انگریزی کے دوست رہین اور روس سے بھی اتحاد رکھین بھلا یہ دورنگی پالیسی کیونکر چل سکتی ہے ایک کا اتحاد اور ارتباط قائم رہ سکتا ہے نہ کہ دونون کا۔ جو محال ہے مگر امیر نے اپنے مطلب کو ہاتھ سے جانے نہین دیا یعنے روس حملہ کرنے پر آمادہ ہو تو برٹش گورنمنٹ تو امیر کی دوست ہی ہے اور انگریز حملہ کرین تو امیر کو روس کے زیر آغوش ہوجانے مین کچھ تامل نہوگا پس ایسی ایسی باتون سے صاف یہ نتیجہ پیدا ہوتا ہے کہ ظاہر مین یہ پولٹیکل روابط اور اتحاد ہین اور دلون مین معلوم نہین کہ کیا کیا بھرا ہوا ہے اور ہمکو تو بعینہ وہی حال معلوم ہوتا ہے جو یحیٰی برمکی اور ہارون رشید کا تھا کہ بظاہر دونون بطور شیر و شکر ملے ہوے تھے مگر جب خانہ کعبہ مین حج کرنے کی غرض سے دونون گئے ہوے تھے تو خانہ کعبہ کے پردہ کو دونون نے پکڑ کر ایک دوسرے کی بنسبت بددعا کرنے مین مطلق تامل نہ کیا تھا۔

تاریخ محاربہ کابل ظفرنامہ موسوم بہ اکبرنامہ سے جسکو ابوالقاسم دہلوی نے شاہنامہ فردوسی کے طرز پر نظم کیا تھا نثر مین کی گئی ہے اور ہمنے جو حالات تاریخ مذکور سے لیے ہین وہ مفصل ہین اور یہ تفصیلی حالات ایسے ہین کہ اونکی تصدیق سید فدا حسین جمعدار ترک سواران کی کتاب تاریخ افغانستان سے ہوجاتی ہے۔ جمعدار موصوف اون جنگون مین برابر شریک معلوم ہوتا ہے جو بخارا سے واپسی کے

بعد امیر دوست محمد خان اور انگریزی فوجون مین ہوئی تھین جمعدار نے ان کل حالات
کو چشم دید لکھا ہے اور وہ امیر دوست محمد خان کے ساتھ لدھیانہ تک آیا تھا اور لدھیانہ
مین پنشن لیکر شاہجہان آباد اپنے مکان مین چلا گیا ابوالقاسم اکبر نامہ کا لکھنے والا معلوم نہین کہ کون
ہے یہ کتاب سرکار عالی کے مشہور و معروف کتب خانہ آصفیہ مین ہم نے دیکھی ہے
اوسنے اپنا حال اسیقدر نظم کیا ہے جو صاحب محاربہ کابل نے لکھا ہے کہ مین یعنے
(ابوالقاسم) حسب الحکم صاحب رزیڈنٹ ملک سندہ نصیر خان خلف محراب خان
کے پاس اسوجہ سے گیا تھا کہ اوسکو فہمائش کر کے بلوچیون کی شورش کو دفع کرادون
چنانچہ مینے نصیر خان سے کہا کہ آپکو مناسب ہے کہ مثل اپنے آبا و اجداد کے
مطیع و فرمان بردار شاہ کابل رہین مینے اونکو اطمینان دلا کر اونکو راضی کر لیا
اور بعد اسکے صاحب بہادر کے پاس واپس آیا مگر یہان رزیڈنٹ صاحب کو بعض خود غرض
اور مفسدین نے جو اونکی خدمت مین حاضر رہتے تھے اور سیر و شکار مین اونکے ساتھ
جایا کرتے تھے اونکو میری جانب سے بھڑکا دیا اور برہم کر دیا اونھون نے میری جانفشانی اور
حسن سعی اور جفاکشی پر کچھ خیال نہ کیا اور آفرین اور انعام کا مستحق تو نہ قرار دیا بلکہ
عتاب ظاہر کیا اور کہا کہ تمہاری خیر خواہی تو اوسوقت تھی جبکہ تم نصیر خان کو میری
ملاقات کیواسطے اپنے ہمراہ لاتے اور اس کہنے سے صاحب موصوف کا یہ منشا تھا
کہ جب اوس سے ملاقات ہوتی تو یا اوسکو قید کرتا یا قتل کرا دیتا اور اسطرح سے
بولان اور قلات وغیرہ مین حکومت قائم کر لیتا جب مجکو اسطرح پر صاحب موصوف
کا ما فی الضمیر دریافت ہو گیا تو مین نے اونکی رفاقت ترک کر دی اور سندہ مین
ہو کر اپنے وطن دلی مین پہونچکر عزلت گزین ہو گیا ۔ اس بیان سے بس اسیقدر
مستنبط ہوتا ہے کہ یہ صرف یہی کام کر کے واپس ہوے تھے اور تمام کابل کی معرکون
مین شریک نہ تھے مگر حالات جو نظم کیے ہین اونکے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے
کہ اونھون نے گویا سارے حالات مشاہدہ کر کے لکھے ہین گو مشاہدہ کا موقع
اونکو نہ ملا ہو لیکن کسی نہ کسی ذریعہ سے اونکو ایسے کاغذات مل گئے ہین جنمین

خطوط بھی ہین کہ اونکی صحت اور وقعت اور قریب القیاس ہونے مین مطلق شک نہین
ہوسکتا - صرف کہین کہین فرق ہے مثلاً سردار محمد اکبر خان کو یہ لکھتے ہین کہ وہ بخارا سے
اپنے باپ کے ساتھ آیا تھا اور دوسرے مورخین لکھتے ہین کہ وہ وہان قید تھا جسکی تردید
ہم صدر مین کر آئے ہین سردار محمد اکبر خان قندز مین رکھا گیا تھا اور جب بعد امیر دوست
محمد خان سرداران کابل نے اسکے پاس قاصد روانہ کیے تو وہ کابل مین آیا اور اوس
بڑے غدر مین شریک ہوا - اور یہ وہی اکبر خان ہے جس نے کہ افغانستان کی حکومت
کو گویا از سر نو قائم کر دکھایا اور یہہ وہی اکبر خان ہے جس نے یہ سب کچھ کیا اور پھر
افغانستان کی حکومت کو باوجود اصرار سرداران کابل اپنے باپ کے مقابلہ مین باوجود
اسکے کہ وہ غیر حاضر تھا اور ہندوستان مین تھا قبول نہ کیا - یہ راست بازی اور صداقت
شعاری اوسکی جبلی شجاعت اور بہادری کا نتیجہ تھی اور تاریخ مین شاذ و نادر ہی ایسا
ثبوت ملے تو ملے کہ باپ کیواسطے اوسکے کسی بیٹے نے تاج و تخت سے انکار کر دیا
ہو خصوصاً افغانستان مین تو حکومت کے معاملہ مین نہ باپ بیٹے کی پروا کرتا تھا او
نہ بیٹا باپ کی اور ایشیا مین بھی اور سلطنتون کا یہی حال رہا ہے صرف اگر کوئی
ملا ہے تو یہی اکبر خان ہے جس نے کہ حسب بیان منشی گلشن علی مولف تاریخ
افغانستان اور مسند اور اڈیٹر جامع الاخبار بمبئی اوسی زمانہ مین ایک دن دربار عام
مین تخت اور مسند سے کنارہ ہو کر یہ بیان کیا کہ تخت بادشاہ کو سزاوار ہے مگر وہ
مدت سے خالی پڑا ہوا ہے اور مسند امیر دوست محمد خان کی جگہ ہے اور وہ بھی ابھی
زندہ ہین خدا چاہتا ہے تو پھر آوینگے اور اپنی مسند کو زینت بخشینگے مین ایک
غریب آدمی سپاہی ہون اور اونکا غلام ہون اور ایسا غلام جو امیر کے حضور دست
بستہ کھڑا ہونے والا - اور اونکی غیابت مین اونکی مسند کے پیچھے بیٹھنے والا -

پامیر کی جانب سے روس

اصول سیاسی کے بموجب تاریخون مین یہ
تسلیم شدہ مسئلہ چلا آتا ہے کہ جب روز بروز دست
رقیب سلطنتون کے درمیان مین کسی غیر کی ریاست یا ملک آجاتا ہے تو دونون

مین ہر ایک کی یہی خواہش ہوتی ہے کہ اوسکے رئیس کو اپنی جانب کرے اور اپنی جانب کیا کرے بلکہ اوسکو اعتبار کی صورتون مین قائم رکھنا چاہتا ہے مگر پولٹیکل معاملات نہایت نازک ہوتے ہین اگروہ رئیس یاوالی ملک ہم قوم اور ہم مذہب ہوتاہی تو ظاہر مین قومی اور مذہبی اتحاد سے اعتبار ہونے مین کسی قسم کا شک نہین ہوسکتا لیکن ان حالتون مین بھی پولٹیکل فلسفہ یورپ کا اجازت نہین دیتا کہ پورا اعتبار کیا جاے بلکہ اگر اجازت ہے تو یہ ہے کہ قومی اور مذہبی اعتبار اور اطمینان کی حالتون مین تو اوسکے افعال اور اقوال کی نوعیتون کو دیکھتے رہنا چاہیئے اور اگر یہ حالت نہو اور کوئی غیر قوم اور غیر مذہب کا والی اور رئیس درمیان مین ہو تو اوس پر بالکل اعتماد نکرنا چاہیے کیونکہ وقت پر نہین معلوم وہ کیا کر گذرے اسی تاریخی پولٹیکل اصول کی بنیاد پر انگلستان نے افغانستان مین اپنا پولٹیکل اقتدار ۱۸۷۸ء کی جنگ مین قائم کرنا چاہا تھا اور یہ جنگ امیر شیر علی خان سے ہوئی تھی اور اسکی بنیاد بھی یہی تھی کہ افغانستان مین قابل اطمینان اقتدار اوسیوقت قائم ہوسکتا تھا جبکہ اوس ملک مین برٹش حکومت کا جھنڈا اوڑتا ہوا نظر آتا اور حسب خواہش بات نہ بنی اور پٹھانون کی شبانہ روز کی لوٹ مار اور نیز جبلی دلیری اور بہادری کو بہادر اور شجاع برٹش افسر اور انگریزی فوج اور تمام قوم انگلستان نے دیکھ لیا تھی تو اوسی قوم نے افغانون سے جو صلح کر لی تھی اوس صلح مین اوسی اصول کو مدنظر رکھا تھا جو ایک بہادر قوم دوسری بہادر قوم کے ساتھ باوجود اوسکے مغلوب ہوجانے کی مدنظر رکھتی ہوئی چلی آئی ہے اور یہ صلح بھی خفیف نوعیت کی تبدیلی کے ساتھ ایسی ہی تھا صلح بھی تھی کہ گذشتہ جنگ ٹرانسوال مین ہوگئی تھی جسکی نسبت لارڈ روزبری نے پارلیمنٹ کے اندر کھلے الفاظ مین بیان کردیا تھا کہ بوئرون کی شجاعت اور بہادری نے یہ صلح کرائی ہے درحقیقت افغانون کو جو موجودہ اعزاز اور اقتدار حاصل ہے وہ اونکی بہادری اور دلیری کی بدولت ہے جو ایک بہادر اور اولی العزم قوم انگلستان نے اونکی بہادری کو دیکھ کر اونکو دے رکھا ہے پٹھانون کا ملک

اسی وجہ سے قایم رہا کہ وہ لاکھون مرگئے اور بے خانمان ہوگئے اور ہزارون کو
اونھون نے مار ڈالا اور اگر یہ نہ تھا تو پھر وہ وجہ کونسی تھی اور ہے جس سے کہ
موجودہ زمانہ مین افغانون کے اقتدار اور اعزاز بمقابلہ دوسرحدون کے اعزاز اور اقتدار
سکے خاصکر سرحدی صوبہ کشمیر کے مقابلہ مین ممتاز اور نمایان نظر آرہی ہین اب چونکہ
افغانستان مین جانون کے ضایع ہونے اور بے انتہا مصارف کے بعد لوہا لوہے
کو نرم نہ کرسکا اور جو رنگ برنگ کی پالیسیان انگلستان اختیار کرتا ہوا چلا آیا
ہے اوس سے جو نتائج آج تک پیدا ہوتے رہے ہین وہ عیان ہین - افغانستان
کی جانب اوسکی نرم وگرم پالیسی جاری ہی تھی کہ روسیون نے یکایک پامیر پر قبضہ
کرلیا اور اوسکا ایک کرنل اون قلب پہاڑی راستون سے نکلکر نمودار ہوگیا جن
راستون سے گذرنا دشوار سمجھا جاتا تھا اور بہت سے اہل الرای اونکی نسبت لکھتے
رہے تھے کہ اودھر سے گذرنا محال تھا اور اودھر کے حالات بھی معلوم نہین -
بس اودھر روسی کرنل کا ظاہر ہونا تھا کہ ادھر برٹش گورنمنٹ نے چترال وگلگت وغیرہ کی
گھاٹیون کا کامل انتظام کردیا اور سین ٹیفک سرحدی مقامات قرار دے دیے اب
وہان فوج بھی قیام پذیر ہے اور ریلوے بھی جاری ہے - وادی پامیر مین (جسکو
ظہیر الدین بابر نے بامے درویش لکھا ہے) روسیون کا قیام ہے اور ادھر انگریزی
فوج مقیم رہتی ہے - بموجب تحریر گلاب نامہ یہ مقامات مہاراجہ گلاب سنگھ کے قبضہ سے باہر
ہوگئے تھے اور وہان کے مسلمان رئیسون کے قبضہ مین تھے مگر جیسا کہ ہم اوپر ظاہر کرآئے
ہین کہ جب دو رقیب سلطنتون کے درمیان کوئی ریاست یا حکومت غیر مذہب وغیرہ
قوم کی ہوجایا کرتی ہے تو پولیٹیکل اصول کا یہی مقتضا ہے کہ اوسکو اپنے قابو اور قبضہ
قدرت مین کرلینا چاہیئے اسی اصول کو مدنظر رکھکر گورنمنٹ آف انڈیا نے مقامات مذکورہ
پر قبضہ کیا تھا مگر یہ کب جبکہ مہاراجہ حال کشمیر کے والد ماجد کا انتقال ہوچکا تھا - ہم اس
مقام پر ان امور کو ظاہر کرنا خلاف مصلحت سمجھتے ہین جو ہمکو اوس زمانہ مین دریافت
ہوئے تھے جبکہ ہم لاہور کے اخبار کوہ نور کے ایڈیٹر تھے لیکن یہ کہے بغیر بھی نہین

رہ سکتے کہ مہاراجہ حال کے والد انگریزون کے رسوخ کو کشمیر مین پسند نہ کرتے تھے یہ قیام رزیڈنسی کا اور اقتدار انگریزی فوج کا تو بعد وفات مہاراجہ صاحب بہادر کے ہوا تھا اوسوقت بھی ہمارے ذاتی راے یہی تھی اور اب بھی یہی ہے کہ جو کچھ کشمیر مین برٹش گورنمنٹ کی جانب سے ہوا اور آیندہ ہوگا اوسکو پولٹیکل حاجتون اور ضرورتون کا قابل تعریف نتیجہ سمجھنا چاہیئے کیونکہ روسی ایکطرف تو افغانستان کے قریب پہونچگئے ہین اور دوسرے جانب پامیر مین پھیلے ہوے ہین اور سنتے ہین کہ تبت مین بھی اس قوم یاجوج وماجوج نے ریشہ دوانی شروع کر رکھی ہے ۔ اب غور طلب یہ ہی جو کبھی کبھی انگریزی اہل الرائے ظاہر کرتے ہین کہ روسی ایسے دشوار گذار اور قلب پہاڑی راستون سے جو افغانستان اور کشمیر کیطرف ہین گذر کر ہندوستان پر حملہ نہین کر سکتے ایسی رایون کا اظہار نہین معلوم کس غایت سے ہوا کرتا ہے ۔

اول ۔ تو اگر ایسا ہی ہے تو پھر فضول ہے جو گورنمنٹ کرورہا روپیہ سرحدی استحکام کیواسطے صرف کر چکی ہے اور کر رہی ہے ۔

دوسرے ۔ جب انگریزی افواج ہر مرتبہ افغانستان مین چلی گئی ہین اور اونکو کسی طرح کے موانع سائنس کیوجہ سے پیش نہین آئے تو پھر دوسرون کیواسطے پیش کیون آئینگے ۔ افغانستان کی نسبت تو ایسا کہنا فضول ہی فضول ہے مسلمان فاتحین اور سکندر اعظم بھی اوسی جانب سے ہندوستان مین آیا کیے ہین ۔ ہان چترال وگلگٹ وغیرہ کیطرف سے البتہ کسی فاتح کا گذرا ابتک نہین ہوا اگر اوس زمانہ مین یہ یوروپی سائنس کہان تھے جس سے ہر بادشاہ یوروپ کا جہان چاہتا ہے اپنی فوجون کو پہونچا دیتا ہے اور سائینس کے زور وقوت سے اوسکو کوئی امر مانع ومزاحم نہین ہو سکتا ۔ ٹرکی وروس مین جو جنگ عظیم گذشتہ زمانہ مین ہوئی تھی اوسمین باوجودیکہ ایشیاے کوچک اور بلگیریا وغیرہ مین بڑی سی بڑی صعب گذار پہاڑ اور درتے تھے مگر روسیون کا رکنا اسوجہ سے کہین بھی نہین ہوا ۔ روسی فوجین آئین بھی اور ایسے صلح چلی بھی گئین ۔ بڑی

خوش نصیبی کی بات ہے کہ گورنمنٹ ایسی پالیون کو پسند نہین کرتی اگر کہین وہ بھی پسند کرنے والی ہوتی تو اندیشہ اوسکو صدمہ پہونچ جانیکا تھا۔

طوفان آندھی کا کبھی نہ کبھی ضرور اُٹھیگا

انھین سمتون مین آندھی کے طوفان کا مادہ جمع ہو رہا ہے اور عجب کبھی یہ طوفان عظیم الشان اوٹھیگا تو یہین سے اوٹھیگا۔ پس جسطرح پر کہ قبل ظہور طوفان بعض چرند و پرند اپنے واسطے حفظ ماتقدم کر لیتے ہین اوسی طرح ہماری گورنمنٹ نے بھی اس آنیوالے طوفان سے سرحدون پر بخوبی حفظ ماتقدم کر لیا ہی مگر ہمنے اپنی کتاب مین یہ بھی تو لکھا ہی کہ گورنمنٹ انگریزی کو ایک مستحسن اور معقول پالیسی جو روسی پالیسی وسط ایشیا سے سبقت رکھتی ہو اختیار کرنا چاہیئے یعنے سرحدی استحکام ہی پر قناعت نہ کرنا چاہیئے بلکہ رعایا کے دلون کو تسخیر کر لینا مناسب ہی لیکن ہر پانچ سال کے بعد جدید ویسرایون کے آنے سے کچھ اور ہی جلوہ نظر آیا کرتا ہے۔ مثلاً ویسرائے حال لارڈ کرزن بہادر کے تشریف آوری سے اُمید تھی کہ آپ کے عہد مین قومی امتیاز کے بدنما طریقہ مین ضرور اصلاح ہو جائیگی اور سیاہ و سفید رنگت نے جو فرق حاکم و محکوم مین پیدا کر رکھا ہے وہ رفع کر دیا جائیگا۔ مگر افسوس کہ اس امید مین بھی ناکامی ہوئی علاوہ اسکے خود مختار رؤسا کے معاملات انتظامی کی نسبت ہم یہ نہین کہتے کہ گورنمنٹ انکے انتظامی معاملات مین مداخلت نہ کرے ایسی مداخلت تو ضرور ہونا چاہیئے مگر نہ اوس درجہ پر کہ لوگون مین بے اعتباری اور تشویش پھیل جانے کا اندیشہ ہو ہماری خواہش ہے کہ خود مختار رؤساء سے جو معاملہ کیا جائے وہ صاف اور روشن الفاظ مین ہوا کرے گول اور گھاؤ اور پیچ در پیچ کارروائی سے بے اعتباری کے بڑھ جانے کے سوا اور کیا ہے اگر یہی پالیسی اختیار کر لی جائے جسکا اختیار کرنا گورنمنٹ پر فرض ہے تو پھر اس کہنے کا کبھی کسی کو موقع اور محل باقی نہ رہے کہ خفیہ طور پر رؤسا سے برتاؤ کچھ ہوتا ہے اور ظاہر اور کچھ کیا جاتا ہے۔ مثلاً ابھی تھوڑا عرصہ گذرا ہے کہ ایک برار کا معاملہ طے

کیا گیا ہے کہ سرکاری خط وکتابت مین تو یہ ظاہر کیا گیا کہ گورنمنٹ نظام اور خود نفس نفیس حضور نظام کی مسرت افزا منظوری سے برار کا تصفیہ کیا گیا حالانکہ جب خط وکتابت پر غور کیا جاتا ہے اور نیز حیدرآباد کے چھپے ہوے اور خبرون پر خیال ہوتا ہے تو یہی نتیجہ پیدا ہوتا ہے کہ قبول منظوری عجیب وغریب پولیٹکل حکمت عملیان عمل مین لاکر یہ معاملہ ختم کیا گیا ہے استمراری پٹہ برار کا دے لیا گیا اگر برار اپنی حالت سابقہ ہی پر رکھا جاتا تو کیا برا تھا مگر جب اس حالت مین لاکر سراسر اپنے مفید کام کرالیا گیا تو زبردست اور زیردست کا ایک افسانہ تاریخون مین باقی رہ جائیگا اور کچھ بھی نہین اور یہ خیال اب بھی پھیل رہا ہے اور پھیلتا رہیگا کہ یہ استمراری پٹہ کی کارروائی جدید ہے اور لارڈ کرزن ہی کے عہد مین جاری ہوئی ہے اس سے پہلے شاذ ہی کسی ویسراے کے زمانہ مین ہوئی ہو اور لوگون کو یہ بھی کہنے کا موقع ملگیا ہے کہ ۱۸۵۸ء کے فرمان سے ریاست کے ضبطی قطعاً موقوف ہوگئی تھی مگر لارڈ کرزن کے عہد مین بمنظوری رؤسا جدید استمراری پٹون کے حصول کا قاعدہ ایک نیا قاعدہ ایجاد ہوا ہے جو نہ لائے سکے تو نہین ہے جو ایسٹ انڈیا کمپنی کے وقت مین تھا مگر کہاؤ اور ایر پھیر اظہار کے وقت کچھ ایسا ہی ہوا ہے جسکو عوام الناس اوسی کے قریب قریب سمجھ گئے ہین اور اگر یہ کچھ بھی نہین ہوا تو پھر اس سوال کا جواب ہم نہین سمجھتے کہ کیا دینا چاہیئے کہ کوئی اپنا ملک برضامندی دوامی ٹھیکہ پر کیا اسطرح پر دیدیا کرتا ہے۔

اب پبلک کے حقوق پر دوسرے پہلو سے نظر کرنا چاہیئے گورنمنٹ نے وعدہ فرمایا تھا اور اونھین وعدون کے بموجب ہندوستان کا نیشنل کانگریس اونکا مطالبہ خیر خواہانہ الفاظ مین سالہا سال سے کر رہا ہے مگر ابھی اوسکی سماعت نہین کیجاتی اور اُلٹے اوسکے معدوم کرنے کی تدبیرین ہوا کرتی ہین اونکو وہ حقوق بلحاظ تغیرات زمانہ دینا چاہیئے اور جبتک نہین دیے جاتے تو مطالبہ کرنے والون کو بدلائل معقول سمجھانا چاہیئے۔

اب رہی یہ بات کہ وہ واجبی حقوق بھی نہ دیے جائین - اور جو اپنے حقوق ملکی طلب کرین انکو جھڑکیان دیجائین - اور اونپر بغاوت کا الزام قایم کیا جائے یہ تو ایک شایستہ اور مذہب گورنمنٹ کی شان کے بالکل خلاف معلوم ہوتا ہے - انگریزی گورنمنٹ ایک قومی گورنمنٹ ہی - اور اس نوعیت کی گورنمنٹ کے شایان شان تو یہی ہے کہ وہ اپنے قومی اقتدار اور ترقی کے مقابلہ مین اورون کا خیال کم کرے - مگر ایسی گورنمنٹون کی اس قسم کی حکومت تو اون ہی کے اصلی ممالک مین جہان اون ہی کی قوم آباد ہوتی ہے خوشنما معلوم ہوتی ہے نہ کہ غیر ممالک مین - جہان کہ غیر مذاہب کے لوگون کی اور غیر اقوام کی بود و باش ہوا کرتی ہے - انگلستان سے ہندوستان مین جب پہلے پہل تجارتی لباس آیا تھا تو اوسکے ساتھ ہی ساتھ قومی تجارتی حقوق بھی تھے - اور جب پولٹیکل لباس اوسنے اختیار کیا تو وہ حقوق بھی اس لباس مین منتقل ہوکر چلے آئے تھے - اب کہ ہندوستان بھی انگلستان کے برکات حکومت کی بدولت تعلیم مین ترقی کر رہا ہے اور سمجھ چکا ہے کہ ہمارے حقوق کیا ہین - تو ان وجوہ سے حالت یہ ہو رہی ہی کہ ایک جانب سے تو یہ صدائین آرہی ہین کہ ہمکو ہمارے حقوق ملتے نہین اور سلطنت مین امتیازی حقوق بس انگریزون ہی کے حصہ مین ہین - اور دوسری جانب انگریزون کی قوم ہے کہ وہ اخبارون مین اپنے لکچرون اور اسپیچون مین یہ کہتی اور لکھتی رہتی ہے کہ تم کون ہو اور تمہارے حقوق کیا ہین - ہمنے اس ملک کو بزور شمشیر لیا ہے - اور تلوار ہی کے سایہ مین اسکو رکھینگے - مدتون سے یہی غل شور سننے مین آرہا ہے - اب اسکا فیصلہ سوائے گورنمنٹ اور کوئی کرسکتا ہی اور گورنمنٹ ٹھہری قومی - بس اس حالت مین دیکھین یہ چق چق اور بق بق کب تک رہتی ہے - ہم تو لارڈ کرزن بہادر ویسرائے ہند کی صاف گوئی کے مداح ہین کہ آپنے اپنی کسی اسپیچ مین یہ بیان کیا ہے کہ بلا امتیاز انصاف ہونا چاہیے - مگر مشکل یہ پیش آجاتی ہے کہ جب انگریزون کے خلاف کیا جاتا ہے تو انگریز برہم ہوجاتے ہین - اور جب ہندوستانیون کے خلاف ہوتا ہے تو ہندوستانی - اب حیرت ہی کہ کیا کیا جائے

پس جب آپ اور آپسے پیشتر کے بعض گورنر جنرل جنھون نے بلا امتیاز انصاف کرنے مین کوشش ضرور کی تھی اور اسطرح کا انصاف کرانا چاہا تھا اور نہ کرا سکے - تو اب کون ہے جس سے عرض معروض کیا جائے - اور یہ مجبوری کس وجہ سے ہی ہ اوسی قومی حکومت کیوجہ سے - کہ ایک تو کر نہین سکتے - اور اگر کرنا چاہتے ہین تو کرنے نہین پاتے یہ تو بکھیڑا اسا ہے - یعنی فاتح قوم کا کہنا یہ خیال ہے کہ جو کچھ جا و بیجا و ہم کرین - اوسکو مفتوحہ اقوام برداشت کیا کرین - اور اگر یہ کہا جائے کہ آپکا بھی کوئی افسر اعلیٰ ہی ہم اوس سے کہین گے - تو یہ جواب ہے کہ چہ غم - اور جب افسر اعلی سے کہا جائیگا تو اپنے قوم کی دباؤ اور خوف سے یہ کہکر ٹال دے کہ ہم حیران ہین کہ ہم نہین جانتے کہ کیا کرین - اگر یہی ہے تو یہ تو قریب قریب اوسی نقل کے مصداق سمجھا جاتا ہی کہ ایک مینڈک ایک مینڈک کے اوپر آکر بیٹھ گیا تھا - اوپر والے نے نیچے کے مینڈک سے کہا کہ چہ غم - اوس نے کہا کہ ہیچ نہ غم - اب تیسرا مینڈک اون دوسرے مینڈک پر آکر بیٹھ گیا - اور اوسنے اوس سے کہا کہ چہ غم - نیچے والے نے کہا کہ ہیچ نہ غم - اب جو سب سے نیچے تھا اوس نے کہا کہ سبحان اللہ آپ دونون تو اچھے رہی مرے سو ہم - مگر باوجود این ہمہ ہندوستانی ہین کہ اونسے وہی کرانا چاہتے ہین جو وہ کر نہین سکتے لیکن ہم کو امید ہے کہ ایک نہ ایک زمانہ مین ہماری منصف اور عادل گورنمنٹ چاہی وہ کسی لباس مین ہو اوسکو وہی کرنا پڑیگا جسکو آج وہ کرنے نہین پاتی ہے -

حیات افغانی ہم نے اپنی کتاب مین تاریخ "حیات افغانی" مصنفہ سردار محمد حیات خان مرحوم سے بھی بڑی مدد لی ہے - یہ تاریخ کوئی پولیٹکل تاریخ نہین ہی بلکہ افغانستان کی قومی تاریخ ہے - اور تمام قبائل افغانستان کے حالات اور اونکے شجرہائے نسب کو بڑی تحقیقات سے درج کیا ہی - ہماری ارائے مین اس سے بڑھکر افغانستان کی کوئی قومی تاریخ آجتک کسی زبان مین نہین لکھی گئی - ہمکو باعتبار واقعات اس سے جو مدد حاصل ہوئی ہے وہ دوسری کتابون سے حاصل نہین ہو سکتی تھی - اگرچہ سردار صاحب نے واقعات کا خلاصہ بعض مقامات پر کر دیا ہی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اوھون نے بعض واقعات کے لکھنے سے عمداً چشم پوشی کی ہے - مگر اوھون نے اس امر کو نظر انداز نہین کیا

جو اوس سے پہلے کے کسی مورخ کو معلوم نہ تھا کہ جو جنگ ۱۸۷۸ء مین افغانستان نے بوئی تھی وہ بھی
روسیون کے اندیشہ سے تھی - اور یہ بھی ہم نے سردار صاحب کی عنایت سے نقل کیا ہی کہ انگریزون
سے جو بغاوت قبائل افاغنہ نے اوس زمانہ مین کی تھی اوسکے اسباب کابل مین کیا بیان
کیے جاتے تھے - یقیناً سردار صاحب کے لکھے ہوے اسباب ٹھیک اور درست ہین - کیونکہ
وہ افغانون کے بیان کیے ہوے ہین جنھون نے انگریزون سے اور انگریزون نے اون سے جنگ
کی تھی - اور اُنسے صاف ظاہر ہوتا ہی کہ لرڈ الوئمین کو کوئی ایسی فوج بھی دنیا مین نہین ہی جسکے
افسرون سے قومی غلطیان نہ ہوگئی ہون اور ان غلطیون کے پیدا ہونیکا ایک بہت بڑا سبب یہ ہی
کہ جب فاتح قوم کسی غیر کے ملک مین فتح کرتی ہوئی پہونچ جاتی ہے تو فاتح کی نظر مین مفتوح
قومونکا مذہبی اور قومی وقار جیسا کہ چاہئیے نہین ہوتا - ایک تو [illegible] فتح [illegible] ہو جاتا ہی
ہے اور سمجھتا ہے کہ اب ہم سے مفتوح اقوام کیا انتقام لینگی [illegible]
کیوجہ سے سکوت مین رہتا ہے - لیکن جب کبھی اوسکا ابال [illegible] تو انتقام لینے
مین پس و پیش نہین کرسکتا - اس فاتحانہ خیال نے کابل مین بھی [illegible]
بعض افسران فوج کو کر رکھا تھا - اور اونکو اس بات کا خیال نہ تھا کہ یہ ملک [illegible] یہ قوم
کیسی ہی - اسی خیال نہ کرنے سے وہ مشکلات پیش آئین جو ہمیشہ کیواسطے [illegible] اور
اب تک بیحد افسوس ہو رہا ہے -

تذکرہ امیر

ہم نے تذکرہ امیر سے بھی واقعات لیے ہین - اور یہ وہ کتاب ہی جسکو [illegible] دست منشی
محبوب عالم اڈیٹر پیسہ اخبار نے حالات امیر مین لکھی ہی اور عمدگی سے اور تحقیقات [illegible]
ہمارے نزدیک منشی صاحب کو اوس کتاب سے بڑی [illegible] شہرت [illegible] یورپین نے
انگریزی زبان مین امیر صاحب کے حالات [illegible]
ہی - اور اپنی رائیونسے کام نہین لیا - حالانکہ اس زمانہ مین تصنیف مین جدت ایسی اسیقدر [illegible] واقعات
بھی لکھے جائین اور اونسے نتائج پیدا کر کے رائین بھی ظاہر کیجائین - اگر ہم اپنی کتاب مین رایونکا
اظہار نہ کرتے تو بس یہی کرسکتے تھے کہ اس کوٹھی کے وہان اوس کوٹھی مین کر دیتے - اور کیا تھا
اس مقصود کو پیش نظر رکھ کے ہم نے اپنی کتاب سب کے بعد لکھی ہی بشرطیکہ اوسکو خاص و عام پسند کرین فقط

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باب اول

جغرافیہ

اس کتاب کے آغاز مین افغانستان کا جغرافیہ لکھنا ضروری معلوم ہوا جسکو معلم پطرس بستانی طرابلسی کی کتاب دائرۃ المعارف جلد چہارم مطبوعہ بیروت واقع ملک شام کے صفحہ ... وہ دسے ترجمہ کرکے ذیل مین درج کیا جاتا ہے۔

افغانستان کا جغرافیہ

افغانستان ایک فارسی لفظ ہے جو دو کلمون سے بمعنی بلاد افغانستان مرکب ہے۔ افغانی باشندے افغانستان کو ولایت ... اور کابلستان یعنی بلاد کابل کہتے ہین افغانستان کے دیار و امصار ایشیا کے وسیع شہرون مین شمار ہوتے ہین۔ اسکا عرض بلد شمالی ۲۸ درجہ ۴۲ دقیقہ اور ۳۶ درجہ کے درمیان ہے اور طول بلد مشرقی ۶۰ درجہ اور ۷۱ درجہ و ۴۲ دقیقہ کے درمیان ہے۔ اسکی شمالی حد پر ترکستان اور مشرقی حد پر پنجاب اور سندہ اور جنوبی حد پر بلوچستان اور مغربی حد پر خراسان فارس کے ٹکڑے ہین۔

افغانستان کی پیمایش اور اوسکی حصے

افغانستان کی پیمایش دو لاکھ پندرہ ہزار مُربع میل سے زیادہ شمار کی

جاتی ہے - وہان کے باشندون کی تعداد پانچ ملین سے زیادہ ہے - اور بعض کہتے ہین کہ اونکی تعداد نو ملین تک پہونچتی ہے - افغانستان کی سطح برابر نہین ہے بلکہ اونچے اونچے ٹیکرون اور وسیع پہاڑون اور عریض وعمیق لق ودق میدانون اور ندیون اور پہاڑون کی تنگ گھاٹیون اور درون سے مرکب ہے - افغانستان کے ممالک ان سات حصون مین تقسیم کیے جاتے ہین یعنے کابل - لقمان - جلال آباد - غزنی - قندھار - سیوی - فرح - افغانستان پایہ تخت شہر کابل ہے کابل - غزنی - قندھار - اور علی ہذا الصرات مغربی اور وسطی ایشیا اور ہندوستان کے درمیان مین بلحاظ تجارت مہتم بالشان مرکز ہین - افغانستان کا جغرافی مرکز اور وہان کے باشندون کے عادات واطوار وسط ایشیا کے معاملات مین پولٹیکل اور جنگی طور پر بڑی اہم اور عظیم الشان باتین ہین -

افغانستان کے موسمی حالات

افغانستان کے اقلیمی خط مین اوس خط پر جتنے کوہستانی بلاد ہین جیسا موسم جس فصل مین اون بلاد مین ہوتا ہے اوسی کے مثل اوس کے مطابق وہان بھی ہوتا ہے - ہندوکش پر سال بھر برابر برف جما رہتا ہے - جب کابل کے میدانی ملکون مین تھرمامیٹر ۱۳۰ درجہ پر ہوتا ہے اوسوقت بھی ہندوکش کی بلند چوٹیون پر برف منجمد ہوتا ہے - مغربی افغانستان مین مشرقی افغانستان مین زیادہ گرمی پڑتی ہے - لیکن ہر حال مین وہان کی ہوا ہندوستان کے مقابلہ مین سرد ہی ہوتی ہے - باوجودیکہ موسمی تغیرات از قبیل گرما و سرما دبلحاظ لیل ونہار حفظ صحت کے واسطے بڑے متباین الاثر ہین لیکن کابل کے باشندے اکثر صحیح المزاج رہتے ہین اور وبائی امراض کا ظہور و شیوع اون مین شاذ و نادر ہوتا ہے - وہان کے اکثر امراض چیچک اور امراض شمسی اور امراض چشم وغیرہ ہین -

نباتات وحیوانات ومعادن

جس جگہہ پتھرون کی کثرت نہین ہے وہان سبزہ لہلہاتا ہوا نظر آتا ہے

ریگستانی صحراؤن کے نالون ندیون اور چشمون کے کنارے کھجور کا نشو و نما ہی گرم طبقات مین نیشکر اور روئی کی پیداوار ہے۔ یورپ کے مانند پھل اور ترکاریان کابل کے پہاڑون پر سطح زمین سے چھ اور سات ہزار قدم کی بلندی تک پائی جاتی ہین۔ سردمیدانون مین شہتوت کے درخت ہوتے ہین۔ اور منجملہ میوہ جات شفتالو اور سیب اور امرود۔ بہی۔ انار۔ بادام اور عناب ہین۔ اور ایک میوہ قراصیا ہے۔ یہ دو قسم کا ہوتا ہے شیرین اور تلخ شیرین کو فارسی مین کیلاس اور تلخ کو آلو بالو کہتے ہین۔ اور اسیکو پرتگالی بادام اور اترج اور گولر کہا کرتے ہین۔ اور پستہ۔ اور مصطگی۔ اور مجیٹھ اور گلاب اور غزنوی انگور بھی بکثرت پیدا ہوتا ہے۔ اس ملک مین زراعت کے دو موسم ہین۔ ایک تو ربیع مین بوئی ہوتی ہے اور خریف مین درو شروع ہوتی ہے اور ایک بوئی خریف مین ہوتی ہے اور گرمیون مین کاٹی جاتی ہے۔ نیز یہان رینڈی اور تیغ بہت پیدا ہوتی ہے۔ کابل کے پہاڑ خوشنما میدانی درختون کی جھاڑیون سے ڈھکے ہوے ہین۔ ان جھاڑیون مین لومڑیون اور کفتار کے رہنے کے ٹھکانے ہین۔ شیر اور چیتے بھی ان جھاڑیون مین جہان اونکی طبیعت کے موافق آب و ہوا ہے پائے جاتے ہین۔ یہان ایرانی بکریون کی قسم کی ایک چکتی دار بکری بھی ہوتی ہے اور ایک قسم کی بڑے بال والی بلیان اور اونٹ اور گدھے ہوتے ہین جنسے یہ لوگ بار برداری کا کام لیتے ہین اور خرگوش اور بجو اور جنگلی بھینس اور ہرن۔ اور ساھی بھی موجود ہین۔ اور خوشنخور کے اطراف مین بندر بھی پائے جاتے ہین۔ طیور مین سے باز اور چرگد۔ گد۔ کبک۔ کرکی۔ اور بط وغیرہ ہین۔ کابل مین سانپ کا کاٹنا کچھ مضرت رسان نہین ہوتا لیکن عقرب کی نیش زنی سے بہت شدید ضرر ہوتا ہے۔ بلاد افغان مین رانگا۔ بلباچین۔ شورہ۔ گندھک۔ اور نمک اور شب بکثرت ہوتا ہے۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ کابل کا لوہا ویسا ہی عمدہ ہوتا ہے جیسا کہ دنیا مین دوسرے مقامات کا عمدہ لوہا ہوتا ہے۔ بعض مقامات مین تانبے کی کانین ہین جنسے فیصدی اسی حصہ خالص تانبا نکلتا ہے۔ افغانستان کی تجارت بخارا کے ساتھ ملکر قافلہ کے طور پر ہوتی ہے۔ یہان سے شفتالو اور کتان کے بنے ہوے تھان اور روئی

اور کاغذ اور لوہا اور فولاد اور تانبا اور پارہ اور ریشم کے کپڑے اور چائے اور شکر اور شیشہ باہر جاتا ہے۔

کابل کے پہاڑ

افغانستان کے شمال جانب بڑے بڑے اونچے پہاڑ اور نشیبی میدان اور سبزہ زار واقع ہین۔ نہرین اور چشمے بہت ہین۔ جنوب کی طرف ایسا نہین ہے یعنی جنوبی افغان مین گھاس پات کم ہے اور پانی بھی بہت کم پایا جاتا ہے۔ منجملہ شمالی پہاڑون کے کوہ ہندوکش کا سلسلہ وسط ہند (ہمالیہ) سے نکلکر افغان کے مغرب تک چلا گیا ہے۔ اسکی بلند چوٹیون پر ہمیشہ برف منجمد رہتی ہی اسکے قریب کوہی بابا پہاڑ کا سلسلہ مغربی حد تک چلا گیا ہے۔ اور اسی سمت مین چند پہاڑون کی دشوار گذار ویران چوٹیان ہین۔ جنکی بلندی برفانی حد سے متجاوز ہے اور وہ ہمیشہ برف سے ڈھکی رہتی ہین۔ انھین پہاڑون کے دامن سے دریاے ہلمند نکلا ہے جو کابل کے تمام دریاؤن سے بڑا ہی۔ ہندوکش و کوہی بابا کے درمیان درۂ بامیان واقع ہے جو اپنے تاریخی واقعات کے لحاظ سے بہت مشہور ہے۔ کوہی بابا کے پچھم طرف اسی سے ملا ہوا کوہ غور ہی جو ھرات تک چلا گیا ہے غور یہ حکومت کی اضافہ سے اسکا نام غور ہے۔ یہی کوہ غور گرجستان اور ھری رود کے میدانون کو علیحدہ کرتا ہے۔ اگلے جغرافیہ دان کوھی بابا اور کوہ غور کے مجموعہ کو کوہ بار وپانیوس کہتے تھے۔ اور مشرقی جانب مین شمال سے لیکر جنوب تک قریب قریب خط مستقیم کی طرح کوہ سلیمان چلا گیا ہے۔ اور کوہ سلیمان سرکٹ کر جنوبی کابل مین سلسلہ کوہ سفید واقع ہی جسکو افغانی (اسپین غار) کہتے ہین جو بلوچستان تک بہت بلند چلا آتا اور ہندوستان اور ایران اس کے ادھر ادھر ۲۶۶ میل کے فاصلہ پر ہین گویا کہ کوہ سفید طبعی طور پر ہندوفارس کی حد واقع ہے۔ مشرقی افغانستان کے دامن ہاے کوہ مغربی دامنون کی طرح سے چٹیل اور اتنے دشوار گذار نہین ہین بلکہ سرسبز ہین۔ یہ بات نہر سندھ کے دیکھنے سے بخوبی معلوم ہوسکتی ہے۔ مشرقی سمت مین پیچ در پیچ وادیان ایسی نہین ہین جو نقشہ کے خطوط بنانے مین خلل انداز ہوسکین۔ بہرحال اس سمت مین آمد و رفت

کے لیے دو ہی راستہ ہین جو اگرچہ مغربی درون کی طرح سے دشوار گذار تو نہین ہین مگر تنگ گھاٹیون اور لوٹ مار کی وجہ سے جو وہان ہمیشہ جاری ہے خطرناک ہین - منجملہ اونکے ایک درہ خیبر ہے جو پنجاب سے کابل مین آمدورفت کا راستہ ہے اور درہ گومل ہے جسنے شمالی تخت سلیمان سے سندھ مین آمدورفت ہے - کوہی بابا - اور کوہ غور جو سرزمین کابل اور اوس کے ٹکڑون کو تقریباً زاویہ قائمہ کی شکل پر گھیرے ہوے ہین - اور شمال مشرق کی سمت سے ذرا ہٹ کر جنوب و مغرب تک برابر چلے گئے ہین بعض بہت بلند ہین اور بعض کم - سب سے بلند اور بڑے وہ حصے ہین جو قندھار کے پورب جانب واقع ہین ازانجملہ وہ حصہ ہے جسکو کوہ عمران کہتے ہین - افغانستان کی جنوب و مغرب کی پست زمین بالکل شمال و مشرق کی کی بلندیون کے مقابل واقع ہے - باوجودیکہ اوس سرزمین مین بیشمار پہاڑ نیچے اوپر ہر طرف سے نکل گئے ہین پانی کی جھیلین نہین پائی جاتین لیکن اس ملک مین ایک جھیل جسکو بحیرہ ہامون کہتے ہین ۸۵ کیلومیٹر چوڑی اور ۱۲۴ کیلومیٹر لمبی ہے اور اسی کے قریب ایک دوسری جھیل ہے جس کے اندر بیشمار جھاڑیان ہین اور سطح سمندر سے چار سو کیلومیٹر بلند ہے اسکا نام بحیرہ [illegible] ہے -

کابل کے دریا

کابل مین بہت کم ندیان ہین - سب سے بڑی وہ ندیان ہین جو نہر ہلمنڈ و اولمتد اور نہر کابل کے نامون سے مشہور ہین - یہ دونون دریا ہندوکش سے نکلے ہین رود کابل پورب کو بہتی ہے اور اٹک کے قریب نہر سندھ مین گرتی ہے - اور دریاے ہلمند جنوب و مغرب کی طرف بہہ کر وسط افغانستان مین ہوتا ہوا بحیرہ ہامون مین گرتا ہے - یہ دریا نیل مصر کی طرح اپنے دونون کنارون کو اپنی آبرسانی کے فیض سے دور دور تک سال بھر سرسبز و شاداب رکھتا ہے جسمین جلکہ اسکا پانی نہین پہونچ سکتا وہ ریگستانی جنگل ہین اور منجملہ رودہاے کابل غنداب [illegible] ترشجز رکی ندیان ہین -

باب دوم

افغانستان کی قومی اور ملکی تاریخ

افغانون کی نسبی تحقیق

قاعدہ یہ ہے کہ جبتک کوئی قوم پولیٹیکل اقتدار حاصل نہین کرتی اوسوقت تک اوسکے حسب ونسب کی جانب مطلق توجہ نہین کی جاتی - منجملہ ان قومون کے ایک قوم افغان بھی ہے جسکے حالات کے تجسس اور تفحص کا خیال صدیون تک کسی مورخ کو نہ تھا - اور یہ خیال ہوا تو اوسیوقت ہوا جبکہ ایران مین خاندان صفویہ اور ہندوستان مین مغلون کی حکومت کا ستارہ اوج پر تھا - اور ملک افغانستان خصوصًا صوبۂ قندھار ان دو جلیل القدر قومون کے درمیان مابہ النزاع رہتا تھا اور قوم افغان کی یہ حالت ہوگئی تھی اور اس درجہ انکا زور بڑھ گیا تھا کہ وہ ان بادشاہون مین جس بادشاہ کے سایۂ اقتدار مین ہوتے جاتے تھے اوسیکا اقتدار سارے افغانستان مین تسلیم کر لیا جاتا تھا - معلوم ہوتا ہے کہ اس دور مین صرف افغانستان ہی متنازعہ فیہ نہ تھا بلکہ قوم افغان کا حسب ونسب بھی زیر بحث و نزاع رہا کرتا تھا - جسکی تصدیق اس واقعہ سے بخوبی ہو سکتی ہے جسکو بعہد جہانگیر شاہ ایک ایرانی سفیر نے بیان کیا تھا کہ افغان دیو کے نطفہ سے ہین اور ایک معتبر کتاب کے حوالہ سے ظاہر کیا تھا کہ ضحاک بادشاہ کی سماعت مین آیا کہ دیار مغرب مین چند عورات جمیلہ قابض اور متصرف ہین اور رہزنی اونکا ہمیشہ ہے یہ سنتے ہی ضحاک نے فوج کثیر اس ولایت کی تسخیر کے واسطے روانہ کی مگر بروقت مقابلہ وہ عورات ضحاک کی فوج پر غالب آگئین اور اوسکی فوج ناکام رہی اس کے بعد ضحاک نے نریمان کو سپہ سالار مقرر کرکے فوج جرار کے ساتھ بھیجا متواتر جنگ کے بعد نریمان فتحیاب ہوا اور صلح اس بات پر ہوگئی کہ عورتون نے ہزار باکرہ کو

ضحاک کیواسطے نریمان کے ہمراہ کردیا۔ واپسی کے وقت نریمان کا قیام پہاڑون کے قریب ایک مقام پر ہوگیا۔ رات کو ایک آدمی دیو صورت اور اہرمن سیرت پہاڑ سے نکلا اور لشکر کو بھگا کر منتشر کردیا۔ اور ان عورات سے ہمبستر رہا جب وہ لشکر مفرور پھرا اوس مقام پر جمع ہوا تو اوس نے اون عورات کو حاملہ پایا اور اس ماجرے سے ضحاک کو مطلع کیا۔ اوس نے حکم بھیجا کہ ان عورتون کو اوسی صحرا اور پہاڑ مین رہنے دینا چاہیے۔ اگر شہر مین آوین گی تو اُنکی نسل سے فتنہ و فساد برپا ہوگا۔ گویا افغان اوسی کی نسل سے ہین

مصنف کتاب مخزن افغانی یعنی خانجہان لودھی اپنی کتاب کا یہی سبب تالیف قرار دیکر لکھتا ہے "کہ بندہ نے یہ بات سنکر از راہ غیرت چند جہاندیدہ اشخاص کو اپنے لشکر سے منتخب کرکے افغانستان اور دیگر بلاد و امصار مین روانہ کیا کہ افاغنہ کا نسب دریافت اور تحقیق کرکے مطلع کرین۔ چنانچہ اون لوگون نے بڑی کوشش اور جانفشانی سے افغان کے نسب کی تحقیق کی اور سلسلہ وار مخزن افغانی مین درج کردیا" مگر یہ اندراجات مخزن افغانی ایسے مبالغہ سے ہوے ہین کہ یہودا ابن حضرت یعقوب تک افغانون کا نسب نامہ پہونچا دیا گیا۔ اور محض اوس ایرانی سفیر کے کہنے پر اسطرح ضد اور نفسانیت سے کام لیا گیا کہ مؤلف حیات افغانی نے اوس نسب نامہ مندرجہ مخزن افغانی کو بدلائل سنجیدہ رد کردیا لیکن اپنی تحقیقات سے جو نتیجہ پیدا کیا وہ بھی ناکمل اور غیر قابل اطمینان ہے اگر یہ صحیح مان لیا جاوے کہ قیس عبدالرشید کے نسب کا سراغ اوسی کی ذات پر ختم ہوجاتا ہے اور اوسکے آگے نہین چلتا اور یہ کہ اوسیکی نسل سے قبایل افاغنہ افغانستان مین پھیلے ہوے ہین تو یہ بات دریافت طلب ہے کہ یہ کون ہے اور اسکی نسل کہان سے ہے۔ مؤلف حیات افغانی پھر یہ بھی لکھتے ہین کہ ایک معتبر روایت سے حقیقت یہ پائی گئی کہ جب قیس عبدالرشید مدینۂ منورہ مین جاکر مسلمان ہوا تو اوس نے مسماۃ سارہ بنت خالد ابن ولید سے نکاح کیا جسکی بطن سے سٹر بن غور غوشت بیٹن تین فرزند قیس کے پیدا ہوے جو مورث اعلیٰ صحیح النسب افغانون کے ہین۔ اس صورت مین خالد ابن ولید جد مادری افغانون

کے ہین - نہ کہ جد پدری -

اور اسی خیال سے **الفنسٹن** صاحب بھی اپنی کتاب مین لکھتے ہین کہ **افغانون** کی قومیت کی نسبت اسقدر مختلف روایات ہین کہ ایسے مختلف روایات کی موجودگی مین یہ لکھنا درست ہے کہ سواے موقعہ مقبوضہ اور صورت موجودہ حال کے پہلے کا کچھ صحیح پتہ نہین لگ سکتا زمانہ ماضیہ کی اگر کچھ قابل لحاظ تاریخ ملسکتی ہے تو **قیس عبدالرشید** تک ملسکتی ہے جسکے تین لڑکون کی اولاد مین سے اکثر شاخین **افغانستان** کے حصہ کثیر پر قابض ہین - جملہ روایات اس بات پر متفق ہین کہ ابتدا مین اوسکی اولاد کوہ **غور** مین آباد تھی اور مدت سے **کوہ سلیمان** مین چلی آئی - **کوہ سلیمان** مین جنوباً و شمالاً دور تک سلسلہ پہاڑون کا داخل ہے - جب **۹۳ھ** مین **محمد قاسم عماد الدین** سپہ سالار اسلام **سندھ** فتح کرنے روانہ ہوا تب **حجاج** گورنر صوبہ **خراسان** کے حکم سے اس قوم کے بھی چند آدمی ساتھ تھے - جو مسلمان **سندھ** کے راستہ **ملتان** مین آکر سکونت پذیر ہوے تھے اونکی صلاح اور اپنی جمعیت پر نازان ہوکر کوہ **سلیمان** سے جانب شمال جو پہاڑ تھے اون پر اکثر جگہہ یہ متصرف ہو گئے - **تاریخ فرشتہ** سے معلوم ہوتا ہے کہ سنہ آٹھ سو اور نو سو عیسوی کے درمیان مین حصہ جنوبی اور گوشہ مشرقی و شمالی **افغانستان** کے پہاڑون مین یہ لوگ آباد تھے - اور اس عہد مین اکثر مغربی حصہ کے رہنے والے **سامانیہ** سلطنت کے ماتحت تھے - یہ لکھکر مؤلف **حیات افغانی** پھر لکھتے ہین کہ **قیس** نے جب دین باطل چھوڑکر اسلام اختیار کیا تو نام اوسکا **قیس** سے بدلکر بلغت **عربی عبدالرشید** بقاعدہ اسلام رکھا گیا - جیساکہ اب بھی دستور ہے کہ نومسلم یعنی شیخ کا نام بوقت مسلمان ہونے کے اسلامیہ طریقہ سے بزبان عربی رکھا جاتا ہے - اس بات مین اختلاف ہے کہ **قیس** نے کس عہد مین دین اسلام قبول کیا - **افغانی** روایات کل متفق ہین کہ بوقت حیات حضرت **خاتم الانبیا** صلعم کے مسلمان ہوا اور ایک روایت **غور** کی تاریخ سے ایسی ملتی ہے کہ حضرت **علی**ؑ خلیفہ چہارم کے حضور بمقام **کوفہ** جب شنسب رئیس ملک **غور** ایمان لایا تو اوسوقت **قیس** بھی اوس کے ہمراہ مسلمان ہوا - **قیس عبدالرشید** کی

ایک بی بی سے تین پسر تھے (جیساکہ پہلے لکھا جا چکا ہی) اسڑبن جسکی اولاد کو سڑبینی کہتے ہین غورغشت اور بیٹن جسکی نسل بیٹنی کہلاتی ہے ان بھائیون مین بڑا تھا۔

ان روایات مختلفہ سے جنکو مؤلف حیات افغانی نے مندرج کیا ہی یہ روایت ہرگز قابل اعتبار و تسلیم نہین کہ قیس نے حضرت ختمی پناہی کے حضور مین حاضر ہوکر دین اسلام قبول کیا تھا۔ اور یہ بھی قابل قبول نہین کہ خالد ابن ولید کی دختر سے اوسکا عقد ہوا تھا۔ اگر یہ ہوتا تو کسی تاریخ کی کتاب مین ضرور ہی اسکا ذکر کیا جاتا۔ فرض اور خیالی روایات کا ایجاد کر دینا ایک ایسی قوم کا خاصہ سمجھا جاتا ہے جو ابتدا مین کسی شمار و قطار مین نہین ہوتی۔ مگر جب اوسکو ملکی عروج حاصل ہو جایا کرتا ہے تو اوسکے محامد اور مفاخر خاندانی کے بیان کرنے والے بہت سے لوگ پیدا ہو جایا کرتے ہین۔ قیس عبدالرشید کی نسبت بھی ایسا ہی سمجھنا چاہیے۔ ان قرائن سے یہ بات صحیح معلوم ہوتی ہے کہ جب عربون نے ایران و خراسان وغیرہ ممالک مین فتوحات حاصل کین۔ اور اونکی اولوالعزمی اور ملک گیری کا شہرہ ہر دیار و امصار مین ہوا۔ تو حسب قاعدہ چھوٹی چھوٹی قومون کے سرگروہ بطمع منصب و جاگیردار حکومتون مین پہونچکر اپنی مطلب برآری کیواسطے کوشان ہوے ہون۔ اگر قیس عبدالرشید اور رئیس غور بمقام کوفہ حضرت علی؏ کے حضور مین پہونچکر مسلمان ہوگئے ہون۔ اور اپنے اپنے وطن مین واپس آگئے ہون تو مقام تعجب نہین۔ کیونکہ حضرت علی مرتضےٰ رضؓ اُسوقت خلیفہ ہوے تھے جبکہ افغانستان اور ترکستان وغیرہ عربون کے قبضۂ قدرت مین تھا۔ علی ہذا قیس کا عقد مدینۂ منورہ مین سارہ دختر خالد ابن ولید سے ہونا بعد از قیاس ہے۔ خالد ابن ولید کوئی گمنام قریش نہ تھے۔ کہ اونکی دختر کا عقد قیس عبدالرشید کے ساتھ ہوتا اور کسی کتاب مین ذکر نہ کیا جاتا۔ اگر عبدالرشید کے حالات اوس زمانہ مین ذکر کے لایق نہ تھے تو خالد بن ولید کی اضافت سے تو اونکا ذکر و مذکور ہوتا۔ پس ان خیالات سے صاف ظاہر ہے کہ عبدالرشید کا عقد عرب کے کسی مشہور خاندان مین نہین ہوا۔

افغان کی وجہ تسمیہ	باب ھذا مین جبکہ افغان کے نسبی حالات

کا تذکرہ کیا گیا ہے تو اوسکو بھی ظاہر کردینا مناسب ہی کہ لوگ افاغنہ کو افغان کیون کہتے ہین۔ حسب بیان تاریخ فرشتہ اس قوم کی وجہ تسمیہ اسطرح پر ہے کہ ۶۳ھ ہجری مین اس قوم نے پشاور کے نواح مین حملہ کرکے اوسپر قبضہ کرلیا تو لاہور کے راجہ نے کہ اوس کے متعلق یہ ملک تھا افغانون کے مقابلہ مین اپنی فوج کو روانہ کیا۔ اور متعدد لڑائیان مابین راجہ لاہور اور افاغنہ کے ہوئین۔ آخر اہل کابل اور غور اور خلج جو مسلمان ہو چکے تھے بوجہ توحد مذہبی افغانون کی اعانت کیواسطے آئے۔ جب جانبین کا لشکر اپنے اپنے ملکون کو واپس ہوا تو کابلیون اور خلجیون سے راستہ مین اگر دریافت کیا جاتا تھا کہ کوہستانی مسلمانون کی کیا حالت ہے۔ تو وہ بجواب اس سوال کے کہتے تھے کہ "کوہستان مگوئید افغانستان بگوئید کہ بجز فریاد و فغان و غوغا در آن چیزے دیگر نیست" پس اسوجہ سے اس قوم کو افغان اور اون کے ملک کو افغانستان کہتے ہین۔

اس بیان کے علاوہ سر جان ملکم بھی اپنی تاریخ ایران مین ایک مقام پر لکھتے ہین کہ افغان جب کسی مخالف کی فوج پر چڑھائی کرتے ہین تو اثنا راہ مین شور و فغان کرتے جاتے ہین اگرچہ انھون نے اسکو وجہ تسمیہ افغان قرار نہین دیا ہے لیکن تعجب نہین کہ اسی سے لوگ اونکو افغان کہتے ہون۔

پٹھان کی وجہ تسمیہ

علی ہذا القیاس ہندوستان مین اس قوم کو لفظ پٹھان سے کیون تعبیر کیا جاتا ہے؟ اسکی وجہ تسمیہ کیا ہے؟ اسکو بھی لکھدینا مناسب ہی۔ تاریخ فرشتہ مین تحریر ہے کہ شاہان اسلام کے عہد مین اول اول جب یہ لوگ ھند مین آئے۔ تو شہر پٹنہ مین انھون نے سکونت اختیار کی اس سبب سے اہل ھند انکو پٹھان کہنے لگے۔

اور ایسا بھی قیاس ہوتا ہی کہ بنیاد اس کلمہ کی پیٹھ آن سے ہو کیونکہ جب ان لوگون نے مغرب سے آکر ھند کے باشندگان سابق کو بیدخل کیا تو انھون نے اپنی زبان مین انکو پٹھہ آن کہنا شروع کیا یعنی پٹھے مین بیدخل اور برباد کرنے والے۔ چنانچہ

اب تک دوابہ سندساگر مین بر پا کرنے کو پٹنا یعنی اوکھاڑنا کہتے ہین اور کثرت استعمال سے پٹنہ آن کا پٹھان ہوگیا۔

اور یہ بھی بیان ہے کہ پیٹن جو ایک لڑکا قیس عبدالرشید کا تھا اوسکے نام سے اوسکی ذریات کو پیٹھان کہنے لگے۔

اور یہ بھی ہے کہ پستو سے پٹھان نکلا ہو۔

الغرض قیس عبدالرشید کے نسبی حالات کیسے ہی کیون نہ ہون اور افغان اور پٹھان کی وجہ تسمیہ بلحاظ روایات مختلفہ جو جسطرح پر روایت صحیح اور قریب العقل ہو مگر اسمین کلام نہین کہ آل قیس کا نشوونما عجیب وغریب پیرایہ مین رہا ہے۔ اوسکی نسل شاخ درشاخ ہوکر اول تو مختلف قبائل مین تقسیم ہوگئی۔ اور رفتہ رفتہ اون قبائل نے اس درجہ ترقی اور عروج حاصل کیا کہ اونکی جاہلانہ دلیری اور بہادری اور وطن پرستی اور ملک دوستی کا اول نتیجہ یہ تھا کہ غلزئی قبیلہ کے اشرف ومحمود نے ایران کو فتح کرلیا اور دوسرے قبیلہ نے دہلی مین مدلتون حکومت کی۔ اور احمدشاہ ابدالی نے تو یہہ کردکھایا کہ ایک مستقل سلطنت افغانستان کی بنیاد قائم کی اور ہندوستان پر اپنے مختلف حملون سے ثابت کردیا کہ اوس زمانہ مین اوسکی حکومت کیسی پرشوکت اور قوی تھی۔ اور سب سے بڑھکر قیس کی نسل مین یہ بات ہی کہ وہ باہم جنگ کرتے رہتے ہین۔ مگر جب دوسری قوم بغرض ملک گیری اونکے ملک مین جاتی ہے اوسوقت کل قبائل متفق اور متحد ہوکر اپنے ملک کی حفاظت مین کوشش کرتے ہین اور دغا اور فریب اور منافقانہ اتحاد اور اتفاق پیدا کرکے اپنے دشمن کو یہانتک تنگ کرتے ہین کہ اونسکا قیام اونکے ملک مین دشوار ہوجایا کرتا ہے۔ ڈاکہ زنی اور بہادری سے جنگ کرنا تو اونکے خمیر مین ہے۔ اور یہ قوم ہمیشہ سے آزادی پسند رہی ہے۔ اب قیس عبدالرشید کے ذاتی حسب ونسب سے قطع نظر کرکے اگر غور کیا جاے تو اوسنے جو یادگار اپنی چھوڑی تھی اوسکے حیرت انگیز ملکی اور جنگی کارنامون سے ہر مورخ کو ایک خاص تعلق ہونا چاہیئے اور انھین سے ہمکو اس کتاب کی تالیف اور تصنیف کرنے مین بدرجہ غایت اعانت ملسکتی ہے۔

زمانہ ماضیہ مین افغانستان کی کیا حالت تھی تاریخی حالات سے

ثابت ہوتا ہو کہ ملک افغانستان سے اول اول مسلمانون کا تعلق عربون کی وجہ سے ہوا۔
اور مدتہاے دراز تک یہ ملک خلفاے بنوامیہ اور بنی عباس کے زیر فرمان رہا مگر
جس زمانہ مین کہ خلیفہ مامون رشید ابن ہارون رشید عباسی نے افغانستان
سے ہوکر ہندوستان پر حملہ کیا اور راجپوتون سے شکست کھاکر بغداد کو چلا گیا۔
اوسوقت سے گویا آل عباس کی خلافت مین زوال شروع ہوا۔ اور اوسی کے صوبہ دارون
نے اپنے اپنے صوبون مین غدر شروع کیا منجملہ ان باغی صوبہ دارون کے ایک اسمعیل سامانی
ماوراء النہر خراسان کا صوبہ دار تھا۔ اس نے کابل قندھار اور
زابل یعنی غزنی پر قبضہ کرلیا۔ اور بعد حکومت الپتگین اور اوس کے بیٹے اسحٰق
کے سبکتگین بادشاہ ہوا۔ اور بعد سبکتگین کے سلطان محمود تخت غزنی کا مالک
ہوا۔ بارھوین صدی عیسوی کے وسط مین غزنی کی سلطنت کے تباہ ہوجانے کے بعد
شاہان غور کی حکومت افغانستان مین قائم ہوئی۔ اور اوسوقت تک قائم رہی جبتک
کہ چنگیز خان نے ان ممالک مین غارتگری نہین کی۔ اسکے بعد تیمور کی حکومت ہوئی تیمور
کی وفات کے بعد اوسکی اولاد حکمران رہی۔ مگر اس قوم کا پولیٹیکل عروج ان بادشاہون کے عہد مین
نہ تھا۔ لیکن یہ پایا جاتا ہو کہ افاغنہ مختلف حکومتون مین فوجی ملازم ہوکر جنگ کرتے پھرتے تھے۔
اور اس حالت کے سوا اور کوئی حالت اوس زمانہ مین انکی معلوم نہین ہوسکتی۔ اگر کسی قسم کی ترقی
اس قوم کو حاصل ہوتی تو ابن بطوطہ جسکو کابل گئے ہوے پانچ سو پچاسی (۵۸۵) سال کا عرصہ ہوا
اوس ترقی کا ذکر کرتا۔ اوسنے جہانتک مشاہدہ کیا اس سے ظاہر ہے کہ یہ قوم اُس زمانہ مین کچھ بھی
نہ تھی۔ یہ فاضل سیاح اپنے سفرنامہ مین لکھتا ہو کہ "کابل ایک زمانہ مین بہت بڑا شہر تھا۔
اب وہان ایک قریہ ہو اسمین ایک گروہ عجمیون کا جنکو افغان کہتے ہین رہتا ہے۔ اون کے
متعلق بڑے بڑے پہاڑ اور گھاٹیان ہین اور وہ لوگ بڑے قوی اور باشوکت ہین انمین سے
اکثر لوگ رہزنی کیا کرتے ہین اون لوگون کے بڑے پہاڑ کا نام کوہ سلیمان ہے۔ مذکور ہے کہ
نبی اللہ سلیمان علیہ السلام نے اوس پہاڑ پر چڑھ کر ارض ہند کی جانب نظر کی تھی اور
اُسوقت ارض ہند مین اندھیرا تھا۔ یہ دیکھکر بیٹھے اور بغیر ہندستان مین نہین گئے اسیوجہ سے

اس پہاڑ کا نام کوہ سلیمان ہوا۔ ملک افغان اسی پہار مین رہتا ہے"

بابر اور اوسکی اولاد کی زمانہ مین افغانستان کی حالت۔

ہندوستان مین آنے سے پہلے بابر بائیس سال تک کابل مین حکومت کرتا رہا۔ اوسنے چند سال قندھار کی مہم پر صرف کیے۔ یہانتک کہ شاہ بیگ ارغون اور محمد مقیم نے شکست کھاکر قندھار سے ہاتھ اوٹھالیا۔ بابر نے قوم ھزارہ اور مغربی افغانستان کو جہانتک ہوسکا درست کیا۔ بعدہ مشرقی حصہ کی طرف توجہ کی اور افغانان مہمند اور یوسف زئی سے لڑائیان کین۔ ملک باجور کو فتح کرکے یوسف زئی پر خراج مقرر کیا۔ جب بابر ہندوستان مین آیا تو اوسنے دہلی کی سلطنت کا دعویٰ کیا۔ اور پندرہ ہزار فوج لے کر دہلی پر چڑھائی کی۔ دوسری جانب سے ابراھیم شاہ لودی ایک لاکھ سوار اور ایک ہزار ہاتھی لیکر بمقام پانی پت بابر کے مقابلہ مین آیا۔ مگر سخت جنگ کے بعد بابر فتحیاب ہوا اور ابراھیم شاہ ایک معرکہ مین مارا گیا۔ اوسکی باقی فوج منتشر ہوکر ادھر اودھر چلی گئی اور آخرکار بابر دارالسلطنت دہلی پر قابض ہوکر تخت نشین دہلی ہوا۔ اب بابر ہندوستان اور افغانستان دونون پر قابض ہوا۔ بابر کی وفات کے بعد اوسکی اولاد افغانستان اور ہندوستان پر قابض رہی۔ جب ہمایون ہندوستان سے مفرور ہوکر ایران گیا ہے۔ تو اوسوقت ایران مین شاہ طہماسپ ایران کا حکمران تھا جب شاہ ایران کی امداد واعانت سے ہمایون نے واپس آکر افغانستان مین اپنے بھائیون کا قلع قمع کردیا تو ہمایون افغانستان کا پھر بادشاہ ہوا۔ اور جب ہندوستان کو اپنے دشمنون سے پاک وصاف کیا تو ہمایون افغانستان اور ہندوستان کا بادشاہ قرار پایا۔ ہمایون کے مرنے کے بعد اکبر ہندوستان کا بادشاہ ہوا۔ اور جس زمانہ مین کہ اکبر ھیمون بقال سے جنگ کررہا تھا شاہ طہماسپ صفوی بادشاہ ایران نے قندھار پر چڑھائی کی اور قندھار کو فتح کرکے صوبہ ہرات مین شامل کردیا۔ اوسی زمانہ سے ملک افغانستان خصوصاً صوبہ قندھار درمیان شاہان صفویہ اور اولاد تیموریہ کے مابہ النزاع ہوگیا۔ اور افغانستان کی تاریخ کا دوسرا رنگ شروع ہوا۔ اور عجیب وغریب نیرنگیان ظہور پذیر ہوئین

ہم اون نیرنگیون کو اسواسطے لکھتے ہین کہ ہماری کتاب کے پڑھنے والے سمجھ لین کہ افغانستان کی نیرنگیان صفویہ اور مغلیہ بادشاہون کے درمیان مین کیا رہی ہین -

پہلی نیرنگی یہ تھی کہ اکبر نے کابل کا صوبہ دار اپنے بھائی محمد حکیم مرزا کو کیا اور منعم خان اوسکا اتالیق اور صلاح کار مقرر ہوا - محمد حکیم نے بارہا بغاوت کی اور مغلوب ہوا - اور اکبر شاہ نے اپنی عالی ہمتی سے اوسکا قصور معاف کیا - جب محمد حکیم کابل مین مرگیا تو بادشاہ نے اوس کے لڑکون کو ہندوستان مین بلالیا - اور بجاے اوس کے کنور مانسنگھ ولد راجہ بھگوانداس رئیس جیپور کو کابل کا صوبہ دار مقرر کیا - یہہ تقرر غالباً اس وجہ سے تھا کہ اکبر نے سمجھ لیا تھا کہ مسلمان صوبہ دار کا کابل مین مقرر ہونا باعث فتنہ و فساد اور بغاوت ہو - اسوجہ سے ایک ہندو رئیس کو مقرر کیا کہ نہ افغان اوس سے سازش کرینگے اور نہ یہ افغانون سے سازش کرکے بغاوت کریگا - چنانچہ کنور مان سنگھ نے جو مقصد اکبر کا تھا - اوسی کے مطابق کام کیے - یعنی انکے مقرر ہونے کے وقت ایک شخص موسوم بہ جلالہ افغانی فرزند پیرتا ایک ملک تیراہ اور خیبر کے نواح مین مفسدہ پردازی اور راہزنی کیا کرتا تھا - اوسکو افغانون نے اشتعالک دیکر بادشاہ سے باغی کردیا - مگر کنور مانسنگھ نے اس شخص پر پہاڑون کے اندر لشکر لیجاکر متواتر فتوحات حاصل کین - اسی عرصہ مین یوسف زئیون کی سرکوبی کیواسطے ایک لشکر زیر کمان زین خان اور راجہ بیربل بھیجا گیا - اور اس فوج اکبری نے یوسف زئیون کے علاقہ مین پہونچکر لوٹ مار شروع کی اور اونپر غلبہ حاصل کیا - مگر راجہ بیربل کے دھوکہ کھانے سے غروب آفتاب کے وقت افغانون نے ایک پہاڑی پر مقابلہ کیا - اور پتھرون سے لشکر شاہی کا منھ پھیر دیا اور جب رات ہوگئی اور بادشاہی فوج راستہ بھول گئی تو افغانون نے اوسکو پہاڑون پر چڑھکر گھیر لیا - اور سات آٹھ ہزار سپاہیون کو نیست ونابود کردیا - راجہ بیربل اور دیگر سرداران شاہی اس رات کو مارے گئے - زین خان اور حکیم ابو الفتح بہ عالم پریشانی بھاگ کر قلعہ اٹک مین بادشاہ کے حضور پہونچے - اس واقعہ کو سنکر اکبر نہایت رنجیدہ ہوا - اور غصہ مین آکر راجہ ٹوڈرمل کو لشکر عظیم سپرد کرکے سوات - باجوڑ کو مفتوح کرنے کیواسطے روانہ کیا -

اس نے عرصہ قلیل مین یوسف زئیون سے انتقام لیا اور سوات باجور اور بنیر فتح کرکے وہان شاہی تھانہ مقرر کیے اور قوم یوسف زئی کے آدمی جسقدر زندہ بچے تھے اونکو اس ملک سے خارج کرکے ضلع پشاور مین آباد کردیا۔

دوسری نیرنگی یہ تھی۔کہ ۱۶۰۳ع مین مرزا رستم جو سلطان حسین نبیرہ شاہ اسمعیل صفوی کا فرزند اور قندھار کا حاکم تھا بوجہ مخالفت بھائی کے اکبر کی پناہ مین آیا۔اکبر نے اوسکا منصب پنج ہزاری مقرر کیا اور حاکم ملتان کیا۔اسی سال راجہ مانسنگہ لاھور واپس آیا اور بجاے اس کے زین خان صوبہ کابل مین بھیجا گیا۔اس نے کابل سے قندھار تک نہایت عمدہ انتظام کیا۔

تیسری نیرنگی یہ تھی کہ جب بعد وفات اکبر جہانگیر بادشاہ ہوا تو شاہ عباس بادشاہ ایران نے قندھار پر حملہ کیا۔اور عبدالعزیز خان قلعدار قندھار نے محصور ہوکر عرصہ تک ایرانی فوج کا مقابلہ کیا مگر جب کمک نہ پہونچی تو اوس نے امان طلب کی اور ایرانیون کا قندھار پر پھر قبضہ ہوگیا۔

چوتھی نیرنگی یہ تھی۔کہ شاہجہان کے عہد مین دارا شکوہ کو قندھار کی فتح کیواسطے روانہ کیا گیا۔اوس نے بیشتر علاقہ جات خود سرواقع افغانستان کو مطیع کیا مگر ہندوستان کی عیش یاد آئی پس غزنی پہونچکر باوجود استماع خبر وفات شاہ ایران ہند کو واپس ہوا۔اور اوس کے بعد تیسرے سال شاہزادہ مراد بخش کے زیر کمان ایک لشکر بغرض فتح بلخ بنام کمک نذر محمد خان اوزبک افغانستان کی راہ سے روانہ کیا گیا۔

جب یہ شاہزادہ پشاور مین پہونچا تو اوس نے مہمند اور آفریدی وغیرہ قبائل کو بھی اپنے ہمراہ لیا اور بادشاہی فوج ھندوکش کی طرف روانہ ہوئی۔مگر بوجہ برف باری اور کمی سامان رسد ھندوکش کی گھاٹی پر اس فوج کو بہت تکلیف ہوئی یہانتک کہ فی روپیہ ایک سیر غلہ میسر نہ آتا تھا۔آخرکار خسرو سلطان فرزند نذر محمد خان اس مصیبت مین شریک ہوا۔اور یہ فوج بغیر کسی مقابلہ کے بلخ مین داخل ہوگئی۔اب حسب مشورہ وصلاح مرزایان لشکر خطبہ اور سکہ شاہجہان کا بلخ مین مروج ہوا

پانچوین نیرنگی یہ تھی کہ یہ فوج واسطے امداد نذر محمد خان کے گئی تھی مگر جب اسکی ملک مین پہونچی تو اوسکو بالاے طاق کردیا اور آپ مالک بن بیٹھی - اب نذر محمد خان جسکی اعانت کیواسطے یہ فوج آئی تھی - حیران ہوا - اور فوراً ایران مین بھاگ کردم لیا اور ایک غزل شاہ ایران کولکھی جسکا ایک شعر یہ ہے - ؎

تاج از ہدہد مازاغ ربودہ است مگر
من بدرگاہ تو اے شاہ ازان آمدہ اُم

چھٹی نیرنگی یہ تھی - کہ جب شاہجہان نے شاہزادہ مراد بخش کی انتظامات کو ناپسند کیا تو شہزادہ اورنگ زیب کو مقرر کیا کہ بلخ مین جو فوج موجود ہے اوسکو ہمراہ لے کر **بخارا** فتح کرے - یہ حکم پاکر اورنگ زیب بارادۂ یورش بخارا بخارا کی جانب روانہ ہوا - مگر قوم اوزبک نے لڑائیون سے اوسکو ایسا تنگ کیا کہ اوسکا قیام بلخ مین بھی دشوار ہوگیا - اور روز بروز غنیم کو غلبہ ہوتا جاتا تھا - اس غلبہ کے خوف سے علی مردان خان امیر الامرائے اسی مین مصلحت دیکھی کہ نذر محمد خان کو ایران سے طلب کرکے پھر بلخ اوس کے سپرد کردے اور تمام لشکر شاہی کابل واپس آیا - بعد اسکے پھر قندھار پر بحکم شاہجہان اورنگ زیب نے چڑھائی کی مگر کامیاب نہ ہوا - آخرکار اورنگ زیب واپس ہوا -

ساتوین نیرنگی یہ تھی کہ جب اورنگ زیب ہندوستان کا بادشاہ ہوا تو اوس کے زمانہ سے افغانستان کی حالت دگرگون ہونا شروع ہوئی - اگرچہ عالمگیر بڑا منتظم اور مدبر مشہور ہے مگر سمجھ مین نہین آتا کہ اوسکے وقت مین افغانستان کا انتظام کیون قابل اطمینان نہوا - مورخین کا بیان ہی کہ اوسی کے زمانہ سے افغانستان کی رعایا نے بغاوت شروع کی اور ایک بڑا فساد کابل مین ہوگیا - اور قوم یوسف زئی نے ضلع ہزارہ پر متواتر حملے کیے - اور شاہانہ انتظام مین ایسی سوء تدبیری ہوئی کہ اوسکا نتیجہ اورنگ زیب کی حکومت کی واسطے نہایت خراب پیدا ہوا - اور سب سے بڑھکر یہ بات ہوئی کہ عالمگیر کے وقت مین صوبہ داران کابل اور حکام افغانستان مین عجلت کے ساتھ تغیر و تبدل ہوتا تھا - اور ایک قوم کے سردار کو دوسری قوم کے علاقہ کا ٹھیکہ مالگزاری دیا جاتا تھا - کہ اوس سے زیادہ تر

خرابی انتظام مین ہوئی - حال یہ تھا کہ جب ایک صوبہ دار ملک یا حاکم بدلا جاتا تھا تو وہ حاکم جدید کی بدنامی
کے واسطے سازشین کرتا تھا اور رعایا کو ترغیب فتنہ وفساد کی دیتا تھا - اسی اثنا مین ایک غیر شخص نے
قوم یوسف زئی مین پہونچکر دعوی کیا کہ مین شاہزادہ شجاع برادر اورنگ زیب ہون اور اورنگ زیب
سے جان بچاکر افغانون کی پناہ مین آیا ہون حالانکہ شجاع دکن کی جانب چلا گیا تھا اور راجہ اراکان
کی بے عنوانی سے اوسکا نام ونشان مٹ چکا تھا مگر افغانان کوھی نے اوسکو اصل شجاع سمجھا -
اور اوسکے زیر سایہ ایک بڑا لشکر جمع کیا اور لوزمیلہ کے روبرو سما نہ کے متصل سرگرم پیکار ہوے
اور دریاے سندہ کو عبور کرکے علاقہ چھچھا مین داخل ہو گئے - کامل بیگ قلعہ دار اٹک نے انکا
مقابلہ کیا اور اونکو بھگا دیا - علاوہ مجروح ومقتول ہونے کے بہت سے افغان دریاے سندہ مین
ڈوب کر مر گئے اور باقی ماندہ سوات کو چلے گئے - یہان ایک عرصے کے بعد مصنوعی شجاع
مر گیا اوسکے بعد عالمگیر کا بیٹا بہادر شاہ کابل کا صوبہ دار مقرر ہوا - اس شاہزادے نے اپنی حسن
تدابیر سے اکثر قبائل کو مطیع ومنقاد کیا اور جب عالمگیر بمقام احمد نگر ۱۷۰۷ء مین انتقال کر گیا
تو بہادر شاہ شاہ عالم بادشاہ کے لقب سے تخت نشین ہوا - اوسکے زمانہ مین کابل اور حصہ
مشرقی سلطنت دہلی کے متعلق رہا - مگر قندھار مین ایک بہت بڑی اپنی قوم کے ہمدرد اور وطن
پرست اور چالاک یعنے شخص حاجی امیر خان معروف بہ میرویس کا اقتدار ہوا - اور اس سے پیشتر
غلزئی اور ابدالی قوم کے افغانون کے دلون مین ایرانیون کی جانب سے عداوت آگئی تھی
جسکی کیفیت ہم سرجان ملکم کی تاریخ ایران جلد چہارم سے ذیل مین بیان کرتے ہین -

سرجان ملکم کی تاریخ کا انتخاب

جسوقت عباس اعظم نے قندھار پر قبضہ کیا اوسوقت ایک خاص فرقہ افغانون کا جو غلزئی اور ابدالی کے نام سے موسوم تھا - بہمہ تن ایران کا مطیع ہو گیا - مگر
جو ایرانی صوبہ دار شاہ عباس کی جانب سے اونپر حکمرانی کے لیے مسلط کیا گیا تھا وہ نہایت
ظلم وتعدی سے اون کے ساتھ پیش آیا - اور جو کوشش وسعی افغانون نے اپنی چارہ جوئی
کے واسطے کی وہ سب رائیگان گئی - آخر کار ایرانی صوبہ دار کا ظلم وستم حد سے زیادہ ہوا اور
یہ لوگ بہت تنگ ہوے تو فرقہ ابدالی سے ایک شخص سدو نامی اور اوسکا بھائی احمد نامی

اس معاملہ مین عرض ومعروض کیواسطے اصفہان کو روانہ ہوے اور وہان پہونچکر بادشاہ کے حضور مین سدو نے اپنا مطلب فصاحت اور بلاغت کے ساتھ بیان کرنا شروع کیا شاہ عباس نے اوسکی تقریر کان لگا کر سنی اور اوسکی درخواست کو منظور کیا اور اوسکو اوسکے فرقہ کا حاکم تجویز کیا اور تحریری فرمان کے ذریعہ سے یہ حکم بھیجا کہ یہ شخص اپنی قوم مین بزرگ سمجھا جاے اور اوسکی حکومت کا سب لوگ پاس کرین - چونکہ یہ فرقہ اپنی عرض ومعروض کے پذیرا ہونے سے شاہ عباس کا دل سے ممنون ومشکور تھا اوس نے بادشاہ کے فرمان کو نہایت خوشی ورضامندی سے قبول کیا اور ہمیشہ کے واسطے سدو کو اپنا معظم ومکرم قرار دیا - یہ تعظیم وتکریم اس فرقہ کی جانب سے سدو کے حق مین نسلاً بعد نسلٍ جاری رہی سدو کی اولاد سدوزئی کے نام سے مشہور رہتی - افغانان اوسکو قوم ابدالی کی ایک مقدس شاخ سمجھتے تھے - جنپر تلوار اوٹھانا حرام بلکہ قتل وغیرہ کا انتقام بھی ناجائز وناروا جانتے تھے ہرچند کہ شاہ عباس کی فیاضانہ تدبیر مملکت سے ایک عرصہ تک امن وامان قائم رہا مگر وہ چند روزہ تھا پھر ایک زمانہ ایسا آیا کہ اوسکے جانشینون اور ہندوستان کے بادشاہون کے درمیان ملک افغانستان کی بابت لڑائی جھگڑا شروع ہوا اور وہ اسی وحشی قوم کا زمانہ تھا جسکی سرگزشت حسب ذیل ہے -

قوم غلزئی کے افغانون کے حالات مین صرف ہمکو یہ بات معلوم ہے کہ اُنھون نے ایک بار سلطان محمود کی فوج کے لوٹنے کا قصد کیا تھا - مگر وہ بالکل غارت اور برباد کردیے گئے تھے - تیمور کے عہد کی تاریخ مین بھی اُنکا ذکر کیا گیا ہے - اور معلوم ہوتا ہے کہ اُنھون نے پھر کسیقدر قوت حاصل کرلی - اور جب سلطان حسین تخت نشین ہوا تو اوس زمانہ مین وہ افغانستان کے مغربی افغانون مین نہایت رعب وداب کے حاکم تھے - خیمون مین رہا کرتے تھے اور اونکی چراگاہین قندھار کی نواح مین واقع تھین - مگر یہ سب ایران کے مطیع وفرمانبردار تھے - جب اُنکا میلان بغاوت وسرکشی کی جانب معلوم ہوا اور وزراء ایران کو اس بات کا بھی یقین ہوگیا کہ اس بغاوت کا یہ نتیجہ پیدا ہونے والا ہے کہ عنقریب بادشاہ دہلی اِنسے اتحاد پیدا کرکے قندھار پر قابض ہوجائیگا - تو وہ نہایت فکرمند ہوے اور چاہا کہ کسی طرح اس مفسدہ کی پیش بندی کرنی چاہیے - چنانچہ گرگین خان والی جارجیہ کو جس نے صوبہ جارجیہ

مین ایک خود مختار حکومت قائم کرنے کا ارادہ کیا تھا - اور سلطان حسین کی قضیہ سے مجبور کیا گیا تھا اور اوسکا قصور اوسوقت معاف ہوا تھا جبکہ اوسنے مذہب عیسوی ترک کرکے مذہب اسلام قبول کیا تھا - تیئس ہزار ایرانی فوج اور خاص صوبہ جارجیہ مین سے ایک منتخب گروہ اوسکی ہمراہ کرکے خاص اس مہم کی کاربردازی کے لیے قندہار کو روانہ کیا - جبکہ وہ اس شان و تزک و احتشام کے ساتھ وہان پہونچا تو سب آثار بغاوت و سرکشی کے یکقلم رفع ہو گئے - مگر اس نے چند روزہ امن و امان پر قناعت نہ کرکے افغانون پر نہایت سختی و تشدد روا رکھا اور ہر ایک کو سزا دینا شروع کیا - ایرانی سپاہی افغانون کی قومی عزت اور سن و سال کی بزرگی کا کچھ لحاظ نہ کرتے تھے اور ہر متنفس کو اپنا دشمن جانی خیال کرکے تکلیف و رنج پہونچاتے تھے - جب ایرانیون کی بیرحمی حد سے زیادہ گذر گئی افغانون کے چند ایلچیون کے ہاتھ ایک عرضی اصفہان کو بھیجی - شاہزادہ گرگین خان کے رفیقون کی سعی و کوشش سے اول اول اون ایلچیون کا دربار مین پہونچنا دشوار ہوا - مگر آخرکار جب اونکی عرضداشت پیش کی گئی - تو اون لوگون نے شاہ سلطان حسین کو اونکی طرف سے بالکل بدظن کردیا اور کہدیا کہ یہ لوگ سخت مفسد و سرکش ہین - ہرگز یہ عرضداشت قابل التفات نہین - حضور نہ سنین - چنانچہ سلطان حسین نے ایسا ہی کیا - جب بادشاہ کے یہان سے ایلچیون کو سخت جواب ملا - تو وہ بیچارے افسردہ خاطر اور مایوس ہوکر اپنے وطن کو لوٹ آئے اور جو غضب و غصہ اس کمزور بادشاہ کی کم توجہی سے اونکے دل مین پیدا ہوا اوسکا اظہار اونھون نے اپنے ہموطن قوم کے روبرو دل کھولکر کیا -

قوم غلزئی کے جن سردارون نے اس عرضی پر دستخط کیے تھے منجملہ انکے میرویس نامی اس قوم کی بڑی شاخ کا ایک نامی گرامی سردار مشہور تھا جو اپنی فیاضی اور ناموری کیوجہ سے قندہار کا حاکم اعظم شمار کیا جاتا تھا - گرگی خان اوسکی طرف سے بدگمان ہوا - اور اوسنے یہ خیال کیا کہ عرضی وغیرہ بھیجنے مین اسی کی جانب سے تحریک ہوئی ہے اور یہ تمام کارروائی اسی کی ہے - افغانون کے وہان جانے پر اور مایوس ہوکر عرضی واپس آنے پر گرگین خان کو پہلے سے اطلاع تھی اب اوس نے اپنا دلی کینہ اس پیرایہ مین ظاہر کیا کہ ایک خفیف حیلہ

کی بدولت میرویس کو قید کرکے اصفہان کو روانہ کیا اور وزراے سلطنت کو لکھہ بھیجا کہ قندھار کی امن و امان اسی بات پر موقوف ہے کہ ایسا اولوالعزم اور سرکش آدمی آپکی حفاظت مین قید رہے مگر گرگین خان کو مناسب تھا کہ ایسے نامور اور دانشمند کی گرفتاری سے پہلے عاقبت اندیشی کو کام مین لاتا یعنی ایران کے درباری حالات سے اول پوری واقفیت حاصل کرکے اس خطرناک معاملہ مین دست اندازی کرتا بے سوچے سمجھے اس مقدمہ مین جلدی کر بیٹھنا اور میرویس کو اپنا جانی دشمن بنا لینا آخرکار اوس کے حق مین بڑی خرابی کا باعث ہوا۔ میرویس ایک نہایت لائق اور دانشمند آدمی تھا ایران مین پہونچکر بہت جلد اوس نے دربار شاہی کے حالات سے واقفیت حاصل کی۔ بادشاہ کے مشیرکار اور وزرا کو بددیانت اور رشوت خوار دیکھکر یہ چال چلا کہ اون لوگونکو رشوت دے دلا کر اپنا کر لیا اور اون کے ذریعہ سے سلطان حسین کی خدمت مین اپنی رسائی حاصل کی۔ رفتہ رفتہ سلطان حسین کے دل مین اوسکی لیاقت اور ہوشیاری کی ایسی وقعت ہوئی کہ اوسکو مقربان خاص مین داخل کیا۔ اس حالت مین اگر میرویس چاہتا تو اپنے وطن کو بڑی عزت و حرمت سے چلا جاتا مگر وہ رات دن بڑے بڑے منصوبون کی فکر مین رہتا تھا اور گرگین خان کو اپنی کامیابی مین خلل انداز سمجھتا تھا اور جانتا تھا کہ جبتک یہ اولوالعزم سردار منصب حکومت پر ہے۔ اوسوقت تک ہرگز میری تدبیرین میرے حق مین مفید اور کارآمد نہین ہوسکتین۔ اول اول اوس نے گرگین خان کی بیخ کنی مین دل و جان سے کوشش شروع کی اور چاہا کہ وہ کسی طرح خراب ہو۔ یہانتک کہ وزراے سلطنت کو یکقلم اوسکی جانب سے بدظن کردیا اور بتادیا کہ بالیقین یہ شخص دشمنی اور عداوت کے قابل ہے۔ اور پھر باسانی اپنے ارادون کی تعمیل مین سرگرم ہوا۔ اول اوس نے حج کے نام سے خانۂ کعبہ جانے کی رخصت لی اور وہان پہونچکر درپردہ بڑے بڑے سُنّی مولویون سے اس مضمون کے فتوے حاصل کیے کہ تمام شیعون پر جنکو یہ مولوی اچھا نہ سمجھتے تھے جہاد کرنا اور قتل کرنا روا ہے۔ اور آیندہ ایک وقت خاص مین ایک بڑی مہم کی کارروائی اسی پر منحصر رکھی۔

جب میرویس خانۂ کعبہ سے واپس آیا تو اس عرصہ مین اتفاق سے ایک ایسی ضرورت ظہور مین آئی کہ بہت جلد ان منصوبون کے پوری ہونیکی اوسکو امید ہوئی جنمین وہ

ہمہ تن سرگرم تھا۔ یعنی ایک شخص آرمینیہ کے باشندے اسرائیل اور باقی نامی نے جو مشرقی زبانون سے بخوبی واقفیت رکہتا تھا اور بعض ملکی خدمتون کی وجہ سے جو اوس نے شہنشاہ روس کیجانب سے سلطنت روم مین انجام دی تہین نہایت معروف و مشہور تھا شہنشاہ کے حضور مین اس امر کی درخواست کی کہ مین آپ کی جانب سے ایلچی بنکر ایران کو جانا چاہتا ہون۔ شاہ موصوف نے اوسکی پہلی کارگزاریون کے صلہ مین یہ درخواست منظور کی اور سوا اسکے اور طرح طرح کی عنایات سے اوسکو مالامال کردیا۔ چنانچہ جو تجارت کا مال اسرائیل اور اوسکے ساتھی اپنے ہمراہ لے کر چلے اوسپر پرمٹ کا محصول بالکل معاف کردیا گیا۔ اسرائیل نے اس بات کو اپنے اور اپنے ہمراہیون کے حق مین بہت بڑا منفعت کا ذریعہ خیال کرکے اور کئی سو آدمیون کو اپنے ہموطنون مین سے قافلہ مین داخل کرلیا اور ایران کو روانہ ہوے۔ وہان پہونچکر اسرائیل نے یہ خبر اوڑائی کہ مین ارمینیہ کے قدیمی بادشاہون کے نسل سے ہون۔ میردیس نے یہ خبر سنکر اور نیز اسرائیل کا قافلہ دیکھکر یہ منصوبہ گانٹھا کہ اس موقع پر کسی حیلہ سے سلطان حسین کو گرگین خان کی طرف سے بالکل بدظن کردینا چاہئیے اور غالبًا اُسوقت کوئی حیلہ چل جائے چنانچہ بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوکر اوس نے عرض کی کہ حضور آرمینیا اور جارجیہ کے واسطے شاہنشاہ روس کی جانب سے عیسائی متفق ہوکر آے ہین اور فوج کثیر اپنے ہمراہ لاے ہین اور یہ سارا فساد گرگین خان کا ہے اور وہی اسکا باعث ہوا ہے اور وہی بانی و مبانی ہی سلطان حسین اور سب درباروالے یہ خبر سنکر نہایت ہراسان ہوے اور سمجھے کہ یقینًا یہ فساد گرگین خان کا ہے۔

اگرچہ یہ بات بے اصل تھی درحقیقت میردلیس کی شرارت تھی مگر اوسکا اتنا اثر پیدا ہوا کہ سلطان حسین کے دل مین گرگین خان کی طرف سے عداوت قائم ہوگئی۔ چنانچہ اوسنے اوسکو منصب حکومت سے معزول کرنا چاہا۔ لیکن گرگین خان کی ایسی وجاہت غالب ہوئی کہ سلطان حسین اوسکے موقوف کرنے مین جرأت نہ کرسکا اور توقف کیا۔ سلطان حسین کے مشیرون اور صلاح کارون نے بھی علانیہ مخالفت کی راے دی اور یہ تدبیر بتائی کہ میردیس گرگین خان کا دشمن جانی ہے اگر یہ اپنے عہدہ پر بحال کردیا جاوے تو یقینًا اوسکی سرکشی اور

اولوالعزمی کو بروکتا رہیگا - گرگین خان یہ خبر سنتے ہی آگ بگولہ ہوگیا اور یہ سمجھ لیا کہ جن لوگون نے میرے دشمن کی حمایت کی ہی وہ میرا کچھ نہین کر سکتے ہین - الغرض بادشاہ کے حکم کے مطابق جب میرویس قندھار پہونچا تو گرگین خان کو بڑا شک پیدا ہوا - اور اوس نے چاہا کہ کسی تدبیر سے اوسکو بدنام و رسوا کرنا چاہیے - میرویس کی ایک لڑکی نہایت خوبصورت اور حسین تھی - گرگین خان اوسکی حسن وجمال کی تعریف سنکر ہمیشہ اوس سے ملنے کے لیے آرزو کیا کرتا تھا - پس گرگین خان نے یہ سمجھکر کہ اسوقت اپنا مطلب حاصل ہوتا ہے اور ایک موذی دشمن کا سر بھی جھکتا ہی سہ

چہ خوش بود کہ برآید بیک کرشمہ دو کار

اس لڑکی کی طلب مین پیام بھیجا اور یہ لکھا کہ مین بغیر تعمیل کرائے اس حکم کے باز نہ رہونگا ذرا سوچ سمجھکر اسکا جواب باصواب بھیجنا - میرویس نے اپنے قوم کے سرداروں کو فوراً اس امر کی اطلاع کی افغانون کو چونکہ ایسے امور مین اپنی عزت وحرمت کا بہت پاس ولحاظ ہوتا ہی یہ خبر وحشت اثر سنکر نہایت افروختہ ہوے اور کہنے لگے کہ اس قسم کی باتون مین ہماری قوم کی خصوصاً آپ کی ذلت و رسوائی ہے - گرگین خان نے اسوقت ہمارے زخمون کو پھر تازہ کردیا جو ایک زمانہ مین ہم نے اس مکار کے ہاتھون سے اپنے سینے پر کھائے - ہم نہایت عاجزی سے آپکے حضور مین التجا کرتے ہین کہ اس حیلہ سے آپ اوس سے انتقام لینے پر آمادہ ہوجئے اور ہم بقسم یہ بات کہتے ہین کہ سب لوگ یکدل ہوکر بدل وجان آپ پر جان نثاری کے لیے موجود ہین - میرویس یہ باتین سنکر اپنے جی مین نہایت خوش ہوا اور کہنے لگا کہ ذرا صبر کرو ایسے وقت مین آدمی کو چاہیے کہ ذرا ہوشیاری کے ساتھ کام کرے - گرگین خان بمنزلہ ایک شیر درندہ کے ہے - اور سوتے شیر کا مارا جانا اس سے بہتر اور آسان ہے کہ جاگتے ہوے مارا جائے - مگر ہان تم لوگون کو چاہیے کہ اپنے قول وقرار پر قائم رہکر اس کام مین ثابت قدم رہو - اور اس بات کو دل مین رکھو اور میری ذات پر بھروسا کرلو مین ہمہ تن اس کام کے لیے تیار ہون - وہ کہنے لگے انشاء اللہ ہماری اطاعت مین سرمو فرق نہوگا - اور ہم اپنے رزق اور تلوار اور قرآن مقدس کی قسم کھاتے ہین کہ اس کام مین دل وجان سے حاضر ہین اور کسی پر افشائے راز نکرین گے بلکہ یہانتک ہم

سخت عہد وپیمان کرتے ہین کہ اگر اپنے وعدون مین جھوٹے ہون تو ہماری عورتون پر طلاق ہے۔
چونکہ میرویس کو اپنی خاندانی عزت وحرمت مین داغ لگانا منظور نہ تھا۔
اس موقعہ پر اوس نے یہ ہوشیاری کی کہ اپنے دشمن کو دھوکا دیکر اوسکو زک دی اور اپنا کام
بخوبی نکالا یعنی اوسکی درخواست کے جواب مین ایک خوبصورت اور نوجوان کنیز اپنے یہان کی
پرورش یافتہ کو اوسکی خدمت مین بھیجدیا۔ اور اوس لڑکی کو سکھادیا کہ وہ اپنے کو میرویس
کی لڑکی ظاہر کرے۔ اور تا بمقدور اس راز کے چھپانے کی کوشش کرے۔ گرگین خان
کو اس بات کی اطلاع ہوئی وہ میرویس کی تازہ مہربانی کا دل سے ممنون ومشکور ہوا۔
اور انواع واقسام کی عنایات سے اوسکو مالامال کردیا۔ تب میراویس چونکہ اوسکا جانی دشمن
تھا اور وہی پہلی عداوت بدستور گرگین خان کی طرف سے اوس کے دل مین بیٹھی ہوئی تھی۔
گو ظاہر مین اچھی طرح ملتا تھا اور ہر قسم کی دوستانہ راہ ورسم عمل مین لاتا تھا۔ مگر ہمیشہ اسی فکر
مین رہتا تھا کہ کوئی موقعہ ہاتھ آجائے اور دل کی کینہ نکالون۔ چنانچہ چند مہینون کے بعد میرویس
نے ایک بار بڑی دھوم دھام سے ایک باغ مین شہر سے کسی قدر فاصلہ پر دعوت کا جلسہ
قرار دیا۔ اور گرگین خان سے بھی درخواست کی کہ آپ بھی قدم رنجہ فرماکر تشریف لےچلین
اور جلسہ دعوت کو رونق بخشین۔ گرگین خان نے نہایت خوشی سے میرویس کی درخواست
کو منظور کیا اور شریک دعوت ہوا۔ پس میرویس نے اپنے انتقام لینے کے لیے اس سے
بہتر کوئی اور موقع خیال نہ کیا۔ اور مروت اور مہمانداری کا پاس نہ کرکے گرگین خان کو معہ اوسکے
ہمراہیون کے ایک دم مین قتل کرڈالا۔ اوس کے بعد سب افغان گرگین خان کے ہمراہیون
کا بھیس بدل بدل کر اور اونھین کے گھوڑون پر سوار ہو ہوکر آہستہ آہستہ قلعہ قندھار
کی جانب روانہ ہوے۔ اور وہان پہونچکر بڑے جوش وخروش سے قلعہ والون پر حملہ آور
ہوے۔ رات کی تاریکی سے کسی نے نہ پہچانا کہ کون لوگ ہین اور کہان سے آے ہین۔
مگر قلعہ کے اندر اور باہر کے افغان سب اس عرصے مین اونسے آکر مل گئے اور ایک جتھا
بن گیا۔ میرویس کو یقین کامل ہوگیا کہ اب ہمکو فتح نصیب ہونے والی ہے اور عنقریب
قندہار ہمارے قبضہ مین آنیوالا ہے۔ افغانون نے شہر والون کو جتادیا کہ کوئی شخص عاپا یا

مین سے کسی ایرانی کو اپنے گھر مین جگہ نہ دے ورنہ اوس کے حق مین نہایت برا ہوگا۔ یہانتک کہ
گرگین خان کی فوج مین سے ایک متنفس کو بھی پناہ لینے کی جگہ نہ ملی اور سب تہہ تیغ بید ریغ
کیے گئے۔ اس عرصہ مین گرگین خان کی فوج مین سے چھ سو سوارونکا ایک رسالہ جو خاص
جارجیہ سے اوسکے ہمراہ قندھار مین آیا تھا اور اس ہنگامہ مین کسی مہم پر گیا تھا۔ تین دن کے بعد
اوس مہم سے غنیمت کا مال لیے ہوے واپس آتا تھا۔ جب قندھار کے اندر داخل ہونا چاہا تو
یکایک فصیل پر سے توپ اور بندوقون کی آواز آئی۔ یہ ماجرا دیکھکر یہ لوگ نہایت حیران و
پریشان ہوے اور سمجھے کہ شاید شہر کا حاکم بدل گیا۔ اتنے مین میرویس پانچ ہزار سوار اپنے ہمراہ لیکر
قلعہ سے باہر آیا اور اونپر حملہ آور ہوا۔ جارجیہ والون نے بڑی شجاعت اور دلیری سے اسکا مقابلہ
کیا۔ اور عرصہ تک میرویس کے حملہ کو روکتے رہے۔ میرویس کو بھی اس بات کا یقین ہوگیا
کہ یہ لوگ بڑے جوانمرد اور عالی ہمت ہین۔ پانچ ہزار کے مقابلہ مین چھ سو آدمی بلے اندیشہ
لڑتے ہین۔ اور کچھ پروا نہین کرتے۔ آخرکار افغان غالب آئے۔ اور جارجیہ والے
پسپا ہوکر خراسان کو فرار ہوے۔ ایران مین جب یہ خبر پہونچی تو وہ تہلکہ اور زیادہ
پھیل گیا جو اس سے پہلے گرگین خان کے ہنگامہ کے سبب سے تمام ایران مین واقع
ہوا تھا۔

جب یہ جدید حکومت میرویس کے ہاتھ لگی تو وہ اوسکی ترقی اور استحکام مین
ہمہ تن مصروف ہوا۔ قندھار والون کے ساتھ نہایت خلق اور مہربانی کے ساتھ پیش
آنے لگا۔ اور بدل وجان اونکی حفاظت اور حمایت کا خواہان ہوا۔ مگر درپردہ اوسنے اس
اس بات کا خواستگار رہا۔ کہ کسی نہ کسی تدبیر سے یہ لوگ شاہ ایران سے برگشتہ ہوکر
اوسکی اطاعت سے منحرف ہوجاوین۔ چنانچہ اون فتوٰون کو جو شیعون کی نسبت ایک
زمانہ مین مکۂ معظمہ سے لکھواکر لایا تھا۔ اب موقع پاکر مشتہر کیا اور عموماً اس بات کا اشتہار دیا
کہ جو لوگ خودمختاری اور قومی آزادی پسند نہین کرتے۔ اور ایرانیون کی سختیان اور
ہر ایک قسم کی پابندی گوارا کرتے ہین۔ وہ یہان سے چلے جائین اور اونھین کے پاس
جاکر رہین جنکو وہ اپنے حق مین اچھا جانتے ہین۔ اس عرصہ مین ایران کے کمزور بادشاہ کو

میرویس کے باغی ہوجانے سے بڑا اندیشہ پیدا ہوا۔ اور بجاے اس کے کہ وہ اس پُرزور باغی کے مطیع کرنے کے لیے کوئی عمدہ اہتمام کرے ایک ایلچی کے بھیجنے پر کفایت کی۔ اس ایلچی کا نام محمد جامی تھا۔ جب وہ میرویس کی خدمت مین پہونچا تو اوس نے زبانی پیام بیان کرنا شروع کیے۔ ہنوز محمد جامی کے کلام کا سلسلہ پورا نہو چکا تھا کہ اثناء گفتگو مین میرویس نے اوس سے کہا کہ کیا تو یہ خیال کرتا ہے کہ ہوشیاری اور دانائی صرف ایسے بزدل اور نامرد آدمیون پر ختم ہے۔ جیسا تیرا بادشاہ ہے اور سارا زمانہ بیوقوف اور نادان ہے۔ بھائی ایران ہی پر کچھ دانشمندی منحصر نہین۔ بہت سے خدا کے بندے ایسے ہین کہ عقل سے بہرہ وافی رکھتے ہین اگر سلطان حسین کسی قابل ہوتا تو ہمیشہ خالی باتین ہی باتین نہ بنایا کرتا۔ کسی موقع پر کبھی ہاتھ پاؤن بھی ہلاتا۔ ہم سے لوگون کے منصوبے روکنے کے لیے یا ہماری ہمتین پست کرنے کے لیے کبھی کارنمایان کرتا رہتا کہ ہم لوگ اوسکی شاہانہ شان وشوکت اپنے دلون پر بٹھا کر ہمیشہ اوس سے خائف اور ترسان رہا کرتے اور کبھی حکم عدولی نہ کرتے۔ اب ہم کسواسطے اُس ڈرپوک سلطان حسین کو اختیار رہے جسطرح چاہے ہم سے لڑے ہمکو کچھ پروا نہین اس گفتگو کے بعد میرویس نے اوس ایلچی کو اس مصلحت سے قید کرلیا کہ ایران مین پہونچکر کوئی فساد برپا نہ کرے۔

دربار شاہی پر ایسا غفلت کا پردہ پڑا ہوا تھا کہ باوجود شدت بغاوت کے میرویس کے حال سے کوئی تعرض نہ کرتا تھا۔ جب یہانتک نوبت پہونچی کہ میرویس علانیہ کلمات نا ملایم سلطان حسین کی نسبت زبان پر لانے لگا۔ تو یہ تجویز قرار پائی کہ محمد خان والی ھرات جو میرویس سے روشناسی رکھتا تھا اوسکو بطور سفارت وہان بھیجنا چاہیے شاید وہ پہلی ملاقات کے ذریعہ سے میرویس کو ایسے ایسے منصوبون سے باز رکھے اور شاہی اطاعت پر آمادہ کرے۔ چنانچہ والی موصوف نے قندھار مین پہونچکر میرویس کو اس راز سے مطلع کیا۔ میرویس نے اوس سے کہا کہ اے محمد خان اگر میرے تیرے درمیان قدیمی دوستی کا واسطہ نہوتا تو اسوقت یقیناً تو اپنے کیے کی سزا کو پہونچتا۔ تجھکو شکر کرنیکا مقام ہے۔ کہ تو اسوقت قدیمی دوستی کے ذریعہ سے میری مہمانداری کا مستحق

ہے اور اب ہماری کامیابی کا زمانہ بہت قریب آن پہونچا ہے۔ کچھ ہی دن باقی ہین کہ ہماری تلوار میان سے باہر آتی ہے۔ اور شمار کر کرکے ایک ایک ایرانی کو عدم کا راستہ دکھاتی ہے۔ عنقریب تمھارا بادشاہ تخت سے اوتر جائیگا۔ اور افغانون کے ہاتھ سے مارا جائیگا۔ الغرض میرویس ایسی ہی باتین دیر تک کرتا رہا۔ اور محمد خان کے قاصد بنکر جانیکا مطلق فائدہ نہ ہوا۔ بلکہ محمد خان کو مدت تک میرویس نے جانے نہ دیا اور مقید رکھا۔ آخر کار گورنمنٹ ایران کو اس بات کا یقین ہوگیا۔ کہ بجز لڑائی کے اب کوئی چارہ باقی نہین لاچار ہوکر سلطان حسین نے اول اول خراسانی حکام کو قندھار بھیجا۔ خراسانیون نے جاتے ہی اول دھلہ مین چند متواتر شکستین کھائین۔ اور پسپا ہوکر فرار ہوے۔ اس لڑائی سے میرویس کی ہمت دوبالا ہوگئی اور تمام سلطنت ایران مین تہلکہ پڑگیا۔ دربارشاہی کو یقین کامل ہوگیا۔ کہ یہ سب نتیجہ ہماری کاہلی اور سست ہمتی کا ہے۔ جبتک ہم اپنے آپ کو باہمت اور مستقل قوم نہ بنائین گے اور اس خطرناک دشمن کی روک کے لیے تمام سلطنت مین سے چن چن کر فوج جمع نہ کرین گے۔ اُسوقت تک مقابلہ دشوار ہے۔ چنانچہ ایک زمانہ دراز تک انتخاب رہا اور فوج جمع کی گئی اور جارجیہ کا حاکم خسرو خان جو اپنی لیاقت اور حسب ونسب کے لحاظ سے سلطنت ایران کا مددگار اور حامی شمار کیا جاتا تھا اور نیز اس خیال سے کہ وہ گرگین کا برادرزادہ تھا اور گرگین خان کے مارے جانے سے میرویس کا جانی دشمن بن رہا تھا اس مہم کے واسطے فوج کا سپہ سالار مقرر کیا گیا۔ جب خسرو خان قندھار پہونچا اور حملہ آور ہوا تو اول ہی حملہ مین اوس نے میرویس کو شکست دیکر قندھار کا محاصرہ کرلیا۔ افغانون کی فوج نے ہراسان ہوکر کہا کہ اگر معافی کا ایک عام اشتہار دیا جائے اور ہماری جان ومال کی حفاظت کی جائے تو ہم عہدوپیمان کرنے پر راضی ہین۔ خسرو خان نے اس بات کو منظور نہ کیا اور نہایت تشدد اور سختی کے ساتھ فوراً اونکو اطاعت کرنے پر مجبور کیا۔ افغان اسب بحالت مایوسی جان ودل سے عاجز ہوکر نہایت پریشان ومضطر ہوے اور ایکبار ہمت کرکے ایرانیون پر حملہ آور ہوے میرویس کی طرف سے اس ہنگامہ مین برابر افغانون کو رسد پہونچتی رہی اور ایرانیون کی طرف سے رسد کی کمی پڑی تو خسرو خان نہایت مضطرب ہوا اور گھبرایا مگر ہمت نہ ہارا اور وہی قلیل فوج

فراہم کرکے لڑتا رہا تھے مین پھر شکست کھائی پھر ہمت باندھکر اپنی فوج کو دلاسا اور تسلی دینے
لگا اور دلیرانہ جان بکف اور سینہ سپر ہوکر اور رجار جیہ کے سپاہیون کا ایک گروہ ساتھ لیکر افغانون
کی قلیل فوج پر حملہ کیا مگر آخر کار وہ موت اوسکو نصیب ہوئی جس سے اوسکو کبھی خوف نہ تھا
اس کے بعد محمد رستم خان سپہ سالار خسرو خان کا قائم مقام ہوا - میرویس نے اوسکو بھی فوراً
شکست دیکر پسپا کیا - اب میرویس پورے صوبہ قندھار پر بلا مزاحمت غیرے قابض و متصرف
بن بیٹھا - اور اوسکو خود مختار حکومت قرار دیکر شب و روز اس امر کا خواہان ہوا کہ کسی نہ کسی
تدبیر سے اپنی آزاد سلطنت کو پایۂ عروج پر پہونچانا چاہیے - مگر قبل اس سے کہ وہ اپنے منصوبون
کو پورا کرے اور اپنے ارادون مین کامیاب ہونا کمان بحکم قضا نشانہ تیر اجل بنکر رہ نورد عالم
بقا ہوا - سب دوست و دشمن متفق ہین کہ علاوہ بہادری و شجاعت کے وہ اپنی ذاتی لیاقت
اور دانشمندی کے لحاظ سے نہایت تعریف اور توصیف کے قابل تھا -

میرویس کی دوسری پولٹیکل چال

جب قندھار پر استقلال کی ساتھ میرویس کی حکومت قائم ہوگئی
تو اوس نے از راہ عاقبت اندیشی شاہ عالم بادشاہ ہند کے حضور اپنے برادر زادہ کو بھیجا
جس نے بمقام سرھند نواح انبالہ مین بادشاہ سے ملاقات کی - بادشاہ نے برائے نام تین
ہزاری منصب اوس کے برادر زادہ کے نام اور پنج ہزاری خود میرویس کے نام مقرر کرکے
قندھار اوس کے سپرد کیا اور یہ شرط کی کہ خطبہ اور سکہ شاہ عالم کا جاری رہے -

میرویس کی وفات کے بعد قندھار پر کون کون حکمران رہا

بعد وفات میرویس اوسکا بھائی چھ برس تک حاکم رہا - بعدہ شاہ محمود بڑا بیٹا میرویس
کا اوسکا جانشین ہوا - یہ وہی شاہ محمود ہے جس نے کہ سلطنت ایران پر حملہ کیا تھا - اور
بعد جنگ و جدل اور ظلم و تعدی کے عرصہ دراز تک حکمران رہا - بعد اوسکے شاہ اشرف کی
حکومت قندھار مین رہی - مگر نادر ایک بلا کا سپہ سالار ایران مین پیدا ہوگیا جس نے
شاہ حسین صفوی کے نام سے ایران کو افاغنہ کی جابرانہ حکومت سے آزاد کیا - اوسوقت

تک شاہ اشرف کے پاس قندھار کا صوبہ تھا۔ لیکن بعد وفات شاہ اشرف حسین نامی میرویس کے دوسرے بیٹے نے حکومت حاصل کی یہانتک کہ اوس نے ڈیرہ غازی خان کو بھی فتح کر لیا۔ مگر باوجو غلبہ و تسلط خاندان میرویس صرف قندھار تک اوسکی حکومت محدود تھی۔ کابل اور مشرقی افغانستان بدستور سلطنت ہندوستان کے ماتحت تھا۔ افغانستان مغربی کی یہ حالت تھی۔ اور ھند مین بعد وفات شاہ عالم فرخ سیر معز الدین جہاندار شاہ کے فساد کو رفع کر کے تخت نشین ہوا تھا۔ اور عہد محمد شاہ بادشاہ مین افغانستان مشرقی اور کابل مین صوبہ دارون اور فوج دارون کو اپنی اپنی جان بچانا دشوار تھی کہ بلاے نادری کا نزول ہوا نلور شاہ نے جب ایران مین افاغنہ کا قلع وقمع کر دیا۔ تو اوسنے افغانستان پر چڑھائی کی۔ اول ھرات پر قبضہ کیا۔ اور ابدالی افغانون کو پسپا کر کے مطیع کر لیا اور انھین ابدالیون کو ہمراہ لے کر بجانب قندھار متوجہ ہوا۔ شاہ حسین نے کسیقدر جنگ کے بعد اپنے کو قلعہ قندھار مین محصور کر دیا۔ اور جب مجبور ہوا تو زینت نامی اپنی بہن کو مع چند درباریون کے نادر کے حضور مین بھیجکر امان طلب کی۔ اور امان پانے کے وقت جملہ سرداردن کو اپنے ہمراہ لے کر دربار نادری مین حاضر ہوا۔ نادر نے اوسپر عنایت کی۔ مگر شاہ حسین کو اوسکی اقربا اور متعلقین سمیت حکم دیا کہ صوبہ مازندران مین جاکر آباد ہون۔ اب افغانستان کا بادشاہ سوائے نادر کے اور کوئی نہ تھا۔

مذکورہ بالا تاریخی بیانات سے کیا پولٹیکل نتائج پیدا ہو سکتے ہین۔

ایک نتیجہ یہ ظاہر ہوا کہ اول اول جس شخص نے قندھار پر آزادانہ حکومت قائم کی وہ میرویس تھا۔ اوس کے حالات پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ علاوہ منتظم و مدبر ہونے کے پولیٹکل فلسفہ سے بھی بخوبی واقف تھا۔ اگر وہ سدرجہ تکلیفات برداشت نہ کرتا۔ جو ایسے لوگون کو ایسی تکلیفون کے برداشت کرنے کی مشق اور عادت ہوتی ہے تو وہ کبھی اور نہ اوسکی قوم اس درجہ عالیہ پر پہونچتی۔ غور کرنا چاہیئے کہ میرویس نے کیسی کیسی پولٹیکل کارستانیان کر کے اپنی حکومت کو قندھار پر قائم کیا۔ اور اوسکے اور

گرگین خان کے درمیان جو کچھ ہوا اوس سے ظاہر ہوا کہ باوجودیکہ گرگین خان نہایت جابر اور ظالم تھا اور اگر وہ
ایسا نہ ہوتا تو افاغنہ کی بغاوت و سرکشی کبھی دور نہ ہوتی - مگر میرویس نے اوسکا مقابلہ کیا یہانتک
کہ اوسنے میرویس کو قید کرکے ایران بھجوادیا تھا اور سمجھ لیا تھا کہ بعد میرویس کے قندھار مین امن و امان ہوگیا ہی -
مگر میرویس اصفہان مین بیکار نہ رہا - اور اوسنے بادشاہ کی درباریون کو رشوت وغیرہ دیکر اپنا کرلیا اور اُنھین کی مدد
اعانت سے بادشاہ کی خدمت مین اوسکو رسوخ کامل حاصل ہوگیا - اوسنے گرگین خان کی جانب سے
بادشاہ اور تمام درباریون کو بدظن کردیا - اور یہی نہین کیا بلکہ یہ کیا کہ خانۂ کعبہ کے جانے کے ارادہ
سے رخصت لی اور وہان پہونچکر سُنی مولویون سے فتویٰ لیئے اس غایت سے کہ ایران مین تمام
اہل سنت شیعون کی حکومت سے منحرف ہوجائین - اور حج سے پھر ایران مین واپس آیا تو ایرانی
سنیون کو فتوے دکھاکر ایرانی شیعون کی جانب سے بالکل بر افروختہ کردیا - یہ سب کام
میرویس دو وجھون سے کرتا تھا - اول یہ کہ سلطان حسین کی حکومت ایران سے جاتی رہی - اور
اوسکو یا اوسکی اولاد کو حکومت حاصل ہو - دوسرے یہ کہ گرگین خان نیست و نابود ہوجائے -
آخر کار میرویس کا جوڑ چل گیا - یعنی اوس نے بادشاہ کے حضور مین حاضر ہوکر جب یہ عرض کیا کہ
حضور ارمینیہ اور جارجیہ کے لینے کے واسطے شہنشاہ روس کی جانب سے چند عیسائی آئے ہین اور فوج
کثیر اونکے ساتھ ہے - اور یہ سارا فساد گرگین خان کی سازش سے ہے - یہ کہنا تھا کہ بادشاہ کو
یقین ہوگیا کہ یہ فساد گرگین خان کا ہے - اب بادشاہ نے میرویس کو پھر قندھار بھیجدیا -
میرویس کا قندھار آنا کیا ہوا کہ گرگین خان کو رشک پیدا ہوا - مگر گرگین خان محض سپاہی
منش فوجی عہدہ دار تھا - اوسکو افغانون کے شتر کینہ ہونے اور فریب دہی سے اطلاع نہ تھی
وہ یہ بات جانتا تھا کہ جسقدر جس قوم پر جبر و ظلم کیا جائے اوسی سے یہ راضی و مطیع ہین - اگر وہ
افاغنہ کی اندرونی سازشون اور دغابازیون سے واقف ہوتا تو اونکی دھوکہ دہی مین کبھی نہ آتا
جب گرگین خان کی جانب سے میرویس کی لڑکی طلب ہوئی تو میرویس نے یہ بازی کھیلی کہ
ایک لڑکی حسینہ اور جمیلہ کو اوس کے پاس بھیجدیا اور اوسکو سکھادیا کہ یہ راز کسی پر ظاہر نہو -
گرگین کو اس راز سے بالکل لاعلمی رہی - وہ یہی سمجھا کیا یہ وہی لڑکی ہے جسکو مینے طلب کیا ہی -
اور دھوکہ مین آکر میرویس کی نہایت خاطر و تواضع کرنے لگا - اوسکا غافل ہونا تھا کہ میرویس

نے جو کونسل افغان سرداروں کی جمع کی اوسکے شورہ کا یہ نتیجہ ہوا کہ ایک جلسہ دعوت مین گرگین خان کو بلایا اور او سکو مع چند ہمراہیون کے قتل کر ڈالا اور اوسی کے سواروں کا بھیس بدل کر رات کو قلعہ قندھار کو فتح کر لیا - اگرچہ اسطرح سے میرویس نے اپنی حکومت کی بنیاد قائم کی - مگر کل ملک ایران مین قوم افغان دھوکہ دینے والی اور دغا شعار مشہور ہو گئی - اور اس بات کو بھی لوگون نے تسلیم کر لیا کہ افغان ایک ایسی قوم دنیا مین ہے کہ جس کے راز کی گہرائیون کا پتہ نہین چلتا اور اونکے دشمن کو معلوم نہین ہو سکتا کہ اونکی سازشین کب اور کیونکر ہوتی ہین - گرگین خان اور میرویس کے مناقشات سے دوسرا نتیجہ یہ پیدا ہوتا ہے کہ افغان کی قوم ایسی ہے کہ اگر اس پر مخملی ہاتھون سے حکومت کیجائے تو اپنے حکمران کو نامرد اور بزدل سمجھکر زیادہ تر سرکشی اور بغاوت شروع کرتی ہے - اور اگر آہنی پنجہ سے اپنر حکومت ہوتی ہے تو اپنے حکمرانون کے ساتھ اوسی طرح سے پیش آتے ہین جیسا کہ گرگین خان کے ساتھ میرویس اور اوس کے قبیلہ کے لوگ پیش آئے - درحقیقت یہ قوم خود مختاری اور آزادی کو نہایت پسند کرتی ہے اور کسی دوسری قوم اور دوسرے مذہب کی حکومت کو اپنے اوپر جائز نہین سمجھتی ہے - تیسری بات نہایت غور طلب یہ ہے کہ سلطان حسین نے میرویس کو اپنا مقرب بنایا اور اوس پر احسانات کیے مگر اوس نے قندھار مین آکر اوسکی حکومت کو اوٹھا دیا - اور جب اوس نے سفیر بھیجے تو سفیرون کو قید کیا اور سلطان حسین کو بُرا بھلا کہا اور اسطرح پیش آیا کہ گویا سلطان حسین کو جانتا بھی نہ تھا - اور نہ اوسکے کسی احسان سے واقف تھا -

جبتک میرویس زندہ رہا سلطان حسین کی حکومت کا دشمن رہا - اُسکے بعد اوس کے بیٹے محمود شاہ نے اصفہان مین پہونچکر وہ ظلم و تعدی کی اور سلطان حسین کے ساتھ ایسا برتاؤ کیا جو بطور عبرت انگیز فسانہ کے ایران کی تاریخون مین درج ہے - مگر نادر شاہ ایرانی مظلومون کا حامی پیدا ہوا - اور اوس نے میرویس کی اولاد اور اوسکی حکومت کو تہ و بالا کر دیا - نادر شاہ اگرچہ خود ظالم مشہور رہے مگر وہ اوس زمانہ مین جبکہ ایران کو افغانون سے پاک کر رہا تھا تمام باقی ماندہ ایرانیون کے نزدیک ایک ایرانی مظلومون کا حامی ہمدرد تھا - چوتھا نتیجہ یہ نکلا کہ جس طرح سے موجودہ زمانے مین درمیان روس

اور انگلینڈ کے افغانستان ہردو حکومتون کی پالیسیون کا مرکز ہو رہا ہے اوسی طرح پر ایک
زمانہ تھا - اور وہ زمانہ وہی تھا جبکہ صفویہ اور مغلیہ خاندانون کے درمیان مین قندھار مابہ النزاع
تھا - اور جب دو حکومتون کے درمیان مین ایک ضعیف حکومت ہوجاتی ہے - اور
اوس سے دونون حکومتون کی غرض متعلق ہوجاتی ہے - تو اوسکی نسبت جو خیال سرجان میلکم
کا ہو وہی ٹھیک معلوم ہوتا ہے - جیسا کہ اُنھون نے تاریخ ایران جلد چہارم مین بیان کیا ہے -
وہ لکھتے ہین کہ " شاہ عباس کے بعد پھر ایک ایسا زمانہ آیا کہ اوس کے جانشینون اور ہندوستان
کے بادشاہون کے درمیان ملک افغانستان کی بابت لڑائی جھگڑا پیدا ہوا - اور وہ اسی
وحشی قوم کا زمانہ تھا - حالانکہ یہ قوم اہل سنت وجماعت کا عقیدہ رکھتی تھی مگر ہندوستان کے
سُنّی بادشاہون کے مقابلہ مین ایران کے شیعہ بادشاہون کی اطاعت اور تابعداری کو اس
لیے زیادہ پسند کرتی تھی کہ ہندوستان کی بہ نسبت ایران کی سلطنت بہت سخت اصول اور
قوانین پر مشتمل نہ تھی - اور زیادہ تر اس قوم کی خودمختاری اور آزادی کی یہ وجہ معلوم ہوتی ہے
کہ دو زبردست سلطنتون کے درمیان مین واقع تھی - گویا طرفین کی امید اور خوف کی ترازو مین
تل رہی تھی - اگر اس جانب کا خوف مزاحم ہوتا تھا تو دوسری جانب کی حمایت پیش نظر رہتی
تھی - اور جب دوسری طرف کی دہشت دامنگیر ہوتی تھی تو اس طرف کی توقع پر تکیہ ہوتا تھا
الغرض کوئی زمانہ ایسا نہ تھا کہ طرفین سے کسی سلطنت پر اس قوم کو قوت اور حمایت نہ ہوئی
جس پر آزادی اور خودمختاری مبنی ہے - " !

سرجان ملکم کی اس رائے پر ہماری رائے

سرجان ملکم کے بیان کے مصداق
افاغنہ اوس زمانہ مین تھے جبکہ
انکا شمار ماتحتون اور کمزورون مین ہوتا تھا - مگر جبکہ زور آور ہوے - اور اونکے پولیٹکل
اقبال کا ستارہ چمکا - تو اونھون نے نہ سُنّی بادشاہان ہندوستان کا کچھ خیال کیا - اور
نہ شاہان صفویہ ایران پر لحاظ - بلکہ دونون کے قوانین وضوابط کو علیحدہ رکھکر اپنے
قوانین وضوابط جاری کیے -

دوسرے یہ کہ تاریخ مین کسی مقام سے یہ ثابت نہین ہوتا کہ ایران

ہندوستان کے بادشاہون کی جانب سے افغانون کا کسی قسم کا ماہواری وظیفہ مقرر تھا۔ اور نہ اونکی خوشامد اور چاپلوسی کی جاتی تھی۔ بلکہ تاریخی بیان سے واضح ہوتا ہے کہ ہندوستان کے شاہان مغلیہ نے جب کبھی افغانستان پر حملہ کیا تو اوسپر قابض اور مالک ہو گئے۔ یہانتک کہ سالہا سال تک مالک و قابض بنے رہے اور جب کبھی کسی قبیلہ نے سر اوٹھایا اوسکو نیچا دکھا دیا۔ علیٰ ہذا ایرانیون کا غلبہ بھی افغانستان مین اسیطرح رہا۔

باب سوم

احمد شاہ درانی اور اوسکی اولاد کی سلطنت کا بیان

جب سنہ ۱۷۳۸ عیسوی مین کابل پر نادر شاہ کا قبضہ ہوگیا اور تمام افغانستان پر اوسکا اقتدار حاوی ہوا اوس نے ہندوستان پر چڑھائی کی اور بعد جنگ و جدل اوسکے اور محمد شاہ بادشاہ دہلی کے درمیان صلح ہوئی۔ تو وہ ہندوستان سے واپس گیا۔ نادر اوسی راستہ سے ہندوستان مین آیا تھا جس راستہ سے امیر تیمور آئے تھے۔ مگر جبکہ وہ ایران کو واپس جاتا تھا۔ تو اوسکو اوسی کے سردارون نے جو اوس کے سراپردہ کے محافظ تھے سازش کرکے اتوار کی رات کو ماہ جمادی الآخر سنہ ۱۱۶۰ ہجری مین قتل کر دیا۔ یعنی آدھی رات کو اوسکے خیمہ کی ڈوریان کاٹ دین اور جب خیمہ گر پڑا تو اوسی حالت مین اوسکو مار ڈالا۔ اگر ایسی سازش اور تدبیر نہ کرتے۔ تو وہ شیر کسی کے قابو مین نہ آتا۔ کیونکہ اوس کے چہرے سے ایسی شجاعت و جوانمردی نمایان تھی کہ اوسکو دیکھکر اون سردارون کو کبھی قتل کی جرأت نہ ہوتی۔ بس نادر شاہ جو مسجود شاہان ہفت اقلیم تھا اسطرح پر اوسکا سر کاٹ کر لشکر مین پھینکدیا اور یہ دو شعر جو شاعرون نے کہے ہین وہ حسب حال اون واقعات کے ہین اوسنے عبرت حاصل کرنا چاہیئے۔ ؎

شب انکہ سر تخت و تاراج داشت	سحر گہ نہ تن سر نہ سر تاج داشت
بیک گردش چرخ نیلوفری	نہ نادر بجا ماند و نے نادری

نادر شاہ کو جن افسرون نے قتل کیا وہ اوسی کے ماتحت تھے اور اونھین ممالک کے
باشندے تھے جنکو نادر نے فتح کیا تھا اور اون لوگون کو بڑے بڑے عہدہ اور عزت بخشی
تھی اور یہ غلطی خود نادر شاہ نے کی اوسکا ثمرہ یہی تھا جو اوسکے ملک مفتوحہ کی رعایا سے
اوسکو عطا کیا - بیان کیا جاتا ہے کہ احمد خان جو نادری ابدالی فوج کا افسر تھا - اوس نے
قزلباشون سے جنگ کی اور تمام مال و متاع نادر کا لے کر مع فوج نادری بجانب قندھار
روانہ ہوا اور بعد تھوڑے دنون کے تخت افغانستان پر جلوس کیا یعنی کل افغانستان کا مالک
ہوا - اوس کے بعد احمد شاہ دُرّدرّان مشہور ہوئے اور اونکی قوم کا نام ابدالی سے دُرانی ہوا
افغانون مین یہی شخص ہے جس نے تمام افغانستان مین سلطنت افغانستان کی بنیاد قائم کی -
اور ایسا زبردست بادشاہ افغانستان کا ہوا کہ سارے افغانستان کے قبائل کو زیر کیا -
اور کئی حملہ کامیابی کے ساتھ ہندوستان پر کئے — اسکا دارالحکومت قندھار مین تھا -
اوس کے مرنے کے بعد جب اوسکا بیٹا **تیمور شاہ** مسند نشین حکومت ہوا تو اوسوقت بھی
اوسکی حکومت شباب پر تھی - تیمور کے انتقال کے بعد جب **شاہ زمان** تخت نشین
افغانستان ہوا تو اوسی کے زمانہ سے انگریزون کا پولیٹیکل تعلق افغانستان سے سمجھنا چاہیئے
یہ تعلق اوسوقت تک ہماری کتاب کے پڑھنے والون کے سمجھ مین نہ آئیگا جبتک کہ ہم انگریزی
تعلقات ایران سے بحث کر کے یہ ثابت نہ کردین کہ انگلستان نے ایران مین ہندوستان کی
محافظت کے واسطے کیا کیا کارروایان کی تھین - اور اس تعلق سے صرف ہماری یہ مراد ہے کہ
شاہ زمان جو پنجاب پر حملہ کرتا تھا اوسکی وجہ سے انگریزون کو اوسکی جانب سے دغدغہ تھا -
اور یہی سبب ہے کہ انگریزون نے اون عہدناجات مین صرف ہندوستان کی حفاظت کے
واسطے برخلاف افاغنہ ایران سے شرائط کیے تھے - یعنی جہان **فرانس** اور روس
کے حملہ ہندوستان کے اندیشہ سے اسکے خلاف شرائط ہین وہان افغانستان کا بھی
ذکر ہے -

ایران وافغانستان

سنہ ۱۵۶۱ عیسوی سے انگلستان کا تعلق ایران سے سمجھا جاتا ہے یعنی اوسوقت سے کہ ملکہ الزبتھ نے شاہ طہماسپ اول کو نامہ لکھا تھا اور ایک عہدنامہ بھی سنہ ۱۷۶۳ء مین درمیان کریم خان زند اور کمپنی کے ہوا تھا۔ مگر زیادہ تر تعلق انگلستان کا ایران سے اوس زمانہ مین ہوا جبکہ سر جان میلکم سفارت لے کر ایران گئے تھے سنہ ۱۷۹۳ء مین ویسراے ہند نے ارادہ کیا کہ انگریزون کے سفیر ایران مین جاکر شاہ ایران سے باین اغراض معاہدہ کرین۔

(۱) یہ کہ ہندوستان کو تاخت وتاراج افاغنہ سے محفوظ رکھا جائے۔

(۲) ایران مین غلبہ فرانس کا نہونے پاوے۔

(۳) انگریزون کی تجارت ایران مین پر رونق ہو۔

سر جان ملکم بماہ مئی سنہ ۱۸۰۰ء بندر بوشہر مین داخل ہوے۔ وہ بیش بہا تحفہ اور تحائف شاہ ایران اور ارکین دولت کے واسطے لے گئے تھے۔ اوس زمانہ مین ایران کے بادشاہ فتح علی شاہ تھے اونھون نے ایانی چار کرور روپیہ کے جواہرات سے اپنے کو مزین کر کے میلکم سے ملاقات کی۔ انگلستان کے تحفہ تحائف منظور ہوے۔ اور حسب ذیل معاہدہ ہوا۔

نقل عہدنامہ محررہ یکم جنوری سنہ ۱۸۰۱ء

(۲) اگر بادشاہ افغانستان کا ہندوستان پر جو زیر حکومت عالی مرتبت بادشاہ انگلینڈ کے ہے ارادہ چڑھائی کا کرے تو ایسی حالت مین ایک زبردست فوج معہ تمامی سامان جنگ از جانب سرکار عالی وقار اور صاحب اقتدار بادشاہ فارس واسطے تہ و بالا کرنے سلطنت افغانستان کے مقرر کی جاے گی اور ہر طرح کی کوشش دربارۂ نیست ونابود کردینے قوم مذکورہ بالا کے کیجائیگی۔

(۳) کاش بادشاہ افغانستان کبھی ارادہ جاری کرنے دوستی کا ساتھ بادشاہ فارس کے کہ جو حکمرانی مین مثل سلیمان اور مرتبہ مین مثل جمشید سایہ خدا کا کہ جس نے زمین رحم اور مہربانی پیدا کی ہے کرے تو ایسی صورت مین بروقت قائم ہونے عہدوپیمان دوستی کے اس امر کا اقرار لے لیا جائیگا کہ

کہ شاہ افغانستان یا اوسکی فوج ارادہ چڑھائی کا متعلق حکومت بادشاہ مذکورۂ بالا یعنی بادشاہ انگلینڈ ترک کردین گے۔

(۴) درحالیکہ کوئی بادشاہ افغانستان یا کوئی شخص قوم فرانسیس سے ساتھ بادشاہ فارس کے جنگ کرے تو ایسی صورت مین عہدہ داران سرکار انگریزی کا جنکا دربار مثل آسمان کے ہی جسقدر گولہ اور سامان جنگ کا ممکن ہوسکے بعہ سامان ضروری وہمراہیان وانسپکٹرون کے بھیجدین۔ اور یہ سب اسباب کسی بندرگاہ فارس مین کہ جسکی سرحد واقع ہے افسران اعلی بادشاہ فارس کے سپرد کیا جائیگا۔

(۵) اگر فرانسیس کی فوج قصد کرے کہ سواحل ایران مین سے کسی جزیرہ مین اقامت گزین ہو تو فوج متحدہ ایران وانگلینڈ بھیجی جائیگی اور اس ذریعہ سے فوج فرانس اس مقام سے ہٹا دیجائیگی۔ اگر کوئی فرانسیس یہ ارادہ کریگا کہ کسی ایرانی مقام مین سکونت اختیار کرے یا کسی بندر یا جزیرہ ایران مین تو وہ اپنے ارادہ مین کامیاب نہ کیا جائیگا۔

(۶) درحالیکہ کوئی لڑائی باہم بادشاہ فارس اور افغان کے وقوع مین آئے تو اس صورت مین بادشاہ انگلستان کسی قسم کی طرفداری نہ کریگا۔ تاوقتیکہ فریقین دربارہ کرانے صلح کے اونکا درمیانی ہونا پسند نہ کرینگے۔

جان ملکم۔
و
حاجی ابراہیم۔

یہ عہدنامہ سنہ۱۸۰۱ء مین ہوا تھا یعنی قبل اسکے کہ نپولین اول فرانس نے مشہور ومعروف جنگ روس سے کی اور صلح کرکے دونون نے باتفاق ہندوستان پر حملہ کا ارادہ کیا تھا اور یہ عہدنامہ اس غایت سے ہوا تھا کہ ملک ہندوستان فرانس کے سیلاب سے محفوظ رکھا جائے مگر سنہ۱۸۰۸ء مین ایک فرانسیسی جنرل سفارت لے کر طہران مین آیا اور چند افسر فرانسیس ساتھ لایا کہ ایران کی فوج کو قواعد سکھائے۔ اس نے دربار ایران مین رسوخ اور غلبہ حاصل کیا۔ اور ایک معاہدہ درمیان ایران اور فرانس کے ۷ مئی سنہ۱۸۰۷ء کو ہوا جسکا ترجمہ کتاب ناسخ التواریخ سے ذیل مین درج کیا جاتا ہے۔

خلاصہ عہد نامہ

جو درمیان فتح علی شاہ قاجار اور نپولین اعظم فرانس کی

معرفت

مانشر سوک سفیر فرانس و مرزا محمد رضا وزیر قزوین

مُرتب و مُکمّل ہوا

شرط اوّل۔ فیما بین اعلیحضرت قدر قدرت بادشاہ بارگاہ ایران اور جناب ایمپرر اطور فرانس و پادشاہ اٹالیہ ہمیشہ کیواسطے صلح کرتے ہین اور بعدہ ایک دوسرا شرائط محبت اور الفت اور مراسم اتحاد اور ارتباط کو مرعی رکھیگا اور ہمیشہ درمیان ہر دو دولتون کے کمال اتفاق وارتباط قائم اور برقرار رہیگا۔

شرط دوم۔ شہنشاہ اعظم فرانس بمقتضاء مراسم دوستی و موافقت دولت ایران سے عہد کرتے ہین اور ذمہ وار ہوتے ہین کہ اس عہد نامہ کے بعد سے کبھی ملک ایران مین رخنہ پیدا نہ کرینگے اور اگر کبھی کوئی غیر سلطنت ممالک ایران مین دخل کرنا چاہیگی جناب ایمپرر اعظم بادشاہ ایران کے ساتھ ہوکر دشمن کے دفعیہ مین کوشش کرینگے اور حراست اور حفاظت ایران کی رکھینگے اور کسی وجہ سے بے پروائی اور خودداری نہ کرینگے۔

شرط سوم۔ جناب ایمپرراطور اعظم ادائے شہادت کرتے ہین کہ ملک گرجستان موروثی پادشاہ ایران کا ہے اور اس حقیت کو جناب ایمپراطور بخوبی جانتے ہین۔

شرط چہارم۔ جناب ایمپراطور فرانس و پادشاہ اٹالیہ ہمگین اور تمامی قبائل روس کو ملک گرجستان اور تمامی ملک ایران سے خارج کرینگے اور جب وہ حدود اور ملک ایران سے تمام و کمال خارج ہوجائینگے اور نوبت صلح و آشتی کی آئیگی ان شروط کو جملہ شروط عہد نامہ کے قرار دیکر بطریق اپنی دولت اور اپنی سلطنت کے امور کے اس خصوصیت مین کوتاہی نہ کرینگے اور عہد اور میثاق کا خیال کرکے اس امر کو اپنے اوپر واجب اور لازم سمجھینگے

شرط پنجم - ایک سفیر فرانس کی جانب سے دولت ایرانین مقرر رہیگا اور خدمت گذاری اور صلاح اندیشی سلاطین کو ملحوظ رکھیگا

شرط ششم - اگر پادشاہ ایران خواہش کرین گے کہ فوج پیادہ باقاعدہ فرنگ مہیا اور طیار کی جائے اور یوربین طریق سے اوسکو قواعد کی تعلیم ہو اور بعض قلعہ مثل قلعجات فرنگ کے بنائے جائین تو جناب ایمپر اطور فرانس و پادشاہ اٹالیہ حسب مطلب اور مقصود پادشاہ ایران توپ سفری اور تفنگ خزینہ دار جسقدر کہ ضروری ہونگے ایران بھجوادین گے اور اوسکی حسب قرارداد قیمت فرنگستان سرکار جناب ایمپر اطور اعظم کو ادا کرین۔

شرط ہفتم - اگر دولت علیہ ایران خواہش کریگی کہ توپخانہ کے افسر اور انجنیر اور فوجی قواعد کے سکہانے والے واسطے تعلیم و قواعد فوج کے مقرر ہون جناب ایمپر اطور فرانس و پادشاہ اٹالیہ وعدہ کرتے ہین کہ ایسے افسر اور عہدہ دار بھیجدین گے۔

شرط ہشتم - بلحاظ محبت و الفت ہر دو سلطنت کے پادشاہ جمجاہ ممالک ایران متعہد ہین کہ انگلستان سے بنائے خصومت قائم کرین اور اونکے دفعیہ کیواسطے لشکر روانہ کرین اور واسطے اس مطلب کے جو سفیر ایران کیجانب سے ہندوستان و انگلستان گیا ہی اوسکی واپسی اور حاضری کا حکم دین اور انگلستان اور کمپنی کیجانب سے جو بالیوز اور وکلا اور قرال انگلش سواحل اور بنادر عجم اور ولایت ایران مین اقامت پذیر ہین اونکو خارج کردین اور مال و متاع انگریزون کا ضبط کرلین اور انگریزی تجارت بری اور بحری موقوف کردین - اور ایک فرمان جاری کرین گے کہ جو سفیر انگلستان کی جانب سے ایران مین آیگا وہ نہ آنے پائے اور اوسکا راستہ بند کردیا جائے۔

شرط نہم - اگر آیندہ روس و انگلستان باہم اتفاق کرکے بجانب فرانس و ایران قصد حملہ کا کرین گے تو ایران اور فرانس باتفاق اونکے دفع کرنے مین کوشش کرین گے اور باہمی اتفاق سے روس و انگلستان سے مخاصمہ اور محاربہ اور مجادلہ کرنے پر امادہ اور مستعد رہینگے - اور اگر ایک سلطنت کی جانب انگلستان اور روس متفق ہوکر حرکت کرین گے تو حکام ایران و فرانس ایک دوسرے کو خبر کرکے اونکے دفعیہ مین مشغول ہونگے اور راہ سابق مین

جو کچھ مرقوم ہوچکا ہے کہ اونکا مال ومتاع ضبط کیا جائے اوسپر عمل کیا جائے۔ اور ایک دوسرے
کی اعانت کرینگے مین من جمیع الوجوہ کوتاہی جائز اور روا نہ رکھین گے۔

شرط دہم۔ اعلیحضرت پادشاہ ایران افغان وقندھار اور اوسکے حدود سے جو وقت کہ تجویز
ہو فوج اور سپاہ کو آراستہ کرین اور واسطے تسخیر اور تصرف ممالک ہندوستان مقبوضہ انگلستان
اپنا لشکر روانہ کرین۔

شرط یازدہم۔ جسوقت فرانس کے جہاز بنادر ایران مین ظہور وعبور کرین اور جو انتظام
اور ضروریات اونکے واسطے پیدا ہون عمال بنادر اونکی اعانت کرین۔ اور لوازم دوستی عمل
مین لائین۔

شرط دوازدہم۔ جناب ایمپرا طور اعظم خواہش کرتے ہین کہ جب اونکو ہندوستان کی
جانب لشکر کی روانگی کی ضرورت واسطے دفع کرنے انگریزون کے ہو اور اونکی خواہش
ہو کہ خشکی سے لشکر ہندوستان کی جانب روانہ ہو اعلیحضرت ایران اذن واجازت اونکو
دین کہ جس راہ اور جسطرف سے وہ چاہین روانہ ہند ہون۔ اور فوج ایران کی بھی اومین
شامل ہوکر قصد تسخیر ہندوستان کرے۔ اور یہ کہ جسوقت ایسا ارادہ اور عزیمت ہو تو یہ
موقوف ہے اسبات پر کہ مجدداً اولیا دولت علیہ ایران اس خصوصیت مین اظہار کرین اور
جو امر کہ بادشاہ ایران منظور فرمائین اور رخصت گذر جانے کی اونکو دین عہدنامہ اس خصوص
مین کہ فیما بین دولت فرانس وایران اور تعداد لشکر کہ کسقدر ہوگا اور یہ کہ ذخائر اور ضروریات
اونکے کس راہ سے اور کس منزل مین اونکا قیام ہوگا اور انتظام اور تدارک کیا ہوگا اور
کس قدر ایران کی سپاہ ہوگی بطور قرارداد کرکے باذن ورخصت اعلیحضرت پادشاہ جمجاہ
ایران روانہ ہندوستان ہو۔ اور اس خصوصیت مین چاہیئے کہ باذن شہنشاہی عہود وشروط
علیحدہ ہون۔

شرط سیزدہم۔ جب فرانس کے جہاز بنادر ایرانمین گزرین اور بعض اشیاء کی اونکو
ذخیرہ کرنے کی ضرورت ہو تو اہالی بنادر اونکو بقیمت فروخت کرین اور اوسکی قیمت فرانس
سے حاصل کرین اور اسیطرح جب فوج فرانس کی خشکی کی راہ سے گزر کرے اور بعض اشیاء

کی ضرورت ہو اہالی ایران فروخت کرین اور اوسکی قیمت فرانس والون سے لین -

شرط چہاردہم - جو شرط کہ دفعہ ۱۲ مین مرقوم ہوئی ہے اور مخصوص دولت فرانس سے ہے وہ سلطنت روس اور انگلستان سے نہوگی اور کسی طرف سے اونکو عبور و مرور کا حق نہ دیا جائیگا -

شرط پانزدہم - تجارتی عہدنامہ درمیان ہر دو سلطنت کے علیحدہ ہوگا -

شرط شانزدہم - انشاء اللہ تعالی عہدنامہ پر چار مہینے کے بعد طہران مین اعلیحضرت قدر قدرت کی مہر خاص سے مزین ہوکر اولیاء دولت فرانس کے سپرد ہوگا اور مہر جناب امپیرر اطوراعظم سے مزین ہوکر اولیاء دولت ایران کو تسلیم ہوگا -

یہ عہدنامہ مرتب ہوا محل فنکسطین جناب امپیرر اطوراعظم مین بماہ صفر
سنہ ۱۲ ۱۲ ہجری مین

اس فرانسیسی معاہدہ سے انگلستان کا معاہدہ سنہ ۱۸۰۱ع کچھ نہ رہا اور فرانس کا اقتدار ایران مین اسدرجہ بڑھگیا کہ لارڈ منٹو گورنر جنرل ہندوستان نے جب دوبارہ سرجان ملکم کو سنہ ۱۸۰۸ع مین روانہ کیا تو ایرانیون نے بوشہر سے اونکو آگے بڑھنے کی اجازت نہ دی بوجہ غلبہ فرانس لندن وکلکتہ مین زیادہ تشویش پھیلی ہوئی تھی - اور جب سرجان ملکم کے ساتھ اس قسم کا سخت برتاؤ کیا گیا - تو اوس تشویش کو اور ترقی ہوئی - یہ قضیہ پیش ہی تھا کہ انگلستان نے سر ہرفرڈ کو سفیر کرکے ایران بھیجا - ملکم صاحب تو فرانسیسون کے اقتدار کی وجہ سے آگے نہ بڑھ سکتے تھے - مگر سر ہرفرڈ نے بالکل خوف نہ کیا اور برابر چلے گئے - اسی عرصہ مین فرانسیسی سفارت جس نے ایرانی دربار مین رسوخ پیدا کرلیا تھا اوسکے اور ایرانی دربار مین اس امر پر اختلاف ہوا کہ نپولین ایران سے روسی مخالفت کے انسداد کا وعدہ کرین - سفیر کا جواب نفی مین تھا - اور ایسا جواب اس جہت سے تھا کہ نپولین نے روس سے صلح کرلی تھی وہ کیونکر ایسا وعدہ کرسکتے تھے - پس وہ سفارت طہران سے چلی گئی - اور انگلستان کو پھر موقعہ اپنی کامیابی کے واسطے پولٹیکل ریشہ دوانی کا ملا اور سر ہرفرڈ اور مرزا محمد شفیع وزیر ایران کے مشورہ سے ایک معاہدہ مرتب ہوا - مگر اوسمین ایک شرط کی بابت دونون سے نہایت

سخت کلامی ہوئی۔ اگرچہ اس معاہدہ پر دستخط ہو گئے تھے۔ لیکن گورنر جنرل ہند نے اوسکو قبول نہ کیا
کسواسطے کہ انکی رائے مین یہ تھا کہ ہند سے ایران مین سفیر جاتا نہ کہ انگلستان سے پھر اسکے بعد
سرجان ملکم کو روانہ کیا گیا۔ مگر انھون نے سوائے اپنی تاریخ فارس مرتب کرنے کے اور کچھ
نہ کیا۔ اس اثنا مین جب لارڈ منٹو نے ایران کی حالت مشکوک پائی تو فوراً ہی ایک سفارت
زیر سایہ الفنسٹن صاحب شاہ شجاع والی افغانستان کی پاس بھیجی۔ یعنی انھون نے
۱۸۰۹ء مین ایران سے بھی عہدنامہ کرنے کی کوشش کی اور افغانستان سے بھی۔ یہ
عجیب امر ہے۔ اور معلوم ایسا ہوتا ہے کہ نہ ایران کو اطلاع افغانستان کے عہدنامہ سے
تھی اور نہ افغانستان کو اطلاع ایران کے عہدنامہ سے اور ان دونون عہدنامون مین کوئی
فرق سنہ کا بھی نہین ہے۔ کیونکہ ایران اور انگلستان کا عہدنامہ ۱۲۔ مارچ ۱۸۰۹ء کا
اور افغان کا عہدنامہ ۱۷۔ جون ۱۸۰۹ء کا ہے۔

جو عہدنامہ ۱۸۰۱ء کو ہوا تھا اوس کے چار برس کے بعد ایران اور روس
مین بمقام جارجیہ جنگ شروع ہوئی۔ چونکہ انگلستان نے مطابق عہدنامہ کے بادشاہ
ایران کی مدد نہین کی۔ لہذا منجانب شاہ پھر فرانس سے اتفاق اور اتحاد کی ٹھہری۔
اور جب ایران کو فرانسیسون کا اعتبار اسوجہ سے نہ رہا کہ فرانس روس کے خلاف کچھ
نہ کرنا چاہتا تھا۔ تو دوسرا عہدنامہ انگلستان سے ۱۷۔ مارچ ۱۸۰۹ء کو کیا گیا۔ یعنی آٹھ
برس بعد عہدنامہ ۱۸۰۱ء۔ مگر یہ عہدنامہ جو ایران سے ہوا اس سے بھی نہ ایران کو
اطمینان انگلستان کی جانب سے تھا اور نہ انگلستان کو ایران کی جانب سے۔ اگر اطمینان
قرار واقعی ہوتا تو کوئی وجہ نہ تھی کہ لارڈ منٹو افغانستان مین سفارت بھیجکر اسی عرصہ مین عہدنامہ
کرتے۔ کیا وہ دونون سلطنتون کو انگلستان سے راضی رکھنا چاہتے تھے۔ حالانکہ یہ امر ناممکن
تھا۔ کیونکہ عہدنامہ ۱۸۰۱ء مین ایران سے ملکر افغانستان کے نیست و نابود کرنے کی شرط
کی گئی تھی۔ مگر یہ شرط اوس حالت مین تھی جبکہ بادشاہ افغانستان ہندوستان پر چڑھائی
کا ارادہ کرتا۔ اور ساتوین شرط عہدنامہ ۱۸۰۱ء کی وہی ہے جو عہدنامہ ۱۸۰۹ء مین ہے۔
مگر جب شاہ زمان کا انتقال ہو گیا تو اوسکی جانب سے ہندوستان پر حملہ کرنے کی جو دھمکیان

سُنی جاتی تھین وہ بھی جاتی رہین۔ لیکن فرانس اور ایران کے تعلقات اس زمانہ تک ایسے ہی تھے
کہ اونکی نسبت انگریزون کا یہی خیال رہا کہ ایران اور فرانس ملکر ہندوستان پر حملہ کرین گے
اگر یہ خیال نہ ہوتا تو شاہ شجاع سے برخلاف ایران اور فرانس کے عہدنامہ کیون کیا جاتا۔
جسکی نسبت سر ایچسن صاحب جو ایک زمانہ مین فارن سکرٹری رہ چکے تھے۔ اور جنھون
نے فارن سکرٹری ہونے کے وقت عہدنامجات مرتب کیے اور بعدہ لفٹنٹ گورنر پنجاب
ہوے۔ لکھتے ہین "شاہ شجاع ۱۸۰۸ع تک جب الفنسٹن صاحب بہ سفارت گئے تھے
احمد شاہ کی سلطنت کو یکجائی اپنے پاس رکھتا تھا۔ یہ سفیر اس نیت سے بھی گیا تھا کہ شاہ شجاع
کے ساتھ اتفاق کرکے تدبیر حفاظت افغانستان و ہندوستان جسپر فوج ایران کا بہ سازش فرانس
اندیشہ حملہ ہونیکا تھا عمل مین آئے۔ اس سفیر کی نہایت خاطر و تواضع ہوئی اور ایک عہدنامہ
قرار پایا جسکو لارڈ منٹو نے بتاریخ ۱۷۔ ماہ جون ۱۸۰۹ع کو منظور کیا۔ اوسوقت یہ تصور ہوا
کہ منشا، شرط دوم یہ تھا کہ سرکار انگریزی صرف اوسوقت مدد شاہ کی کرے گی جب فرانس
و ایران دونون متفق ہوکر بارادہ افغانستان و ہندوستان حملہ کرین گے مگر اس حالت
مین نہین کریگی جب صرف ایران و افغانستان بغیر ارادہ مذکورہ بالا کے بباعث دشمنی سابق
و تکرار حال ایک دوسرے پر حملہ آور ہون۔ اب ہم اِن دونون عہدنامون کو بامقابل ذیل
مین لکھتے ہین۔

نقل عہدنامہ جو درمیان ایران و انگلستان
بتاریخ ۱۲ مارچ ۱۸۰۹ع بمقام طہران مُرتب ہوا

(۳) بدالست شاہ فارس کے اس امر کا ظاہر کرنا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ تاریخ قائم
ہونے ان واقعات رسمی سے جو عہد یا پیمان یا اقرار نیا از جانب بادشاہ موصوف کسی اور
بادشاہ یورپ سے قرار پایا ہو منسوخ اور باطل متصور ہے اور بادشاہ موصوف
کسی فوج یورپ ملک فارس مین ہوکر نہ ہندوستان کیطرف اور نہ کسی بندرگاہ اس ملک

کی طرف گزرنے دینگے ۔

(۴) درحالیکہ عملداری فارس پر کوئی فوج چڑھائی کرے یا کی ہو۔ تو ایسی صورت مین بادشاہ انگلستان بادشاہ فارس کو ایک فوج بالعوض اوس کے مع سامان جنگ یعنی توپ اور بندوق وغیرہ اور اسقدر افسران جو دربارہ نکالدینے فوج چڑھائی کنندہ کے واسطے ہر دو سرکار کے مفید ہون ۔ دین گے ۔ اور واضح رہے کہ تعداد اس فوج کی خواہ میگزین وغیرہ کے عہدنامہ مین محدود نہین یا بعد اس کے مندرج ہو ۔ اور کاش بادشاہ انگلستان اوس فوج یورپ چڑھائی کنندہ سے صلح کرلین ۔ تو ایسی حالت مین بادشاہ مدوح کو دربارہ کرانے عہد و پیمان اور کرانے صلح باہم سرکار فارس اور چڑھائی کنندہ کی نہایت کوشش کرنا چاہیئے اور اگر خدانخواستہ انکی کوشش کارگر نہو یعنی صلح نہ قرار پائے تو ایسی صورت مین فوج سرکار انگریزی کہ جسکی تعداد عہدنامہ محدودہ مین مندرج ہوگی تاوقتیکہ افواج یورپ چڑھائی کنندہ عملداری فارس سے نکل نہ جائین یا باہم شاہ اور اونکے صلح نہ قرار پائے بادشاہ فارس کی ملازمت مین قایم رہیگی ۔ اور یہ بھی اقرار کیا جاتا ہے کہ ہر وقت واقع ہونے کسی طرح کی لڑائی یا حملہ عملداری بادشاہ انگلستان کے ہندوستان مین از جانب افغان یا کسی فسادی قوم کے بادشاہ فارس حسب شرائط مندرجہ عہدنامہ محدودہ کے فوج واسطے محافظت عملداری سرکار مذکور کے دینگے ۔

(۵) اگر کوئی حصہ فوج سرکار انگریزی کا خلیج فارس مین پہونچکر برضامندی شاہ فارس کے جزیرہ خرک یا کسی اور لنگرگاہ فارس مین اُترے تو ان مقامات پر وہ اپنا مقام نہین کرسکتے ۔ بلکہ تاریخ ان دفعات سے فوج مذکورہ جس حصہ کی تعداد عہدنامہ محدودہ مین مندرج کیجائیگی ۔ تابع حکومت شاہ فارس کے رہیگی ۔

(۶) اگر فوج مذکورہ حسب اجازت بادشاہ فارس کے مقام خرک یا کسی اور لنگرگاہ خلیج فارس مین مقیم رہیگی تو ایسی صورت مین گورنر دوستانہ طور پر پیش آئینگے اور بنام جملہ گورنران فارس کے احکام بدین مضمون جاری ہونگے کہ رسد وغیرہ مطلوبہ بشرط ادائے قیمت واجبی کے فوج مذکور کو دیجائے ۔

(۷) درحالیکہ کوئی لڑائی باہم شاہ فارس اور افغانستان کے وقوع مین آئے تو ایسی حالت مین بادشاہ انگلستان کسی طرح کی طرفداری تا وقتیکہ فریقین دربارہ کرانے صلح کے انکا دمیانی ہونا نچاہین نکرینگے۔

(۸) ہم لوگ ان دفعات کے مضمون کا اچھا ہونا تسلیم کرتے ہین اور اس امر کا بھی اقرار کرتے ہین کہ جبتک دفعات ہذا جاری رہین گے اوسوقت تک بادشاہ فارس کسی طرح کا عہد و پیمان خلاف بادشاہ انگلستان یا مضر سلطنت انگریزی موقوعہ ملک ہندوستان کے نہ کرینگے۔ لہذا ہر دو فریق نے عہدنامہ ہذا کو بامید اسکے کہ ہمیشہ قائم رہیگا قرار دیا ہے یا اوسکے باعث سے ہر دو بادشاہان عظیم کی دوستی مین خوشنما پھل پھلتے رہین اور شہادت اسکی ہم وکلا ءمطلق مذکورہ بالا مین اپنی مہر و دستخط آج بتاریخ ۱۲- مارچ ۱۸۰۹ء مطابق محرم الحرام ۱۲۲۴ھ ہجری بمقام دار الخلافت طہران منضبط کیا۔

مہر محمد شفیع — مہر محمد حسین — مہر

نقل عہدنامہ جو درمیان شاہ شجاع الملک والئ افغانستان اور انگلستان کے ہوا۔

چونکہ بباعث سازش کے جو ایران کے ساتھ فرانس والون نے اس غرض سے کی ہی کہ اول عملداری شاہ دران اور دوم عملداری ہندوستان پر حملہ آور ہون لہذا آنریبل موسٹ الفنسٹن بطور سفیر کل مختار منجانب رائٹ آنریبل لارڈ منٹو گورنر جنرل بہادر جنکو اختیارات کل ملکی و مالی و فوجی ہندوستان مین جسقدر انگریزون کے قبضہ مین ہے۔ اس غرض سے ہوا ہی کہ ارکین سلطنت سے گفتگو کرکے تدبیر حفاظت دونون ملکون کے بمقابلہ حملہ ایران فرانس کیجائے۔ اور چونکہ سفیر مذکور نے بہرہ یاب ملازمت بادشاہ ہوکر غرضکہ اپنی سفارت کی جو محض دوستانہ اور مفید تھی بیان کی اور بادشاہ نے بہ غرض فوائد دوستی و اتفاق سرکارین جو اس موقع پر کارآمد تھی اپنے ارکین کو حکم دیا کہ آنریبل موسٹ اسٹورٹ الفنسٹن سے

گفتگو کرکے اور دونون ملکون کا فائدہ مدنظر رکھکر دوستانہ اتفاق قایم کرین۔
لہذا چند شرائط عہدنامہ فیمابین اراکین شاہ وسفیر انگلشیہ منضبط ہوے اور تصدیق اوسکی دستخط شاہ
سے ہوئی۔ پس ایک نقل اس عہدنامہ کی سفیر مذکور نے واسطے تصدیق گورنر جنرل کے روانہ
کی اور گورنر جنرل بہادر نے بلاکم وکاست منظور کرکے ایک نقل اوسکی حسب تفصیل ذیل مزین
بمہر ودستخط گورنر جنرل ودستخط اراکین گورمنٹ انگریزی ہندوستان واپس ہوئی اور حسب
منشاء ان شرائط کے امور سرکارین کے قرار پائے اور آیندہ رہین گے۔
شرط اول۔ چونکہ فرانس اور ایران نے سازش بمقابلہ کابل کی ہے اگر وہ درمیان علاقہ
بادشاہ گزر کرین گے تو ملازمان بارگاہ انکو گذرنے نہ دین گے اور کوشش تمام تر
عمل مین لاکر جنگ آزما ہونگے اور اونکو اپنے ملک سے خارج کردین گے اور ہندوستان تک
اونکو پہونچنے نہ دین گے۔
شرط دوم۔ اگر فرانس وایران متفق ہوکر بادشاہ کابل کے ملک مین بہ نیت فاسد
آئین گے تو سرکار انگریزی بدل اونکے اخراج مین کوشش کریگی۔ اور جو خرچ اس
کام مین ہوگا اوسکی متحمل خود ہوگی اور جبتک سازش فرانس اور ایران کی جاری رہیگی
یہ عہدنامہ بھی قائم رہیگا۔ اور تعمیل اوسکی فریقین کرتے رہین گے۔
شرط سوم۔ ان دونون سلطنتون مین دوستی اور اتفاق واسطے دوام کے رہیگا
اور نفاق درمیان سے اوٹھا لیا جائیگا۔ اور ممالک باہمی مین ہرگز دست اندازی
کوئی نہ کریگا۔ اور شاہ کابل کسی فرانس والے کو اپنے ملک مین نہ آنے دیگا۔ ملازمین
وفاداران سرکارین جنھون نے یہہ عہدنامہ منظور کیا اور شرائط منظوری اور تصدیق مکمل
ہوچکی اور اس سند پر مہر اور دستخط رائٹ آنریبل گورنر جنرل اور آنریبل ممبر سپریم گورمنٹ
ہند کے ہوے بتاریخ ۱۷۔ ماہ جون سنہ ۱۸۰۹ع مطابق سنہ ۱۲۲۴ ہجری۔

اس کے بعد کیا ہوا

اب یہ ہوا کہ جب سنہ ۱۸۱۵ع مین بمقام واٹرلو نپولین
اعظم کو انگریزون نے شکست دیکر مقید کیا۔ اودھر
شاہ زمان کے انتقال سے افاغنہ کے عدم حملہ ہند سے اطمینان ہوگیا تھا پس جب انگریزون

کو فرانس اور قوم افغان اور ایران کے حملون سے بے فکری ہوئی تو جو عہدنامہ شاہ شجاع سے ہوا تھا
اوسکی دوسری شرط کے بموجب جسمین یہ لکھا ہے کہ جبتک ایران اور فرانس کو حملہ کا اندیشہ رہیگا
یہ عہدنامہ بھی قائم رہیگا - گویا عہدنامہ سارا ساقط ہو گیا مگر لارڈ منٹو نے جو بنیاد افغانستان کی
دوستی کی قائم کی تھی وہ اول بنیاد تھی جسکا آغاز اوسی زمانے سے سمجھنا چاہیئے اور اوس
زمانہ مین یہ بھی خیال کیا جاتا تھا کہ ایران کی دوستی ساقط ہو گئی - اور اب درمیان انگلستان
اور افغانستان اتحاد و اتفاق ہوگا چنانچہ ویسا ہی عمل مین آیا -

ایران اور انگلستان مین اختلاف کیون ہوا اور انگلستان نے ایران کو چھوڑ کر افغانستان سے اتحاد و اتفاق کیونکر کیا -

جب انگلستان کو فرانس کی
جانب سے اندیشہ جاتا رہا اور
افغانون کا دغدغہ بھی نہ رہا - تو
ایرانی معاہدات مین افغان اور
فرانس کے جن اغراض سے ذکر
مذکور ہوا تھا اور پابندیان ایک دوسرے نے کی تھین وہ کالعدم ہو گئی تھین مگر ۱۴
مارچ ۱۸۱۴ع جو عہدنامہ درمیان ایران و انگلستان ہوا - وہ روس کی وجہ سے سمجھا جاتا ہی
کیونکہ روس پہلے بھی ایران سے جنگ کر چکا تھا - اور انگلستان نے جو ایک مدت تک
ایران مین اپنے حقوق کی حفاظت کی اور اپنے اقتدار کی ترقی کی خواہش کی وہ بمقابلہ فرانس
اور روس تھی - تنہا فرانس کی طرف سے بھی اندیشہ تھا کہ ایران سے اتحاد کرکے ہندوستان
پر حملہ کریگا اور فرانس اور روس کے اتحاد سے بھی خوف تھا - مگر نپولین کے قید ہو جانے
سے انگلستان کا اندیشہ صرف روس تک محدود ہو گیا تھا اور جو ذکر افغانستان کا اس
عہدنامے مین ہے وہ ضعیف طور پر کیا گیا ہے اور ایسا نہین ہے جیسا کہ پہلے عہدنامون
مین ہے یہ ۱۴ مارچ کا عہدنامہ وہی ہے جس کے بارہ برس بعد یعنی ۱۸۲۶ عیسوی مین روس
نے پھر ایران سے جنگ کی اور ایک عہدنامہ درمیان روس و ایران کے موسوم
بعہدنامہ ترکمانچی ہوا جسکو ناسخ التواریخ سے ترجمہ کرکے ذیل مین درج کیا جاتا
ہے -

خلاصہ عہدنامہ جو درمیان ایران و روس کے بمقام ترکمانچی مرتب ہوا

اس عہدنامہ کی ترتیب اور تکمیل کے وقت شہنشاہ روس کی جانب سے جنرل بسکوچ انوختار اور پادشاہ ممالک ایران کی جانب سے نواب نائب السلطنت عباس مرزا وکیل مختار تھے۔

شرط اول۔ من بعد مابین اعلیحضرت ایمپراطور کل ممالک روس و اعلیحضرت پادشاہ ممالک ایران اور اونکے ولیعہد و اخلاف و ممالک اور اونکی رعایا سے اتحاد و اتفاق کامل ابد الاباد رہیگا۔

شرط دوم۔ اس تاریخ سے ہردو پادشاہان جلیل القدر اوس عہدنامہ کو منسوخ اور متروک کرتے ہین جو گلستان قراباغ مین ہوا تھا اور بجائے اوسکے اس عہدنامہ میمون اور مبارک کو ساتھ عہود اور شروط کے مرتب کرتے ہین۔

شرط سوم۔ پادشاہ ممالک ایران ازجانب خود اور اپنے ولیعہد کیجانب سے ملک نخچوان اور ایروان کو جو این روے دریا ارس و آن روے دریا کے واقع ہے سلطنت روس کو دیتے ہین اور عہد کرتے ہین کہ بعد عہدنامہ ہذا چھ مہینے کے عرصے مین اوس ولایت کے دفتر اور دستور العمل عمال روس کے سپرد کرینگے۔

شرط چہارم۔ درباب سرحد ایران و روس یہ قرارداد ہوئی ہے کہ خط سرحد ممالک عثمانیہ جو ایک خط مستقیم قلہ کوہ اغری نکوچک کے قریب ہے سرحدی آغاز ہے اور اوس مقام سے تا بسر چشمہ ردد خانہ قرار سوے زیرین جو جنوبی اغری کوچک جاری ہوکر اوسی مجری کے ساتھ دریائے ارس مین بمقابل شرور ممتد ہوتی ہے اور جب یہ خط اس مقام تک پہونچتا ہے تو اوسی مجرے کے ساتھ نلو عباس آباد تک آیا ہے اور جو تعمیرات کہ کنارے دریائے ارس کے بجانب راست واقع ہین نصف قطر بقدر نصف فرسنگ معمولی کے ہوتا ہے اور اسی نصف قطر مین تمامی اطراف ممتد ہوئی ہین وہ سب اراضی

اور میدان کہ اس نصف قطر مین محاط اور محدود ہین بالانفراد روس کے تعلق مین رہینگے - اور دو مہینے کی مدت مین مشخص ہونگی - اسکے بعد یہان سے بجانب مشرق نصف قطر دریائے ارس سے ملتی ہے اور یہان سے خط سرحد شروع ہوتا ہے بلدی بلوک کے گھاٹ تک دریاے ارس اوسکی سرحد ہے اور وہان سے زمین ایران تین فرسخ تک دریاے ارس کے کنارے تک رہیگی اور تین فرسخ تک صحراے موغان مین بالاے رود تک پہونچی ہے اور زیرین رود خانہ کوچک موسومہ بہ آدینہ بازار اور سار تعمیش پر ملتی ہے اور یہان سے بائین جانب اوپر کو جاتی ہے اوس مقام تک جہان رودخانہ درکند ملا ہے اور رودخانہ مذکور سے پھر کر طول مین داہنے کنارہ کیجانب رودخانہ آدینہ بازار مشرقی سے سرچشمہ رودخانہ تک اور اوس مقام سے چکر کی بلندی پر جاتی ہے اور اسطرح پر کہ جسقدر دریا بحیرہ خزر مین گرتے ہین وہ سب روس کے قبضہ و تصرف مین رہینگے اور سب دریا جنکا رخ اور بہاؤ ایران کی طرف ہے وہ داخل حدود ایران کے رہین گے اور سرحد دونون سلطنتون کی چوٹی پہاڑ مقرر ہوگی لہذا یہ قرار داد ہوا کہ وہ حصہ جو بجانب بحیرہ بہا ہے وہ متعلق روس رہیگا اور دوسرا متعلق ایران کے ہے اور بلندی چوٹی جکیر کے خط سرحد چوٹی کمر قوی تک پہاڑون کے سلسلہ مین جاتا ہے بعد اوسکے خط سرحد چوٹی کمر قوی سے بلندی کوہ تک محال ارس اور محال زندد علیحدہ ہوے ہین جاتا ہے یہ سرحد تا محال لکج اور خط سرحد رودخانہ سے دہانہ بحیرہ خزر تک جاتا ہے -

شرط پنجم - اعلیحضرت پادشاہ ممالک ایران از جانب خود اور اپنے ولیعہد کیجانب سے تمام و کمال اراضی اور جزائر اور جمیع قبائل خیمہ نشین اور خانہ دار کو جو درمیان خط حدود مقررہ اور برزمالی چوٹیون کوہ قاف کو اور دریاے خزر کو دوام کیواسطے دولت روس کے سپرد کرتے ہین -

شرط ششم - اعلیحضرت پادشاہ ایران بعوض خرچہ جنگ سلطنت روس اور نقصان نفوس رعیت کے مبلغ دس کروڑ نقد دینگے اور کسطرح ادا کرینگے اسکی قرارداد علیحدہ ہوگی -

شرط ہفتم۔ ازانجا کہ پادشاہ ممالک ایران نے نواب عباس مرزا کو ولیعہد دولت قرار دیا ہے ایمپرر اطور روس نے بھی اونکی ولیعہدی کی تصدیق کی ہے کہ نواب معزالیہ کو تخت نشین کیا جائیگا اور پادشاہ ذی حق کا ملک سمجھا جائیگا۔

شرط ہشتم۔ جہاز تجارتی روس و ایران کے بحر خزر مین آمدورفت کرینگے اور ایک دوسرے کی اعانت کرتے رہین گے اور جنگی جہاز پر نشان لشکر روس کا اوڑتا رہیگا مثل سابق دریائے خزر مین آمدورفت کرینگے اور بغیر سلطنت روس کے کسی اور سلطنت کو اذن نہ دیا جائیگا۔

قریہ ترکمانچی بتاریخ ۲۵ ۱۸۲۸ء مطابق شعبان المعظم ۱۲۴۳ھ ہجری

جب روس نے جنگ کی اور ایران نے ۱۴۔ مارچ کے عہدنامہ کی بنیاد پر انگلستان سے اعانت اور امداد کی خواہش کی تو انگلستان نے ایران کو اعانت دینے سے انکار کیا اور کہا کہ اگر ایران نے جنگ مین سبقت اور پیشقدمی نہ کی ہوتی تو انگلستان اعانت کا ذمہ دار تھا۔

ہم افغانستان کی تاریخ لکھتے ہین نہ کہ ایران کی اسی وجہ سے صرف اوس حصہ پر بحث کرنا چاہتے ہین جس سے افغانستان کا تعلق ہی۔ پس مناسب ہو کہ اول اس عہدنامہ کو ذیل مین درج کرنے سے اور بعد اوسکے بحث کرین کہ درمیان انگلستان اور ایران کے کیا ہوا اور کیونکر انگریزون نے ایران کو چھوڑکر افغانستان سے دوستی کی اور ہرات پر ایران نے کیون چڑھائی کی اور انگریزون نے کیون ایران کو کیون روکا اور صرف زبانی ہی نہین روکا بلکہ جنگ کی

نقل و انتخاب عہدنامہ مورخہ ۱۴۔ مارچ ۱۸۱۴ء

شرط اول

انگلستان فوج سے ایران کی مدد کریگا یا مبلغ دو لاکھ تو سالانہ ایران کو دیگا بشرطیکہ کوئی دشمن ایران پر حملہ کرے اور مشروط باین شرط کہ ایران جنگ و جدل کی ابتدا نہ کرے

شرط دوم

اگر دول یورپ سے کوئی دولت باوجود اس کے کہ درمیان اوس دولت اور انگلستان کے صلح و آشتی ہو ایران سے جنگ کرے تاہم انگلستان متعہد ہے کہ ایران کی مدد کرے یا بلشکر

یا پان تومان۔

شرط سوم

اگر افاغنہ ھند پر حملہ کرین ایران معتہد ہے کہ بمقابلہ افغانستان لشکر بھیجے اور باغیان ایران جو انگلش کے ممالک محروسہ مین ہین دولت انگلستان وعدہ کرتی ہے کہ اونکو اپنے ملک سے خارج کریگی اگر وہ بخوشی خارج نہونگے اونکو گرفتار کرکے ایران بھیجدیگی۔

شرط ششم

مرو بہ سپاہ یا بہ مبلغ دولاکھ تومان سالانہ چاہیئے کہ انگلستان ایران کو دے مشروط باین کہ ایران جنگ مین سبقت نہ کرے اور بنائے خصومت نہو۔ ولیکن مبلغ مذکور دوامی نہین ہے۔

شرط ششم

جس صورت مین کہ کوئی دولت دول یورپ سے جس سے کہ انگلستان سے صلح و آشتی ہی ایران سے جنگ کرے انگلستان معتہد ہے کہ بہ سپاہ یا بہ مبلغ ایران کی مدد کرے۔

شرط نہم

اگر ایران و افغان مین جنگ ہو۔ انگلستان کسی وجہ سے مداخلت نہ کریگا بجز اسکے کہ اوسکی مداخلت اور اوسکے توسط کی درخواست نہو۔

اس معاہدہ کے بعد کیا ہوا یہ ہوا کہ روسیون نے حدود بندی کے معاملہ مین جو جنگ آخر مین ایران سے کی اور روس فتحیاب ہوا اوس جنگ کی نسبت انگلستان نے خیال کیا کہ ایران ہی نے سبقت[۱] کی تھی فتح علی شاہ کی

[۱] یہ خیال بعض اہل الرائے انگریزون کا ہی کہ ایران نے روس سے جنگ مین سبقت کی تھی اور اسوجہ سے انگلستان نے ایران کو چھوڑ دیا تھا مگر ایرانی دربار اوسکو تسلیم نہین کرتا اور ایرانیون کی رائے ہے کہ

کہا گیا کہ شرط (۴) و (۶) معاہدہ طہران سے خارج ہوا اور صرف دو لاکھ تومان انگلستان نے ایران کو دئی
کہ یہ روسیون کو دے دیے جائین۔ روس و انگلستان سے طہرانی معاہدہ کے بارہ برس بعد وہ ایرانی
شکست نصیب جنگ ہوئی تھی۔ حسب شرایط (۴) انگلستان دو حالتون سے ایک کا پابند
تھا۔ یا فوج سے مدد دیتا یا دو لاکھ تومان سے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس نے ایک غرض کو بارہ برس
تک سالانہ پورا کیا۔ ایرانی سبقت کے سبب سے اس نے فوج سے اعانت نہین کی۔ روس نے
پندرہ کرور تومان کا خرچہ جنگ ایران کے ذمہ کیا۔ صرف دو لاکھ تومان یعنی جسقدر کہ امداد
سالانہ ایران کو دی جاتی تھی وہ دیکر گویا انگلستان ایران کی امداد سے دست کش ہوگیا
انگلستان نے کوئی وعدہ نہین کیا کہ اگر ایران پر کوئی سلطنت حملہ کریگی تو اوسکا خرچہ جنگ
انگلستان پورا کریگا یا کسی قدر خرچہ دیگا۔ ہان انگلستان کو زیبا تھا کہ جب سبقت ایران
کے باعث اوس نے فوج کی امداد سے چشم پوشی کی تھی تو روپیہ بھی دینا نہ تھا۔ کیونکہ دونون
قسم کی اعانت مشروط تھی کہ ایران سبقت نہ کرے۔ روپیہ کی اعانت تو ایسی صورت مین

بقیہ صفحہ ۴۹۔ جب روس کے خلاف ایران کی شرکت انگلستان کرنا نہین چاہتا تھا اسی سبب سے روس نے
زبردستی کا الزام ایران پر دھر دیا کہ ایران نے سبقت کی تھی حالانکہ ایران سبقت کرنے والا نہ تھا بلکہ روس کیجانب
سے کچھ ایسی چھیڑ خانی ہوئی کہ اوس سے ایران جنگ پر برانگیختہ ہوگیا چنانچہ ناسخ التواریخ مین ان واقعات
کو مفصل لکھا ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ روس نے سابق کے عہد و پیمان کے خلاف ایران کے بعض مقبوضات پر
قبضہ کر لیا اور ایرانی رعایا پر ظلم کیا اس سبب سے تمام ایران کو جوش پیدا ہوگیا اور علماء ایران سے جب استفتاء
کیا گیا کہ آیا مذہب امامیہ مین اس صورت مین جہاد جائز ہے یا نہین کہ جب روسیون کی ایسی قوم جو
خلاف مذہب و ملت ہے کسی شیعہ بادشاہ کے ملک پر حملہ کرے تو اوس حالت مین اوس بادشاہ اور
اوسکی رعایا پر فرض ہے کہ اوس مخالف بادشاہ پر جہاد کرے یا نہ کرے بڑے بڑے علماء نے صاف الفاظ
مین فتویٰ دیدیا کہ دفاعی جہاد کرنا چاہیئے جب علماء نے یہ فتویٰ دیدیا کہ ایسا جہاد کرنا چاہیئے بس
فتح علی شاہ آمادہ بجنگ ہوگئے اور روس سے وہ شہرہ آفاق جنگ ہوئی جسکا نتیجہ اگرچہ ایرانیون
کے خلاف ہوا مگر اوس سے ایران کی سبقت نہین ہوئی فقط مصنف ۱۲۔

بغرض استحکام دولت سلطنت کے ہوتی ہی۔ لیکن اگر کسی معاہدہ مین فوجی اعانت کا بھی ذکر ہو تو جنگ کے وقت روپیہ کی امداد کی کچھ ضرورت نہین۔ انگلستان فوجی اعانت کرتا ایرانی سبقت سے اور سے وہ اعانت نہین کی۔ جو انگلش فوج سے تعلق رکھتی تھی اور ضرور تھی۔ بلکہ ایک سال کا روپیہ دیا اسکی کوئی ضرورت نہ تھی۔ انگلستان کا فوجی امداد کے وقت انگلش فوج سے اعانت کرنا اور جبکہ ایرانی سبقت کے باعث سے انگلستان کنارہ کش ہوگیا تھا تو اسکا روپیہ دینا۔ اور شرط (۴)۔ و (۶) کے خارج کرنے کی تحریک کرنا خاص اس امر کا ثبوت ہے کہ انگلستان نے روس کے راضی کر لینے کے واسطے کوشش کی۔ اور دونون شرطون کا معاہدہ طہران سے خارج کرا کر اپنے کو ایرانی ذمہ داریون سے سبکدوش کر لیا۔ روس نے بعد فتح جبکہ پندرہ کرور کا خرچہ طلب کیا تو اسنے کہا کہ تاوقتیکہ شاہ ایران انگلش معاہدہ طہران سے ان دو شرطون کو باطل اور منسوخ نہ کرینگے اور اس فعل پر راضی نہونگے تو مطالبہ جس شرط پر مشروط ہے وہ پوری نہوگی۔ جیساکہ ایک انگریزی مورخ لکھتا ہے کہ پندرہ کرور کا روسی مطالبہ مشروط تھا کہ شاہ ایران راضی ہون اور دو شرطین معاہدہ طہران سے خارج کرین۔ اور یہ دو شرطین وہی تھین جنکی نسبت انگلستان متعہد ہوا تھا کہ جب ایران پر دشمن حملہ کرے تو وہ ایران کی مدد کریگا۔ انگلستان نے بوجہ اس کے کہ اپنے کو آیندہ خطرات سے محفوظ کرے ایرانی عہد و پیمان کو شکست کیا اور اپنے ایک قدیمی دوست کو چھوڑ دیا۔ جس حال مین کہ وہ پریشان تھا۔ اور اسی واسطے انگلستان کے اقتدار اور غلبہ ایران مین خلل آگیا۔ روس کی خواہش کو گویا انگلستان نے پورا کیا۔ اور واقعات سے ثابت ہوتا ہی کہ روس نے شکایت کی ہوگی کہ ایک جانب تو روسی گورنمنٹ سے انگلستان اتحاد یکجہتی کا وعدہ کرتا ہے۔ اور دوسری جانب ایران سے روس کے خلاف معاہدہ کیا پس انھین وجوہ سے انگلستان نے بہ نظر حزم و احتیاط و عاقبت اندیشی اپنے کو مخالف روسی شرائط کا پابند نہ کیا اس نقض شرائط پر انگریزون نے بحث کی ہے۔ مسٹر کیننگ لکھتے ہین کہ نقض معاہدہ کی وجہ یہ تھی کہ ایران نے روس کے ساتھ جنگ کرنے مین ابتدا کی تھی۔ مگر سر جسٹنس سیل جواب دیتے ہین کہ جنگ کی تحریک روس کے تکبر و غرور نے کی۔ روس چاہتا تھا کہ ایران مین اسکو غلبہ ہو۔ اور اوس نے ایک حصہ ایران پر قبضہ کر لیا تھا اور قبضہ کرنا چاہتا تھا۔ ملکم صاحب

لکھتے ہین کہ انگلستان کی رفتار نہ برخلاف حزم واحتیاط و دوراندیشی و تدبیر تھی بلکہ برخلاف انصاف تھی۔ کسواسطے کہ اسی دن سے زور وقوت و شان و شوکت انگلستان کی ایران مین کم ہوگئی۔ اور روسیون کے اقتدار کا نشوونما شروع ہوا۔ اس اقتدار مین اوسکا نتیجہ یہ ہوا کہ محمد شاہ بادشاہ ایران نے اپنی تخت نشینی کے زمانہ مین صرف روسی مشورہ و تحریک سے ہرات پر قبضہ کرنیکا ارادہ کیا۔ فروری ۱۸۳۶ع مین روس نے اپنے ایک فرانسیسی ملازم کو طہران مین بھیجا کہ محمد شاہ کو ہرات پر چڑھائی کی ترغیب دے۔ کامران والی ہرات نے خراسان و سیستان مین ایرانیون کو نہایت تکلیف دی تھی۔ اور عباس مرزا کے عہد کو توڑا تھا اس جہت سے ایران کا حق تھا کہ کامران پر فوج کشی کرے۔ مگر کامران کی معذرت و خوشامد سے ایران کا وہ ارادہ قوۃ سے فعل مین نہین آیا۔ جسوقت کہ محمد شاہ نے کامران کی معذرت کو تسلیم نہین کیا اور ہرات پر قبضہ کرنے کی حرص سے روانہ ہوا۔ تو یہ روانگی اوسکی روسی ترغیب و تحریص سے تھی۔ انگلستان ایران کی بہبود کے واسطے ہمیشہ یہ نصیحت کرتا تھا کہ ایران ملک گیری کے خیال سے درگزر کرے اور اپنے کو خارجی جنگون سے ضعیف نہ کرے۔ روس اس کے بالعکس مشورہ دیتا تھا۔ روس کی خواہش تھی کہ ایران ضعیف ہو۔ اور اگر فتحمند ہو تو انگلستان کا مقابلہ کرے۔ روس کامیاب ہوا اور اوسکے ایجنٹون نے ہرات پر چڑھائی کرائی۔ انگلستان ایران کی اس کارروائی کو جو بہ تحریک روس ہوئی تھی کب پسند کرتا تھا۔ وہ ہرات کلید ہندوستان پر

[۵] اسکو بھی ایرانی دربار تسلیم نہین کرتا کہ محمد شاہ بتحریک روس ایران پر حملہ آور ہوے تھے ایرانی کہتے ہین کہ یہ محض الزام ہی الزام تھا اور کچھ بھی نہین چنانچہ ناسخ التواریخ مین ہرات کی چڑھائی کے واقعات مین کوئی ایسی بات درج نہین ہی جس سے ثابت ہوتا ہو کہ روسی تحریک تھی ایرانیون کی راے یہ ہی کہ جب انگلستان کو ہم نے اور ہمکو انگلستان نے چھوڑ دیا تھا اور انگلستان نے افغانستان سے اتحاد کیا تھا تو ناحق یہ الزام ہم پر قائم کر کے ہم سے جنگ کی اور ہم سے ہرات کو محفوظ رکھا۔ جس پر محمد شاہ غازی نے اسوجہ سے حملہ کیا تھا کہ کامران مرزا ہرات مین ایرانی شیعہ رعایا پر نہایت ظلم اور جبر کرتا تھا اور اسوجہ سے بادشاہ دین پناہ اور حامی ملک وملت نے اوسپر حملہ کیا تھا بس اسکے سوا اور کچھ نہ تھا۔ فقط مصنف ۱۲۔

ایرانی قبضہ نہین چاہتا تھا۔ انگلستان بظاہر ایران کو روک نہین سکتا تھا۔ کیونکہ وہ شرط نہم معاہدہ طہران کا پابند تھا۔

اسواسطے ہس انگریزی مورخ نے کہا ہیکہ اگر ہم متوسط ہونے اور ایران کو حملہ ہرات سے روکتے تو شرط نہم معاہدہ طہران کے توڑنے والے ہوتے۔

۱۸۳۷ء مین یہ فوج کشی عمل مین آئی۔ محمد شاہ خود کمانڈر تھے۔ پندرھوین تاریخ ماہ مذکور کو آصف الدولہ نے غوریان پر قبضہ کیا۔ اور اوس مہینہ کی بائیسوین تاریخ کو ہرات کا محاصرہ ہوگیا۔ ہرات کا محاصرہ بہت دنون رہا۔ مگر ایک انگریز پاٹنجر نے افاغنہ کی جانب سے وہ کارنمایان کیئے کہ ایرانی کامیاب نہ ہوسکے۔ اور آخرکار جب ہندوستان سے انگریزی فوج خلیج فارس پہنچی اور مقام خرگ کو انگریزون نے لیا اور محمد شاہ پر زور ڈالا گیا۔ کہ اگر ہرات کے محاصرہ سے دست بردار نہونگے تو تعلقات گورنمنٹ انگلش و ایران نازک ہوجائینگے اس نامہ و پیام و تخویف نے اثر کیا اور نوین ستمبر کو ایرانی لشکر نے ہرات کو چھوڑ دیا۔

روسیون کو ناکامی ہوئی۔ لیکن اونھون نے یہ تدبیر کی کہ روسی حاکم اورنبرگ نے ایک کپتان کو بھیجا کہ انگریزون کے خلاف قندھار و کابل مین فتنہ برپا کرائے۔ اور اودھر ایک جزیرہ ایران پر قبضہ کرلیا۔ ۱۸۴۲ء مین یار محمد خان وزیر کامران نے کامران کو قتل کیا اور خود ہرات کا حاکم ہوگیا۔ اوس نے سرداران و شہزادگان سدوزئی کو ملک سے نکال دیا۔ وہ تا مرگ ایرانی حکومت کی پیروی کرتا رہا۔ اوسکے بعد اوسکا لڑکا سید محمد خان اوسکا جانشین ہوا یہ جدید والی ہرات ایران کا مطیع رہا۔ اوس نے چند بزرگان ایران کو گرفتار کرکے مشہد بھیجدیا۔ سید محمد خان کو گویا ایران نے ہرات کے تخت پر بٹھایا تھا۔ ایرانیون کو موقع ملا کہ ہرات پر قبضہ کرلین۔ لیکن کوئی حیلہ نہ تھا کہ وہ کامیاب ہوتے۔ آخر کو کہن دل خان سردار مبرگ زئی نے قندھار سے بجانب فرح حرکت کی اس کے دفعیہ کے واسطے عباس قلی خان مشہد سے ہرات کیطرف روانہ ہوا۔ ایرانیون نے ۱۸۵۳ء مین قلعہ ہرات کو لے لیا اور کسیقدر ایرانی فوج غوریان مین بھی تھی۔ پھر انگلستان نے مداخلت کی۔ اور بعد بحث و مباحثہ کے ۲۵ جنوری ۱۸۵۳ء کو درمیان ایران و انگلستان معاہدہ ہوا اس معاہدہ سے ایران پابند کیا گیا کہ کبھی اپنا لشکر

ہرات مین نہ بھیجے اور کسی طرح کی مداخلت ہرات کے معاملات مین نہ کرے۔ ایران اپنا خطبہ و
سکہ ہرات سے موقوف کرے۔ اور کوئی سفیر ہرات مین نہ رکھے۔ اور خوانین ہراتی جو طہران
اور مشہد مین بطور قیدیون کے ہون اونکو رہا کرے۔ اس عہد نامہ کے اثر سے چندے ایران
نے ہرات پر دعویٰ نہین کیا۔ ۱۸۵۵ء مین ہرات مین پھر انقلاب ہوا۔ محمد یوسف
ایک شاہزادہ قبیلہ سدوزی سے تھا وہ حاجی فیروز والی نخستین ہرات کا پوتہ تھا۔ ۱۸۴۲ء
مین قتل کامران کے واقعہ مین یار محمد خان کی خصومت سے مشہد بھاگ گیا تھا چند سال تک
مشہد مین رہا۔ اور پھر بے نظام فوج ایران کا افسر ہوگیا۔ اور بحکم شاہزادہ مراد مرزا۔ حاکم
خراسان شہر جام حدود ہرات مین رہتا تھا۔ ۱۸۵۱ء مین چند ہراتی سرگروھون نے اوسکو
طلب کیا۔ اور اوس طلبی کی وجہ یہ تھی کہ سید محمد خان نے اونپر ظلم کیا تھا۔ مگر اوس کے پاس
سازو سامان نہ تھا وہ نہین گیا۔ ۱۸۵۵ء مین جب ہراتیون نے اوسکو طلب کیا تو وہ ہرات
چلا گیا اور اوس نے سید محمد خان کو ہلاک کیا اس واقعہ سے ثابت ہوتا ہی کہ ایران نے شاہزادہ
مذکور کے حرکات کو پسند کیا۔ کیونکہ اوسکے ارادہ کے واسطے یہ اچھا سبب ہوگیا تھا۔ پس شاہ
ایران ناصر الدین شاہ کو مثل اپنے باپ کے یہ خیال ہوا کہ اپنی حکومت کو افغانستان کی جانب
وسعت دین اور صدر اعظم نے بھی ترغیب دی۔ لہذا فوراً ہرات کے لینے کے واسطے بہانہ
کیا گیا۔ کہن دل خان والی قندھار ۱۸۵۵ء مین مرگیا اور ماہ اکتوبر دوست محمد خان اوسکا
بھائی قندھار کی سمت روانہ ہوا اور اوس ملک کو اپنی حکومت کا ضمیمہ کیا۔ کہن دل خان کے
لڑکے دوست محمد خان کے شاکی تھے۔ وہ بھاگ کر طہران چلے گئے۔ اونھون نے گورنمنٹ ایران
سے کہا کہ دوست محمد خان ہرات پر قبضہ کرنے کے ارادہ مین ہے۔ شاہ ایران کی اس کہنے سے
تائید ہوئی۔ اور آخر بحکم شاہ سلطان مراد مرزا نے ۱۸۵۶ء مین ہرات پر حملہ کیا۔ انگریزی
گورنمنٹ نے اپنے سفیر مسٹر مرے کی معرفت شاہ کی گورنمنٹ سے کہا کہ ہرات پر حملہ باعث
نقض معاہدہ ہی۔ مگر وزیر اعظم ایران نے کچھ سماعت نہ کی اور مسٹر مرے اور اون لوگون کو نہایت
تکلیف دی جو گورنمنٹ انگلش کے ظل حمایت مین تھے۔ شہر ہرات پر ایرانیون نے قبضہ کرلیا
اور شاہ کے فرمان سے اوس صوبہ کا الحاق حکومت ایران سے ہوگیا۔ مگر انگلستان ہرگز پسند

نہین کرسکتا تھا کہ ہرات کلید ہندوستان کو اوس شاہ کے پاس رہنے دے جس کے باپ کو ہم
نے ہرات فتح کر لینے پر آمادہ کیا تھا - نومبر ۱۸۵۶ء کو گورنر جنرل ہند کی جانب سے اعلان جنگ
کا ہوا جسکا منشا یہ تھا کہ ایران نے معاہدہ شکست کیا اور ہرات پر قبضہ کیا - ایران پر
انگلستان کی فوج کشی ہوئی - ایرانیون سے چند مقام پر جنگ ہوئی اور آخرکار پیرس
دارالحکومت فرانس مین ۴ - مارچ ۱۸۵۷ء کو ایران سے ایک معاہدہ ہوا - معاہدہ ہذا مین
شاہ ایران متعہد ہوے کہ اپنی فوج ہرات سے واپس بلالین اور ہرات کے دعوے سے
ہمیشہ کے واسطے دست بردار ہون - وہ کبھی ایرانی خطبہ وسکہ کا دعوی افسران ہرات سے
نہ کرین اور نہ ہراتیون کی اطاعت کی تدبیر عمل مین لاوین - افغانستان کے امور داخلیہ مین
کبھی مداخلت نہ کرین اور دستخط کرین اور قبول کرین کہ کبھی وہ ہرات کے الحاق کا ارادہ نہ کرینگے
تمام ہراتی قیدیون کو بلا مطالبہ زر رہا کرین - اور جس سفیر مسٹر مرے کی اہانت ہوئی اوس سے
یہ عذرخواہی پیش آوین اور اوسکو بکمال حرمت ووقار طہران مین داخل کرین اور وزیر اعظم
ایران کو چاہیئے کہ ایک خط شاہ کیطرف سے مسٹر مرے کو لکھے اور عذرخواہی کرے اور چند کلمے
شاہ اپنے قلم سے عذرخواہی کے لکھین - اور مضمون اس خط کا طہران مین طبع ہوکر مشتہر ہو -
جب مسٹر مرے طہران مین آئین تو صدراعظم کو مناسب ہی کہ بکمال اعزاز انکا استقبال کرے
اور دوستی قدیم کو جدید کرین - اس معاہدہ کی شرط چہارم مین یہ ہی کہ انگلستان کو کوئی حق نہین ہی
کہ کسی رعیت ایران کی حمایت کرے اگر وہ بحظ مستقیم ملازم سفارت انگریزی نہو مشروط باین شرط
کہ کسی دولت خارجیہ کو بھی یہ حق نہو -

انگلستان و ایران کے درمیان اختلاف کس سبب سے ہوا

یہ مقولہ کسی مدبر کا نہایت صحیح ہی کہ دنیا مین غرض کی دوستی اور
غرض کی دشمنی ہوتی رہتی ہی اور یہی مقولہ انگلستان و ایران کے تعلقات پر صادق آتا ہی -
انگلستان نے اول اول جو اتحاد ایران سے پیدا کیا تھا وہ اس وجہ سے کہ فرانس اور روس
اور افغانون کے ہندوستان پر حملہ کا خوف تھا مگر جس حد تک یہ خوف کم ہوتا گیا - اور واقعات
مین تغیر ہوتا رہا اوس درجہ تک دوستانہ تعلقات مین کمی ہونا شروع ہوئی اور کئی برسونکی

بعد یہ نتیجہ پیدا ہوا کہ جب روس نے ترکمانچی کا عہدنامہ ایران سے کیا اور اوسکا اقتدار دربار ایران مین ترقی پر ہوگیا۔ اور ایران سے انگلستان کو وہ دوستانہ تعلقات قائم رکھنے کی ضرورت کم ہوگئی۔ تو انگلستان اور ایران مین اس درجہ اختلاف بڑھ گیا۔ کہ گویا ایک دوسرے سے علیحدہ ہوگیا۔ اور مقام غور ہے کہ یا انگلستان ایران کی دوستی کا دم بھرتا تھا یا افغانستان کی تائید کی جانب اوسکا میلان خاطر ہوا۔ اور ہرات کے حفاظتی پردے مین افغانون کی تائید کرکے پھر ایران ہی کے دوست نے ایران ہی سے جنگ کی اور اس طرح سے غرض کی دوستی اور غرض کی دشمنی دونون کی ثابت ہوئی۔ اگر انگلستان روس کے خلاف فوج سے ایران کی مدد کرتا تو روس کو ہرگز موقع نہ ملتا کہ وہ ایسا معاہدہ ایران سے کراتا جس سے انگلش کا اقتدار گھٹ جاتا اور روس کا اقتدار بڑھتا۔ انگلستان نے خود ہی اس معاہدہ کی دو شرطون کو خارج کیا اور ایران کی امداد سے دست بردار ہوا۔ ایران کو بجز اس کے اور کیا چارہ تھا کہ جب ایک دوست سے توقع اور امید اوسکو اعانت کی باقی نہ رہی تو اوس نے دوسرے مخالف روس کو اپنا دوست بنا لیا۔

ہرات کی بابت جو چھیڑ چھاڑ ہوئی وہ روسی شگوفہ تھا۔ اور جب انگلستان نے محمد شاہ کے زمانہ مین مداخلت کی اور ایرانی فوج واپس آئی تو ایران کو انگلستان کی جانب سے اور بھی مایوسی اور رنج ہوا۔ روس نے اپنے مطلب کیواسطے ایران اور انگلستان مین نااتفاقی پیدا کرنے مین کوئی دقیقہ اٹھا نہین رکھا۔ روس و ایران مین آخری معاہدہ کے بعد کوئی جنگ نہین ہوئی۔ روس نے انگلستان اور ایران کے اتحاد کو دور کرنے اور تنہا اپنے اقتدار کے قائم کرنے کیواسطے ایران سے جنگ کی تھی۔ جب اپنی خواہش کے موافق روس نے ایران سے عہدنامہ لکھوا لیا اور انگلستان نے اعانت سے چشم پوشی کی۔ تو پھر روس کو کیا ضرورت تھی کہ وہ ایران کو تنگ کرتا۔ روس نے چالاکی سے انگلستان و ایران مین ہرات کی بابت مناقشہ کرا دیا۔ یہانتک کہ پھر انگلش گورنمنٹ نے ایران سے جنگ کی اس جنگ مین اور انگلستان کی کوشش سے ہرات ایران کو نصیب نہین ہوا۔ اور انگلستان کو افغانستان کے ساتھ اتحاد پیدا کرنے کا بخوبی موقع ملگیا۔ جس کے ثبوت کیواسطے یہ امر کافی ہے کہ جب امیر دوست محمد خان نے ہرات پر قبضہ کر لیا تو انگلستان نے خاموشی اختیار کی اور اونکا قبضہ ہرات پر قائم رہا۔ اور ۱۸۵۵ء مین جو صلحنامہ امیر دوست محمد خان سے ہوا تھا اوسی وقت سے دوست محمد خان

کی حکومت برٹش گورنمنٹ نے تسلیم کی تھی - اور قبیلۂ بارک زئی کی ہراتی حکومت کو گورنمنٹ نے اسوجہ
سے جائز رکھا کہ اوسکو روس سے تعلق نہ تھا - اور ایران کی حکومت ہرات مین اس جہت سے تسلیم
نہ ہوئی کہ درمیان ایران و انگلستان کے اخیر معاہدہ روس سے وہ تعلق نہ رہا تھا جو اطمینان کے قابل ہوتا
بلکہ اوس زمانہ مین ایران کا ہرات پر قبضہ بعینہ روسی قبضہ سمجھا جاتا تھا - الغرض ایک زمانہ وہ تھا کہ
جب نپولین اول فرانس اور ایک روسی شہنشاہ مین باہمی یہ سمجھوتا ہوا تھا کہ ایران مین ہو کر
ہندوستان پر چڑھائی ہو - اور دوسرا زمانہ وہ تھا کہ انگلستان نے ایران سے دوستانہ تعلق پیدا
کرکے ان دونون عظیم الشان بادشاہون کو روکا تھا - تیسرا زمانہ وہ تھا کہ روس کے اقتدار ایران سے
خوف ہوا اور انگلستان نے اس خیال سے کہ مبادا روس اور ایران ملکر ہندوستان پر نہ حملہ کرین
ایران سے بموجب عہدنامہ طہران پولیٹکل تعلق مضبوط کیا - اور سالانہ ایک رقم معین کی -
مگر جب چوتھا زمانہ شروع ہوا تو روس کا اقتدار ایران مین بڑھ گیا اور انگلستان نے ایران کو
چھوڑ کر افغانستان سے اتحاد و اتفاق کی بنیاد قایم کی - اور پانچوان زمانہ یہ ہے کہ خلیج فارس مین
روسی کے جہازات تیرتے پھرتے ہین اور بندرعباس اور بوشہر مین انگلستان کے خلاف روسیون نے
اپنا پولیٹیکل اور تجارتی اقتدار بڑھا رکھا ہی اور دوسری جانب مشہد مقدس تک ریلوے پہونچنے
والی ہی اوران سب باتون کا اثر یہ سمجھا جاتا ہی کہ انگلستان پھر شاہ ایران سے دوستی کرنے پر آمادہ ہوگا
مگر روسیون کی وجہ سے اوسکا کامیاب ہونا محالات سے ہی اور یہ ترقی روس کی ہندوستان کیواسطے
ہی اور اسی کیجانب امیر عبدالرحمن خان نے اپنی کتاب مین اشارہ کیا ہے -

باب چہارم

بارک زئیون کے عروج کے بیان مین

پائندہ خان کے حالات

تاریخی تحقیقات سے یہ ثابت ہوتا ہی کہ احمد شاہ درانی
کی سرکار مین منجملہ اور سرداران قبائل افغانان ایک سردار
پائندہ خان بھی تھا - اور بعد وفات احمد شاہ جب تیمور شاہ اوسکا بیٹا تخت نشین ہوا -

تو اوسی کے عہد مین عبد الخالق ایک درانی مدعی سلطنت کا ہوا - اور اوس نے فتنہ و فساد کیا مگر ایک جنگ مین اوسکو زک ہوئی اور وہ گرفتار ہوگیا اور تیمور شاہ کے حکم سے نابینا کیا گیا - تاریخ مین بیان ہی کہ اس ہنگامہ مین پائندہ خان سردار بارک زئی نے تیمور شاہ کی جانب سے خدمات نمایان کین اور اس صلہ مین تیمور شاہ نے اوسکو سرفراز خان کا خطاب عطا کیا - اور جب تیمور شاہ کا انتقال ہوا تو اوسکا بیٹا **شاہ زمان** پائندہ خان کی اعانت سے سریر آرائے سلطنت ہوا اوسکے زمانہ مین پائندہ خان مختار کل ہوا - اور شاہ زمان کے بھائیون مین جب نا اتفاقی زیادہ ہوئی تو اسی پائندہ خان کے مشورہ سے سرداران درانی بہ الزام سازش شاہ محمود کے ساتھ قتل کیے گئے - اسوجہ سے ارکان سلطنت و سرداران قوم درانی پائندہ خان سے برہم ہوگئے اور راحت اللہ کامران خیل ملقب بہ وفادار خان جو وزیر الممالک بھی تھا وہ درپے خرابی پائندہ خان کے ہوا - اور موقع پاکر بادشاہ سے یہ کہدیا کہ پائندہ خان شجاع الملک سے سازش و شورہ و مشورہ کرکے آپکو معزول کرنا چاہتا ہی - اب زمان شاہ پائندہ خان کے قتل پر آمادہ ہوگیا - اگرچہ پائندہ خان کو شاہ زمان کے اس ارادہ سے اطلاع ہوگئی تھی - اور اوسکے فرزندان فتح خان وغیرہ نے اپنے اصلی وطن گریشک کی جانب بھاگ جانیکا مشورہ بھی دیا تھا مگر اس دلیر اور بہادر سردار نے بھاگ جانا اپنی شان کے خلاف سمجھا اور فرار ہونے سے انکار کیا - اور شاہ زمان تو تیغ بران پہلے ہی سے ہوچکا تھا - اوس نے پائندہ خان اور قمر الدین خان اور ہزار خان اور محمد اعظم خان اور اسلم خان وغیرہ سرداران کو قتل ہی کرا دیا تھا - اس ظلم و ستم اور دغا بازی کا نتیجہ کیا ہوا یہ ہوا کہ کل افغانستان مین شور و غوغا بلند ہوگیا - فتح خان پائندہ خان کے بڑے بیٹے نے شاہ محمود برادر شاہ زمان سے بغرض انتقام اپنے باپ کے اتفاق کیا اور کثرت سے فوج جمع کرلی - اور شاہ محمود نے اوسکے سایہ مین ہوکر قندھار اور غزنی کو فتح کرلیا - اور کابل پر حملہ کیا - اس زمانے مین شاہ زمان پیشاور مین مقیم تھا - جب اوسکو یہ خبر معلوم ہوئی فوراً یہان سے روانہ ہوگیا - مگر جب اوس نے فتح خان سپہ سالار سے جنگ کی تو اپنی ہی فوج کی نمکحرامی سے مغلوب ہوکر پکڑا گیا - اور محمود کے روبرو پیش ہوا - تو اوسکے حکم سے اوسکی آنکھون مین زہر سے بجھی ہوئی سلائی

پھیر کر اوسکو نابینا کر دیا گیا۔ اور جس وفادار خان نے پائندہ خان کو قتل کرایا تھا اوسکو بالاحصار مین قتل کیا۔ اب شاہ محمود فتح خان بارکزئی کی تجویز سے تخت پر بیٹھا۔ اور بادشاہ نے فتح خان کو میر اعظم کیا اور شاہ دوست کا خطاب دیا۔ یہی فتح خان تھا جس نے اپنے بھائی سردار دوست محمد خان کو امورات ریاست کی تعلیم دی اور حرب وضرب کے اصول وقواعد بتائے۔ اب شاہ شجاع الملک برادر شاہ زمان کو دوسرے قبائل کے سردارون نے بھڑکا کر آمادہ کیا کہ محمود شاہ پر حملہ کیا جائے۔ چنانچہ اوس نے حملہ کیا اور اوسکو قید کر لیا اور ارادہ کیا کہ شاہ زمان کے عوض محمود شاہ کو نابینا کر دے مگر خود شاہ زمان کے کہنے اور سننے سے شجاع الملک باز رہا۔ اور اسی شاہ شجاع کے زمانے مین جب اوسکو یہ خبر معلوم ہوئی کہ فتح علی شاہ بادشاہ ایران نے ہرات پر فوج کشی کی ہے تو اوس نے اپنے وزیر فتح خان کو مع دوست محمد خان کے ہرات کی جانب روانہ کیا۔ دوست محمد خان جو اوس زمانہ مین بھی اپنی منصوبہ بازی مین مشہور تھا اوسکو ہرات مین چھوڑ کر خود فتح خان اور حاجی خان ایرانیون کے مقابلہ کیواسطے روانہ ہوے۔ اور جنگ کر کے ایرانی فوج کو ناکام رکھا۔

اودھر یہ حالت تھی ادھر دوست محمد خان نے ہرات فتح کر لیا۔ اور فتح خان کے مشورہ سے حاجی فیروز الدین کو اسوجہ سے مقید کر لیا کہ اوس نے محمود شاہ کے وقت مین اوسکی مدد نہین کی تھی دوست محمد خان نے ہرات مین اور بھی بے عنوانیان کین۔ اور فتح خان نے اوسکو ملامت اور تہدید کی تو اوس کے خوف سے ہرات سے دوست محمد خان بھاگ کر محمد عظیم خان کے پاس کشمیر مین چلا آیا۔ مگر ہرات مین یہ واقعہ ہوا کہ شاہزادہ کامران نے جو پہلے سے فتح خان کے جاہ واقبال کا حاسد تھا۔ اوس نے یہ خیال کر کے کہ جو بے عنوانی دوست محمد خان سے اوسکے حرم سرا مین ہوئی وہ فتح خان برادر دوست محمد خان کی مشورے سے ہوئی پس اسنے فتح خانکو جو اوس زمانہ مین ایرانی فوج کو ہزیمت دینے والا مشہور تھا اور خود بھی زخمی ہوا تھا پکڑ کر بمقام ہرات نابینا کر دیا۔ جب فتح خان اس حالت سے قندھار مین پہونچا تو محمود شاہ نے اوسکو اس حال مین دیکھکر نہایت افسوس کیا اور قوم بارکزئی جسکا وہ سردار تھا خصوصاً پائندہ خان کے دوسرے لڑکون نے جو مع فتح خان سترہ لڑکے تھے فتح خان کی یہ حالت مشاہدہ کی تو اون سب مین یہ برہمی پھیلی کہ

شاہ شجاع اور دیگر درانی شاہزادون کو نیست و نابود کردین - اور خاندان درانی سے کسی بادشاہ کو افغانستان کا حاکم نہ ہونے دین - پس اونھون نے باتفاق ایک سید میر واعظ نامی کو جو صحیح النسب سادات مین سے تھے اونکو افغانستان کا بادشاہ بنایا - اور یہ قبیلہ بارکزئی انکا مطیع ہوا - اوسوقت شاہ شجاع پشاور مین تھا - مگر یہ خبر سنتے ہی فوراً کابل پہنچا اور اوس سید کو قتل کرادیا اوسکا قتل ہونا ہی تھا کہ شہر کابل اور اوس کے قرب وجوار مین جسقدر قبائل افغان اوس سید کے معتقد تھے وہ سب کے سب شاہ شجاع سے برگشتہ ہوگئے - اور افغانستان مین ایک عظیم شورش برپا ہوئی - اور آخر نتیجہ یہ ہوا کہ بارکزئیون کے خوف سے شاہ شجاع ۱۸۰۹ء مین افغانستان کا تخت چھوڑکر پنجاب کو بھاگ آیا - اور اودھر شاہزادہ کامران نے یہ کیا کہ قریب غزنی کے بمقام حیدرخیل اوسی فتح خان کو جسکو ہرات مین نابینا کیا تھا اس سزا کو تھوڑا سمجھکر بڑے ظلم وستم کے ساتھ اور نہایت تکلیف ومصیبت مین مبتلا کرکے قتل کرادیا - اوسکے قتل ہونے سے اور نیز دیگر واقعات سے کل افغانون نے یہ خیال کیا کہ خاندان درانی ہم سبکا دشمن ہے اور یہ خیال کرکے سب نے باتفاق علم بغاوت کا بلند کیا - محمود اور کامران اوسنے عہدہ برآنہ ہوا اور اونکو ہرات مین بھاگ جانا پڑا - وہان پہونچکر چند عرصہ کے بعد محمود مرگیا - اور صوبہ ہرات مین صرف کامران حاکم تھا - جس کے حالات کی نسبت ہم باب سیوم مین بحث کرچکے ہین -

حکومت بارکزئی

قوم بارکزئی نے اسطرح سے پولیٹکل نشوونما حاصل کیا - اب بعد برباد ہوجانے خاندان درانی کے سردار پائندہ خان کے بیٹون نے کابل اور غزنی اور پشاور کو آپسمین تقسیم کرلیا کابل اور غزنی امیر دوست محمد خان کے حصہ مین آیا تھا جو واقعی قبیلہ بارکزئی کا اور اپنے سب بھائیون مین سرگروہ تھا - جب یہ فسادات ظہور پذیر ہوے - تو اوسوقت افغانستان کی یہ حالت تھی کہ اٹک سے مشرقی ملک مع کشمیر رنجیت سنگھ نے لیے اور بلخ کو شاہ بخارا نے اپنی حکومت مین شامل کرلیا - اور امیران ملک سندھ بھی علیحدہ ہوگئے -

صرف ہرات کامران فرزند محمود شاہ درانی کے قبضہ مین باقی رہا تھا - اوسکے سوا کل

افغانستان بارکزیون کے قبضہ مین تھا۔ شاہ شجاع بھاگ کر رنجیت سنگھ کے پاس پہونچا۔ اور جب رنجیت سنگھ نے کوہ نور ہیرا اوس سے چھین لیا تو سنہ ۱۸۰۹ء مین چھاونی لدھیانہ مین انگریزون کے پاس چلا آیا۔ گورنمنٹ انگریزی نے چار ہزار ماہوار اوسکا وظیفہ مقرر کیا۔ مگر شاہ شجاع کے دماغ مین ابھی تک ملک گیری اور ملک داری کی ہوس باقی تھی اوس نے پھر ارادہ افغانستان کا کیا۔ اور ایک عہدنامہ درمیان رنجیت سنگھ اور شاہ شجاع کے ہوا جو ذیل مین درج ہے۔

نقل عہدنامہ

جو فیمابین مہاراجہ رنجیت سنگھ و شاہ شجاع الملک بتاریخ

۱۲۔ مارچ سنہ ۱۸۳۴ء ہوا

تمہید۔ واسطے دوستی فیمابین مہاراجہ رنجیت سنگھ و شاہ شجاع الملک اب باستحکام قرار پائی اور کوئی امر ایسا نہین اور نہ کبھی آیندہ ہوگا جس کے باعث مقابرت یا نااتفاقی فیمابین ظہور مین آئی لہذا دونون بنظر نیک نیتی و دوستی اقرار کرتے ہین کہ وہ شرائط ذیل منظور کرتے ہین اور اوس کے مطابق عمل ہوگا۔

شرائط

اول۔ شاہ شجاع الملک تمام حقوق منجانب اپنے اور اپنے ورثا اور جانشینون کے اور تمام قوم یوسف زئی کی نسبت علاقجات دولون جانب دریاے سندہ یعنی اٹک کے جو مہاراجہ رنجیت سنگھ کے قبضہ مین ہین اور جنکی تفصیل ذیل مین درج ہوتی ہے چھوڑتے ہین یعنی کشمیر تمام وکمال مع اوسکے حدود شرقی و غربی و شمالی و جنوبی معہ قلعہ اٹک و چھچھ ہزارہ وکتیل وانبہ مع ملحقات بجانب کنارہ چپ دریاے مذکور اور بجانب ہرات ملک پشاور مع یوسف زئی وختنک دہشت نگر و مچینی و کوہاٹ اور تمام علاقہ متعلق پشاور تا در خیبر و بنوں ملک دریزی و دورنانک و گورانگ و کالاباغ و خوشحال گڈھ معہ اضلاع متعلقہ ڈیرہ اسمعیل خان معہ ملحقات معہ ڈیرہ غازیخان و مٹھن کوٹ و علاقہ ملحقہ سنگرمرن داخل

حاجی پور اور جے پور اور تینون کچھے وشکبرہ معہ اضلاع ملحقہ وضلع ملتان واقع کنارہ چپ یہ ممالک ومقامات جائداد مہاراجہ کے ہین اور انکے ملک مین شامل ہین بادشاہ کو کچھ سرکار اس سے نہین اور نہ آئندہ ہوگا وہ مہاراجہ کے اور اونکے ورثا کے پشت در پشت ہین۔

دوم۔ جو لوگ دوسری جانب درہ خیبر کے رہتے ہین وہ دزدی یا زیادتی یا کسیطرح کا فساد اس جانب آکر کرنے نہ پاوینگے اگر کوئی باقیدار کسی سرکار باہمی کا روپیہ سرکاری غصب کرکے دوسرے کے ملک مین پناہ گیر ہوگا تو ہر ایک فریق وعدہ کرتے ہین کہ وہ اسکو حوالہ دوسرے کے کر دینگے۔

سوم۔ جسطرح بموجب عہدنامہ منعقدہ فیمابین گورنمنٹ انگریزی ومہاراجہ کوئی شخص کنارہ چپ دریاے ستلج سے بجانب کنارہ راست دریاے مذکور کے بغیر پروانہ مہاراجہ نہین جا سکتا اسیطرح دریاے سندہ پر بھی جو ستلج سے ملتا ہے یہی قاعدہ مرعی رہیگا اور کوئی شخص بغیر اجازت مہاراجہ کے عبور دریاے سندہ نہ کرنے پائیگا۔

چہارم۔ ارباب سنگاپور اور ملک سندہ کے جو بجانب کنارہ راست دریاے سندہ کے واقع ہے شاہ مطابق اوسکے کاربند ہونگے جو درست اور مناسب متصور قرار پائیگا اور بموافق مراسم دوستی واتحاد کے جو فیمابین گورنمنٹ انگریزی اور مہاراجہ کے بذریعہ کپتان ویڈ صاحب کے واقع ہے متصور ہوگا۔

پنجم۔ جب شاہ اپنی حکومت کابل اور قندھار مین قایم کرلینگے تو وہ سال بسال مہاراجہ کو اشیا مفصلہ ذیل دیا کرینگے۔

۵۵ راس گھوڑے خوش رنگ وآراستہ قدم باز۔ ۱۱ قبضہ شمشیر ایرانی معہ دستہ خنجر۔

۲۵ قاطر میوہ جات خشک وتر سردہ براہ دریاے کابل ہر سال روانہ پشاور کے جائینگے۔ انگور۔ انار۔ سیب۔ ہینگ۔ بادام۔ کشمش۔ پستہ۔ ان میوہ جات کے انبار در انبار بھیجے جائینگے۔ اور پارچہ ساٹھن ہر رنگ چغہ سمور کمخواب نقرئی وطلائی قالین ایرانی جملہ یکسو و یک تھان یہ تمام اسباب شاہ ہمیشہ سال بسال مہاراجہ کو دیا کرین گے۔

ششم ۔ طرفین سے تحریر بطور مساوی ہوا کریگی ۔

ہفتم ۔ جو تاجران افغانستان لاہور و امرتسر یا اور کسی مقام ملک مہاراجہ مین تجارت کرنے جانا چاہین گے اونسے راستہ مین مزاحمت نہوگی بخلاف اس کے حکم محکم جاری ہونگے کہ اونکی آمد و رفت مین تسہیل ہوگی اور مہاراجہ اقرار کرتے ہین کہ وہ بھی اسیطرح کا قاعدہ نسبت تجاران کے جو افغانستان کو جانا چاہین گے مرعی رکھین گے ۔

ہشتم ۔ مہاراجہ براہ دوستی مفصلہ ذیل اشیا شاہ کے پاس سال بسال بھیجا کرینگے ۔
۵۵ شال ۔ ۲۵ تھان ململ ۔ ۱۱ دوپٹہ ۔ ۵ تھان کمخواب ۔ ۵ رومال ۔ ۵ عمامہ ۔ ۵۵ پار برنج بارہ جو خاص پشاور مین پیدا ہوتا ہی ۔

نہم ۔ اگر کوئی اہلکار مہاراجہ جو افغانستان کو واسطے خرید کرتے گھوڑون یا کسی اور کام کو جائے یا ملازمان شاہ واسطے خرید کرنے پارچہ یا شال وغیرہ کے پنجاب مین جائین اور گیارہ ہزار روپیہ تک کا اسباب خرید کرین تو اونکی خاطرداری طرفین کی طرف سے بخوب ترین وجہ ہوگی اور اونکے کار مفوضہ مین ہر طرح کی تسہیل کیجائیگی ۔

دہم ۔ جب افواج طرفین یکجا مقیم ہونگے تو گاؤکشی اوس مقام پر نہوگی ۔

یازدہم ۔ اگر شاہ فوج کمک مہاراجہ سے لین تو جسقدر اسباب لوٹ بارک زئیون کا مثل جواہرات و گھوڑے و اسلحہ وغیرہ دستیاب ہوگا وہ برابر طرفین کی فوج مین تقسیم کیا جائیگا اور اگر شاہ بغیر مدد فوج مہاراجہ کے اونکا اسباب اپنے قبضہ مین لائینگے ۔ تو ایک حصہ اوسکا براہ دوستی شاہ ممدوح اپنے ملازمین کی معرفت مہاراجہ کے پاس بھیجدینگے ۔

دوازدہم ۔ رسم خط و کتابت طرفین سے ہمیشہ جاری رہیگی ۔

سیزدہم ۔ اگر مہاراجہ کو ضرورت فوج شاہ کی ہوگی تو شاہ وعدہ کرتے ہین کہ فوج بسرکردگی افسر کلان روانہ کرینگے اور اسیطرح مہاراجہ بھی وقت ضرورت اپنی فوج مسلمانون کی بسرکردگی افسر کلان کے کابل تک روانہ کرینگے ۔ جب مہاراجہ پشاور کے مقام پر آئینگے تو شاہ ایک شاہزادے کو اونکی ملاقات کے واسطے بھیجین گے ۔ اور مہاراجہ اوسکی عزت اور توقیر حسب لیاقت بیچ استقبال اور مشایعت کے کرین گے ۔

چہاردہم۔ دشمن اور دوست ایک کے دشمن اور دوست دوسرے کے متصور ہونگے۔

پانزدہم۔ فریقین شرائط بالا کو بدل منظور کرتے ہین اور اونسے انحراف نہوگا اور عہدنامہ ہذا دوامی اور استمراری متصور کیا جائیگا۔

انگریزون نے اس عہدنامہ سے اتفاق نہ کیا تھا۔ صرف چار مہینہ کا وظیفہ دیکر خاموش بیٹھے رہے۔ اب شاہ شجاع مہاراجہ رنجیت سنگھ کے مشورہ سے پہلے تو ملک سندھ مین گیا۔ اور اوسی راستہ سے قندھار پہونچکر اوس نے شہر قندھار کو فتح کیا اور پھر قلعہ کا محاصرہ کرلیا۔ مگر امیر دوست محمد خان قندھار مین آ پہونچا اور اوسکے پہونچتے ہی کہن دل خان اور پیردل خان وغیرہ سرداران قندھار جو محصور تھے قلعہ سے نکلکر اوسکے ساتھ شامل ہوگئے۔ اور پھر اوس نے شاہ شجاع کو زک دیدی۔ یہ شاہ شجاع اول ہرات کو بھاگ گیا مگر آخر کار ادھر اودھر چکر لگاکر پھر ہندوستان مین بمقام لودھیانہ انگریزون کے پاس پناہ لی۔

انگریزون کا شاہ شجاع کے ساتھ ہوکر افغانستان پر فوجکشی کرنا۔

جب سکھون نے افغانستان شرقی پر قبضہ کرلیا تو دوست محمد خان پشاور کو پھر فتح کرنا چاہتا تھا مگر اوسکو تنہا اس کام مین کامیابی کی امید نہ تھی اس لیے اوس نے شاہ ایران اور بخارا کے بادشاہ سے خواہش مدد ظاہر کی۔ مگر ایران مین اوسوقت اور ہی رنگ تھا۔ یعنی محمد شاہ بادشاہ ہرات پر حملہ کرنا چاہتا تھا اور انگریزون کو یہ شبہ ہوا کہ ایران اور روس ملکر یہ ارادہ رکھتے ہین کہ بعد فتح ہرات افغانستان پر دریائے الملک تک قابض ہوجائین۔ انگلستان چاہتا تھا کہ شاہ ایران افغانستان کی فتح سے باز رہین۔ مگر روس کے سفیر نے بادشاہ ایران کو آمادہ کر رکھا تھا۔ انگلستان نے یہ بھی خیال کیا کہ سرداران قندھار نے جو دوست محمد خان کے بھائی ہین۔ اپنا ایک ایلچی شاہ ایران کے پاس بھیجا ہی اور اوسکے ذریعہ سے یہ وعدہ کیا ہے کہ جب آپ یورش کرینگے تو ہم آپکے ساتھ ہوکر نادرشاہ کیطرح دہلی تک فتح کراوین گے۔ اس ایلچی کے بادشاہ نے بڑی توقیر کی اور سرداران قندھار کے عہد کو منظور کیا۔ اودھر دوست محمد خان کا کچھ حال معلوم نہین تھا کہ وہ کیا کرنے والے ہین۔ مگر اوس زمانہ کے گورنر جنرل نے میجر برنس صاحب کو

کابل مین بھیجا کہ امیر کابل کا منشا دریافت کرین - مگر دوست محمد خان کا ارادہ تو کچھ اور ہی تھا اوس نے برنس صاحب کو ایک پیچیدہ مضمون کا خط دیکر رخصت کردیا - اوس خط کے جواب مین گورنر جنرل نے دوست محمد خان کو تحریر کیا کہ گورنمنٹ انگریزی تمہارے اور رنجیت سنگھ کے درمیان مین صلح کرانے مین اعانت مناسب کریگی - اور آپکو بدستور اپنے ممالک مقبوضہ پر قائم رکھیگی - مگر اس شرط سے کہ آپ مغربی افغانستان سے کچھ تعلق نہ رکھین - مگر اس خط کا دوبارہ کچھ جواب نہ آیا - پس قیاس کیا گیا کہ ایرانیون نے جو یورش ہرات پر کی وہ اسپے قابض ہوجائینگے اور ہرات اور کل مغربی ملک ایک ہوکر روس کے مطیع ہوجائینگے اور پھر ہندوستان مقبوضہ انگلستان کے ساتھ روسی مزاحمت کرنے کا شبہ ہوا -

یہی اسباب ہین جنسے انگلستان آمادہ ہوا کہ کابل پر شاہ شجاع کو لیکر چڑھائی کرے - چنانچہ اوس نے شاہ شجاع کو جنکی نسبت اوسکو یقین تھا کہ وہ دعویدار اور حقدار سلطنت کابل ہے - اور یہی سمجھا جاتا تھا کہ کل افغان اوسکے ہواخواہ ہین اور اوس کے دوست بمقابلہ بارکزیون کے زیادہ ہین پس ان مقاصد سے ۲۶ - ماہ جون ۱۸۳۸ع کو بمقام لاہور ما بین گورنمنٹ انگریزی اور رنجیت سنگھ اور شاہ شجاع کے ایک عہدنامہ تحریر ہوا اور اوسپر ہرسہ بادشاہون نے دستخط کیے جسکی نقل ذیل مین درج ہے -

نقل عہدنامہ

جو فیمابین شاہ شجاع الملک و مہاراجہ رنجیت سنگھ و انگلستان کے ہوا

تمہید - چونکہ ایک عہدنامہ سابق مین فیمابین مہاراجہ رنجیت سنگھ و شاہ شجاع الملک کے قرار پایا تھا اور اوسمین چودہ شرائط مندرج تھین سوائے تمہید اور نتیجہ کے اور چونکہ تعمیل شرائط اوسکے چند وجوہ سے ملتوی رہی تھی اور چونکہ اب مسٹر ڈبلیو ایچ مکناٹن صاحب کو رایٹ ہنوربل جارج لارڈ اوکلنڈ جی سی بی گورنر جنرل ہندنے دربار مہاراجہ رنجیت سنگھ

مین بھیجا - اور اونکو کل اختیارات منعقد کرنے ایسے عہدنامہ کے عطا کیے جسکی رو سے موافقت
عہود سابق جو فیما بین سرکارین کے قائم ہین متصور ہوا لہذا عہدنامہ مذکور کی تجدید معہ چار شرائط ازدیاد
کرکے بمنظوری و اتفاق رائے گورنمنٹ انگریزی کے کیجاتی ہے اور شرائط اسکے حسب مندرجہ
ہمیشہ وہ دفعات ذیل کلیتاً و رعایتاً ملحوظ رہینگے -

شرط اول - شاہ شجاع الملک تمام حقوق منجانب اپنے اور اپنے ورثا اور جانشینون کے
اور تمام قوم یوسف زئی کے نسبت علاقہ جات دونون جانب دریاے سندھ یعنی اٹک کے
جو مہاراجہ رنجیت سنگھ کے قبضہ مین ہین اور جنکی تفصیل ذیل مین درج ہوتی ہے چھوڑتے
ہین یعنے کشمیر تمام و کمال معہ اوسکے حدود مشرقی و غربی و شمالی و جنوبی معہ قلعہ اٹک و چھچھ و
ہزارہ و کتھل و انبہ مع ملحقات بجانب کنارہ چپ دریاے مذکور اور بجانب راست ملک
پشاور مع یوسف زئی و ختک و ہشت نگر و مچنی و کوہاٹ اور تمام علاقہ متعلق پشاور تا بہ
درہ خیبر و بنو و ملک وزیری و دور و ٹانک و گورانک و کالا باغ - خوشحال گڑھ مع اضلاع
متعلقہ ڈیرہ اسمعیل خان مع ملحقات ڈیرہ غازی خان کوٹ مٹھن و علاقہ ملحقہ سنگھڑ راجل
حاجی پور و تینون کچھی و منکیرہ مع اضلاع ملحقہ و ضلع ملتان واقع کنارہ چپ یہ ممالک اور
مقامات جائداد مہاراجہ کے ہین اور اونکے ملک مین شامل ہین بادشاہ کو کچھ سروکار اوسے
نہین اور نہ آئندہ ہوگا وہ مہاراجہ کے اور اونکے ورثاء کے پشت در پشت ہین

شرط دوم - جو لوگ دوسری جانب درہ خیبر کے رہتے ہین وہ دزدی یا زیادتی یا کسیطرح
کا فساد اس جانب آکر کرنے نہ پائینگے اگر کوئی باقیدار کسی سرکار کا یا ہمی کار روپیہ سرکاری غصب
کرکے دوسرے کے ملک مین پناہ گیر ہوگا تو ہر ایک فریق وعدہ کرتے ہین کہ وہ اوسکو حوالہ
دوسرے کے کرینگے اور کوئی فریق اوس ندی کو جو درہ خیبر سے نکلکر قلعہ فتح گڑھ مین پانی
پہونچاتی ہے حسب رواج قدیم نہ روکیگا -

شرط سوم - جسطرح بموجب عہدنامہ منعقدہ فیما بین گورنمنٹ انگریزی و مہاراجہ کوئی
شخص کنارہ چپ دریاے ستلج سے بجانب کنارہ راست دریاے مذکور کے بغیر پروانہ مہاراجہ
نہین جا سکتا اوسیطرح دریاے سندھ پر بھی جو ستلج سے ملتا ہے یہی قاعدہ مرعی رہیگا

اور کوئی شخص بغیر اجازت مہاراجہ کے عبور دریاے سندہ نہ کرنے پائیگا۔

شرط چہارم ۔ درباب شکارپور اور سندہ کے جو بجانب کنارہ راست دریاے سندہ کے واقع ہے شاہ مطابق اوسکے کاربند ہونگے اور جو درست اور مناسب متصور ہو کر قرار پائیگا اور جو موافق مراسم دوستی و اتحاد کے جو نیمابین گورنمنٹ انگریزی اور مہاراجہ کے بذریعہ کپتان ویڈ صاحب کے واقع ہے متصور ہوگا۔

شرط پنجم ۔ جب شاہ اپنی حکومت کابل اور قندہار مین قائم کریگا تو وہ سال بسال مہاراجہ کو اشیاء مفصلہ ذیل دیا کریگا ۔ یعنی [illegible] راس گھوڑے خوب آراستہ خوش رنگ [illegible] قبضہ شمشیر ایرانی مع دستہ خنجر [illegible] قاطر میوہ جات خشک و تر سردہ براہ دریاے کابل روانہ پشاور ہر سال کیے جاینگے انگور ۔ انار ۔ سیب ۔ [illegible] ۔ بادام ۔ کشمش ۔ پستہ ۔ ان میوہ جات کے [illegible] انبار بھیجے جاینگے اور پارچہ ساٹن ہر رنگ [illegible] سمور کمخواب نقرئی و طلائی ۔ قالین ایرانی یہ سب یکشنو ایک [illegible] تمام اسباب شاہ ہمیشہ سال بسال مہاراجہ کو دیا کریگا۔

شرط ششم ۔ طرفین سے تحریر بطور مساوی ہوا کریگی۔

شرط ہفتم ۔ جو تجاران افغانستان [illegible] لاہور اور امرتسر یا کسی اور تمام ملک مہاراجہ مین تجارت کرنا چاہینگے اونسے مزاحمت راستہ مین نہوگی بخلاف اسکے حکم جاری ہونگے کہ اونکی آمد و رفت مین تسہیل ہوگی اور مہاراجہ اقرار کرتے ہین کہ وہ بھی اسی طرح کا قاعدہ نسبت تجاران کے جو افغانستان کو جانا چاہینگے مرعی رکھینگے ۔

شرط ہشتم ۔ مہاراجہ براہ دوستی اشیاء مفصلہ ذیل سال بسال شاہ کے پاس بھیجا کرینگے [illegible] شال [illegible] تھان ململ [illegible] دوپٹہ [illegible] تھان کمخواب [illegible] رومال [illegible] عمامہ [illegible] بار برنج بارہ جو خاص پشاور مین پیدا ہوتا ہے۔

شرط نہم ۔ اگر کوئی اہلکار مہاراجہ جو افغانستان کو واسطے خرید کرنے گھوڑون کے یا کسی اور کام پر جانے یا ملازمان شاہ واسطے خرید کرنے پارچہ یا شال وغیرہ کے پنجاب مین جائین اور گیارہ ہزار روپیہ تک کا اسباب خرید کرین تو اونکی خاطرداری طرفین

کیطرف سے بخوب ترین وجہ ہوگی۔ اور اونکے کار مفوضہ مین ہر طرح کی تسہیل کیجائیگی۔
شرط دہم۔ جب افواج طرفین ایکجا مقیم ہونگے تو گاؤکشی اوس مقام پر نہوگی۔
شرط یازدہم۔ اگر شاہ فوج کمک مہاراجہ کسے لے تو جسقدر اسباب لوٹ مارکر لی لوگون کا مثل جواہرات وگھوڑے و اسلحہ وغیرہ دستیاب ہوگا وہ برابر طرفین کی فوج مین تقسیم کیا جاویگا اور اگر شاہ بغیر مدد فوج مہاراجہ کے اوسکا اسباب اپنے قبضہ مین لائیگا تو ایک حصہ اوسکا براہ دوستی شاہ شجاع اپنے ملازمین کی معرفت مہاراجہ کے پاس بھیجدینگے۔
شرط دوازدہم۔ رسم خط وکتابت طرفین سے ہمیشہ جاری رہیگا۔
شرط سیزدہم۔ اگر مہاراجہ کو ضرورت فوج شاہ کی ہوگی تو شاہ وعدہ کرتے ہین کہ وہ فوج اپنی بسرکردگی افسر کلان روانہ کرینگے اور اسیطرح مہاراجہ بھی وقت ضرورت اپنی فوج مسلمانون کی بسرکردگی افسر کلان کے کابل تک روانہ کرینگے جب مہاراجہ پشاور کے مقام پر آئینگے تو شاہ ایک شاہزادہ کو اونکی ملاقات کیواسطے بھیجینگے اور مہاراجہ اوسکی عزت اور توقیر حسب لیاقت بیچ استقبال اور مشایعت کے کرینگے۔
شرط چہاردہم۔ دشمن اور دوست تینون سرکارون کے یعنی سرکار انگریزی و سرکار سکھہ اور شاہ شجاع الملک کے دشمن اور دوست باہمی تصور کیے جائینگے۔
شرط پانزدہم۔ شاہ شجاع الملک وعدہ کرتے ہین کہ بعد حاصل کرنے مطالب دلی کے وہ بلا عذر مبلغ دو لاکھہ روپیہ نانک شاہی اوس تاریخ سے مہاراجہ کو دیگا جس تاریخ سے فوج سکھہ واسطے دوبارہ قائم کرنے حکومت شاہ کے ملک کابل مین روانہ ہوگی بالعوض مہاراجہ کے رکھنے پانچہزار سپاہی مسلمان سوار اور پیادہ اندر حدود پشاور واسطے نذر شاہ کے جنکو سرکار انگریزی باتفاق اور صلاح مہاراجہ کے جہان ضرورت ہوگی وہان روانہ کرینگے۔ اور اگر کوئی کار عظیم مغرب مین واقع ہو تو ایسی تجویز اوسکی نسبت کیجائیگی جو ضروری بدانست سرکار انگریزی و سرکار سکھہ متصور ہوئی اور درصورتیکہ مہاراجہکو ضرورت فوج شاہ کی ہوگی تو اوس ایام تک کا مبلغان مذکور بالا سے اوسقدر

مجرا ہوگا جسقدر عرصہ تک فوج مذکور کی ضرورت اور مدد درکار ہوگی اور گورنمنٹ انگریزی ضامن ہوتے ہین کہ جبتک شرائط اس عہدنامہ کے ملحوظ رہین گے اوسوقت تک زر مذکورہ بالا سال بسال مہاراجہ کو ادا ہوا کریگا۔

شرط شانزدہم۔ شاہ شجاع الملک وعدہ کرتے ہین کہ وہ اپنی طرف اور اپنے ورثاء اور جانشینون کی طرف سے کل دعوی حکومت بقایاے مالگزاری اوس ملک کی جو افسران سندہ کے قبضہ مین ہے چھوڑتے ہین۔ (یہ ملک ہمیشہ کے واسطے امیران اور اونکے جانشینون کے قبضہ مین رہیگا) بشرطیکہ امیران اوسقدر روپیہ دین جسقدر گورنمنٹ انگریز تجویز کرے اور منجملہ اوسکے پندرہ لاکھ وہ مہاراجہ کو دینگے جب یہ داد و ستد ختم ہوگی تو شرط چہارم عہدنامہ مرقومہ ۱۲۔ مارچ ۱۸۳۳ء منسوخ متصور ہوگی اور معمولی خط وکتابت وارسال تحائف فیما بین مہاراجہ و امیران سندہ حسب دستور سابق جاری رہین گے۔

شرط ہفدہم۔ جب شاہ شجاع الملک اپنی حکومت افغانستان مین قائم کرینگے تو وہ حاکم ہرات پر جو اونکا برادرزادہ ہے حملہ آور نہونگے اور نہ مزاحم اوسکے ملک مفوضہ مین ہونگے۔

شرط ہیژدہم۔ شاہ شجاع الملک اقرار کرتے ہین کہ اپنی طرف سے اور اپنے ورثاء کیجانب سے کہ وہ کسی ریاست غیر سے رسم اتحاد یا اتفاق بغیر اطلاع و استرضاء سرکار انگریزی اور سرکار سکھہ کے پیدا نہ کرینگے۔ اور جو کوئی ارادہ فوج کشی اوپر ملک انگریزی یا سکھہ کے کریگا اوسکا مقابلہ حتی المقدور مع فوج کرینگے۔ تینون سرکار جو فریق اس عہدنامہ کے ہین یعنی سرکار انگریزی اور سرکار سکھہ اور شاہ شجاع الملک شرایط بالا کو بدل منظور کرتے ہین اور اونسے ہرگز انحراف نہ ہوگا اس معنی کرکے عہدنامہ دوامی اور مدامی متصور ہوتا ہے اور یہ عہدنامہ اوس تاریخ سے تکمیل ہوگا جس تاریخ مہر اور دستخط تینون سرکارون کے اوسپر ثبت ہونگے۔

المرقوم مقام لاھور بتاریخ ۲۶ رجون ۱۸۳۸ء مطابق ۱۵ ماہ اساڑھ سمت ۱۸۹۵

مہر اور دستخط ہوئے بتاریخ ۲۵ ماہ جولائی ۱۸۳۸ء بمقام شملہ۔

دستخط اوکلینڈ

مہر گورنر جنرل	مہر و دستخط رنجیت سنگھ	مہر و دستخط شاہ شجاع الملک

یہی عہدنامہ ہے جسکی بنیاد پر انگریزون نے شاہ شجاع کو لیکر افغانستان پر حملہ کیا تھا۔ اول انگریزی فوج نے امیران سندہ کو بزور شمشیر مطیع کیا۔ اور ۲۲ فروری ۱۸۳۹ء کو انیس ہزار تین سو پچاس سپاہیون نے اور چھ ہزار شاہ شجاع کی فوج نے درۂ بولان سے ہوکر قندھار کیجانب کوچ کیا۔ اور پانی نہونے کے سبب نہایت درجہ کی تکلیف برداشت کرکے چوتھی مئی کو قندھار مین پہونچے۔ جب قندھار کے سردار بھاگ گئے۔ تو آٹھوین مئی کو شاہ شجاع بمقام قندھار دوبارہ تخت نشین ہوا اور چھ ہفتہ کے قیام کے بعد ایک بڑا حصہ فوج کا غزنی روانہ ہوا۔ اور ۲۳ تاریخ جولائی کی صبح کو انگریزون نے حملہ کرکے غزنی کے دروازہ کو اوڑا دیا اور غزنی کو گھیر لیا۔ اب دوست محمد خان حیران ہوا اور اوس نے صلح کی درخواست کی۔ مگر شرائط صلح جو انگریزون کی جانب سے پیش ہوئین ایسی سخت تھین کہ دوست محمد خان منظور نہ کرسکا۔ اور مقابلہ سے عاجز ہوکر ترکستان کیطرف چلا گیا اور اوسکا لڑکا بخارا لے لیا گیا۔ اور انگریزی فوج فتح یابی کے نعرے مارتی ہوئی کابل مین داخل ہوئی۔ بجز بعض سرداران قوم غلزئی کے کل ملک تابعدار ہوگیا۔ اور آثار امن و امان دیکھکر جنرل سرجان کین بعد فتح قلعہ کلات بمراہی ایک فوج اٹک کی راہ سے ہندوستان کو واپس گیا۔ اور صرف تھوڑی سی فوج شاہ شجاع کی اعانت کیواسطے چھوڑی گئی۔ اب دوست محمد خان کا حال سنیئے کہ وہ بخارا پہونچا اور شاہ بخارا سے مدد مانگی۔ مگر شاہ بخارا نے اوسکو قید کرلیا۔ لیکن بماہ اگست ۱۸۴۰ء قید سے بھاگ کر اور کچھ فوج جمع کرکے متصل بامیان اور دوسری مرتبہ قریب درۂ غوربند پھر انگریزی فوج کے مقابلہ مین آکر ڈٹ گیا۔ لیکن شکست کھائی اوسوقت مجبور ہوکر صرف ایک آدمی کے ہمراہ کابل مین آیا اور اپنے کو سپرد کردیا۔

دوست محمد خان ہندوستان کو بھیجا گیا۔ اور گورنمنٹ ہند سے دو لاکھ روپیہ سالانہ پنشن

مقرر ہوئی - اور لودھیانہ مین رہنے کا حکم ہوا - اس کے بعد افغانستان مین خفیف لڑائیان ہوتی رہین
مگر بماہ اکتوبر یکایک - یہ شگوفہ کھلا کہ افغانیون نے کابل اور جلال آباد کا راستہ بند کر دیا -
اب جنرل سیل صاحب راستہ کھولنے کی غرض سے کابل سے جلال آباد روانہ کیئے گئے - اُنھون نے
راستہ کو کھولدیا - مگر افغانون نے پھر اُنکو محصور کر لیا - اب افغانستان مین ایک پر آشوب حالت
طاری ہوئی - اور بغاوت کا جھنڈا بلند ہوا - ہر طرف سے فتنہ و فساد کی صدائین سُننے مین آتی
تھین یہانتک کہ ماہ نومبر ۱۸۴۱ء کو سر انگزنڈر برنس کابل مین مارا گیا - اور محمد اکبر خان خلف
دوست محمد خان کے دغا و فریب آمیز وعدون پر اعتبار کرنے سے یہ نتیجہ پیدا ہوا کہ چھٹی جنوری
۱۸۴۲ء کو چار ہزار یا نچسو لڑنے والے سپاہی - اور بارہ ہزار بھیر اور بنگاہ کے آدمی کابل سے
ہندوستان کیطرف روانہ ہوے - اونمین سے بوجہ برف باری اور بوجہ دغا محمد اکبر خان جلال آباد
مین سب کے سب ضایع ہو گئے -
صرف ایک ڈاکٹر صاحب زندہ بچکر یہ حسرت افزا خبر لائے تھے - غزنی اور قندھار مین بھی اسیطرح
سے فساد ہوا تھا - شاہ شجاع کی یہ حالت ہوئی کہ وہ قلعہ بالاحصار سے نکلکر کسی انتظام کیواسطے
باہر جاتا تھا - اوسکو محمد اکبر خان کے آدمیون نے گولیون سے زخمی کر کے مار ڈالا - اب گورنر جنرل کا
تبادلہ ہو گیا - یعنی بجاے لارڈ آکلینڈ کے لارڈ النبرا گورنر جنرل ہو کر ہندوستان مین آئے - اور
اُنھون نے افغانستان کی نسبت یہ پالیسی اختیار کی کہ افغانستان کی سلطنت مین کچھ دخل نہ
دیا جاے - اوس ملک کی رعایا جسکو چاہے بادشاہ بناے - لیکن یہ حکم دیا کہ انگریزی فوج جاکر
اکبر خان کو کابل سے نکالدے اور انگریز قیدیون کو واپس لے کر اور افاغنہ کے چھوٹے چھوٹے
قلعے مسمار کر کر فوج سرکاری واپس چلی آئے - ۱۶ ستمبر ۱۸۴۲ء کو کئی لڑائیون کے بعد
انگریزی فوج کابل پہنچی اور بعد مسماری و خرابی قلعات غلزئی دگری شک وغزنی کابل مین
داخل ہوئی - اب یہ ہوا کہ صالح محمد خان نے کہ جس کے سپرد محمد اکبر خان کے حکم سے انگریزی
قیدی تھے بیس ہزار نقد اور ایک ہزار ماہواری پنشن لیکر سنتر قیدی انگریزی جنرل کے
لشکر مین پہنچا دیے - اور محمد اکبر خان کو کوہستان کابل سے بھگا دیا گیا - اور بعد فتحیابی کے
انگریز دوبارہ کابل سے واپس آئے - اور چھٹی نومبر ۱۸۴۲ء کو پشاور پہونچے -

اور بعدہ یہ ہوا کہ دوست محمد خان مع اپنے ہمراہیون کے رہا کر دیے گئے۔ اور وہ افغانستان پہونچ گئے اور یہ معاملہ اسطرح طے ہوا۔

افغانستان مین اس جنگ کا حال اسطرح سے مشہور ہے۔

بیان بالا کتب تواریخ سے بطور خلاصہ کے لکھا گیا ہے مگر افغانستان مین جو وجوہ انگریزون کے ساتھ اس بغاوت عظیم کے مشہور ہوئے اونکو مؤلف تاریخ حیات افغانی اسطرح لکھتا ہے۔

"جب دوست محمد خان گرفتار ہو کر ہندوستان مین بھیجدیا گیا۔ اوسوقت قوم بارکزئی اور جبار خیل شاخ غلزئی۔ رشتہ داران امیر دوست محمد خان برسر فساد ہوئے۔ اور اڑھائی برس کے بعد اس فساد کا شعلہ مشتعل ہوا جسکی تصریح اسطرح پر ہے۔

اول امیر دوست محمد خان کی گرفتاری سے سردار محمد اکبر خان اور دیگر فرزندان امیر موصوف ہر قبیلہ کے سرگردھون کے پاس گئے اور اونسے امداد و اعانت کی استدعا کی۔

دویم۔ لوگ مشہور کرتے ہین کہ شاہ شجاع نے عبداللہ خان اچک زئی اور امین اللہ خان تاجک و مہتر موسی خان اور عزیز خان و محمد شاہ خان سرداران غلزئی و مولا عزیز اخوند افغانی وغیرہ سرداران قوم کو طلب کر کے پوشیدہ رکھا اور اونسے کہا کہ انگریز تمہاری گرفتاری کی فکر مین ہین۔ تمکو بھی گرفتار کر کے مثل امیر دوست محمد خان کے جلاوطن کر دینگے۔ یہ دغابازی شاہ شجاع نے کیون کی اسوجہ سے کہ اوسکو کوئی اختیار حکومت مین نہ تھا۔ اور اسوجہ سے ناراض تھا کہ انگریز حکومت کو اپنے ہاتھون مین رکھتے تھے۔ اور یہ بات بھی مشہور ہو گئی تھی کہ حکم سرکار کمپنی کا اور خالی ملک شاہ شجاع کا۔

سوم۔ غرض مندون نے افغانون مین یہ افواہین اوڑا رکھی تھین کہ انگریزون نے حکم دیدیا ہے کہ عورات منکوحہ و غیر منکوحہ فاعل مختار ہین۔ جسکے پاس چاہین رہین۔ چونکہ افغانون مین آزادی عورات نہایت ناگوار تھی۔ اسواسطے اونکو نہایت تشویش ہوئی۔

چہارم۔ عورات خانگی کی آمد و رفت کمپ انگریزی مین مستوجب ازدیاد غیرت اور خرابی اور کینہ کی ہوئی۔ اور تمام افغانون نے اسپر تنفر کا اظہار کیا۔ ان سب پر طرہ یہ ہوا کہ

شہر کابل مین متصل باغ شاہ ایک خانقاہ سید مہدی آتش نفس کی مشہور ہے اوسمین بدون اطلاع
افسران اعلی انگریزی رسالہ کے چند سوارون نے گھوڑے باندھے تھے۔ سید مہدی کے افغان نہایت
معتقد تھے اور اونکی قبر کی زیارت کیواسطے دور دور سے کابل مین آیا کرتے تھے۔ اونکو یہ امر نہایت ناگوار
ہوا۔ اور اسی اثنا مین محمد شاہ خان جبار خیل نے ایک دن صبح کو مشہور کردیا کہ آج رات کو مین نے
سید مہدی کو خواب مین دیکھا کہ وہ بزرگ مجھ سے فرماتے ہین۔ کہ باوجود اسقدر موجود ہونے میرے
مریدون کے میرے مزار کی اسقدر بے ادبی ہوئی۔ فوراً تلوار پکڑ کر اون دشمنون کو ملک سے نکالدو
فتح تمہاری ہوگی۔ اس بے اصل خواب نے اس درجہ اثر کیا کہ فوراً بلوہ ہوا۔ اس بلوہ مین وزیر
محمد اکبر خان اور دیگر سرداران قبائل ترغیب دینے والے اور پیشرو تھے۔

اس بلوہ کا نتیجہ انگریزی فوج کے واسطے نہایت خراب ہوا۔ جیسا ذکر اوپر ہم کرچکے ہین۔

ہندوستان سے واپسی کے بعد امیر دوست محمد خان نے کیا کیا۔

دوست محمد خان جب دوبارہ کابل پہنچا تو برستور حکمران ہوا۔ جس عرصہ تک یہ امیر ہندوستان مین رہا اور دوران جنگ مین جو
حالت افغانستان کی ہوگئی تھی۔ اوس نے اوسکی اصلاح کی۔ اور علاوہ اسکے سنہ ۱۸۵۰ء مین بلخ
وغیرہ کو امیر دوست محمد خان اور سردار محمد افضل خان اوسکے بڑے بیٹے نے فتح کیا۔ اور سنہ ۱۸۵۵ء
مین ایک عہدنامہ فیمابین امیر دوست محمد خان اور برٹش گورمنٹ کے ہوا جسکی نقل ذیل
مین درج ہوتی ہے۔

نقل عہدنامہ

عہدنامہ فیمابین سرکار انگریزی اور امیر دوست محمد خان والی کابل ودیگر مقامات افغانستان جو اب
اونکے قبضہ مین ہین جنکی تکمیل کے واسطے منجانب گورنمنٹ انگریزی جان لارنس صاحب چیف
کمشنر پنجاب باختیارات عطیہ گورنر جنرل بہادر ہند اور منجانب دوست محمد خان امیر کابل سردار
غلام حیدر خان باختیارات عطیہ امیر صاحب مقرر ہوئے تھے۔

شرط اول

فیمابین آنریبل ایسٹ انڈیا کمپنی اور امیر دوست محمد خان والی کابل ودیگر مقامات مقبوضۂ

افغانستان اور اون کے ورثا کے صلح و دوستی ہمیشہ رہیگی۔

شرط دویم

آنریبل ایسٹ انڈیا کمپنی وعدہ کرتی ہے کہ وہ لحاظ ان علاقجات افغانستان کا رکھیگی جو اب امیر صاحب کے قبضہ مین ہین اور ہرگز اوسمین دست اندازی نہ کریگی۔

شرط سویم

امیر دوست محمد خان والی کابل وغیرہ ملک مقبوضہ افغانستان اپنی طرف سے اور اپنے ورثا کیجانب سے وعدہ کرتے ہین کہ وہ لحاظ ممالک سرکار کمپنی کا رکھین گے۔ اور ہرگز اونمین دست اندازی نکرینگے اور آنریبل کمپنی کے دوستونکا دوست اور دشمنون کا دشمن رہیگا۔ بمقام پشاور بتاریخ ۳۰۔ مارچ ۱۸۵۵ء۔

دستخط جان لارنس چیف کمشنر پنجاب

مہر

مہر غلام حیدر خان ولیعہد

مہر غلام حیدر خان ولیعہد بطور مختار امیر دوست محمد خان اور اپنی طرف سے بحیثیت ولی عہد۔

تصدیق کیا راٹ آنریبل گورنر جنرل بہادر ہند نے اوسکو بتاریخ یکم ماہ مئی ۱۸۵۵ء۔

دستخط ڈلہوزی

حسب الحکم موسٹ نوبل گورنر جنرل آف انڈیا بہادر

مہر دستخط جی ایف ایڈمنسٹن سکرٹری گورنمنٹ ہند

ہمراہ گورنر جنرل

عہدنامہ ۱۸۵۷ء کیونکر ہوا

اس مصالحت کی مفصل کیفیت یہ ہو کہ پہلے رحمت خان اورکزئی نے پشاور سے سردار محمد اعظم خان پسر امیر دوست محمد خان کے نام اس مضمون کا ایک مراسلہ بھیجا کہ مین نے میجر اڈورڈ صاحب کمشنر پشاور سے ملاقات کی۔ اور اثنائے گفتگو مین افغانستان اور برٹش گورنمنٹ کی مصالحت کے فوائد نافع

کو بیان کیا۔ میجر صاحب موصوف نے جواب دیا کہ سلطنت انگریزی امیر کیطرف سے بدگمان نہین ہی
اور بہمہ جہت خواہان مدارات ہی۔ مگر چونکہ بناے مخاصمت امیر کیطرف سے پڑی ہی۔ لہذا اب اگر
امیر کو تمناے مصالحت ہی تو پیغام صلح بھی اول اونھی کی جانب سے آنا چاہیئے۔ مین نے تمکو
اس لیے لکھا ہی کہ تم امیر کو اس امر پر راغب کرو۔ مین تیراہ جاتا ہون۔ اگر ضرورت ہوئی تو مردانہ
کے لشکر مین بھی جاؤنگا۔

سردار محمد اعظم خان نے امیر دوست محمد خان کو مراسلہ مذکورہ کے مضمون سے اطلاع دی
اور نیز یہ لکھا کہ نواب گورنر جنرل بہادر نے افواج متعینہ پشاور و ڈیرہ جات اور سندھ کو ایک مہم
کے لیے آمادہ رہنے کا حکم دیا ہی۔ امیر نے اس خبر کو تو پوشیدہ رکھا۔ مگر محمد اعظم خان کو جواب مین لکھا
کہ تمہارے اور رحمت خان اورکزئی کے گفت و شنید سے ہمکو اطلاع ہوئی۔ اور ہم نے اپنے
اعیان و اراکین دربار کو بھی اوس سے آگاہ کر دیا ہی۔ رحمت خان کو تمہارا یہ مشورہ دینا ہمکو پسند آیا
کہ میجر صاحب گورنمنٹ انگریزی سے اس بات کی درخواست کرین کہ امیر صاحب انعقاد صلح پر
رضامند ہین۔ اس لیے کہ جبتک رحمت خان اس امر مین پیروی نہین کریگا اوس وقت تک طریقہ
صلح مستحکم نہین ہو سکتا۔

رحمت خان اورکزئی کی تحریری و تقریری سلسلہ جنبانی کرنے کے بعد سردار محمد اعظم خان سے
امیر دوست محمد خان اور میجر اڈورڈ صاحب کمشنر پنجاب مین انعقاد صلح کے متعلق نوشت و خواند
ہوئی۔ اور سردار محمد اعظم خان نے رحمت خان کی وساطت سے ایک خط کمشنر صاحب موصوف کے نام بھیجا۔
اس خط کے جواب مین رحمت خان نے سردار محمد اعظم خان کو لکھا کہ آپکا خط مع نقل موسومہ کمشنر پہنچا
خط ملفوفہ مکتوب الیہ کو دیدیا گیا۔ میجر صاحب موصوف نے اوسے پڑھا اور حرف بحرف انگریزی مین
ترجمہ کیا۔ اور زبانی مجھسے کہا کہ امیر کابل اور نواب گورنر جنرل دونون بڑے آدمی ہین۔
اور مین سردار محمد اعظم خان کو اپنا دوست سمجھکر اونسے خط و کتابت کرتا ہون۔ مگر بہتر یہ ہے
کہ سردار صاحب امیر کابل کا ایک شقہ نواب گورنر جنرل بہادر کے نام لکھوا کر میرے پاس بھیجدین
جس سے انعقاد صلح کی بنیاد پڑے۔ صاحب آپ جانتے ہین کہ انگریز رومیون کے مددگار ہین
اور روسیون پر جہاد کرتے ہین۔ پس اگر تم یہان آؤ یا اپنے ایک بھائی کو بھیجدو تو بہت جلد صلح ہو جانے

کی اُمید ہے - تمہاری مطلوبہ توپ بعد مین بھیجی جاویگی"

دستخط رحمت خان اورک زئی

۲۲ جولائی ۱۸۵۲ع کو میجر اڈورڈ صاحب کمشنر پشاور نے سردار محمد اعظم خان کو اس مضمون کا خط لکھا کہ

"بعد سلام واضح ہو کہ آپکا عنایت نامہ بدرخواست انعقاد صلح درمیان امیر کابل و سرکار دولت مدار انگریزی پہنچا - جس سے آپکا یہ منشا ظاہر ہوا کہ آپ حتی الوسع انعقاد مصالحت مین دریغ نہین کرینگے - یہ خط رحمت خان اورک زئی خیرخواہ طرفین کی معرفت سے پہنچا - اور باعث خوشنودی ہوا اسکا جواب بخوشی تمام بلا تامل لکھا جاتا ہی - آپ اپنی یہ آرزو لکھتے ہین کہ افغانستان اور برٹش گورنمنٹ کے درمیان رابطہ اتحاد قائم ہو جائے - آپ کو یقین آنا چاہیے کہ ہماری بھی یہی تمنا ہے لیکن چونکہ یہ معاملہ شخصی نہین - بلکہ دو حکومت کے درمیان ہی - یعنی ادھر حکام ہندوستان اور ادھر امیر کابل - ہنگامہ پنجاب سے پہلے ہم اتحاد قلبی رکھتے تھے - امیر نے خود دوستی مین رخنہ اندازی کی - اور بہ گورنمنٹ انگریزی سے مخالفت اختیار کرکے سکھون سے آشتی پیدا کی - جس سے نواب گورنر جنرل ناراض ہوے - یہ بات پانچ برس پہلے کی ہی - اور اسکے بعد یہ معاملہ کبھی معرض بحث مین نہین آیا - یقین ہی کہ امیر کو بھی اس صلح شکنی کا رنج و افسوس ہوا ہوگا - ابھی اس امر کو اس قدر عرصہ دراز نہین گذرا کہ نواب گورنر جنرل بہادر قطعاً اوسکو بھول جائین - لیکن اگر امیر گزشتہ را صلوٰۃ جانکر متمنی صلح ہے تو بہتر یہ ہے کہ جس طرح مخالفت کی ابتدا اوسکی طرف سے ہوئی - اسیطرح آغاز دوستی بھی اوسکی طرف سے ہو - اور امیر نواب گورنر جنرل کے نام ایک شقہ لکھکر بھیجے جسمین اصل حقیقت کا اظہار اور اپنی تمنا و مدعا کا بیان بلا کم و کاست ہو - اور یہ شقہ کسی ایسے معتمد علیہ اور لائق شخص کے ہاتھ ہمارے پاس بھیجے جو اس مہتم بالشان کام کے شایان ہو -

یہ خط موصول ہوتے ہی نواب گورنر جنرل بہادر کشور ہند کیخدمت مین بھیجدیا جاویگا - ظن غالب ہے کہ نواب ممدوح حسب دلخواہ دوستانہ جواب دینگے - اور امیر سے رابطہ اتحاد و خلاص ظاہر کرینگے اگر میرے دل مین کچھ اشتباہ ہوتا تو مین صراحتہً ایسی صلاح نہ دیتا - کیونکہ میرا یہ مدعا ہے کہ امیر کو یا اوس کے خاندان کو کسی نہ کسی وجہ سے مشکلات پیش آئین - بلکہ مجکو امیر کی عزت و حکومت کا بڑا

خیال ہے۔ اگر امیر اس قسم کی مراسلت نامناسب سمجھے تو اپنی حسب مرضی کسی اور طریق سے سلسلہ جنبانی کرے۔

لیکن جبتک براہ راست نواب گورنر جنرل سے خط و کتابت نہوگی اوس وقت تک مجھکو لکھنا بلا سود ہوگا۔ اپکے خط کے جواب مین مجھے صاف صاف لکھنا لازم ہوا تاکہ اصل حقیقت آپ پر منکشف ہوجاے

دستخط

میجر اڈورڈ۔

گفتگوی صلح بوساطت ناظر خیر اللہ۔

ناظر خیر اللہ خسر امیر دوست محمد خان والی کابل بھی تدابیر صلح مین مصروف رہتا تھا۔ ناظر موصوف کا ایک دوست مفتی غلام حیدر خان پشاور سے کابل کو اسی غرض سے گیا کہ امیر کو سمجھا بجھا کر نواب گورنر جنرل کے نام ایک ایسا خط بھیجنے پر آمادہ کرے جس سے دونون گورنمنٹون سے مصالحت ہوجاے۔ امیر دوست محمد خان نے اپنے سردارون سے مشورہ کرنے کے بعد مفتی کو حکم دیا کہ سردار محمد اعظم خان اور صاحب کمشنر پشاور کی تحریر و تقریر کی اصل حقیقت معلوم ہونے تک تم کابل مین ٹھہرو۔ اسکے بعد تمکو ناظر خیر اللہ کے نام خط دیکر رخصت کیا جاویگا۔

جسوقت سردار محمد اعظم خان کابل مین پہنچا تو امیر دوست محمد خان نے ایک خفیہ مجلس مشاورت منعقد کی جسمین تمام کاغذات متعلقہ ایران۔ ہرات۔ قندہار۔ ترکستان۔ پشاور۔ اور نیز وہ تمام خط و کتابت جو رحمت خان اورکزئی اور ناظر خیر اللہ مین معاملہ مصالحت ہوئی تھی پیش ہوکر یہ راے قرار پائی کہ اب زیادہ غور و فکر کا زمانہ باقی نہین رہا۔ لہذا یہ بات گورنمنٹ انگریزی کی طرف سے بہت جلد معلوم ہونا چاہیے کہ انعقاد صلح اور عدم انعقاد صلح کا نتیجہ کیا ہوگا؟

اس مشاورت مین خود امیر اور اوسکے خاندان کے تمام ارکین شریک تھے سردار محمد اعظم خان اور حیدر خان نے اول یہ صلاح دی کہ افغانستان کی خیریت اسی مین ہے کہ گورنمنٹ انگریزی سے مصالحت کرلے۔ اور روس و ایران سے یکلخت قطع تعلق کرے۔ اس لیے کہ گورنمنٹ انگریزی کی فوجی طاقت نہایت بے شمار ہے۔ امیر نے بھی اس رائے سے اتفاق کیا۔

اس کے بعد میجر اڈورڈ اور ناظر خیر اللہ مین جو گفتگو ہوئی اوسکی مفصل رپورٹ مفتی غلام حیدر

معتمد ناظر خیر اللہ نے جو ملاقات کے وقت موجود ہوتا تھا امیر کو لکھا کہ سب سے پہلے ناظر خیر اللہ نے یہ کہا کہ گورنمنٹ انگریزی پر ہمارے بہت سے دعوے ہین - اسکے بعد سلطنت افغانستان کے حالات کا ذکر آیا - ناظر نے امیر دوست محمد خان کے انتظامات کی تعریف کی - پھر خراسان و ترکستان کے سردارون کا ذکر مذکور رہا - میجر اڈورڈ صاحب نے جواب دیا کہ امیر سے صلح کرنے کے وقت اس بات کو ہم کسیطرح فراموش نہین کر سکتے کہ امیر نے ہنگامہ پنجاب مین انگریزی گورنمنٹ پر حملہ کیا -
ناظر نے جواب دیا کہ امیر کو جبکہ برٹش گورنمنٹ کی وہ تمام خاطر و مدارات اور حسن سلوک یاد تھا جو قید کے زمانہ مین اوسکے ساتھ برتا گیا تھا تو وہ اپنی دلی خواہش سے سکھون کے ساتھ ساز باز کرنے کا کبھی قصد نہین کر سکتا تھا - اور سوء اتفاق سے جنگ پنجاب کے موقع پر جو آثار عناد ظاہر ہوے وہ اپنے آپ کو تباہی سے بچانے کے لیئے تھے - اس لیے کہ اوس پر آشوب زمانہ مین امیر کے تمام اعزا و اقربا اوسکی تخریب کے درپے تھے - اب امیر کا منشا یہ ہی کہ گورنمنٹ انگریزی اوسکو اپنا دوست سمجھے - لیکن ساتھ ھی یہ استدعا بھی ہی کہ وہ اوسکو اوس سلوک سے معاف رکھے جو امیران سندھ و پنجاب اور دلیسی والیان ریاست ہاے ہند سے برتتی ہے - یعنی باوجود صلح و مدارات کے گورنمنٹ ان ریاستون پر دست اندازی کرتی ہے جس سے تمام ایشیا مین اوسکے قول و قرار شبہ کی نظرون سے دیکھے جانے لگے ہین - اور ہمکو یہ اندیشہ لگا رہتا ہی کہ ایک روز ہمارا یہی حشر ہونا ہے -

صاحب کمشنر نے جواب دیا کہ گورنمنٹ انگریزی نے بنظر طمع سندھ و پنجاب پر قبضہ نہین کیا - بلکہ وہان کے جھگڑون اور اپنے ملک کی حفاظت کے لیئے بدرجہ مجبوری ان مقامات پر تسلط کرنا ضروری معلوم ہوا اگر امیر خود معاہدات صلح پر قائم رہیگا تو اوسکو گورنمنٹ انگریزی کی عہد شکنی سے مطمئن رہنا چاہیئے - جبکہ اوسکی حکومت عظیم الشان رقبہ پر پھیلی ہوئی ہی - تو اوسکو افغانستان جیسے غریب ملک پر قبضہ کرنیکی ہرگز تمنا نہین - جہان سے اخراجات جنگ کا وصول ہونا بھی ناممکن ہے -

ناظر نے کہا کہ اگر گورنمنٹ انگریزی امیر دوست محمد خان کو اپنا دوست صادق بنانا چاہتی ہی تو اوسکو مالی مدد دیکر روس و ایران کی دست اندازی سے بچالے -

صاحب کمشنر نے جواب دیا کہ جب روس و ایران افغانستان کیطرف حرکت کرینگے تو اوسوقت اس امداد کا بہت عمدہ موقع ہو سکتا ہی -

ناظر خیر اللہ نے کہا کہ اگر اس اثنا مین روس و ایران نے روپیہ کی چاشنی دیکر گورنمنٹ انگریزی سے مخالفت کرانا چاہی تو امیر اسوقت انکار کرنے سے بالکل مجبور ہوگا۔ خصوصًا ایسی حالت مین جبکہ امیر کے تمام سردار اور بھائی گورنمنٹ انگریزی کے نام تک سے متنفر ہین۔

یہ جملہ سنکر میجر اڈورڈ کو سخت تشویش پیدا ہوا۔ اور کچھ تامل کے بعد ناظر کو جواب دیا کہ یہ معاملہ نہایت سنگین و نازک ہی اور اسمین نواب گورنر جنرل سے استصواب کرنا نہایت ضرور ہی۔

اسکے بعد امیر نے مفتی کو لکھ بھیجا کہ بوساطت ناظر خیر اللہ گورنمنٹ انگریزی کو ہماری طرفداری کا اطمینان دلا دینا چاہیئے۔ اور نیز خود بھی ایک ایک مراسلہ حسب صوابدید میجر اڈورڈ بذریعہ محمد حسین خان نواب گورنر جنرل اور چیف کمشنر پنجاب کے پاس بھیجا۔

امیر دوست محمد خان کا خط بنام چیف کمشنر پنجاب

امیر دوست محمد خان نے چیف کمشنر پنجاب کو یہ خط لکھا کہ۔

صاحب عالی مکان لارنس صاحب بہادر

خدا کی عنایت سے یہان ہمہ وجوہ خیر و عافیت ہے۔ چند مہینے پیشتر ہمارے بیٹے سردار محمد اعظم خان نے بزمانہ قیام کرم و حشمت میجر اڈورڈ صاحب بہادر سے رابطہ اتحاد پیدا کیا۔ مین نے دونون کی اوس مراسلت و مکالمت کو بخوبی ذہن نشین کیا۔ جس سے جانبین مین انعقاد سلسلہ اتحاد کی خواہش پائی گئی۔ اس سے میرے دل مین بھی مصالحت کا خیال پیدا ہوا۔ اور اوسکے منافع معلوم ہوے۔ لہذا سردار باوقار معتمد علیہ مرزا محمد حسین خان نواب گورنر جنرل بہادر کی خدمت مین نامہ اتحاد دیکر روانہ کیا جاتا ہی۔ تاکہ مرزاے موصوف ہمارے خیالات و مضمون سے پہلے آپکو مطلع کرے۔ اور جو لحاظ و سلوک دوستانہ ہمکو تمہارے ساتھ برتنا مدنظر ہے اوسکو آپسے بخوبی بیان کرلے۔ اوسکے بعد نواب گورنر جنرل بہادر کی خدمت مین ہمارا راز دل ظاہر کرنے کی غرض سے حاضر ہو اور نواب ممدوح نائب دولت انگلشیہ کا جواب ہمارے پاس لیکر آئے

ہم نے براہ راست آپکو اپنے تمام مدعاؤن سے مطلع کردینا چاہا۔ اور اسی لیے یہ شقہ آپکی خدمت مین بھیجا ہی تاکہ آپ بھی اس معاملہ مین دونون دولتون کے اتحاد کا باعث ہون "

امیر دوست محمد خان کا خط بنام نواب گورنر جنرل

امیر دوست محمد خان نے نواب گورنر

جنرل کے نام جو خط لکھا وہ یہ تھا کہ
"خدا ے خالق کائنات کا شکر ہی کہ ہمارے ملک مین بہمہ وجوہ امن وامان رہتا ہی - آپکو معلوم ہے کہ پہلے سلطنت افغانستان اور گورنمنٹ انگریزی مین کسدرجہ اتفاق و اتحاد تھا - اور یہ بات بھی تمام دنیا مین اظہر من الشمس ہی کہ وہ کدورت عارضی جس سے صاف دل مکدر ہو گئے کچھ ایسے اتفاقات سے ہوئی جنکا دافع ہونا نہایت بہتر ہوتا - اور جنمین عمداً ہماری طرف سے کچھ بیروی نہین ہوئی - لیکن چونکہ دنیا کے تمام کاروبار قضا و قدر کے تابع فرمان ہین - اور نہ انسان کو اپنے نیک و بد مین کچھ دخل ہی - اور ہر خیر و شر پر خدا تعالی کی حکومت ہی لہذا معاملات گزشتہ کا اعادہ کرنا فضول ہے ہم مدت سے اتحاد کے خواستگار تھے - اور عرصہ سے متمنی تھے کہ اپنے حال دل سے آپکو مطلع کرین -

میجر اڈورڈ صاحب کمشنر پشاور اور سردار محمد اعظم خان مین جو دوستانہ ملاقات ہوئی اور اس سے طرفین کی صفائی ہو گئی - اور اس ملاقات سے از سر نو سلسلہ اتحاد و رسل و رسائل کی بنیاد پڑ گئی - اس بناے اتحاد اور روابط قدیم کو پیش نظر رکھکر مین یہ دوستانہ خط لکھتا ہون - اور اپنے دربار کے ایک رکن اعظم مرزا محمد حسین خان کو آپکی خدمت مین اس غرض سے بھیجتا ہون - کہ آپکو ہمارے شوق دلی سے مطلع کرے - امید ہے کہ آپ بھی ہمکو اپنے دلی ارادہ سے مطلع فرمائین گے - تاکہ اس معاملہ کا انجام اسطرح کیا جاوے جو آپکے شایان شان ہو اور جس سے روابط و اتحاد مین ترقی ہو ::"

نواب گورنر جنرل کا جواب

۴ - دسمبر ۱۸۵۴ء کو ایک ملتانی پٹھان فوجدار خان علیزئی نواب گورنر جنرل کا جواب لیکر امیر کابل کے پاس روانہ کیا گیا - اس مراسلت کا یہ منشا تھا کہ اگر امیر کو مصالحت منظور ہی تو گورنمنٹ انگریزی کو بھی گزشتہ باتونکا کچھ خیال نہین - امیر بلا شبہ اراکین گورنمنٹ کو بھی اپنے فیور مین تصور کرین بلکہ طرفین سے ایک ایک سفیر دونون دربارون مین حاضر رہا کرے -

ورود سردار غلام حیدر خان بمقام پشاور برائے تکمیل شرائط عہد نامہ

چنانچہ امیر نے اس جواب کے بعد اپنے ولیعہد سردار غلام حیدر خان کو تکمیل عہد نامہ کے لیے پشاور بھیجنا قرار دیا -

۲۶ فروری ۱۸۵۵ء کو چیف کمشنر پنجاب پشاور مین پہنچے اور ۱۵ مارچ ۱۸۵۵ء کو سردار غلام حیدر خان اپنے مصاحبون اور پانسو افغان سوارون کے

ساتھ جمرود مین پہنچے - کمشنر پشاور اور لفٹنٹ بلیڈن نے استقبال کیا -

۱۷ کو سردار صاحب سرنا دالامین فرو کش ہوے - یہان گورنمنٹ کی طرف سے بذریعہ میر منشی چیف کمشنری پنجاب - گیارہ ہزار روپے نقد سردار صاحب کی خدمت مین بتقریب ضیافت بھیجے گئے - سردار صاحب کی طرف سے بھی جامہ دار کی ایک چادر اور ڈھائی سو روپے نقد میر منشی کو عطا ہوے -

سردار غلام حیدر خان اور چیف کمشنر کی ملاقات

۱۹ - مارچ ۱۸۵۵ء کو سردار صاحب اور چیف کمشنر کی ملاقات کے لیے ایک پر شان وشوکت دربار منعقد ہوا -

علی الصباح میجر اڈورڈ کمشنر پشاور اور چند معزز یورپین افسر سردار صاحب کی قیام گاہ پر استقبال کی غرض سے گئے - سات بجے سردار صاحب مع اپنے مصاحبون کے ہاتھی پر سوار ہوکر دربار مین آئے - اور سترہ توپ سلامی کی سر کی گئین - اندرون خیمہ چیف کمشنر نے دس قدم تک استقبال کیا - اور سردار صاحب چیف کمشنر کے برابر تخت جلوس پر بٹھائے گئے -

دربار مین چیف کمشنر کی تقریر

طرفین سے مزاج پرسی کے بعد چیف کمشنر پنجاب نے مندرجہ ذیل تقریر کی -

"آپ براہ مہربانی اپنے والد امیر دوست محمد خان والی افغانستان کی ہدایت سے جو اسقدر سفر دشوار گذار طے کرکے گورنمنٹ انگریزی سے امیر صاحب کیطرف سے مصالحت کرنے کی غرض سے آئے ہین لہذا مجھے فخر ہے کہ مین گورنر جنرل کشور ہند کیطرف سے مختار ہونے کی حیثیت سے آپکی اور آپکے سرداروں کی خاطر تواضع کرون - نواب گورنر جنرل کا حکم ہے کہ ہر طرح آپکی تواضع و تکریم اور مہانداری کی جاوے - میجر اڈورڈ کمشنر پشاور بمقام جمرود درہ خیبر کے سامنے آپسے ملے - اور بتعظیم تمام قیام گاہ تک آپکے ہمرکاب آئے - مین نے جنرل صاحب اور تمام یورپین افسران پشاور کو آپکی ملاقات کے لیے اس دربار مین بلایا ہے -

مین نواب گورنر جنرل اور تمام یورپین افسران موجودہ دربار اور اپنی طرف سے آپکی اور آپ کے سرداروں کی تشریف آوری کا خیر مقدم کرتا ہون -

"ہماری دلی خواہش ہی کہ اب جو صلح ہونیوالی ہے وہ سرکارین کو پسند آئے - اور اس نئی دوستی کے روابط دیر تک قائم رہین - اور انقطاع تعلقات کی نوبت نہ آئے - اور رعایاے دولتین کو اس مصالحت سے امن و آسائش نصیب ہو - اور تمام کہ دمہ اور امیر و غریب اس صلح کے فوائد سے متمتع ہوکر اپنی اپنی حیثیت کے موافق استحکام تعلقات جانبین مین کوشش کرین -"

سردار غلام حیدر خان کی طرف سے بھی اسی قسم کا جواب دیا گیا -

اسکے بعد سردار کے میر منشی نے امیر کے تین خریطے چیف کمشنر کی خدمت مین پیش کیے - جنمین ایک گورنر جنرل کے نام تھا - اور دو چیف کمشنر و کمشنر کے نام - آخری دو مراسلے اوس وقت سر دربار پڑھے گئے -

مراسلہ موسومہ چیف کمشنر

"مکتوب تودوا سلوب بدست فوجدار خان علز[ائی] پہنچا نواب گورنر جنرل بہادر ممالک کشور ہند نے اپنے خط مین لکھا تھا کہ اپنے سرداران معتمدین سے کسی ایک شخص کو استحکام شرائط عہد نامہ کے لیے اپنی طرف سے پیشاور مین بھیجد یا جاوے -

لہذا فرزند ارجمند سردار غلام حیدر خان ولی عہد دولت قوی شوکت ہماری طرف سے مجاز مختار کرکے آپکے ملک مین بھیجے جاتے ہین - تاکہ سردار موصوف پیشاور مین پہنچکر امور مذکورہ بالا کی انجام دھی مین مصروف ہون -

اسکے بعد دربار برخاست ہوا

سردار کے قیام گاہ پر ملاقات -

۲۰ - مارچ ۱۸۵۵ء کو چیف کمشنر مبیں یورپین افسرون اور امرا معتقد ر پیشاور کو ہمراہ لے کر سردار صاحب کے قیام گاہ پر ملاقات کے لیے گئے - سردار غلام حیدر خان نے اپنے مصاحبون سمیت پچاس قدم تک استقبال کیا - اور چیف کمشنر کو اپنے برابر تخت پر بٹھایا - ایک گھنٹہ تک دربار منعقد رہا - سردار صاحب نہایت ارتباط و اخلاص سے پیش آئے - اور رخصت کے وقت ۶ گھوڑے - آٹھ شتر بغدادی مع اسباب ولائتی - ۲ شمشیر ایرانی مع ساز طلائی - ۹ بقچہ ملبوسات پشمینہ و سمور

دسنجاب ہدیہ چیف کمشنر کی خدمت مین پیش کیئے ۔
صاحب نے ان ہدیون کو قبول کیا ۔ سردار نے چیف کمشنر سے کہا کہ "میرے والد نے یہ خوبصورت گھوڑا خاص آپکی سواری کے لیے بھیجا ہے ۔ اور اُمید کی ہے کہ آپ اس گھوڑے کو اپنی ہی سواری مین رکھین گے ۔ اور گورنمنٹ انگریزی کے دستور کے مطابق اسکو نیلام نہین کر دینگے ۔"

اسکے بعد دربار برخاست ہوا چیف کمشنر نے بھی ایک جوڑی پستول سردار عمر خان کو ۔ پچاس روپے سائیس کو اور پانچسو روپے سردار صاحب کے سپاہیون کو عطا فرمائے ۔

تکمیل صلحنامہ

۲۱ ۔ مارچ ۱۸۵۵ء کو سردار غلام حیدر خان نے سرناوالا سے کوچ کر کے پشاور کی چھاؤنی مین قیام کیا ۔
۲۲ ۔ کو تکمیل عہدنامہ کی تحریک کی گئی ۔ ۲۳ ۔ مارچ ۱۸۵۵ء کی صبح کو سردار غلام حیدر خان اپنے چار مصاحبون ۔ سید حافظ میر ۔ سردار شاہ نواز خان ۔ شاہ مرد خان بارک زئی حاکم جلال آباد اور مرزا احمد خان میر منشی کو ساتھ لے کر چیف کمشنر کے قیام گاہ پر آئے ۔ اور تخلیہ مین ایک جلسہ منعقد ہوا جسمین سردار صاحب اور اونکے ساتھی ۔ اور چیف کمشنر و کمشنر صرف سات اشخاص شریک تھے ۔ دو گھنٹے تک اس تخلیہ مین گفتگو ہوتی رہی ۔ بوقت رخصت چیف کمشنر نے سردار صاحب کو دو ولائتی پستول اور دو ولائتی عینکین بطور ہدیہ دوستانہ عنایت کین ۔
۲۴ ۔ مارچ ۱۸۵۵ء کی صبح کو چیف کمشنر سو سوارون کے جلوس کے ساتھ سردار صاحب کے فرودگاہ پر گئے ۔ اور یہان بھی دو گھنٹے تک شرائط عہدنامہ کی تکمیل و انضباط پر گفتگو ہوتی رہی ۔

۲۸ ۔ مارچ کو تمام برٹش افواج متعینہ پشاور کی قواعد سردار صاحب کو دکھائی گئی ۔ اور ۲۹ ۔ مارچ کو شرائط صلح مین کچھ اصلاح ہوئی ۔

اعلان عہدنامہ

۳۰ ۔ مارچ ۱۸۵۵ء کی صبح کو ایک دربار پھر منعقد ہوا جسمین چیف کمشنر مع کمشنر و رئیسان پشاور اور سردار غلام حیدر خان اپنے تمام افغان سردارون کے ساتھ موجود تھے ۔ جو عہدنامہ ۲۳ و ۲۴ ۔ مارچ کو پہلے سے فارسی و انگریزی زبان مین مرتب ہو چکا تھا اوسکی فارسی کاپی میر منشی چیف کمشنری پنجاب نے تمام حاضرین دربار کو پڑھ

سنائی - اور انگریزی کاپی کو خود چیف کمشنر پنجاب نے اہل دربار کو مخاطب کرکے سنایا - اسی مجمع مین سردار غلام حیدر خان نے امیر کابل کیطرف سے اور چیف کمشنر نے گورنر جنرل ہند کی طرف سے اس عہدنامہ پر دستخط اور مہرین کین - اور سلامی کی ۲۱ توپین سر ہوئین - اور گورنمنٹ انگریزی کیطرف سے سردار غلام حیدر خان اور اونکے ہمراہیون کو بیس ہزار روپے قیمت کے چالیس خلعت دیئے گئے -

یہ عہدنامہ جسپر اسوقت دستخط اور مہرین ثبت ہوئین ہماری کتاب مین مفصل درج ہی اور اوسپر بحث بھی کی گئی ہے -

امیر دوست محمد خان کو گورنمنٹ انگریزی سے مالی امداد ملنا

امیر کی خوش قسمتی سے ۱۸۵۷ء مین ایران و برٹش گورنمنٹ مین ہرات پر جنگ جدل شروع ہوا - اور آخر الذکر نے خلیج فارس مین بوشہر پر قبضہ بھی کرلیا - تو اسوقت گورنمنٹ انگریزی نے امیر کو اس جنگ مین اپنا دوست بنانا اور اوسکو مالی و فوجی مدد دینا ضروری خیال کیا - فروری ۱۸۵۷ء مین امیر دوست محمد خان نے پشاور مین سرجان لارنس چیف کمشنر سے ملاقات کی - اور آٹھ ولائتی گھوڑے سرجان کو ہدیۃً نذر دیئے اور برٹش گورنمنٹ کیطرف سے بھی امیر صاحب کو اسی ہزار روپیہ کا خلعت اور آٹھ لاکھ روپیہ نقد فوجی تیاری کے لیے دیا گیا - لیکن ہنوز یہ روپیہ خرچ ہونے کی نوبت نہین آئی تھی کہ ایران و برٹش گورنمنٹ مین مصالحت ہوگئی اور امیر صاحب کو کسی قسم کا تردد کرنا نہ پڑا

یہ عہدنامہ کسواسطے ہوا

جب ۱۸۵۶ء مین ایران کے ساتھ انگریزون نے لڑائی شروع کی تو بوجہ حالات و واقعات ہرات - امیر دوست محمد خان کے دل مین اندیشہ پیدا ہوا - اور اونھون نے سرکار انگریزی سے مشورہ کیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ بتاریخ ۲۶ - جنوری ۱۸۵۷ء - ایک اور عہدنامہ مکمل ہوا - وہ عہدنامہ یہ ہے -

نقل عہدنامہ

فیما بین امیر دوست محمد خان والی کابل وغیرہ ممالک مقبوضہ افغانستان بذات خود منجانب اپنے اور سرجان لارنس کے - سی - بی - چیف کمشنر پنجاب - اور لفٹننٹ کرنیل ایچ - بی -

ایڈورڈس لکشنر قسمت پشاور منجانب آنریبل ایسٹ انڈیا کمپنی باختیارات عطیہ ریٹ آنریبل چارلس جان وائی کونٹ کیننگ گورنر جنرل ہند باجلاس کونسل ۔

شرط اول

چونکہ شاہ ایران نے بخلاف عہد جو اُنھون نے سرکار انگریزی کے ساتھ کیا تھا قبضہ ہرات پر کرلیا اور اب ارادہ دست اندازی کرنے کا مقام مقبوضہ امیر دوست محمد خان پر رکھتے ہین ۔ اور اب فیمابین سرکار انگریزی اور ایران کے جنگ واقع ہوئی ہے ۔ لہذا آنریبل ایسٹ انڈیا کمپنی واسطے اعانت امیر دوست محمد خان کے بنا بر حفاظت قبضہ مقامات بلخ وکابل وقندھار کے از راہ دوستی وعدہ کرتے ہین کہ جبتک کہ جنگ ایران سے قائم رہیگی ۔ مبلغ ایک لاکھ روپیہ ماہواری بموجب شرائط ذیل امیر صاحب کو دینگے ۔

شرط دویم

امیر صاحب جسقدر سوار و توپخانہ ہے اوسکو قائم رکھین اور اٹھارہ ہزار پیادہ فوج سے کم موجود نہ رکھین اور منجملہ اسکے تیرہ ہزار آئینی فوج ہوگی اور تیرہ رجمنٹ مین منقسم ہوگی ۔

شرط سوم

امیر صاحب روپیہ لینے کا بندوبست خزانہ انگریزی سے خود کرین اور اوس کے لیجانیکا اپنے علاقہ مین انتظام خود کرین ۔

شرط چہارم

افسران انگریزی مع عملہ داران حسب مرضی گورمنٹ انگریزی کابل یا قندھار یا بلخ یا تینون مقامون کو یا جہان ایک فوج انگریزی ایرانیون کے مقابلہ مین جمع ہوگی بھیجے جائینگے ۔ ان افسرون کا کام یہ ہوگا کہ وہ نگرانی رکھین کہ جو کمک دی گئی ہے وہ کار لائق جنگ مین کام

وہان سے امیر صاحب کے آدمی باربرداری لاکر لیجائینگے ۔

(مہر) دستخط جان لارنس۔

(مہر) چیف کمشنر۔

(مہر) دستخط ہربرٹ بی ایڈورڈس کمشنر قسمت پشاور۔

یہ عہدنامے کیون ہوے۔ ان عہدنامجات سے انگلستان نے اپنی اوس پالیسی کو درجۂ تکمیل پر پہنچادیا جو اوسنے اوسوقت سے اختیار کرلی تھی جبکہ درمیان روس کے اور ایران کے اختلاف ہوگیا تھا۔ ان عہدنامون سے پایا جاتا ہے کہ انگلستان ایران کا دوست نہ رہا۔ بلکہ امیر کابل کا دوست ہوگیا۔ اور جو مراعات ایران سے کیجاتی تھین وہ دوست محمد خان پر منتقل ہوگئین۔

جبتبک ایران اور انگلستان مین اتفاق رہا۔ اور بعدہ امیر کابل سے اتحاد ہوا۔ اوسمین فرق اسیقدر ہے کہ ایرانیون کا اتفاق صرف روپیہ سے انگلستان نے خرید کیا تھا۔ اور کابل کا اتفاق جان ومال دونون کو ضائع کرکے حاصل کیا گیا تھا۔ اور یہ بھی تھا کہ فرانس اور روس اور ایران کے حملۂ ہند کے خوف سے وہ اتحاد ایران سے ہوا تھا افغانستان سے اتفاق باین اغراض تھا کہ روس و ایران ملکر کہین افغانستان اور ہندوستان پر حملہ نہ کربیٹھین۔ یہی وجہ تھی کہ انگلستان نے شاہ شجاع کی اعانت فوج سے اور روپیہ سے کی اور اوسکو افغانستان کا پھر بادشاہ بنایا۔ ورنہ اس زمانی مین افغانستان کی حکومت کی بالکل قابلیت نہ تھی۔ اوسکو سارا افغانستان ظالم اور جابر اور سفاک سمجھتا اور جانتا تھا۔ اگر یہ پولٹیکل حاجات اور اغراض پیدا نہوتے انگلستان جس نے اپنے کو عرصہ دراز سے مظلومون کا حامی اور ظالمون کا دشمن مشہور کر رکھا ہی کبھی شاہ شجاع کی اعانت اور امداد نہ کرتا۔ یہ خیال معلوم نہین کس درجہ صحیح ہے کہ انگلستان کابل مین اسواسطے شاہ شجاع کو لے کر گیا تھا کہ اُس ملک مین قابض اور ہوکر خودھی حکمران ہو۔ اور یہ کہ شاہ ایک ظاہری آڑ تھا اوس کے پردہ مین آخرکار یہی حکمران ہوتا۔ مگر ایک ایسی قوم سے اوسکو سابقہ ہوا کہ جسمین ضائع ہونے صدہا اور ہزارہا جانون اور بے انتہا مصارف کے افغانستان سے اوسکو واپس آنا پڑا۔ اور یہ اس وجہ سے ہوا کہ قبائل افاغنہ نے امیر دوست محمد خان اور اونکی اولاد کے سایہ مین ہوکر صرف شاہ شجاع

کی بدولت انگلستان سے جنگ کی۔ اور انگلستان نے پھر اوسی قوم سے دوستی کی جسکو وہ اپنا دشمن جانتا تھا۔ اور اوسکی بہادری اور دلیری اور وطن پرستی سے ایسا سمجھا کہ اوسکو ہندوستان اور روس اور ایران کے درمیان سپر قرار دیا۔ ہمکو اس مقام پر اون واقعات کا خلاصہ لکھنا چاہیئے جنسے ثابت ہوتا ہے کہ تمام قبائل افاغنہ مین دوست محمد خان ایک شخص تھا جسنے کہ خاندان بارکزئی کے تام کو روشن کر دیا۔

دوست محمد خان کے عادات و خصائل اور اوسکی بہادری اور پولٹیکل کارنامے

سنہ ۱۸۳۹ء مین جنگ افغانستان اسوجہ سے ہوئی تھی کہ امیر دوست محمد خان کی رفتار قابل اطمینان نہ تھی۔ اور یہ کہ ایک روسی سفیر وکٹوچید نامے اوس زمانہ مین کابل مین آیا تھا۔ اور اوس نے امیر اور شاہ ایران مین اتحاد کرا کر روس کی مفید کارروائی کرنا چاہی تھی۔ پس ضرور تھا کہ امیر دوست محمد خان کابل کی حکومت سے محروم کیے جاتے۔ مگر اوسمین شجاعت اور بہادری کے جوہر ایسے تھے کہ وہ محروم بھی ہوا اور اپنی اور اپنی اولاد کی بدولت پھر تخت نشین ہوا۔ اور یہ تمام حالات سلسلہ وار اسطرح پر ہین۔

(۱) یہ کہ جب غزنی کو انگریزی فوج نے فتح کر لیا اور سردار حیدر خان جس نے نہایت جوانمردی سے جنگ کی تھی قید ہوگیا ستو شاہ شجاع نے کابل پر فوج کشی کی۔ اودھر امیر دوست محمد خان کو جب معلوم ہوا کہ شاہ کابل کے قریب آپہنچا تو اوسنے سرداران قبائل افاغنہ کو اپنے خیمہ مین طلب کیا۔ اور شاہ کے مقابلہ کے لیے متفق اور مجتمع ہونے کے واسطے سب سے حلف لیا۔ سب نے حلف کیا۔ کہ جبتک جان مین جان باقی رہیگی۔ ہم آپکے مخالف سے جنگ کرینگے۔ اسکے بعد امیر نے عہد کیا کہ جبتک شاہ کو زندہ گرفتار نکرلون یا لڑائی مین مارا نہ جاون۔ اور حیدر خان اپنے فرزند کو رہا نہ کرا لون تلوار کو نیام مین نہ کرونگا۔ اودھر یعنی بجانب شاہ شجاع جب یہ خبر پہنچی کہ امیر سے ہر کہ ومہ نے عہد کیا اور امیر نے اوسنے معاہدہ کر لیا ہے کہ شاہی فوج سے باتفاق جنگ کرینگے۔ تو اوسکی ساری فوج مین ہراس چھا گیا۔ اور اودھر اودھر لوگون نے سرگوشیان شروع کین کہ حیدر خان نے بہ عالم تنہائی و قلت فوج کیسی قیامت

جنگ غزنی مین کی تھی - اب کہ خود امیر سے مقابلہ ہوگا - جسکے ہمراہ فوج بھی ہے اور اوسکے بہادر
لڑکے اور بھائی اور قوم قزلباش وغیرہ اوسکے ساتھ ہین نہین معلوم کہ وہ کیا حشر برپا کردیگا -
مصلحت اسمین ہے کہ افسران اور سرداران جو امیر کی فوج مین ہین اور اُنھون نے وعدہ
کر رکھا ہے کہ بروقت جنگ ہم سازش کر کے امیر اور اُسکے لشکر کو منتشر کردینگے شاہ اُنکو
خفیہ طلب کرے - اور اونکو روپیہ دیکر اسپر امادہ کرے چنانچہ وہ طلب کیے گئے - اور اونھون
نے امیر کے خلاف روپیہ اور جاگیر حاصل کر کے شاہ سے سازش کی - شاہ نہایت خوش ہوا
اور یہ خیال کر کے کہ اب امیر تنہا رہگیا ہے - فوراً کابل مین داخل ہونے کے واسطے روانہ
ہوگیا - مگر امیر کو اوس کے ایک خیرخواہ نے آگاہ کردیا کہ اگر آجکی رات آپ یہان سے
چلے نہ جائینگے تو آپ یا قتل ہونگے یا قید کر لیے جائینگے - امیر نے اپنی تنہائی پر افسوس کیا - اور اندیشہ کیا کہ اگر
یہان سے نہ چلا جاؤنگا تو مین بھی قتل ہونگا اور کثیر عیال و اطفال مقید - اس سے بہتر ہی کہ ننگ و ناموس کو
محفوظ رکھون اور اونکو کسی اور مقام پر بھیجکر خود کسی اور مقام پر چلا جاؤن - اور وہان قیام کر کے دیکھون کہ
مشیت ایزدی کیا نیرنگیان پیدا کرتی ہی - اوسنے اپنے لڑکے محمد اکبر خان سے بھی مشورہ لیا اور باتفاق
یہ طے پایا کہ محمد اکبر خان مع اہل و عیال بلا توقف بلخ کو روانہ ہوجائے - اور امیر بامیان کو چلا جاے -
چنانچہ محمد اکبر خان راتون رات بلخ کو روانہ ہوگیا - اور امیر بامیان کی جانب - ادھر صبح کو شاہ شجاع الملک
کابل مین داخل ہوگیا - اور فتح و فیروزی کے ساتھ اسکے کابل مین داخل ہونیکی شادمانی کا آوازہ بلند ہوا
جب کابل مین اوسکو معلوم ہوا کہ امیر دوست محمد خان بامیان کو چلا گیا ہی تو اُسنے اسکی گرفتاری کیواسطے
ایک حصہ فوج کا روانہ کیا مگر اسی کے لشکر مین سے ایک شخص نے امیر کو یہ خبر کرا دی کہ آپکی گرفتاری کیواسطے فوج
آپہنچی ہی - آپ ہوشیار رہین - یہ خبر پاتے ہی امیر راتہی کو چل کھڑا ہوا - اور صبح کیوقت جب انگریزی فوج پہونچگئی
تو اُسنے بجز اسکے اور کچھ نہ پایا یعنی جس مقام پر امیر مقیم ہوا تھا وہان کچھ لید گھوڑونکی اور گھاس اور بہوسے اور راکھ پڑی
ہوئی دیکھی گئی - امیر دوست محمد خان کو بامیان مین اوسکے اعزا اور رفقا نے ایسی پریشانی کیوقت
چھوڑ دیا - جب اوس نے اس امر پر خیال کیا - کہ ایک جانب یہ حال ہوا - اور دوسری جانب
شاہ کی فوج تعاقب مین چلی آتی ہے تو وہ بامیان سے قندز کی جانب روانہ ہوا - جب اُس
شہر کے قریب پہنچا اور وہان کے حاکم کو معلوم ہوا اوسنے اپنے افسرون کو لیکر ایک بڑے

سازوسامان کے ساتھ اوسکا استقبال کیا - اور اعزاز و اکرام کے ساتھ اوسکو شہر مین لیگیا اور ایک مکان جو فرش و فروش سے آراستہ تھا اوسمین مقیم کیا - اور شب و روز اوسکی خدمت مین حاضر ہوا کرتا تھا - اور اوسکے رتبہ و شان کے مطابق اوسکی دعوت کرتا رہتا تھا - اور اوسکی تشفی و تسلی و غمخواری مین مشغول تھا - ایک رات کو امیر دوست محمد خان سے اوسنے پوچھا کہ باوجود اسکے کہ آپ کے پاس ایک لشکر جرار افغانون و قزلباشون کا تھا پھر کیا اسباب پیدا ہوے کہ آپ تنہا بے یار و مددگار ہوکر صحرا نورد ہوے - اور اپنے خاندان و ملک سے جدا ہو گئے - امیر نے ایک آہ سرد کھینچکر جواب دیا کہ اے بھائی مین کیا بیان کرون کہ اندنون مجھپر کیا گزری - اول یہ ہوا کہ شاہ شجاع نے کابل و قندھار کے قصد سے درہ بولان کو طے کیا - کہن دل خان جو قندھار کا حاکم تھا - اوس نے بوجہ نااتفاقی کاکڑ و حاکم قلعات اپنے مین مقابلہ کی طاقت نہ دیکھی وہ بھاگ کر ایران چلا گیا - اور شاہ نے قندھار اور بعدہ غزنی کو محمد حیدر خان سے جنگ کرکے لے لیا اور پھر کابل پر چڑھائی کی - مین نے اپنے لشکر کو ساتھ لے کر شہر کابل کے باہر قیام کیا - دو تین دن نہ گزرے ہونگے کہ میرے ساتھیون نے حلفیہ عہد و پیمان کو شکست کرکے میرا ساتھ چھوڑ دیا - اور بہ طمع زر شاہ سے جاکر سازش کرلی - جب مین تنہا ہوگیا - تو اپنے قبائل و عیال کو اکبر خان کے ہمراہ بلخ مین بھیجدیا - اور میرا ارادہ ہوا کہ چندے بامیان اور نواح کابل مین قیام کرون مگر دو تین دن نہ گزرنے پائے تھے کہ شاہ کی ایک فوج وہان آپہنچی - مین تنہا اور شاہ کی فوج کثیر پس مین وہان سے قندز مین چلا آیا آیندہ دیکھئے کہ یہ شعبدہ باز فلک کیا رنگ دکھاتا ہے - سردار قندز نے یہ سنکر اوسکی تسلی و تشفی کی - اوسنے یہ بھی کہا کہ مین ایک فوج جمع کرونگا اور مع اوس فوج کے جاکر کابل پر حملہ کرونگا اور آپ کو آپکے تخت پر بٹھا دونگا - امیر نے اوسکے اس بیان پر خوشی ظاہر کی - اور وہان کا قیام اختیار کیا - مگر جسوقت شاہ شجاع کو یہ خبر پہنچی کہ امیر قندز مین ہے تو اوس نے ایک خط حاکم قندز کے پاس روانہ کیا - جسمین لکھا تھا کہ اگر آپ امیر کو گرفتار کرکے میرے پاس بھیجدین گے -

تو مین آپ سے بسلوک پیش آؤنگا - اور مال و دولت سے دریغ نہ کرونگا - اور اگر آپ میرے اس کہنے پر عمل نہ کرینگے تو مین فوج کثیر روانہ کرکے آپ کے ملک کو زیروزبر کردونگا - سردار قندر نے اس خط پر کچھ عمل نہ کیا اور جو سفیر کہ خط لیکر گیا تھا اوسکو خلعت و انعام دیا اور خط کے جواب مین یہ لکھدیا کہ مجھ مین طاقت و قوت اسدرجہ نہین کہ امیر کو گرفتار کرکے آپکے پاس بھیجدون - جسوقت سفیر رخصت ہوا - تو حاکم قندر نے اوس سے کہا کہ مین نے خط مین بھی لکھدیا ہے اور تم زبانی بھی شاہ سے عرض کردینا - اوس تاریخ سے حاکم قندر امیر کی مہانداری اور غمگساری مین زیادہ تر ساعی و کوشان رہا -

(۲) - امیر دوست محمد خان بخارا مین ہرگز نہ جاتا - مگر جب شاہ بخارا نے اوسکو طلب کیا تو اوسکو اتفاق بخارا مین جانیکا ہوا کیفیت اوسکی یہ ہے کہ جب شاہ بخارا کو معلوم ہوا کہ بجہت شاہ شجاع امیر دوست محمد خان قندر مین آگیا ہے تو اوسنے ایک قاصد صبا رفتار کو قندر مین بھیجا - اور اوسکی معرفت امیر دوست محمد خان سے کہلا بھیجا کہ آپکے مصائب کا حال سنکر مجھکو نہایت ملال و قلق ہے مین آپکی ملاقات کا مشتاق مدت سے تھا - اور شجاعت اور بلند نامی کا آوازہ سُنا کرتا تھا -

امیر نے شاہ بخارا کا خط دیکھکر اور پیام سنکر قندر سے بخارا کا قصد کیا - اثناء راہ مین - دو تین دن بلخ مین قیام کیا - اور اپنے عیال و اطفال کو دیکھا - اور محمد اکبر خان اپنے بڑے بیٹے کو ہمراہ لے کر مع پانسو سوار بلخ سے بجانب بخارا روانہ ہوا - اور طے منازل کے بعد جب شہر بخارا کے قریب پہنچا - تو حسب الحکم شاہ بخارا اوسکا استقبال افسران شاہ نے کیا - اور باعزاز و احترام امیر کو اور سردار محمد اکبر خان کو ہمراہ لے جاکر شاہ کے حضور مین پہنچایا - امیر دوست محمد خان نے بعد اداے لوازم تسلیم و کورنش شاہ بخارا کو دعا دی - اور تعریف کی - اور شاہ بخارا نے امیر کی تعریف اور توصیف کرکے اوسکا اطمینان کیا - اور اوسکو خلعت فاخرہ عطا کرکے اور دیگر پیش بہا سامان دیکر سرفراز کیا - اور کہا کہ چندروز آپ یہان آرام و آسائش کرین - مین آپکی امداد کیواسطے ارکین دولت سے مشورہ کرونگا اور ترکون کی فوج آپ کے ساتھ

کرکے پھر تخت کابل آپ کو دلاؤنگا - اسکے بعد بحکم شاہ بخارا - امیر مع اپنے ہمراہیون کے ایک
قلعہ مین مقیم ہوا جو شہر بخارا سے تین کوس کے فاصلہ پر تھا - اور امیر کے واسطے کل سامان
مہیا کردیا گیا - کہ اوسکو کسیطرح کی تکلیف نہ ہو - امیر دوست محمد خان نے قاعدہ یہ رکھا
تھا کہ ہفتہ مین ایک مرتبہ مع سردار محمد اکبر خان شاہ بخارا کے دربار مین جاتا تھا - ایک
دن دربار مین شاہ بخارا نے جملہ اراکین سلطنت و دولت کے روبرو بیان کیا کہ شاہ
شجاع نے امیر دوست محمد خان کو بے خانمان کرکے کابل سے خارج کردیا ہے - وہ تنہا
کابل سے - بامیان مین آیا اور بامیان سے قندز مین - پھر یہ جوانمرد یہان پہونچا ہے - اوسکی
تائید کرنا چاہیئے - اُمرائے دولت نے کہا کہ یہ سبب ناموری اور بلند نامی ضرور ہے -
مگر اندنون قرب و جوار کابل مین برف اسقدر پڑی ہے خصوصاً کوہستان مین کہ ہر طرف سے
راستہ بند ہوگیا ہے - سپاہ کا گزرنا دشوار معلوم ہوتا ہے - جسوقت برف دفع ہوگی
اوسوقت موقع ہے کہ امیر کی مدد فوج سے کیجاوے - امیر نے اس کہنے کو بہانہ پر محمول
کیا - اور کہا یہ قوم ترک نامرد ہے - کہ باوجود موجود ہونے پوستین و شال کے برف سے
خوف کرتی ہے - بظاہر ان لوگون نے اپنے وطن سے قدم باہر نہین رکھا - اور ہمیشہ محبوس
و تن پرور عورتون سے زیادہ ہین - ان سے امید بہادری نہین ہے - یہ کیا جنگ
کرسکتے ہین - شاہ بخارا کو ان کلمات سے رنج ہوا -
اور اوس نے بطریق نصیحت کہا کہ اے امیر تجھکو عقل و شعور نہین ہے - کہ اسطرح کے کلمات
نامناسب میری دولت اور میری فوج کی نسبت استعمال کرتا ہے - اور ہرگز پاس و لحاظ
تجھکو نہین - محمد اکبر خان نے بھی اسیطرح سے کہدیا - آخرکار امیر دوست محمد خان مع اپنے
لڑکے کے غصہ مین آیا اور کہا کہ اب ہمکو بخارا کا آب و دانہ حرام ہے - یہ کہکر امیر اُٹھ کھڑا ہوا -
اور پھر شاہ بخارا نے بہت کچھ سمجھایا - مگر اوسپر اوسکو کچھ التفات نہوا - اور جس قلعہ
مین مقیم تھا وہان سے مع اپنے ہمراہیون کے چل کھڑا ہوا - اب پھر شاہ بخارا کو
خیال ہوا کہ مین میزبان تھا اور امیر مہمان - مجھسے ناخوش ہوکر اوسکا چلا جانا اچھا نہوا
اوسکو راستہ سے واپس کرنا چاہیئے -

اس لحاظ سے اوس نے اپنے ایک پہلوان سے کہ جسکا نام سعید تھا کہا کہ پانسو سوار اپنے
ہمراہ لے کر جلد روانہ ہو اور امیر کو جسطرح ہو سکے اپنے ہمراہ واپس لا - جب سعید مع
اپنے سوارون کے قریب پہنچا تو امیر نے ترکون کو دیکھکر یہ خیال کیا - کہ شاہ بخارا نے یہ فوج
میری گرفتاری کے واسطے بھیجی ہے اور اوسکی یہ خواہش ہی کہ جو سوال وجواب ہم سے
اور اوس سے دربار مین ہوے - اوسکے عوض وہ ہمکو تکلیف ومصیبت مین رکھیگا - اور
یا تکلیف دیکر قتل کر دیگا - باپ بیٹے اسی خیال مین تھے - کہ سعید پہونچ گیا اور کہا کہ اے
امیر ٹھہر جا اور کہان جاتا ہے - بادشاہ نے تجھکو طلب کیا ہے - میرے ہمراہ تجھکو بخارا
چلنا پڑیگا -

امیر نے جواب دیا کہ مین شاہ بخارا پر اب اعتبار نہین کرتا - اور مین ہرگز بخارا نہ جاؤنگا - نہ
مین اوسکا بندۂ زرخرید ہون نہ ملازم نہ رعیت - سعید نے امیر سے اصرار کیا - اور اوسکی
کمر مین ہاتھ ڈالکر اپنی طرف کھینچا - یہان تک کہ نوبت بہ شمشیر وخنجر پہونچی اور طرفین مین
خون ریزی ہوئی -

کہتے ہین کہ اس جنگ مین دوسو ترک مجروح ومقتول ہوے - اور چند آدمی امیر کے
بھی کام آئے - امیر کا گھوڑا - زخمی ہوا - اور دوسری جانب محمد اکبرخان زخمی ہوکر گھوڑے
سے گر پڑا اور بیہوش ہوگیا - گھوڑے کے مجروح ہونے سے امیر مضطر وپریشان ہو کر کھڑا
ہوگیا - یہانتک کہ قابو پاکر بخارا کی فوج نے اوسکو گھیر لیا اور اسی صورت سے اوسکو بخارا
لے گئی - جب سعید نے امیر اور اوسکے بیٹے محمد اکبرخان کو شاہ بخارا کے روبرو پیش کیا
تو اوسکی بہادری اور جوانمردی کا حال بیان کیا - اور کہا - کہ امیر دوست محمد خان
اور سردار محمد اکبرخان کے مانند مین نے کوئی پٹھان شجاع وبہادر نہین دیکھا - یہ دونون
جسکو تلوار مارتے تھے اوسکے جسم کے دو ٹکڑے ہوجاتے تھے - مین نے دیکھا کہ ایک نیزے
سے دو آدمیون کو پشت زین سے امیر نے اوٹھا لیا تھا - اور ایسا ہی حال اسکے لڑکے
محمد اکبرخان کا ہے - مین نہین جانتا کہ یہ دونون آدمی نسل آدم سے ہین یا دیو ہے - لڑائی
کے وقت [illegible] آگ سے خوف نہ پانی سے ڈر ہے - اگر امیر کا گھوڑا زخمی نہ ہوجاتا ہرگز

وہ گرفتار نہ ہوتا۔ شاہ بخارا نے اوسکی شجاعت و بہادری کا حال سنکر اپنے دل مین کہا کہ ایسے
بہادرون کا قتل کرنا یا اونکو مقید کرنا شاہانہ شان کے خلاف ہے۔
اوسنے بلحاظ انصاف خسروانہ اونکے قصور کو معاف کیا اور حکم کیا کہ اونکے زخمون کا علاج ہو
جب سردار محمد اکبر خان کے زخم علاج سے اچھے ہو گئے۔ تو امیر دوست محمد خان نے شاہ
بخارا سے عرض کی کہ اب آپ مجھکو خوشی سے رخصت فرمائین تاکہ بلخ جاکر اپنے عیال واطفال
کو دیکھون۔ شاہ بخارا نے کہا کہ مین نے آپکو اس واسطے اپنا مہمان کیا تھا کہ آپ کی مدد کر کے
آپکو پھر کابل کا حکمران کردون مگر آپکی سخت کلامی سے تمام ترک آزردہ اور رنجیدہ ہو گئے۔
اور جب آپ نے سعید سے جنگ کی تو اونکی بدگمانی اور بڑھ گئی۔ پس آپکا یہان رہنا
کسی صورت سے مناسب نہین ہے۔ آپ جسطرف جانا چاہتے ہین چلے جائین۔
آپکا خدا حافظ اور مددگار رہے۔ پھر کہا کہ اشرفیون کی تھیلی حاضر کیجائین اور دو اسپ خاصہ
مع دیگر اسباب وسامان مع ان اشرفیون کے امیر اور اونکے لڑکے کو دیدین۔ اور پروانہ
جات راہداری دیکر رخصت کیا۔ امیر دوست محمد خان مع محمد اکبر خان بخارا سے واپس
آکر پھر قندز مین آئے اور اپنے عیال واطفال کو دیکھکر خوش ہوے اور چند روز تک
وہان قیام کیا۔ پھر ایک دن اونکے دل مین آیا کہ اپنے عیال کو کسی محفوظ مقام پر بھیجدینا
چاہیئے۔ اوس نے خیال کیا کہ مقام کش سے بہتر کوئی مقام نہین ہے۔ اور وہان کے
حاکم پر امیر اعتماد رکھتا تھا۔ اوس نے تجویز کیا کہ جبار خان اوسکا بھائی اوسکے عیال واطفال
کو اپنے ہمراہ لیکر جائے چنانچہ وہ روانہ ہوا۔ جب تین یا چار منزل پہنچا تو اوسنے خفیہ
شاہ شجاع کو پیام بھیجا کہ اگر شاہ مجھکو زر و منصب حسب دلخواہ عطا کرے تو مین امیر کے
عیال واطفال کو مقام کش مین نہ پہنچاؤن بلکہ کابل مین لاکر شاہ کے سپرد کردون۔ جب
شاہ شجاع کو یہ معلوم ہوا تو اوسنے فوراً ایک معتمد کو جبار خان کے پاس بھیجا اور اوسکی
تعریف اور توصیف کی اور کہلا بھیجا کہ بہت جلد امیر کے عیال واطفال کو کابل مین حاضر
کرین اس خدمت کے صلہ مین تیرے ساتھ ایسا سلوک کرونگا جو تیرے وہم و گمان
مین بھی نہ ہوگا۔ اور اوس معتمد کے ہمراہ بہت سی اشرفیان کردین کہ جبار خان کو دیدینا

جبار خان نے اشرفیون کو دیکھکر نہایت خوشی ظاہر کی اور آخرکار امیر کے عیال واطفال کو کابل مین پہنچا دیا ۔

(۳۲) ۔ یہ کہ جب امیر دوست محمد خان اپنے عیال واطفال کو بھیجکر مطمئن ہو گیا ۔ تو اوسنے قندز مین قیام کرکے سیر وشکار اپنا مشغلہ کر لیا تھا ۔ مگر ایک شخص نے اونکو یہ خبر پہونچائی کہ آپ تو یہان سیر وشکار مین مشغول ہین ۔ اور آپ کے قبائل کو جبار خان نے بطمع زر کابل مین لیجاکر شاہ کے سپرد کر دیا ہے ۔ یہ سنکر امیر کے ہوش وحواس باقی نہ رہے ۔ اور جب کسیقدر ہوش وحواس درست ہوے تو اوس نے بارگاہ ایزدی مین دعا کی کہ اے قادر توانا میری فریاد کو پہنچ ۔ اب ایسی زندگی سے مرنا بہتر ہے ۔ اوسنے چاہا کہ خنجر اپنے سینہ مین مارے اور اپنے کو ہلاک کرے ۔ مگر اتفاق سے حاکم قندز اوس مقام پر موجود تھا اوسنے دیکھکر اوسکا ہاتھ پکڑ لیا ۔ اور کہا کہ اے امیر حرام موت مرنا ناجائز ہے ۔ اگر ایسا ہی کرنا منظور ہے تو اپنے دشمن سے لڑکر مرنا بہتر ہے ۔ اگر تجھکو غلبہ ہوگا تو یہ غلبہ تیری دعا کے مطابق ہوگا ۔ اور اگر مارا جائیگا تو شہادت کے درجہ پر پہنچیگا ۔ میرے پاس جسقدر خزانہ ہے وہ مین تیری نذر کرتا ہون ۔ اسکے علاوہ میرا تمام لشکر تیرا ہے ۔ چندے توقف کر کہ مین مشہور بہادرون اور پہلوانون کو جمع کرکے مع سامان حرب وضرب تیرے ساتھ کر دون ۔ چنانچہ اوسنے ایسا ہی کیا جب تمام فوج امیر کے سایہ مین جمع ہو گئی ۔ تو وہ قندز سے کابل کیجانب روانہ ہوا ۔ اور جب بت بامیان مین پہونچا تو اوس نے ایک میدان مین اپنا خیمہ نصب کیا ۔ اور فوج کی ترتیب اسطرح پر کی کہ ہر قبیلہ کے آدمیون پر اوسی کی قوم کے سردار کو افسر بنایا بعض کو میمنہ ومیسرہ پر مقرر کیا اور اپنے کو قلب فوج مین قرار دیا ۔ اور کہدیا کہ بروقت جنگ اسی نظم ونسق سے جنگ کرنا ۔ ادھر جب شاہ شجاع کو خبر معلوم ہوئی کہ امیر دوست محمد خان ایک بڑا لشکر جمع کرکے کابل پر حملے کے واسطے آتا ہے ۔ تو اوسنے حکم دیا کہ ایک فوج تیار ہوکر اوسکے مقابلہ کیواسطے روانہ کیجائے ۔ چنانچہ بموجب حکم پانچ انگریزی افسرون کے زیر کمان قریب بیس ہزار فوج بجانب بت بامیان روانہ ہوئی ۔ جب یہ فوج امیر کی فوج کے قریب جمع ہوئی ۔

تو دو افسرون نے مشورہ کرکے ایک سردار کو امیر کے پاس بھیجا اور پیام دیا کہ آپ
کیون اپنی جان سے بیزار ہو گئے ہین اور بادشاہون سے جنگ کرنے کا قصد
رکھتے ہین۔

آپ کیون کوہ بکوہ اور دشت بدشت پھرتے ہین آپ کے حق مین تو یہی بہتر
ہے کہ آپ حاضر ہوکر شاہ کی اطاعت قبول کرین۔ ایسا کرنے سے بادشاہ تمھکو
امان دے گا اور تیرا ملک اور تیری دولت تیرے حوالے کر دیگا۔ اس پیام کو
سنکر امیر کو نہایت غصہ آیا اور سفیر سے کہا کہ بادشاہ نہایت ظالم اور ستمگار
ہے وہ اس لائق نہین ہے کہ مین اُسکی اطاعت قبول کرون اور [illegible] سے
کہدیا کہ کل مین میدان جنگ مین آؤنگا۔ اب کبھی میرے روبرو ایسے بادشاہ
کا نام زبان پر نہ آئے۔ دوسرے دن امیر ترکون کی فوج لیکر انگریزون کے مقابل
ہوا مگر انگریزی فوج نے توپ وتفنگ سے وہ کام لیا کہ امیر کی ترکی فوج ناآزمودہ
جنگ فرار ہو گئی اور بہت سے آدمی کام آئے۔ اُنکے گھوڑے اور خیمے اور خزانہ
لوٹ لیے گئے اس شکست سے امیر دوست محمد خان نہایت مغموم ہوا اور
رات کو خداوند تعالیٰ کی درگاہ مین عجز وزاری دعا کی۔ یہ گریہ وزاری افسرون
نے سنکر امیر سے کہا کہ آپ رنجیدہ نہون یہ ترک بے نام ونشان اور ناتجربہ کار
تھے اگر بھاگ گئے تو کوئی مقام اندیشہ نہین ہے۔ دوسری جنگ مین ہم
غالب آئینگے اور ایسے غالب کہ شاہ کی فوج مین سے کسی کو زندہ نہ چھوڑینگے
جب تک کہ جان ہمارے جسم مین رہے گی جنگ کرینگے اور سب نے باتفاق
امیر کے روبرو اس عہد پر حلف اٹھایا۔ امیر کو اس عہد واتفاق سے نہایت
قوت ہوئی اور پھر اُسنے فوج کو از سر نو ترتیب دیا اور میدان جنگ مین
آموجود ہوا۔

اب انگریزی فوج نے بے انتہا کوشش کی اور توپ وبندوق سے کام
لیا مگر امیر کی فوج نے بالکل موت سے اندیشہ نہ کرکے فوج مخالف پر حملہ

کیا اور اسقدر کشت وخون اور دار وگیر کا بازار گرم ہوا کہ فوج کاٹن کے دو حصہ اور توپخانہ کے آدمی مارے گئے۔ جو لوگ لڑائی مین موجود تھے اُنکا بیان ہے کہ امیر کی فوج کے سپاہیون کی ضربت شمشیر کا یہ حال تھا کہ جس کسی کو وہ تلوار مارتے تھے مثل خیار کے دو ٹکڑے ہو جاتا تھا حتی کہ افسران فوج فرنگ متحمل حملہ فوج امیر نہ ہوے اور ایک پہاڑ مین جا کر پناہ لی۔ امیر دوست محمد خان جو اس جنگ مین نہایت خستہ ہو گیا تھا وہ تعاقب نہ کر سکا۔ اُسنے دوسرے پہاڑ پر جا کر دم لیا۔ ہر دو فریق دو ہفتہ تک اپنی اپنی جگہ پر قائم رہے صرف شبخون سے حفاظت کرتے تھے اور جنگ کی تدبیرون مین مشغول تھے۔ انگریزی افسر تو اس فکر مین تھے کہ صف جنگ مین کوئی ایسا حیلہ اختیار کرین کہ امیر پر غالب آجائین۔ دوسری جانب امیر دلیر اور بہادر فوج کے آراستہ کرنے اور سامان جدال وقتال کے مہیا کرنے مین مشغول تھا اور اس فکر مین تھا کہ یا بحالت جنگ ہلاک ہون یا کابل مین پہونچکر اپنا بدلہ شاہ شجاع سے لون اور قیدیون کو رہا کراؤن اور بعد اُسکے کسی اور مقام پر چلا جاؤن کہ پھر میرا ذکر وند کور نہو۔ وہ اپنی جان کو ہتھیلی پر رکھے ہوے تھا۔ اُسکو نہ توپ وتفنگ سے خوف تھا اور نہ لاکھون آدمیون سے ڈر۔ دو ہفتہ تک طرفین مین جنگی کوششین عمل مین آتی رہین۔ اب سپہ سالار انگریزی فوج نے جو مرد جری اور بہادر تھا۔ اپنے افسران فوج سے مشورہ کیا کہ کب تک انگریزی فوج پہاڑ پر قیام پذیر رہے مین چاہتا ہون کہ میدان جنگ مین آکر مخالف سے جنگ ہو۔ دوسرے دن وہ اپنی ساری فوج کو میدان مین لایا اور امیر کو پیغام دیا کہ یا آپ جنگ کیواسطے آئین یا مین آپ پر حملہ کرون تاکہ آپ کو ہماری جنگ کا حال معلوم ہو جاے امیر نے جواب دیا کہ آپ کا پیام آیا کل مردی ونامردی طرفین کا حال صف کارزار مین آپ پر آشکارا ہو جائیگا۔ الغرض دوسرے دن دونونکی فوجون نے مقابل ہو کر ہنگامہ کارزار بلند کیا ایک جانب سے توپ وتفنگ نے محشر بپا کر رکھا تھا دوسری جانب سواران فاتحہ خیر پڑھکر

مثل برق و باد کاٹن کے لشکر پر حملہ کرتے تھے اور امیر کے سوارون کے ایک
حصہ نے جب توپخانہ پر حملہ کیا تو راہ مین جو مارے گئے وہ مارے گئے باقی توپخانہ
پر پہونچگئے اور انھون نے توپخانہ کے سپاہیون کو قتل کر دیا جو فوج انگریزی صف بستہ
کھڑی ہوئی تھی پھر اُسپر حملہ کیا اور انگریزی فوج نے بھی سنگینون اور طپنچون سے
بڑی جوانمردی سے کام لیا - بیان ہی کہ امیر نے اپنی فوج کو تین گروہون پر تقسیم
کیا تھا - ایک گروہ ایسا تھا کہ جب امیر نے اشارہ کیا تو اُنھون نے گھوڑے دوڑا کر
توپخانہ پر حملہ کیا جنکو مرنا تھا مر گئے باقی نے سیف و سنان سے وہ کام لیا کہ
انگریزی توپخانہ کے تمام آدمیون کو ضائع کر دیا اور دوسرا گروہ یمین سے آیا اور
تیسرا گروہ یسار سے آیا - ان دونون نے انگریزی فوج کو درمیان مین کر لیا
انگریزی افسر کو نہایت فکر و تشویش ہوئی کیونکہ اُسکی فوج کے دو حصہ ضائع ہو گئے
تھے اور باقی مجروح و خستہ تھے اُسنے دوسرے افسرون سے کہا کہ خزانہ
جو واسطے مصارف فوج کے ہمارے پاس ہے اسوقت اسکو ہم نہین لیجا سکتے
اور نہ کابل مین بھیج سکتے ہین - یہ ہوسکتا ہے کہ اُس خزانہ کو یہان چھوڑ دین -
مگر اندیشہ ہے کہ امیر کی فوج اسکو حاصل کرے گی اور اسکو فراہمی فوج کی زیادہ
قوت ہو جائیگی اور ہمکو اُسکے دفن کرنے کی بھی فرصت نہین ہے پس مناسب
یہی معلوم ہوتا ہی کہ اُس خزانہ کو دریا مین پھینکدین چنانچہ باتفاق و بمشورہ دیگر
افسران فوج قریب پینتیس لاکھ روپیہ کے دریا مین پھینکدیا گیا اور پھر انگریزی
فوج ایک پہاڑ پر جاکر پناہ گیر ہوئی اور خیمہ و خرگاہ اور گھوڑے اور بیل اور اسباب
کو چھوڑ دیا جسکو امیر نے اپنے قبضہ مین کر لیا - امیر بھی ایک دوسرے پہاڑ پر
چلا گیا اور اپنے مجروحین کا علاج شروع کیا - اب امیر دوست محمد خان نے
یہ عزم مصمم کر لیا کہ اب کی مرتبہ ہرچہ بادا باد مین کابل پر ضرور حملہ آور ہون گا اور دوسری
جانب انگریزی فوج کے افسر اُس صدمہ سے جو انکی فوج کو پہونچا تھا نہایت اندیشہ
اور فکر مین مبتلا تھے اور اسی اندیشہ سے انھون نے کپتان واکر کو شب کے وقت د

دوسرے سپہ سالار کے پاس روانہ کیا جو میدان جنگ اور کابل کے درمیان لشکر لیے ہوے مقیم تھا اُسکا یہ لشکر لڑنے والی فوج کی کمک کے واسطے تھا کپتان واکر نے سپہ سالار کے پاس جاکر بیان کیا کہ جو فوج امیر سے جنگ کر رہی تھی اُسکے دو حصہ کام آئے اور جو حصہ باقی ہی وہ خستہ اور مجروح پڑا ہوا ہے اُسمین نشست وبرخاست کی طاقت نہین ہے ہمنے سرکاری خزانہ کو دریا مین پھینکدیا کہ مبادا مخالف کے ہاتھ آجاے اور اسکو زیادہ تر قوت ہو جاے ہماری فوج مین کسی افسر کے ہوش وحواس درست نہین ہین اور امیر کا حال مین کیا بیان کرون کہ وہ بشر ہے یا جن کہ بروقت جنگ بےخوف وخطر کیسی ہی گولہ باری اور گولیونکا منھ کیون نہ برسایا جاے مگر وہ چلا آتا ہے اور کوئی صدمہ اسکو نہین پہونچتا اور یہی حال اُسکے ترک سپاہیون کا ہی کہ وہ جنگ کے وقت اپنی ڈاڑھی کو منھ مین کر لیتے ہین اور تلوار کو ہاتھ مین لیکر ہماری فوج کے صفون پر آپڑتے ہین اور ایسی جنگ کرتے ہین کہ قیامت کبری برپا ہو جاتی ہی ہمنے دو ہفتہ تک اُس سے جنگ کی اور توپ و تفنگ سے زیادہ تر کام لیا مگر جنگ کے وقت امیر ہی کو غلبہ رہا اور ہر مرتبہ اُسنے ہمارے فوجی افسرون اور سپاہیون کو ہلاک کیا۔ اب ہمارے افسر ایک چھوٹا سا گروہ فوج کا لیے ہوے دو پہاڑون کے درمیان پناہ گزین ہین اور مجھکو روانہ کیا ہے اور مین آپ کو مطلع کرتا ہون کہ بعجلت تمام واسطے کمک کے اور فوج روانہ کرین اور اگر ایسا نہ ہوگا تو اُس پناہ گزین فوج کا کام تمام ہو جائیگا جب سپہ سالار نے کپتان واکر کی زبانی سُنا تو اسکو اندیشہ پیدا ہوا اور اُسنے اپنے دل مین غور کیا کہ اگر کچھ بھی توقف فوج کے بھیجنے مین کیا جائیگا تو امیر بیدھڑک کابل مین آجائیگا اور شاہ اور وزیر اور اُسکے سپاہیون مین کسی کو باقی نہ رکھے گا ادھر سپہ سالار سیل نے حسب رپورٹ کپتان واکر کابل مین شاہ اور اُسکے وزیر کو مطلع کیا اور اُدھر امیر نے اپنی قلیل فوج پر نظر کی اور یہ بھی خیال کیا کہ روپیہ موجود نہین ہے پس کسطرح اس جمعیت قلیل کو لیکر کابل پر حملہ آور ہون مگر چونکہ

اُسنے اپنی زندگی سے ہاتھ دھو لیا تھا اور مرنے کو زندگی پر مقدم جانتا تھا۔ لہذا
توکل بخدا کر کے سمگین و تمامی دو ہزار سوار لیکر بجانب کابل روانہ ہوا۔ جب کابل
کی جانب چلا جاتا تھا تو اُسکا گزر ایک شہر پشید نامے مین ہوا۔ اُس شہر مین ایک
سید مسجدی نامے رہتا تھا جو وہان کا مرزبان تھا اور مرد شجاع اور صاحب حیا
تھا۔ وہ امیر کے آنے سے آگاہ ہوا اور اُسنے امیر کا استقبال کیا اور خلوص محبت
سے پیش آیا اور قلعہ مین لیجا کر امیر کو مقیم کیا۔ اُسنے امیر کی شاہانہ دعوتین کین
اُسکے اصرار سے امیر نے چند روز تک اُس قلعہ مین قیام کیا۔ انگریزی افسر
کاٹن نامے کو جب یہ معلوم ہوا کہ امیر قلعہ پشید مین مقیم ہے تو اُسنے اپنا
ایک ایلچی سید مسجدی کے پاس بھیجا اور پیام دیا کہ امیر کو گرفتار کر کے میرے پاس
روانہ کرو۔ تم اگر ایسا کرو گے تو شاہ اور وزیر تمھاری عزت افزائی کرینگے۔
اور اگر ایسا نہ کرو گے تو تمھارے قلعہ مین آگ لگا دیجائے گی اور جلا کر
خاک سیاہ کر دیا جائیگا۔ سید مسجدی نے اُس ایلچی کو جواب دیا اور کہا کہ تم
جاکر اپنے افسر سے کہنا کہ کل مین اسکا جواب زبان شمشیر و خنجر سے
دونگا۔ پس وہ ایلچی یہ سُنکر چلا گیا اور دوسرے دن امیر دوست محمد خان
اور سید مسجدی مع فوج ترکی کاٹن کی فوج کے مقابلہ مین آئے۔ درانحالیکہ
انگریزی فوج کو کمک پہونچ گئی تھی۔ اور آتے ہی حسب دستور امیر کی فوج
نے شاہی فوج پر حملہ کر دیا اور جانبین مین سنگینین اور تلوار چلنے کے بعد
یہانتک نوبت پہونچی کہ آخر کار طرفین کے سپاہیون مین کشتی ہو پڑی۔
بیان کیا جاتا ہے کہ اُس دار و گیر مین ایک کو دوسرے کی خبر نہ تھی۔ معلوم تھا
کہ کاٹن کہان مرے ہوے پڑے ہین اور افسر ریٹ کا یہ حال ہوا کہ وہ
اس معرکہ مین مفقود الخبر ہو گیا اور اُنکے تمام سپاہی مقتول و مجروح ہوے
امیر نے تمام ساز و سامان لوٹ لیا اور مظفر و منصور ہو کر امیر مع سید مسجدی
میدان جنگ سے اپنے قیامگاہ پر واپس آیا۔ جب سپہ سالار سیل کو

یہ حال معلوم ہوا تو وہ مع فوج اور سامان جنگ خود واسطے کمک اور واسطے جنگ امیر کے روانہ ہوا۔ اثناے راہ مین جب اُسکو اطلاع ہوئی کہ اُسکے دوسرے ذوی الاقتدار افسر جنھون نے داد شجاعت ومردانگی دی تھی مع فوج جنگ مین کام آئے تو اسکو نہایت تاسف اور رنج ہوا۔ اُسنے نہایت عقلمندی کی کہ لارنس صاحب کو ہندوکش سے جو وہان اپنی فوج کے ساتھ مقیم تھے اور مخالف کی راہ بند کیے ہوے تھے اپنے پاس طلب کرلیا اور باتفاق قلعہ لیشد کا محاصرہ کیا اور اسقدر گولون کی بارش کی کہ قلعہ کے برج وغیرہ سب منہدم ہوگئے۔ جب امیر اور سید مسجدی نے دیکھا کہ غنیم کی فوج قلعہ کا محاصرہ کیے ہوے ہے۔ یہ اندیشہ کیا کہ مبادا غفلت کی حالت مین غنیم کی ساری فوج قلعہ مین داخل ہوکر ہم پر حملہ آور ہو۔ اب امیر اور سید مسجدی نے یہ کیا کہ خزانہ اپنے ہمراہ لیا اور باقی مال و اسباب و سامان کو جلا دیا۔ اور قلعہ سے باہر آئے اور مخالف سے جنگ کرکے نکل گئے اور ایک پہاڑ کے اوپر چلے گئے۔ رات کے وقت جنگ نہین ہوئی مگر انگریزی فوج نے شہر لیشد مین آگ لگا دی اور اسکو جلا دیا اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آخر شب کو سید مسجدی شبخون کی غرض سے اُترا اور فوج مخالف کے سپاہیان طلایہ اور مقدمۃ الجیش کو مارکر یہ قصد کیا کہ سیل کی فوج پر حملہ کرے مگر وہ حملہ نہ کرسکا باین وجہ کہ پیشتر سے اطلاع ہوچکی تھی اور توپین لگا دی گئی تھین اور ایک قلعہ سا بنا لیا گیا تھا اسکے بعد پھر کچھ حال سید مسجدی کا معلوم نہ ہوا کہ آیا زندہ رہا یا اور کسی طرف چلا گیا یا اس معرکہ مین مارا گیا۔ صبح کے وقت پھر امیر پہاڑ سے اُترا اور اُسنے انگریزی فوج سے حسب دستور جنگ کی اور پھر پہاڑ پر چلا گیا اسی طرح ایک ہفتہ تک امیر جنگ کرتا رہا مگر بخوف شبخون کسی ایک مقام پر قیام نہ کرتا تھا ایک پہاڑ سے دوسرے پہاڑ پر چلا جاتا تھا اور سپہ سالار سیل کا یہ عالم تھا کہ وہ بھی بخوف شبخون امیر اپنی فوج کو روز و شب تیار و مسلح رکھتا تھا۔ جب امیر نے

دیکھا کہ اُسکے سپاہی اسطرح کی نقل وحرکت سے زیادہ تر تکلیف اُٹھا رہے
ہین تو اُسنے اپنے کو مع لشکر کے قلعہ عالی حصار مین پہونچا یا۔ اُس قلعہ کا حاکم
بظاہر محبت و اخلاص سے پیش آیا اور اُسنے امیر کی ضیافت بھی کی اور کسیقدر
اسباب وغیرہ پیشکش کیا اور رات دن مثل نوکرون کے اسکی خدمت مین
حاضر رہتا تھا مگر یہ حاضری اور یہ اخلاص ازراہ مکر و فریب تھا اکثر امیر سے
کہتا رہتا تھا کہ یہ قلعہ نہایت مضبوط اور دشوار گزار ہے آپ کو کچھ اندیشہ
نہ کرنا چاہیے باطمینان تمام یہان رہنا چاہیے۔ اگر آپ کا دشمن یہان
آنے کا قصد کرے گا تو مین اپنی فوج کو ہمراہ لیکر آپ کی جانب سے
جنگ کرون گا۔ لیکن امیر دوست محمد خان نے اسکی تراوش کلام سے
اسکو تاڑلیا تھا اور اسکی باتون پر چندان وثوق نہ رکھتا تھا اور نہایت
ہوشیاری اور خبرداری سے رہتا تھا۔

اب یہان کے قیام سے بھی سپہ سالار فوج کو خبر ہوگئی اور یہ بھی اُسنے
معلوم کر لیا کہ امیر قلعہ عالی حصار مین باآرام تمام رہتا ہے اور سامان جنگ
کے مہیا کرنے مین مصروف و مشغول ہے اور بغیر کسی خوف و اندیشہ کے
کابل پر حملہ کرنا چاہتا ہے اُسنے غور کیا کہ اگر امیر کابل مین پہونچ گیا تو اول
وہ شاہ شجاع کو قتل کرے گا اور پھر کابل مین آگ لگا کر اسکو بالکل ویران
اور منہدم کردے گا۔ اُسنے اس غور و فکر کے بعد قصد مصمم کر لیا کہ جہانتک
ہو سکے گا امیر کو کابل تک جانے کا موقع نہ دون گا۔ اُسنے یہ بھی تدبیر
سوچی تھی کہ یا امیر زندہ گرفتار ہو یا جنگ مین مقتول ہو تاکہ بادشاہ اور ہم سب کو
اسکی ہر روزہ جنگ سے فرصت ملے اب اُسنے کل مقامات یعنی سرحد
بامیان و غزنی و چارکار کابل سے فوج طلب کرلی اور بہت سی قلعہ شکن
توپین مہیا کین اور بہت سا ساز و سامان جنگ کا موجود کر لیا و قلعہ عالی حصار
کی جانب روانہ ہوا اور اُسکا محاصرہ کر لیا۔ جب امیر نے قلعہ کے اوپر چڑھکر

دیکھا کہ جوق در جوق فوج قلعہ کا محاصرہ کیے ہوے ہی تو وہ غصہ مین آیا اور قلعہ سے اُتر کر اپنی فوج کو ساتھ لیکر انگریزی لشکر پر حملہ کیا اور ایک جنگ عظیم برپا کرکے پھر اُسی قلعہ مین چلا گیا۔ سپہ سالار نے جب یہ دیکھا کہ امیر کو کوئی فوج روک نہین سکتی تو اُسنے مورچہ بنائے اور ایک ہفتہ تک قلعہ پر مردانہ حملے کرتا رہا مگر وہ حملے بے سود تھے کسواسطے کہ امیر کے سپاہی بضرب تیرو تفنگ اور آتشین گولون کے اُسکے حملے کو روکتے تھے اور قلعہ کی محافظت کرتے تھے۔ جب چند ہفتہ اسی داروگیر مین گزرے یہان تک کہ لاشون مین تعفن پیدا ہو گیا اور امیر کی فوج کو قلعہ مین بوجہ عدم دستیابی رسد وغیرہ تکلیف شروع ہو گئی اُسوقت امیر نے قلعہ مین آگ لگا دی اور مع اپنی فوج کے قلعہ سے اُترا اور پھر مشغول بہ جنگ و پیکار رہا۔ امیر رات کے وقت قلعہ سے اُترا تھا اور جبکہ رات کا وقت تھا تو باوجود اسکے کہ سپہ سالار مطلع ہو گیا تھا مگر اُسنے امیر سے تعرض کرنا مناسب نہ خیال کیا اور اس سے جنگ نہ کی۔ امیر اُس قلعہ سے دوسرے قلعہ کی جانب جو اُس سے مستحکم واستوار تھا متوجہ ہوا اور سلج پہونچکر جب ہر طرف اُسنے سرسبز و سیر آب چراگاہین دیکھین تو اُسکے سپاہیون کے گھوڑے چھوڑ دیے گئے تاکہ فربہ اور توانا ہون۔ مگر یہان ایک اور قصہ پیش آیا جسکی کیفیت یہ ہے کہ حاکم نے اُس قلعہ مین امیر کی خاطر و مدارات کی لیکن یہ مدارات ظاہری تھی حاکم کا باطن صاف نہ تھا۔ اُسنے بطمع ملک و دولت خفیہ طور پر سپہ سالار سیل کو خبر دی کہ امیر میرے قلعہ مین آیا ہے۔ آپ جلد رات ہی رات بغیر کسی مشورہ کے چل کھڑے ہون اور قلعہ تھرور کا محاصرہ کرلین میرے پاس قلعہ کی کنجی ہے مین اُس سے قلعہ کھولدون گا۔ امیر اس حاکم کے مکر و فریب سے غافل تھا اور اپنے قیامگاہ مین سو رہا تھا حسب اتفاق صبح کے وقت ایک شخص قلعہ سے واسطے قضاے حاجت کے اُٹھا

اور سپیدہ سحری کی روشنی مین وہ کیا دیکھتا ہے کہ انگریزی فوج آگئی ہے
اور اوس نے ہر طرف سے قلعہ کا محاصرہ کر لیا ہے وہ ازراہ خیر خواہی فوراً
امیر کی خوابگاہ مین گیا اور اسکو بیدار کرکے اُس سے کہا کہ آپ غافل پڑے
سو رہے ہین اور غنیم کی فوج آگئی ہے۔ فوراً بیدار ہون امیر اوسی وقت قلعہ
پر گیا اور اُسنے اپنی آنکھ سے دیکھا کہ انگریزی فوج مسلح کھڑی ہوئی ہے
یہ دیکھکر اُسنے اپنے معتمدین کو حکم دیا کہ قلعہ کی کنجیان اول حاکم سے لے لینا
چاہیے اور اپنی فوج کو مسلح ہونے اور جنگ کرنے کا حکم کیا اُس قلعہ کے
حاکم نے جب دیکھا کہ شکار ہاتھ سے نکلا جاتا ہے اور امیر کو انگریزی فوج
کے آنے کی خبر ہو گئی ہے اور اُسنے خود بھی دیکھ لیا ہے پس امیر کے حضور
مین حاضر ہوا اور یہ باتین بنانا شروع کین کہ مین حیران ہون کہ آپ کے قیام سے
آپ کے دشمن کو کسنے خبر کر دی ہے اگر حکم ہو تو فلان دروازہ کھول کر مین باہر قلعہ کے
جاؤن اور حالات فوج کے دریافت کرکے آپ کو آگاہ کرون۔ بھلا امیر اُسکی چرب زبانی
اور سخن سازی کو کب ماننے والا تھا اُسنے کہا ٹھہر جا مجھکو تیرے فریب کی خبر ہے
اے بدذات تو نے کچھ بھی خدا سے خوف نہ کیا اور میرے قتل کی فکر مین ہے۔ درانحالیکہ
مین تیرا مہمان تھا۔ اب جیسا تخم بدی کا تو نے بویا اُسکا ثمرہ حاصل کر۔ یہ کہکر تلوار
سے اسکا کام تمام کر دیا۔ اور اُسکے گھر مین گھسکر اسکے خاندان سے کسی کو زندہ
نہ چھوڑا۔ بعدہ قلعہ کے دروازہ کے قریب آیا اور اس دروازہ کے کھولنے کا حکم دیا
اور نڈر ہو کر مردانہ وار نہایت بہادری اور دلیری سے قلب فوج مخالف پر حملہ کیا
اسوقت اسکو ذرا بھی توپ و تفنگ سے خوف نہ تھا جنگ کرتا ہوا اور تلوار سے کام
لیتا ہوا نکل گیا اور ایک پہاڑ پر پہونچگیا اور دو ہفتہ تک وہان قیام کیا اور وہین اقوام کوہی سے جوانان
قوی بازو کا انتخاب کیا اور اُنسے ایک لشکر آراستہ کر لیا۔ اب سپہ سالار سیل کو
معلوم ہوا کہ امیر ابھی تک لڑنے کو آمادہ ہے اور اقوام صحرائی اور کوہی سے
ایک لشکر فراہم کیا ہے یہ معلوم کرکے اُسنے اپنے ماتحت افسرون سے مشورہ

کیا کہ یہ مرد افغان بیہودہ طور پر اپنے کو ہلاکت مین مبتلا کیے ہوے ہے۔ یہ افغان
کچھ بھی خوف نہین کرتا۔ اور بیدھڑک گولون گولیونکی بوچھار مین چلا آتا ہے اور اسوقت
تک باوجود اسقدر جدال وقتال کے اُسکے جسم پر کوئی زخم نہین پہونچا۔ اگر مین اس سے
جنگ نہ کرونگا تو وہ کابل مین پہونچکر عظیم سورش برپا کردے گا۔ مین چاہتا ہون
کہ اپنی پوری قوت کے ساتھ اس سے جنگ کرون تاکہ وہ مجبور ہوکر گرفتار ہو جائے
یا مارا جاسے اب اسپر سب کا اتفاق ہوگیا اور سپہ سالار مع فوج وتوپ وتفنگ
میدان مین آکر موجود ہوا اور دوسری جانب امیر اپنی فوج سمیت رزم گاہ مین
آیا اور جنگ شروع کردی لوگون کا بیان ہے کہ یہ جنگ صبح سے غروب
آفتاب تک رہی طرفین کے بہادرون نے ایسی جنگ کی کہ اس جنگ سے
میدان مین کشتون کے پشتے لگ گئے۔ آخرکار دونون فوجون نے مجبور ہوکر لڑائی
سے ہاتھ اُٹھالیا اور اپنی اپنی قیامگاہ مین آرام کیا دوسرے دن پھر امیر پہاڑ
سے نیچے آیا اور اُسنے مخالف سے جنگ کی اور پھر چلا گیا اور چند دنون یہی عالم
رہا کہ دونون فوجون کے سپاہی دن کو جنگ کرتے تھے اور رات کو آرام سپہ سالار
سیل اس ہرروزہ جنگ سے پریشان ہوگیا کسواسطے کہ نہ رات کو سونے کی
مہلت تھی نہ دن کو فکر طعام۔ ہروقت گھوڑے پر سوار رہتا تھا۔ نہ مسلمانون کی
لاشون کو گوروکفن نصیب ہوتا تھا۔ اور نہ ہندو کو آگ۔ اب اُسنے امیر کی حالت
پر غور کیا اور اسکی جانبازی پر خیال اور یہ بھی اُسکے دل مین آیا کہ یہ افغان ہر مرتبہ
توپ کے سامنے آجاتا ہے اسکی دلیری حق بجانب ہے اسواسطے کہ یہ اپنے ملک
و دولت سے محروم ہوگیا ہے اور اُسکے عیال واطفال شاہ کے قابو مین ہین۔
یہ مغموم وملول ہمسے کب تک جنگ کرتا رہے گا آخر کسی نہ کسی دن لقمہ اجل ہوگا
اس حالت پر نہایت افسوس ہے کہ ایسا بہادر اور دلیر ہمارے ہاتھون سے
مارا جاسے اگر یہ کسی طرح پر صلح کرنے پر آمادہ ہو اور عہد وپیمان کرے مین اسکو
شاہ کے حضور مین لیجاؤن اور اُسکے جمیع امور کی اصلاح کرادون یقین ہے

کہ شاہ اسکو ملک عطا کرے کہ رضی وخوش کرے اور اس طریق سے خلق خدا
ہر روزہ جنگ وقتل سے نجات پا جاے۔ اس سپہ سالار نے یہ تدبیر سوچکر
اپنے ہمراہیون سے ایک کو سفیر مقرر کرکے امیر کے پاس بھیجا۔ امیر نے اس
سفیر کی عزت وتوقیر کی اور بعد استفسار جملہ حالات کے سفیر سے کہا کہ اپنے
سپہ سالار کا کیا پیام لاے ہو سفیر نے اس پیام کو بیان کیا امیر نے کان لگا کر سُنا
اور کہا کہ جو کچھ کہ سیل نے میرے حق مین تجویز کیا ہے اُسکا مین ممنون احسان ہون
لیکن مین اُس مال وملک کی تمنا نہین رکھتا جو یہ بادشاہ ظالم مجھکو عطا کرے
مگر ہان میرے عیال واطفال میرے حوالہ کر دیے جائین تو مین عہد کرتا ہون کہ
کہ اس مرزبوم سے چلا جاؤن اور کہین دور جا کر قیام کرون اور ایک ایسے
گوشہ مین جا کر مقیم ہون کہ پھر میرا نام ونشان کسی کے سُننے مین نہ آئے مگر جب تک
کہ عیال میرے مقید ہین اور میرے تن مین جان ہے تو یہی گو اور یہی میدان ہے
اُس سفیر نے واپس ہو کر جب سپہ سالار سیل سے امیر کی گفتگو عرض کی وہ سمجھا کہ
میرا افسون کارگر نہوا اور امیر صلح کرنے پر آمادہ نہین ہے اور لڑنے اور مرنے پر سرگرم
ہے پھر اُسنے ایک فوج بسرکردگی مسٹر فریزر جنگ کے واسطے مامور کی اور چند
اور افسرون کو مع فوج کے کمک کے واسطے مقرر کیا۔ امیر بھی آ کر مقابل ہو گیا
اب انگریزون نے باہم قرار دیا کہ ایک ایک آدمی ہم مین سے واسطے مقابلہ امیر
کے میدان جنگ مین جاے اور جنگ کرے اور دوسری طرف سے کوئی
شریک امیر کا اس جنگ مین نہو۔ جس کسی کے ہاتھون سے امیر مارا جاے یا
قید ہو جاے تو اسکی دلاوری اور بہادری کا آوازہ افغانستان سے ولایت
تک بلند ہوگا۔ پس اول جو شخص کہ واسطے مقابلہ امیر کے لشکر سے نکلکر میدان
مین جا کر کھڑا ہوا فریزر تھا مگر اُسنے امیر کی بہادری اور دلیری کا حال دیکھا نہ تھا
اُسنے جا کر رجز خوانی شروع کی اور بعد لاف وگزاف میدان مین اپنے گھوڑے
کو جولان کیا اور آوازہ کسا اور واسطے جنگ کے امیر کو طلب کیا امیر یہ صدا

سنتے ہی اُسکے مقابلہ پر آگیا اور کہا کہ ای جوان۔ اول تو اپنی جرأت دکھا تا کہ تیرے
دل مین کوئی حسرت و افسوس باقی نہ رہے۔ فرزیر نے دو مرتبہ تلوار امیر پر ماری مگر
اُسکے خفتان پر کوئی خط نہ پڑا۔ امیر ہنس پڑا اور کہا کہ واہ اسی قوت اور ہتھیار سے
میرے مقابلہ مین آیا۔
اب ٹھہر اور زور بازو بہادرون کا دیکھ یہ کہا اور ایک تلوار اسکے بازو پر ماری کہ
اُسکا ہاتھ دو ٹکڑے ہوکر زمین پر گر پڑا۔ فرزیر نے پشت پھیری اور چاہا کہ اپنی فوج
مین جاکر پناہ لے مگر امیر نے دوسری ضرب اسکے پشت پر ایسی رسید کی کہ وہ
مجروح ہو گیا۔ بعدہ کپتان مشولی میدان مین آیا مگر اسکی کمر پر امیر نے ایسی تلوار
ماری کہ اُسکے دونون پاؤن رکاب مین رہگئے اور رانین خانۂ زین مین اور تن اُسکا کمر
سے دو ٹکڑے کٹ کر زمین پر آرہا اُسکے بعد کپتان واکر جسنے امیر کی جنگ بامیان
مین دیکھی تھی میدان مین آیا اور ایک نیزہ امیر کو مارا امیر نے اُسکے نیزہ کو رد کر دیا اور
اپنے گھوڑے کو اُسکے گھوڑے کے برابر لیجاکر ایک خنجر اُسکے سر پر ایسا رسید کیا کہ
اُسکے دماغ تک پہونچ گیا اور جب کپتان واکر نے بھاگنے کا ارادہ کیا تو امیر نے
اُسکی کمر پکڑ کر خانہ زین سے اُٹھا لیا اور اُس زور سے زمین پر دے مارا کہ اسکی
ہڈیان ریزہ ریزہ ہو گئین۔ یہ حال معائنہ کرکے ایک ڈاکٹر صاحب جو نہایت قوی بازو
اور بہادر تھے میدان مین آئے اور امیر کو طلب کیا مگر اُسکے مقابلہ مین امیر اسوجہ
سے نہین آیا کہ وہ انکی کچھ ہستی نہین سمجھتا تھا اور اُسکا مقابلہ کرنا امیر کے نزدیک
اُسکی توہین و تذلیل مین داخل تھا مگر امیر نے افضل خان اپنے ایک لڑکے کو اُسکے
مقابلہ مین بھیجدیا۔ ڈاکٹر نے غصہ کیا اور غصہ کرکے اُسپر حملہ کیا اور چاہا کہ تلوار لگاؤن
لیکن افضل خان نے اپنی محافظت کرکے ایک گرز ڈاکٹر کے گھوڑے پر ایسا مارا کہ
کہ اُنکا گھوڑا بیتاب ہوکر گر پڑا اور ڈاکٹر بھاگ کھڑے ہوے اسی طرح علی شیر خان
دوسرا لڑکا امیر کا ایک افسر سندن نامے سے لڑ پڑا اور اُسنے بھی اپنی بہادری
اور دلیری ظاہر کی۔ جب اسطرح پر لڑائی ختم ہوئی تو پھر سپاہ باسپاہ جنگ

شروع ہوگئی - ایک جانب سے انگریزی فوج توپ و تفنگ سے امیر کی فوج پر آگ
برسا رہی تھی اور دوسری طرف سے امیر کے سپاہی بے تحاشا تو یون پر جا پڑتے تھے -
اور نیزہ و شمشیر سے ایسا کام لیتے تھے کہ فریق مخالف حیران و ششدر رہجاتا تھا اس
جنگ مین قریب ایکہزار سپاہی اور افسر انگریزون کے مارے گئے اور ایکسو سوار امیر
کے - اب امیر کے پاس چند آدمی اور دو لڑکے رہگئے تھے اور اسی حالت سے اُسنے ایک
پہاڑ پر جاکر قیام کیا تھا مگر انگریزی فوج کو ایسی قوت و طاقت نہ رہی تھی کہ وہ امیر کا تعاقب کرتی
(۴) یہ کہ جب امیر نے دیکھا کہ بہت سا لشکر مع اُسکے رفیقون کے تباہ ہوگیا اور اب نہ اُسکے پاس
دولت ہے کہ اور فوج مہیا کرے اور انگریزی فوج سے مقابلہ کرے اور نہ اسمین متواتر
حملون اور ہر روزہ جنگ کی تاب و طاقت باقی رہی ہے اور نہ ہوش و حواس بجا ہین -
اور نہ کوئی مقام پناہ اور نہ کوئی مددگار ہے کہ اُسکے مکان پر جاکر پناہ لون پس اُسنے
اپنے نفس سے مشورہ کیا اور کہا کہ مین نے بہت چاہا کہ گولی یا گولے سے ہلاک ہوجاؤن
مگر بغیر اجل کیونکر کوئی شخص ہلاک ہو - مین مناسب سمجھتا ہون کہ تنہا کابل مین جاکے وزیر
منگناٹن سے جو منصف اور عقیل ہی ملاقات کرون اور اپنے کو اُسکے حوالہ کر دون
یقین ہے کہ وہ میرے حال زار پر رحم کرے گا کسواسطے کہ مین نے سُنا ہی کہ اہل فرنگ
بہت ہی مروت اور مہربانی کرتے ہین پس اُسنے اپنی زرہ اور خود کو اُتار کر رکھدیا اور
ایک رہبر کو اپنے ہمراہ لیکر رات ہی رات کابل کی جانب روانہ ہوا جب کابل مین پہونچا
تو اُسنے وزیر کا مکان پوچھا اور اُسکے مکان پر گیا اور پہرہ والے سے کہا کہ میرے آنے کی
خبر وزیر کو کر دے اُسنے جیسے ہی وزیر سے امیر کے آنے کی خبر سُنی وزیر بے تحاشا باہر آیا
امیر نے اُسکو دیکھکر گھوڑے سے اُترکر اُسکو سلام کیا وزیر نے بعد رسم معانقہ اُسکا ہاتھ
اپنے ہاتھ مین لیا اور اپنے مکان مین لے گیا اور باعزاز و اکرام پیش آیا اور تنہا آنے کا
سبب دریافت کیا کہا کہ اے امیر کل کے دن تک آپ نے بہت سی فوج اور نامی گرامی سردار ان
کو صف جنگ مین مارا تھا آج کے دن کیا ہوا ہے کہ آپ تنہا میرے پاس آئے ہین اور
کل کی رات تک آپ کی آمد آمد کی خبر سے کابل مین زلزلہ پڑا ہوا تھا اور ہر صغیر و کبیر آپکے

خوف سے نہ دن کو کھانا کھاتا تھا اور نہ رات کو چین سے سوتا تھا کہتے ہین کہ وزیر نے
وجاہت ظاہری سے امیر کو پہچان لیا تھا مگر اُسکے تنہا آنے پر متعجب اور حیران تھا
اسواسطے اُسنے خان شیرین خان و عبد اللہ خان وغیرہ خوانین عظام کو جو کہ وہان حاضر
تھے اپنے مکان کے اندر طلب کیا تاکہ امیر کو پہچانین جب یہ خوانین اندر آئے تو انھون
نے لب فرش سے اپنی پشت کو دوتا کرلیا اور امیر کے روبرو حاضر ہوکر آداب و تسلیم
بجالائے اور جب قریب آئے تو امیر کے ہاتھ اور پانون پر بوسہ دیا۔ پھر مودب ہوکر پس پشت
امیر کے کھڑے ہو گئے۔ ان خوانین کی ادب شناسی اور مرتبہ دانی سے وزیر کو تحقق
ہو گیا کہ یہی امیر ہے اسوقت سے وزیر نے امیر کی تعظیم و تکریم مین زیادہ تر مبالغہ کیا
اور اُسکے ہاتھون پر بوسہ دیا۔ قبل اسکے کہ اپنا حال بیان کرے اور اپنے تنہا آنیکا
سبب ظاہر کرے امیر نے اپنی کمر سے شمشیر کھول کر نذر وزیر کی اور کہا کہ اب آپکی شجاعت
و دلاویزی کے مقابلہ مین مجھکو تلوار کا باندھنا زیب نہین دیتا۔ وزیر نے امیر کا حال اور
اُسکی عاجزی کو دیکھکر اپنی چشم کو پر آب کر لیا اور اپنے سر کو نیچا کر لیا اور تھوڑی دیر کے بعد
سر اُٹھایا اور اس تلوار کو پھر امیر کی کمر مین باندھ دیا اور کہا کہ مین اس تلوار کو شہنشاہ
لندن کی جانب سے آپ کی کمر مین باندھتا ہون اور حق یہی ہے کہ یہ تلوار آپ ہی کو زینت
دیتی ہے اور امیر کی شجاعت اور بہادری کی نہایت تعریف کی اور تنہا آنے کے سبب
کو دریافت کیا امیر نے اُسکے جواب مین کہا کہ جسوقت آپ نے مع فوج کابل کی جانب
توجہ کی مین آپ سے جنگ کرنا نہین چاہتا تھا اسواسطے مین نے کابل کو چھوڑ دیا اور اپنے
عیال و اطفال کو لیکر بامیان چلا گیا اسواسطے کہ کسی گوشہ مین بیٹھکر اپنی زندگی بسر کرون
اور کسی کو اپنا منھ نہ دکھاؤن مگر آپ کی فوج نے میرا تعاقب کیا اور نہ چاہا کہ مین اس
مقام پر رہون۔ لاچار ہوکر مین قندز گیا اور وہان سے بخارا گیا بخت نے یاوری نہ کی مین
بخارا سے بلخ مین آیا اور یہ ارادہ کیا کہ اپنے اہل و عیال کو شہر کش مین وہان کے
حاکم کے پاس بھیجدون کہ مین اسکو اپنا دوست سمجھتا تھا۔ جبار نے مجھ سے دغا کی
اور میرے عیال کو کابل مین پہونچا کر شاہ کے سپرد کر دیا اسوقت سے میری زندگی

تلخ ہوگئی اور اپنا منھ کسی کو دکھانا دشوار ہوگیا اسواسطے چند دنون تک مین نے کوشش
کی اور حرکت مذبوحی پر عمل کیا کہ آپ کی فوج کے ہاتھون مارا جاؤن اور حیات سے
نجات پاؤن مگر جبکہ مین قتل نہوا اور زندہ رہا اور ابتک زندہ ہون پس آپ کے پاس
آیا ہون اور سرکار دولتمدار انگریزی سے اپنے معاملہ کو رجوع کیا ہے وزیر نے اس
حال کو سُنکر امیر کی تسلی اور تشفی کی اور کہا کہ آپ نے جو بھروسہ ہماری سرکار پر کیا ہے
اور اُسکو وسیلہ گردانا ہے۔ بہرصورت آپ خاطر جمع رکھین آپ کی جو آرزو اور مقصد
ہوگا اسکو مین پورا کرادون گا امیر نے کہا کہ مین ان باتون کی تمنا رکھتا ہون اور وہ
یہ ہین کہ اول مجھکو شاہ کے روبرو نہ لیجائین۔ آپ مجھکو ہندوستان بھیجدین وہان کسی
مقام پر بہ ظل حمایت سرکار مع اہل وعیال بسر کرون گا (دوم) میرے لڑکے حیدر خان
کو جو دکن مین قید ہے مین جہان رہون وہان پہونچا دیجئے اور میرے فرزند اکبر خان
کو جو قندز مین ہے اسکو نرمی اور ملائمت سے طلب فرمائیے گا اگر آجاے تو اُسکو
میرے پاس روانہ کردیجئے گا۔ وزیر نے ان تینون باتون کو قبول کیا اور امیر
دوست محمد خان کو ایک عالیشان مکان مین فروکش کرایا اور زر جواہر اور ملبوسات
دماکولات سے جو کہ ضرورت سے زیادہ تھے امیر اور اُسکے عیال کے لیئے بھجوا دیے
ہر روز امیر کی دعوت کیجاتی تھی اور انواع واقسام کے طعام حاضر کیے جاتے تھے
امیر اُسوقت تک کابل مین رہے جبتک کہ غزنی سے اُنکے متعلقین کابل مین نہ آئے
اور بعدہ ہندوستان کو روانہ ہوے۔ وزیر نے مسٹر نکلیسن کو اُنکے ساتھ کردیا تاکہ امیر
کی مہمانداری کرے اور تاکید کردی کہ جو کچھ نقد وجنس امیر طلب کرے سرکار کمپنی سے
اُسکے واسطے مہیا کردینا۔

امیر خیبر کے راستہ سے پشاور مین وارد ہوا اور وہان سے پنجاب مین۔ امیر نے
نکلیسن سے دریافت کیا کہ ہندوستان مین کونسا مقام ہے جو میری بود وباش
کے قابل ہے۔ اُسنے کہا کہ مقام لدھیانہ جو کنارہ دریا واقع ہے اور جسکی آب وہوا
نہایت خوشگوار۔ اور جہان سیر وشکار کا بھی موقع ہے۔

لدھیانہ مین امیر نے اس مکان مین قیام کیا جسمین کہ شاہ شجاع مقیم تھا۔ اور لدھیانہ جاے قیام امیر اسواسطے تجویز ہوا تھا کہ افواج انگریزی اُس شہر مین متعین تھی وہ بخوبی خبرگیری وحفاظت امیر کی کرسکتی تھی۔

امیر لدھیانہ مین گیا اور مع اہل وعیال مقیم ہوا مگر ہفتہ عشرہ سے زیادہ دن نہ گزرے تھے کہ لارڈ آکلینڈ اُس زمانہ کے گورنر جنرل نے کلکتہ سے اس مضمون کا پیام امیر کے پاس بھیجا کہ مین نے آپ کی بہادری اور جوانمردی کے اوصاف سُنے ہین اور یہ بھی مجھکو معلوم ہے کہ آپ سرکار کمپنی کے سایہ مین آئے ہین لہذا مین آپ کی ملاقات کا مشتاق ہون مین چاہتا تھا کہ آپ کی ملاقات کے واسطے خود آؤن کیونکہ آپ یہان ہین مگر اس کثرت سے امور ملکی پیش ہین اور چونکہ چین و آسام مین روانگی افواج اس عزم کے مانع ہین لہذا اگر آپ تشریف لائین تو یہان سیر و تفریح بھی ہے اور آپ اپنی ملاقات سے مجھکو اور دیگر سرداران جلیل القدر کو محظوظ فرمائینگے اور یہ محبت واخلاص سے بعید نہوگا۔ اور یہان آپ اپنے فرزند غلام حیدر خان سے بھی ملین گے جنکو مین نے دکن سے طلب کیا ہے۔ امیر نے اس پیام کے جواب مین قاصد سے کہا کہ جبکہ مین تمھارے ملک مین آگیا ہون تو مجھکو کلکتہ اور ممالک دور دراز کے جانے مین کچھ عذر نہین ہے بعدہ امیر نے اپنے عیال کو وہین چھوڑا اور چند رفیقون کو ہمراہ لیکر کلکتہ روانہ ہوا مسٹر نکلیسن امیر کے ساتھ تھا جب امیر کلکتہ کے قریب پہونچا تو گورنر جنرل بہادر نے اُسکے استقبال کے واسطے بڑے بڑے سردارون کو بھیجا۔ ان سردارون نے اُسکا استقبال کیا اور بڑی عزت اور توقیر کے ساتھ اسکو کلکتہ مین داخل کیا اور ایک عالیشان مکان مین فروکش کیا جو شیشہ آلات اور فرش فروش اور سازوسامان وغیرہ سے آراستہ وپیراستہ تھا اور ایک اور افسر گورنر جنرل کی جانب سے امیر کی مہمانداری کے واسطے مقرر ہوا۔ امیر شہر کلکتہ کی سڑکون اور عمارات کو دیکھکر خوش ہوا اور پریویان دلکش اور مرغزارون کو ملاحظہ کرکے مسرور۔ اب ایک دن گورنر جنرل اور امیر کی ملاقات کا قرار پایا اُسدن سکرتری صاحبان واڈیکانگ گورنر جنرل امیر کے

استقبال کے واسطے آئے اور گھوڑے پر سوار کراکے گورنر جنرل کے قیامگاہ کی جانب امیر کو لے چلے۔ جب امیر اُس کمرے کے قریب پہونچا جسمین گورنر جنرل تشریف فرما تھے تو خود لارڈ ممدوح امیر کے استقبال کے واسطے آگے بڑھے اور حجرہ تک تشریف لائے اور بعد مصافحہ امیر کا ہاتھ اپنے ہاتھ مین لیکر صدر مقام پر لے گئے اور اپنے برابر کرسی پر بیٹھایا اور ارشاد کیا کہ کونسا شہر آپ نے ہندوستان مین اپنے قیام کے واسطے پسند کیا ہے۔ امیر نے کہا کہ اب مین سرکار انگریزی کے سایہ مین آگیا ہون جہان مرضی جناب کی ہو قیام کرون۔ لارڈ صاحب ممدوح نے فرمایا کہ ملک ہندوستان مین جو زیر فرمان میرے ہے وہ آپ کی ملک ہے جس مقام پر آپ چاہین باعزاز تمام قیام پذیر ہو سکتے ہین۔ جب تک امیر کلکتہ مین رہا اُسنے بعیش و عشرت بسر کی گورنر جنرل نے بر وقت ملاقات ایک تلوار اور سلک مروارید عطا کی اور عجیب و غریب اشیا ساختہ فرنگ و دیگر ولایات امیر کو مرحمت فرمائین اور جس مقام تک امیر کا استقبال کیا تھا اسی مقام تک مشایعت کر کے رخصت کیا۔ امیر کے مصارف کے واسطے ہر وقت اتنا روپیہ امیر کے خزانہ مین رہتا تھا کہ جو چیز چاہتا تھا فوراً خرید لی جاتی تھی۔ لکھوکھا روپیہ کا اسباب امیر نے اپنے واسطے اور اپنی اولاد کے لیے کلکتہ مین خرید کیا اور جب کلکتہ سے روانہ ہوا تو یہ اسباب اپنے ساتھ لیتا آیا۔ اُسکے واسطے محفل رقص و سرود ہر دم گرم رہتی تھی اور پریرویان حور تمثال کا مجمع رہتا تھا۔ اکثر ناچ گھر مین امیر جاتا تھا اور عجیب و غریب نقلون کو سنکر خوش ہوتا تھا۔ الغرض امیر لارڈ ممدوح سے ملاقات کرنے کے بعد تین مہینہ تک کلکتہ مین رہا اور یہین غلام حیدر خان کو دیکھا جو امیر کے واسطے پہلے ہی سے طلب ہو کر گیا تھا جب امیر کلکتہ سے روانہ ہوا اور ہنوز دہلی سے آگے نہ بڑھا تھا کہ فلک شعبدہ باز نے یہ رنگ پیدا کیا کہ خبر شورش افغان گوش زد نواب گورنر جنرل ہوئی اور یہ بھی دریافت ہوا کہ برنس و ہمسٹن صاحبان قتل ہوے اور اُنکا گھر لوٹ لیا گیا اور خزانہ سرکاری افغان لوٹ لیے گئے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ سردار محمد اکبر خان بڑا بیٹا امیر دوست محمد خان کا قندز سے آکر افغانون کا شریک ہو گیا ہے اُسنے شاہ شجاع و مکناٹن و زیر کو قتل

کر دیا ہے اور افغان مین قیامت برپا کر رکھی ہے اور بہت سے افسرون کو قید کر لیا ہی
اور چند خاتونان مثل خاتون وزیر اور پچاس انگریزی عورتین اُسکی اسیری مین ہین اور
شہر غور اور لمغان مین اُن سب کو اُسنے بھیجدیا ہے اور غزنی دبامیان سے درہ خیبر
تک افغانون کا عمل ہو گیا ہے اور قلعہ قندھار کا محاصرہ غلزئی اور کاکڑ پٹھانون نے
کر رکھا ہے اس قلعہ مین سپہ سالار ناٹ محصور ہے اور سپہ سالار سیل قلعہ جلال آباد
مین قلعہ کو مضبوط کرکے اسمین موجود ہے - اور عزیز خان اور امین خان افغانون کی
ایک فوج لیے ہوے اُس قلعہ کا محاصرہ کیے ہوے ہین اور متواتر حملہ کرتے ہین جنسے
قلعہ کے لوگ بہت تنگ آگئے ہین جب گورنر جنرل نے یہ حال سُنا تو اسکو نہایت رنج وغم
ہوا علے ہذا اور انگریزون کو - اب مسٹر نکلسن جو بظاہر امیر کا نگران اور مہماندار تھا اُسنے
گورنر جنرل کو لکھا کہ افغانون نے کابل مین اپنے عہد کو شکست کرکے ایک عظیم فساد برپا
کر رکھا ہی کیا عجب ہی کہ امیر بھی ہندوستان سے افغانستان پہونچکر باتفاق محمد اکبر خان
دوسرا فساد کابل و ہندوستانمین پیدا کرین اس صورت مین افغانونسے مقابلہ دشوار ہوگا -
مقتضاے احتیاط و ہوشیاری یہی ہے کہ امیر نظر بند کر لیا جاے بمجرد مطلع ہونے کے
گورنر جنرل نے حکام دہلی اور دیگر مقامات کو حکم بھیجا کہ امیر کو کوہ منصوری پر لیجا کر قید مین
رکھین اور حیدر خان اور اُسکے دیگر رفیقون کو علیحدہ علیحدہ اسیر و مقید کرین اور اسکے
اہل و عیال کو جو لدھیانہ مین قید مین ہین رکھین - بموجب اس حکم کے امیر شہر دہلی مین
قید مین کیا گیا اور اُسکو کوہ منصوری پر لیجا کر قید کیا اور اُسکے اہل و عیال کو اسیر کرکے
حراست مین رکھا جنکو خوراک دیجاتی تھی مگر امیر کو اس شورش افغانستان اور
محمد اکبر خان کے اس حال سے بالکل خبر نہ تھی جب وہ یکایک قید ہوا تو اسکو حیرت
ہوئی اور اُسنے کہا کہ مجھکو کس قصور مین قید کیا اور مجھ سے کیا جرم سرزد ہوا کہ مجھسے اس
اسطرح سے پیش آرہے ہین جب اُسنے کسی افسر سے دریافت کیا تو اُسنے کہا کہ
کیا آپ نے ابھی نہین سُنا ہو اور آپ کو خبر نہین کہ آپ کے فرزند محمد اکبر خان نے کابل مین
وزیر مکناٹن اور شاہ شجاع اور بہت سے افسران فرنگ کو ہلاک کیا ہے اور باقی

صاحبون کو مع عیال و اطفال قید کر رکھا ہے - اب آپ ہمسے کیا توقع عہد و وفا کی رکھتے ہین - یہی غنیمت ہے کہ آپ اور آپ کے عیال و اطفال کی نسبت حکم قتل کا نہین دیا گیا ہے

افغانستان مین یہ شورش کس وجہ سے ہوئی

ہمنے کتاب حیات افغانی سے اس شورش کے چند اسباب باب سوم مین مجملاً بیان کیے ہین مگر ایک دوسری کتاب موسوم بہ محاربہ کابل و قندھار مین جسکو منشی عبد الکریم صاحب نے تالیف و تصنیف کیا ہے چند اور اسباب لکھے ہین جنکو مولف حیات افغانی نے نہین معلوم کس وجہ سے ترک کر دیا ہے وہ اسباب یہ ہین-

(۱) جب شاہ شجاع کی حکومت تمام افغانستان مین مکمل و مستحکم ہو گئی اور کل قبائل افاغنہ اسکے حلقہ بگوش ہوے اور انگریزی فوجون کے واسطے چھاؤنیان قرار پا گئین تو شاہ شجاع ایک سال تک اسی دبدبہ کے ساتھ بعیش و عشرت بسر کرتا رہا- ایک سال گزرنیکے بعد اُسنے حسب عادت ظلم و ستم شروع کیا- اُسکے وقت مین مالگزاری نہایت سختی سے وصول کیجاتی تھی اُسنے چند خاندانون کو برباد کر دیا تھا اور بعض سرداران کابل کو ذلیل و خوار کیا تھا یہان تک کہ شاہ شجاع جو ظلم میر واعظ پر کر چکا تھا اُسپر اکتفانہ کیا بلکہ اُسکے خاندان کو ذلیل کر دیا تھا اور اسکی اولاد کو شکنجہ عذاب مین مبتلا کر رکھا تھا- اُس سید کا ایک لڑکا جب شاہ کے ظلم سے بدرجہ غایت نالان و پریشان ہوا- تو وہ مدینہ منورہ چلا گیا اور اپنے جد کے روضہ اقدس پر بعجز و نیاز گریہ و زاری شروع کی اور دعا کی کہ شاہ شجاع کا اقبال مبدل بہ ادبار ہو اُس سید کی دعا مستجاب ہوئی اور یہان شجاع پر ادبار چھا گیا اُسنے اول یہ کیا کہ ایک دن وزیر مگناٹن کو طلب کر کے کہا کہ یہ افغان مال و دولت زیادہ رکھتے ہین اور انکے پاس مویشی بکثرت ہین اور ترقی تنخواہ اور سیر حاصل جاگیرات سے یہ ایسے مغرور اور از خود رفتہ ہین کہ میرا مطلق خیال نہین کرتے اور انہین سے ہر ایک مدعی ریاست و سرداری ہے کوئی ایسی تدبیر کرنا چاہیے کہ انکا غرور دور ہو اور پھر یہ فسا د نہ کر سکین پھر خود ہی یہ تدبیر بتائی کہ نصف ماہوار اور نصف انکی جاگیر کم کر دینا چاہیے اور مزارعین

اور مالکان باغات پر خراج دوچند مقرر کرنا چاہیے اور دفتر سلطانی کو حکم دینا چاہیے کہ اسی حساب سے خراج لیتے رہین وزیر نے کہا کہ آپ کا ارشاد نامناسب ہے اور مجھکو شرم آتی ہے کہ اپنے قول و قرار سے پھر جاؤن اور جو جاگیرین دی گئی ہین انمین کمی ہو۔ اور خراج دوچند ہو۔ کسوجہ سے اور کسطرح پر مین اُنسے کہہ سکتا ہون کہ شاہ ایسا ارشاد کرتا ہے۔ مناسب ہے کہ شاہ اس خیال سے باز رہے شاہ نے رنجیدہ ہو کر کہا کہ آپ باشندے ایک دور دراز ملک کے ہین آپ کو افغانون کے حال سے خبر نہین ہے یہ قوم تنگی معاش سے مطیع و فرمانبردار اپنے حکام کی رہتی ہے اور فارغ البالی کی حالت مین برابری کا دعوی کرتی ہے۔ کل قوم افغانون کی شعار کفران نعمت ہے۔ آخر وزیر کو اس ارشاد کو قبول کرنا پڑا اور بموجب اس ارشاد کے اُسنے تعمیل کی یہ بھی ایک سبب برہمی افاغنہ کا ہوا۔

(۲) یہ کہ اسی زمانہ مین ایک افغان نے کابل کے دروازہ پر اپنی عورت کو مار ڈالا اور اسوجہ سے اسکو قتل کیا کہ وہ بدکار تھی اور جب عدالت مین گرفتار ہو کر آیا تو اُسنے بغیر کسی خوف کے اپنی عورت کے قتل کا اقرار کیا۔ پس بحکم وزیر اس سے اسطرح پر قصاص لیا گیا کہ شہر کے ہر چہار طرف اسکو گھسیٹ گھسیٹ کر مار ڈالا۔ یہ دوسرا سبب شورش و برہمی قوم افغان اور قزلباش کو اس عملداری کی نسبت ہوا۔ سرداران افاغنہ نے کہا کہ ہم جانتے تھے کہ شاہ مطابق دستور قدیم اس ملک مین حکومت کرے گا نہ یہ کہ دوسرے ملکے آئین و قوانین جاری کر کے ہماری ننگ و ناموس کو برباد کردے گا۔ کسواسطے کہ بدکار عورتین اپنے شوہرون سے کچھ خوف نہین کرتین اور علانیہ مرتکب جرم فسق و فجور ہوتی ہین

(۳) خلاف عقل مشہور ہوا کہ برنس صاحب جو مشیر وزیر اور مقرب بارگاہ سلطانی تھے اور انکو عدالت و شہر کا انتظام سپرد تھا وہ شہر کابل مین سیر کے واسطے جاتے تھے اور انھون نے ایک افغان کی عورت کو جو اپنے حسن و جمال مین بے نظیر تھی ایک کوٹھے پر دیکھا بھلی معلوم ہوئی اور جب اپنے مکان پر واپس آئے تو کوتوال شہر

کو بلا کر اسکو حکم دیا کہ فلان محلہ اور فلان مکان پر جا اور اُس گھر کے مالک کو میرے پاس
بلا لا - کوتوال اُسیوقت گیا اور مالک مکان کو جو قوم افغان سے سپاہی پیشہ تھا بلا لایا -
برنس نے اُس سے کہا کہ مین تجھسے ایک کام کرانا چاہتا ہون اگر تو وہ کام کردے گا
تو مین تجھکو صاحب منصب و دولت کر دون گا اور اپنے مقربان خاص مین کرون گا اور
وہ کام تیرے اختیار مین ہے - اُس جوان نے کہا کہ وہ کون کام ہے جو مجھسے متعلق ہے مین
بجان و دل اُسمین کوشش کرون گا برنس نے کہا کہ مین اس عورت پر عاشق ہوا ہون اگر
اسکو مجھ تک پہونچا دے تو جو خواہش تیری ہوگی مین اسکو پورا کرون گا - جوان نے فرط غیرت
و حیا سے غصہ مین ہوکر کہا کہ ای مرد خدا سے خوف کر - شرفا کے ناموس پر نظر مت کر - مین
قرمساق اور دیوّس نہین ہون کہ اپنی عورت کو بطمع زر تیرے پاس لاؤن - خبردار پھر
ایسی بات زبان پر نہ لانا ورنہ جواب اُسکا زبان شمشیر سے تجھکو
دیا جائے گا - برنس نے حکم دیا کہ یہ جوان قید کیا جاے
پابزنجیر ہوا اور مثل خونیون کے مقید کیا گیا اُس جوان کے عزیز و قریب سرداران افاغنہ
کے پاس گئے اور اُنسے یہ سب حالات ظاہر کیے اُن سردارون نے کہا کہ شاہ کی بدولت
تنگی معاش کی وہ ہوئی اور ناموس کی بربادی یہ ہے - اب واسطے رفع حجت کے شاہ کے پاس
گئے اور دادخواہ ہوے - شاہ نے ان دادخواہون کو بارگاہ سلطانی سے نکلوا دیا اور پٹوا دیا
اس غرض سے کہ انکو بار دگر جرأت نہو - اور یہ وزیر کے پاس جاکر فریاد نہ کرین جب وہ شاہ
کی دادرسی سے مایوس ہوے اور بے نیل مرام واپس ہوے تو انھون نے شب کو متفق ہوکر
یہ مشورہ کیا کہ اب اس سے بڑھکر شاہ اور اُسکے اہلکارون کا ظلم اور کیا ہوگا - پس دوسرے
چند افغان اور بعض قزلباش مطلوم مستغیثون کے برنس کے مکان پر پہونچ گئے - برنس نے
اُنکو مظلوم و ستمرسیدہ خیال کرکے انکو اپنے روبرو طلب کیا اور بارہ افغان اُسکے مکان
مین داخل ہوے - برنس کو اسکا مطلق خیال نہ تھا افغان جو ارادہ کرکے آئے تھے اس سے
آگاہ نہ تھا - انھون نے نہایت گستاخیان اور بدسلوکیان کین اور کہا کہ تمنے ایسی
حرکت کی اور شریفون کو حاکم اور قاضی عدالت ہو کے یہ دن

قید کرتے ہو پس اسکو سزا ہونا چاہیے ۔ یہ بات تو کسی مذہب
و ملت مین روا نہین ۔ کہتے ہین برنس صاحب نے ہرچند جواب
دیئے اور تلافی کی کوشش کی مگر افغانون کی طبیعت سے اسیر
التفات اور خیال کرنا بالکل بعید تھا نہایت بے رحمی سے انکو قتل
کیا اور طرح طرح سے انکے اور انکے مصاحبون کے ساتھ سنگدلی
صرف کی ۔ مصاحبون مین سے بھی جو مدد کو آئے انکے ساتھ بھی
ویسا ہی برتاؤ کیا قتل کرکے انکا گھر بار جلا دیا اور اسباب لوٹ لیا ۔ اس قصے
کے بعد کل افغانستان مین شورش ہو گئی اور نوبت یہانتک پہونچی کہ وزیر مکناٹن کو
محمد اکبر خان نے قتل کر دیا جسکی کیفیت یہ ہے کہ اول ایک خط وزیر مکناٹن نے سردار
محمد اکبر خان کے پاس معرفت اپنے سفیر کے روانہ کیا جسمین مضمون یہ تھا کہ مین نے آپکے والد ماجد کو
نہایت عزت و حرمت سے مع انکے اہل و عیال کے ہندوستان روانہ کیا اور گورنر جنرل سے
انکی سفارش کی کہ انکی خاطر و مدارات ہو اور بآرام و راحت بسر کرین مین اُسی محبت و الفت
سے جو آپ کے والد سے رکھتا ہون آپ کی ملاقات کا مشتاق ہون اور مین آپ کے باپ
سے آپ پر زیادہ مہربان ہون اور دل و جان سے آپ کو زیادہ عزیز رکھتا ہون پھر آپ کسواسطے
جنگ و پرخاش پر آمادہ ہین اور تکلیف اور زحمت جنگ اختیار کیے ہوے ہین آپ کو چاہیے
کہ جنگ در گزر کرین اور خانہ بے تکلف سمجھکر میرے مکان پر آکر مجھسے ملاقات کرین مین ویسی ہی
مہمانداری و ضیافت آپ کی کرون گا جیسی کہ آپ کے والد کی کی تھی اور اگر آپ باوجود
میری عنایات اور میری طلب و خواہش کے عمل نہ کرینگے تو میری فوج سے جو کوہ کو کاہ
کی طرح اُٹھا لیتی ہے اور دریا مین آگ لگا دیتی ہے اور خشکی مین قیامت برپا کرتی ہے آپ
کہان جائینگے اور مین تو ابھی تک آپ کو بمنزلہ اپنے فرزند کے سمجھتا ہون مجھکو آپ سے بجز
محبت و صلہ کے جنگ کرنا منظور نہین ہے امید ہے کہ آپ جواب باصواب اس خط کا دینگے ۔
اس میری تحریر کو آپ عہد و پیمان سمجھین اور اعتماد کرین ۔

جب سفیر نے یہ خط سردار محمد اکبر خان کے پاس پہونچایا اور زبانی پیام وزیر مکناٹن

کا بیان کیا تو اُسکے جواب مین ایک خط سردار محمد اکبر خان نے وزیر کو لکھا اور زبانی بھی کہدیا
جسکا خلاصہ مطلب یہ ہے۔ کہ وزیر کو چاہیے کہ اس ملک سراپا دشت پرخار سے دستبردار
ہو اور اپنی فوج ہندوستان کی جانب لیجاے کسواسطے کہ اس ملک کے باشندے
مثل خونخوار درندونکے تکلیف وایذا دینے والے ہین اور ایسے ہین کہ نہ اپنی جان سے
خوف کرتے ہین اور نہ دوسرون کے ہلاک کرنے مین اُنکو باک ہے اور جبکہ امیر سے
آپ بہ محبت وخلوص پیش آئے تو مین اُسکے عوض مین آپ کی فوج کے ہمراہ ہوکر اسکو
مع اسباب بخیر وعافیت تمام درہ خیبر تک پہونچا دونگا اور آپ مع اپنی فوج اور انسرون
اور خواتین نامدار کے ہندوستان مین پہونچکر شاد وخرم رہینگے۔ دوسرے یہ کہ آپ اس
شاہ عہد شکن اور جفاجو کی زیادہ رفاقت نہ کرین اور اسکو اس شہر مین چھوڑ دین مین اسکی
عزت وآبرو سے تعرض نہ کرونگا اور اسکی خدمتگزاری بجان ودل کرتا رہونگا اگر آپ
مجھسے اسطرح کا عہد کرین اور اپنی فوج کو افغان سے ہندوستان کی جانب لیجانیکے
واسطے راضی ہون اور امیر کو کابل مین بھیجدین تو مین حاضر ہوکر آپ سے ملاقات کرون
اور جو ارشاد آپ کا ہو بسر وچشم بجا لاؤن۔ اُسکے بعد سردار اکبر خان کے حکم کے بموجب اسکی
فوج اور افغانان کابل نے اُن مورچون کو چھوڑ دیا جو بالاحصار کے گرد بنائے تھے۔ اور
جنسے فوج شاہ اور وزیر کی آمد ورفت اور رسد وغیرہ بند تھی پھر سفیر کو خلعت وانعام عطا کیا
یہ سفیر جب واپس ہوکر وزیر مگناٹن کے پاس آیا تو اُسنے وزیر کو اکبر خان کا خط دیا اور زبانی
پیام عرض کیا کہ محمد اکبر خان ہرگز آپ سے جنگ کرنا نہین چاہتا اُسکا دل آپ سے
صاف ہے آپکو بھی چاہیے کہ اپنے دل کو اسکی طرف سے صاف کر دین۔ محمد اکبر خان
نے میرے روبرو یہ کیا کہ بالاحصار کا محاصرہ اُٹھا لیا اور آپ کی فوج کے واسطے
آمد ورفت کا راستہ کھولدیا مجھکو یقین ہے کہ اگر آپ اسکی ان تین شرطون کو منظور کر لینگے
جو اُسنے اپنے خط مین لکھی ہین تو وہ آپ سے ہرگز جنگ نہ کرے گا اور آپ کی خدمت
مین حاضر ہوگا جب وزیر سے سفیر نے یہ باتین بیان کین اور اُسنے سردار محمد اکبر خان
کا خط بھی پڑھ لیا تو اُسنے اپنے دل مین یہ تجویز کیا کہ ان تین باتون کے تسلیم اور قبول

کرنے مین کچھ ہرج نہین ہے اب اُسنے اول شرط کو اسطرح قبول کیا کہ مین نہین چاہتا
کہ شاہ کے کہنے پر عمل کرون یا اُسکا حامی و مددگار ہون مین خود اس ملک کے باشندون سے
جو بہائم صفت ہین رنجیدہ ہون اور خدا سے چاہتا ہون کہ انکو چھوڑکر اپنی فوج کے ساتھ
ہندوستان چلا جاؤن اور تیسری شرط کا قبول کرنا بھی آسان ہے یعنی مین ہندوستان سے
امیر کو کابل مین واپس بھجوا سکتا ہون مگر مشکل یہ ہے کہ فوج کے لیجانے مین باربرداری زیادہ
درکار ہے پس مین ایک مہینہ تک اور رہونگا تاکہ باربرداری کا انتظام ہوجاے غرضکہ وزیر
نے ان تینون شرطون کو منظور کرکے سردار محمد اکبر خان کے پاس لکھ بھیجا کہ مین نے آپکی
شرطون کو قبول کیا۔ اب آپ جلد آئیے اور اپنی ملاقات سے مجھکو خوش کیجیے اور اگر آپ کو
یہان آنے مین تامل ہو تو آپ کوئی اور مقام تجویز کرین جہان میری اور آپ کی ملاقات ہو اور
اس ملاقات مین جو کچھ مجھکو کہنا ہے اور آپ کو کہنا ہے وہ بلا واسطہ سفیر اور خط و کتابت کہین
اور سنین اور اس تحریر کے ذیل مین ایک نصیحت دوستانہ یہ لکھی ہے کہ جب ہم ہندوستان مین
چلے جائین اور آپ اس ملک کے حاکم ہون تو اول سب کامون پر اس کام کو مقدم رکھنا
کہ سردار امین خان و عبد اللہ خان و زمان خان و خان شیرین خان و عزیز خان
وغیرہ سرداران اس ملک کو قتل کرا دینا کہ یہ سب تیرے خون کے پیاسے ہین اور انکے
خاندان کو برباد کر دینا تاکہ انکے خاندان مین کوئی باقی نہ رہے۔ ہرگز یہ تیری حکومت سے
راضی اور خوش نہ رہینگے اور تیری اطاعت نکرینگے اور تیری ہلاکت سے دست بردار
نہ ہونگے۔ سردار اکبر خان کو اُن سردارون کی نسبت یہ لکھکر بھیجدیا اور ادھر سردار اکبر خان
کی نسبت ان سردارون کو ایک نصیحت نامہ لکھکر روانہ کیا خصوصاً خان شیرخان سردار
قزلباش کو علیحدہ لکھا کہ جب مین ہندوستان چلا جاؤن تمکو مناسب ہے کہ تم کابل کے
سردار ہو اور اکبر خان اور دیگر سردارون سے غافل نہ رہنا ہر ایک کو جس صورت سے
ممکن ہو قتل کرا دینا یا ایسی تدبیر کرنا کہ ملک سے خارج ہوجائین اور اسی طرح پر اور سردارونکو
بھی لکھا جب وزیر مگناٹن کا خط سردار محمد اکبر خان کے پاس پہونچا اور جسکی معرفت سفیر کی
یہ خط بھیجا گیا تھا اُسنے زبانی بھی عرض کیا کہ وزیر نے آپ کی تینون شرطون کو قبول

کر لیا ہے۔ اب آپ کوئی مقام تجویز کرین جہان آپ اور وزیر ملاقات کرین مگر اُدھر یہ خط بھیجا اُدھر وہ نصیحت نامے بھی محمد اکبر خان کے پاس پہونچا دیئے گئے وہ دیکھکر حیرت مین آیا اور کہا کہ وزیر نے اس عہد نامہ مین ایسی نصیحت کو کیون مندرج کیا ہے بظاہر وہ چاہتا ہے کہ ہمارے درمیان آتش فتنہ و فساد مشتعل کرے اور کل افغان باہم ایک دوسرے کو قتل کرین اور مجھکو سرداران و خوانین کابل سے جو میرے قوت بازو اور ایک دوسرے کے ہمقوم ہین بدگمان کرے اب محمد اکبر خان نے وزیر کا مافی الضمیر دریافت کرکے اس راز کو کسی سے نہ کہا اور اس خط کو اپنی جیب مین رکھ لیا یہان تک کہ منشی کو بھی نہ دیا اور رات کے وقت اپنے خیمہ مین جملہ خوانین اور سردارون کو طلب کیا اور ہر ایک کو وزیر کی اس فریب آمیز صلح سے مطلع کیا اور اُس کاغذ کو جیب سے نکال کر سردارون کے آگے رکھدیا۔ اس خط کے مضمون کو دیکھکر سردار حیرت مین آئے اور کہنے لگے کہ ہمکو بھی وزیر نے علیحدہ علیحدہ نصیحت نامے واسطے فتنہ پردازی کے لکھے ہین اور ہر ایک نے اپنے اپنے نام کا نصیحت نامہ سردار محمد اکبر خان کے پیش نظر رکھا۔ اُسپر اور بھی حیرت سردار محمد اکبر خان کو ہوئی آخر اُسنے جو تجویز کر رکھی تھی اُس سے سردارون کو آگاہ کیا اور کہا کہ کل مین وزیر کو طلب کرونگا یہ کہکر کارپردازون کو حکم کیا اور کارپردازان نے بموجب حکم ایک بڑا خیمہ اس پل پر کھڑا کیا جو بالاحصار اور شہر کابل کی وسط مین ہے اور اسکو فرش فروش سے آراستہ بھی کردیا اکبر خان نے سردارونکو یہ بھی حکم دیا کہ تمسے سات سردار مسلح بروقت ملاقات وزیر میرے ہمراہ رہین تاکہ وہ دیکھین کہ مین کیا معاملہ وزیر سے کرتا ہون۔ سردارون کا جلسہ اس شوری کے بعد برخاست ہوگیا اور ہر ایک سردار اپنے اپنے مکان پر چلا گیا دوسرے دن صبح کے وقت محمد اکبر خان نے وزیر کے خط کا جواب اس مضمون سے دیا کہ مین نے آپکے اشارے کے بموجب اُس پل کو مقام ملاقات قرار دیا ہے جو وسط مین واقع ہے۔ وہان خیمہ کھڑا کردیا ہے مین اسیوقت اس مقام پر جاتا ہون اور تشریف آوری کا منتظر ہون جلد تشریف لائیے تاکہ مستفید ہون۔ اس خط کو سر بمہر کرکے سفیر کے سپرد کردیا تاکہ جاکر وزیر کو دیدے

سردار محمد اکبر خان اور وزیر مگناٹن کی ملاقات کے وقت کیا ہوا۔

اُدھر سفیر واپس گیا اِدھر سردار مسلح ہوا اور گھوڑے پر سوار ہوکر مع اور سات سرداران کابل خیمہ کی جانب روانہ ہوا اور خیمہ مین بیٹھا ہوا

وزیر کا انتظار کرتا رہا۔ وزیر کو سفیر نے خط دیا اور جو پیام سردار نے زبانی اسکو دیا تھا اسکو
بیان کیا۔ وزیر نے سنکر الفنسٹن صاحب سے کہا کہ مین نے اپنے دشمن کو بفریب طلب
کیا ہے اور اب کہ میرے جال مین آگیا ہے میرے اختیار مین ہے کہ خواہ اسکو قتل کرون
یا قید کرون اس غرض سے اُس سے ملاقات کرنا چاہتا ہون۔ تمکو چاہیئے کہ ایک فوج
آراستہ کرکے آمادہ جنگ رہو اور کمین گاہ مین مخفی رہو جب مین اشارہ کرون جلد اُس
فوج کو لاکر خیمہ کا محاصرہ کر لیا جاے اور توپ و تفنگ کی جنگ سے دشمن کو کہ اُسکے ساتھ
صرف سات آدمی ہین قتل کر دینا یا قید کر دینا اور اگر مین قتل ہو جاؤن تو میرے بعد تم
سپہ سالار ہو کر دشمن پر حملہ کرنا اور میری جگہ پر پاٹنجر کو مقرر کرنا اور بعدہ وزیر مع تین افسرون کے
جسمین ایک ٹریور اور دوسرے مکنزی اور تیسرے لارنس تھے اور چند ترک سوار
لیکر پل کی طرف روانہ ہوا اور جب قریب خیمہ کے پہونچا تو گھوڑے سے اُتر پڑا۔ سردار محمد اکبر خان
نے خیمہ سے نکلکر اُسکا استقبال کیا اور مصافحہ کرکے وزیر کا ہاتھ اپنے ہاتھ مین لیے ہوے
خیمہ کے اندر آیا۔ وزیر بظاہر مہربانی سے پیش آیا اور دونون سردار برابر برابر خیمہ مین
بیٹھ گئے اور بعد مزاج پرسی اور اظہار ذوق و شوق کے سردار محمد اکبر خان نے وزیر
سے کہا کہ آپ وزیر ایک شاہ عالی مرتبت کے ہین اور سردار اُس فوج کے ہین جسکو
شوکت و شان حاصل ہے اور آپکی عقل و دانش کے تمامی سرداران فرنگ قائل ہین لیکن مین
آپ کو بالکل بیخبر جانتا ہون اور آپ سے عہد و پیمان کے استحکام اور استواری کی امید
نہین رکھتا اسواسطے کہ آپ نے جو نصیحت نامے تقسیم کیے اُس سے آپ کا مافی الضمیر
معلوم ہو گیا۔ کیا آپ افغانون سے عاجز آگئے ہین۔ آپ چاہتے ہین کہ فریب مین
مبتلا کرکے باہم افغانونمین جنگ کرا دین اور اسطرح سے انکو فنا اور برباد کر دین۔ اس
نصیحت کے لکھنے سے آپکی غرض یہ ہے کہ مین سرداران کابل سے بدگمان ہوکر انکو
حقیر اور ذلیل کر دون اور اسی طرح اور سردارون کو آپ نے نصیحت کی ہے کہ وہ مجھکو
اپنا دشمن سمجھین اور موقع پاکر مجھکو قتل کرین۔ آپ نے یہ ایسی تدبیر نکالی تھی کہ افغانونکا
نام و نشان کابل مین باقی نہ رہے۔ اس تجویز کے وقت آپ کو یہ خیال نہ ہوا کہ آپکے

مخالف لوگ کیا کہین گے۔ مین نے آپ کی درخواست پر آپ سے عہد وپیمان کیا تھا اور جنگ کو موقوف کرکے فوج کو مورچون سے ہٹا لیا تھا اور آپ کی فوج کے واسطے راستہ کھولدیا تھا مگر مین کیا جانتا تھا کہ جب مین محاصرہ اٹھالون گا تو آپ عہد وپیمان کو توڑ دینگے اور مجھسے بفریب پیش آئینگے وزیر شرمندہ ہوا اور اسکا جواب نہ دے سکا اور اندیشہ کیا کہ مین نے جال مخالف کے واسطے بچھایا تھا اب خود ہی اُسمین پھنس گیا ہون اب وزیر جواب سے تو عاجز آچکا تھا اُسنے یہ فکر کی کہ کسی طرح وہ فوج جو کمین گاہ مین موجود ہی آجاے اور جنگ شروع کردے مگر سردار محمد اکبر خان نے جب دیکھا کہ وزیر ششدر و پریشان ہی تو باواز بلند کہا کہ آپ میری سوال کا جلد جواب دین۔ وزیر نے سوال کا جواب تو کچھ نہ دیا بلکہ مجبور ہوکر یہ کہنا شروع کیا کہ آپ کیا بیہودہ بکتے ہین اور میری عزت وحرمت کا پاس نہین کرتے ہین مین نے وہ نصیحت جو آپ کو کی ہی اور وہ عہد وپیمان جو آپ سے کیا ہی محقق و موکد بقسم خدا ہے۔ آیندہ آپ کو اختیار ہے مین نے خیر خواہی سے آپ کو لکھا تھا اُسپر عمل کرین خواہ نہ کرین میرا عہد تو یہی تھا کہ مین شاہ سے دور ہو جاؤن گا اور اپنی فوج کو ہندوستان لے جاؤن گا اور آپ کے والد کو کابل بھیجدون گا۔ پس کیونکر میرا عہد اور ہو سکتا ہی اور نصیحت میری دوسری۔

وزیر اور سردار اس گفت وشنید مین تھے کہ ایک افغان دور سے دوڑتا ہوا آیا اور پشتو زبان مین کہا کہ اے اکبر تو یہان بیٹھا ہی اور الفنسٹن دوسری راستہ سے کمین گاہ سے فوج تیرے خیمہ کی جانب لاتا ہی اور پل کے قریب پہونچگیا ہے ہوشیار ہو۔ اکبر خان یہ سنکر کھڑا ہو گیا اور وزیر بھی کھڑا ہوا اور یہ ارادہ کیا کہ اپنی فوج مین چلا جاؤن اکبر نے اُسکا ہاتھ پکڑ کر اپنی جانب کھینچا اور کہا کہ آپ میرے مقابلہ سے کہان بھاگے جاتے ہین مین آپ کو لیجاؤن گا اور قید کرون گا۔ مین یہ نہین چاہتا کہ مین اپنا ہاتھ آپ کے خون سے آلودہ کرون کسواسطے کہ مین آپ کو اپنا بزرگ اور بجاے اپنے والد کے اپنا باپ سمجھتا ہو جب اکبر خان نے چند قدم وزیر کو اپنی جانب کھینچا اُسوقت وزیر نے طپنچہ جیب سے نکالا اور اکبر خان پر سر کیا مگر اسکو کوئی صدمہ نہ پہونچا۔ وزیر نے مسٹر ٹریور سے کہا کہ

کیا دیکھتے ہو اُٹھو اور میری مدد کرو۔ مسٹر ٹریور نے چاہا کہ اکبر خان سے مقابلہ کرے مگر
اکبر خان اور برافروختہ ہوا۔ اور للکار کر کہا کہ تم علیحدہ رہو ورنہ تم دونون ابھی خاک وخون مین
غلطان ہو جاؤ گے۔ مسٹر ٹریور نے ہراسان وشرمان ہو کر مقابلہ سے پرہیز کیا اب معلوم ہوتا ہی
کہ اُسوقت تک سردار محمد اکبر خان کو منظور نہ تھا کہ کشت وخون کی نوبت پہونچے یا وزیر قتل ہو
بلکہ اُسکا ارادہ یہ پایا جاتا تھا کہ اگرچہ وزیر ملاقات کے بہانہ سے کمین گاہ سے فوج لایا ہے
لیکن مین قابو پا کر وزیر کو قید کر کے اپنی فوج مین باعزاز تمام رکھون گا اور بعد اطمینان کے
اُسکو چھوڑ دون گا کہ مع اپنی فوج کے ہندوستان روانہ ہو مگر سردار اُسکو کیا کرتا جبکہ اجل
وزیر کی گریبان گیر تھی۔ وزیر نے ہرگز جادۂ راستی کو اختیار نہ کیا اور صلح پر آمادہ نہوا اور
دور از عقل یہ کام کیا کہ ایک گھونسا سردار محمد اکبر خان کو مارا۔ اکبر خان اس حرکت
بیہودہ سے بہت ہی رنجیدہ خاطر ہوا اور یہ خیال کیا کہ وزیر نے سردارون کے سامنے
مجھکو طمانچہ مارا اور پھر یہ حرکت کر کے مجھکو ذلیل کیا پس وہ اس درجہ خشمناک ہوا کہ اُسنے
بھی ایک گھونسہ وزیر کے سر پر ایسا مارا کہ اُسکا دماغ جنبش مین آگیا اور اُسکے ہوش وحواس
جاتے رہے اور اسکی نظر مین عالم تیرہ وتار ہو گیا پس وزیر نے اسکو گالیان دینا اور سخت
کہنا شروع کیا پھر وہ اسکی برداشت نہ کر سکا۔ اُسنے دوبارہ دونون ہاتھون سے وزیر کو
گھسیٹ لیا اور اُسکے سینے پر چڑھکر اُسکا سینہ چاک کر ڈالا۔ اُسکے بعد یہ ہوا کہ مسٹر ٹریور
نے شجاعت وبہادری سے تلوار کھینچکر سردار پر حملہ کیا لیکن سردار تو بچ گیا اُن سات
سردارون مین سے ایک اُسکے حملہ سے ہلاک ہوا۔ ابھی تک کنزی اور لارنس نے اس
حملہ مین کچھ نہ کیا تھا انکو سردار قید کر کے اپنے ساتھ لے گئے اور وہ سپاہ جو کمین گاہ سے
آئی تھی راہ مین جب اسکو یہ خبر وحشت اثر معلوم ہوئی تو اُنکی شجاعت اور بہادری کا جوش جاتا رہا
اور بغیر کسی کوشش کے وہ اپنے اپنے قیامگاہ پر چلے گئے اُنھون نے وزیر کو اسی جگہہ
خاک وخون مین غلطان چھوڑ دیا تھا اسی طرح پر وہ افسر جو قلعہ بالاحصار مین موجود تھے
ایسے خائف وترسان ہوے کہ کسی کو خیمہ مین جانے کی جراُت نہوئی کہ وزیر کی لاش اُٹھا کر
اسکی تجہیز وتکفین کرین حالانکہ وزیر ایک سردار جلیل القدر اور مشہور ومعروف حاکم اور

لارڈ ڈھا کہا جاتا ہے کہ مکنزی اور لارنس نے اپنی اپنی تلوارون کو کھولکر سردار محمد اکبر خان
کے پیش نظر کردیا اور کہا کہ ہمکو آپ سے مقابلہ کرنا منظور نہ تھا سردار انکو اپنے ہمراہ
لے گیا اور نظر بند کردیا بعد اُسکے یہ ہوا کہ الفنسٹن نے مجبور ہوکر پھر نامہ و پیام سردار
سے جاری کیے اور اُسکے اور سردار کے درمیان یہ قرار پایا کہ کابل سے مع اپنی فوج
کے ہندوستان چلے جائین انھون نے موسم کا بھی خیال نہ کیا اور ہندوستان کو روانہ
ہوگئے روانگی کے وقت چھبیس ہزار سوار پیادہ انگریزی فوج ماسواے شاگرد پیشہ واہل
بازار کے شمار مین آتی تھی راستہ مین محمد اکبر خان کی وجہ سے انکو کسی قسم کی تکلیف
نہوئی مگر سردار قدرتی آفات کو کیا کرتا برفباری سے جانون کا جسقدر نقصان ہوا اُسمین
سردار کا کچھ قصور نہ تھا بعدہ جب اطلاع اس تباہی اور بربادی فوج کی گورنر جنرل کو
ہندوستان مین ہوئی تو انھون نے جنرل پالک کو ایک زبردست فوج کا افسر کرکے
پھر افغانستان کو روانہ کیا۔ انگریزی فوج نے جسطرح پر افغانستان مین اپنا دوبارہ اقتدار
قائم کیا اُسکا ذکر تاریخون مین درج ہے۔

جنرل پالک اور سردار محمد اکبر خان سے آخر یہ قرار پایا کہ جسقدر انگریز اور انگریزی
عورتیں کابل مین قید ہین انکو سردار چھوڑدے اور دوست محمد خان کو انگریز رہا کرکے
کابل پہونچادین چنانچہ ایسا ہی ہوا اور جنرل پالک واپس آئے۔

درحقیقت امیر دوست محمد خان ایک سچا اور بہادر افغان تھا

امیر دوست محمد خان شجاعت و بہادری مین اپنی آپ مثال تھا اُسکے حالات اور واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ کابل مین انگریزی فوج کی تاب مقاومت نہ لاکر آوارہ
وطن ہوا تھا اگر اسکو مقابلہ کی طاقت وقوت ہوتی تو وہ ہرگز جنگ سے باز نہ آتا ظاہر
ہے کہ اُسنے کس بے بسی اور سراسیمگی سے کابل کو چھوڑا تھا اسکی نسبت اُس زمانہ مین
لوگون کی بھی راے ہوگی کہ اب امیر کبھی کابل مین تشریف لاکر تاج و تخت نشین
ہوگا وہ چاہتا تھا کہ کابل سے دور جاکر مع اپنے عیال و اطفال کے بسر کرے وہ حسن اتفاق

جاتا تھا اُدھر کوئی ایسا باشان وشوکت بادشاہ بھی نہ تھا جو اسکی حمایت کرکے انگریزون
سے جنگ کرتا مگر امیر اسکو کیا کرتا کہ جہان وہ پہونچتا تھا انگریزی فوج اسکے تعاقب
مین سایہ کی طرح اُسکے ساتھ ساتھ جاتی تھی یہان تک کہ اس شاہ برگشتہ بخت کے
کہنے سننے سے انگریزایسی دانا اور عقیل قوم نے امیر کو اس درجہ مجبور کردیا کہ وہ بالکل جنگ
کرنے اور مرنے اورمارنے پر آمادہ ہوگیا اور جب واپسی بخارا کے بعد جبار خان اسکے
بھائی نے بطمع درم و دینار یہ بیوفائی کی کہ اُسکے عیال و اطفال کو شاہ شجاع کے سپرد کردیا
تو اُسکے قابو مین سوائے اسکے کچھ نہ تھا کہ وہ جنگ کرکے اسیر یا قتل ہوجائے۔ وہ
بخارا اسواسطے گیا تھا کہ وہانکے بادشاہ نے اسکو طلب کیا تھا مگر وہان اسکو ایسی مایوسی
ہوئی کہ پھر واپس آیا اور یہ واپسی اسکو اس باعث ہوئی کہ بخارا والون نے یہ عذر لنگ
پیش کیا کہ فوج بخارا بوجہ اسکے نہین جاسکتی کہ برف کی وجہ سے راہین بند پڑی ہوئی
ہین۔ یہ ایک بہانہ تھا بخارا والون مین یہ طاقت کہان تھی کہ وہ بخارا سے کابل مین آتے
اور انگریزی فوج سے جنگ کرتے جو اُس زمانہ مین بھی فوجی قواعد سے بخوبی واقف
تھی۔ یہ ناکامی پر ناکامی ہورہی تھی اور مصائب سفر امیر برداشت کررہا تھا مگر اسکو
ذرا بھی ہراس نہ تھا اور اُس قلیل جماعت کو ساتھ لیکر انگریزی فوج پر حملہ آور ہوا تھا جو
قندز کے رئیس نے دشت وکوہ سے طلب کرکے اُسکے ساتھ کردی تھی۔ انگریزون
کی جانب سے توپ اور تفنگ اور سنگینون سے کام لیا جاتا تھا اور وہ قلیل آوارہ
جماعت تفنگ اور تیر اور تلوار سے حملہ پر حملہ کرتی تھی۔ اول جنگ مین قندز کے
ترکی سپاہیون پر گولون اور گولیون کی ایسی پے درپے بارش کی گئی کہ انکو پسپا ہونا
پڑا مگر امیر نے پھر کوئی ایسا افسون پھونک دیا کہ اُن نامردون نے جوانمرد ہوکر امیر کے سایہ
مین انگریزی فوج سے ایسے ایسے مقابلے کیے کہ بڑے بڑے سپہ سالارونکو حیرت ہوگئی

امیر دوست محمد خان کے اوصاف مین یہ وصف بھی عجیب تھا کہ وہ تنہا
ہوجاتا تھا تو وہ کچھ ایسی تقریر کرتا تھا کہ راہ چلنے والے مسافرونکے دل مین بھی اسکی جانب
ہوکر جنگ کرنے کا جوش ہوجاتا تھا اور امیر اُسی قلیل جماعت کا سپہ کا سالار ہوکر

اُس فوج کے مقابلہ پر لا کر کھڑا کر دیتا تھا - جو فنون حرب وضرب سے ماہر اور سازوسامان سے آراستہ تھی اور اس بے سروسامانی کے عالم مین اُسنے وہ مقابلے کیے ہین کہ اُس شیر ببر کی بہادری کے کارنامے ہمیشہ یادگار رہین گے - وہ بہادر اور شجاع افغان تھا کہ اسکی تعریف دوست و دشمن دونون نے کی ہے نہ اسکو کسی فوج کی کثرت سے اندیشہ تھا اور نہ تنہا یا تنہا جنگ مین کسی سے خوف - جب چھ انگریزون سنے مبارزطلبی کی وہ تنہا آکر موجود ہوا اور اُسسے بخندہ پیشانی مقابلہ کیا اور اس مقابلہ مین بھی وہی فتحیاب رہا اور اُسکے زور وقوت کا حال سب کو معلوم ہوگیا جب کابل سے نکلا تھا تو جس قافلہ کا قافلہ سالار تھا اس تمام قافلہ پر اُداسی چھائی ہوئی تھی واپسی کے وقت وہ دلیری اور شجاعت کے ساتھ آیا کہ بہادرون مین ممتاز ہوگیا اور اسکو جو بلند نامی حاصل ہوئی اُسکا ایک زمانہ قائل ہے - جس زمانہ مین امیر شاہ شجاع کی انگریزی فوج سے جنگ کر رہا تھا اُس زمانہ پر خیال کر کے اور انگریزی فوج کی پریشان حالت پر نظر کر کے یہ قطعی نتیجہ ظاہر ہوتا ہے کہ جب امیر نے تھوڑی سی جماعت سے شاہ کی فوج کو مجبور اور تنگ کر رکھا تھا تو اسکی حمایت مین اگر کسی جلیل القدر بادشاہ کی فوج ہوتی تو نہین معلوم کہ وہ کیا سے کیا کر دکھاتا -

امیر دوست محمد خان کی راست بازی اور سچائی

وہ راستی پسند اور صاف گو بھی تھا اُسنے بخارا کے دربار مین جہان وہ بطور مہمان گیا تھا ترکون سے کچھ بھی خوف نہ کیا اور ا نکو بزدل اور کاہل اور سست کہہ دیا اور یہ طعن وتشنیع ایسی تھی کہ اُس سے اُسکا مقصد فوت ہوگیا لیکن وہ صاف کہنے سے باز نہ رہا - بروقت ملاقات مکناٹن اُسنے اپنی سچی سرگزشت کہہ سنائی اور یہی سرگزشت لارڈ اکلینڈ گورنر جنرل سے بھی بیان کی ہوگی - وہ ایسا مرد سپاہی تھا کہ اسکو باتین بنانا نہین آتا تھا نہ آپ جھوٹ بولتا تھا نہ دوسرے کے مکروفریب کو پسند کرتا تھا

امیر کی قومی وملکی ہمدردی

وہ اپنی قوم اور قبیلہ اور ملک کا ہمدرد تھا اور اسکی وطن پرستی اور قومی تائید مین کسی کو کلام

نهین ہوسکتا۔ اُسنے تکلیفین اُٹھائین اور کوہ وصحرا مین قدم قدم پر گویا وہ ٹھوکرین کھاتا پھرتا تھا لیکن اسنے اپنے ملک کی تائید کو نہین چھوڑا اور اسکی خواہش یہی رہی کہ جابر اور ظالم بادشاہ شجاع الملک سے اپنے ملک کو آزاد کرادے اور جس قوم نے اسکی تائید اور طرفداری کی ہے اُسکے بھی بچے افغانستان مین نہ جینے پائین۔ اگر وہ اپنی قوم وقبیلہ کا پیشوا ہوتا تو قوم اور قبیلہ کو جو ناموری آج حاصل ہو رہی ہے وہ کبھی حاصل نہوتی۔ درحقیقت امیر دوست محمد خان نے افغانستان مین قبیلہ بارکزی کی حکومت کو قائم کیا اور اسکی حکومت کو اپنے اور اپنی اولاد کے واسطے یادگار چھوڑا اور افغانستان کو متحدہ افغانستان بنانے کی کوشش کی تھی اسکو ملک گیری کا بھی شوق تھا چنانچہ جب رنجیت سنگھ نے پشاور پر قبضہ کرلیا تو دوست محمد خان غصہ مین آیا اور سکھون سے مذہبی جنگ کرنے پر آمادہ ہوا۔ اسلیے اُسنے اپنا خطاب امیرالمومنین کیا اور تمام پیروان اسلام سے درخواست کی کہ ہرطرف سے آکر اسکی شرکت کرین۔ اُسنے اسطرح فوج کثیر جمع کرلی۔ اور بجانب پشاور روانہ ہوا مگر رنجیت سنگھ نے کچھ ایسی کارروائی کی کہ امیر کی فوج منتشر ہوگئی اور جنگ افغانستان کے بعد جب امیر دوست محمد خان کابل واپس گیا تو اُسنے پھر کابل سے آکر پشاور پر قبضہ کرلیا۔ مگر گجرات مین سکھون کی جنگ اور شکست کے بعد بخوف فوج انگریزی پشاور سے چلا گیا اور اسی پشاور کی وجہ سے وہ ایرانیون سے اتحاد کرنا چاہتا تھا اور کبھی روسیون سے اور انگریزون سے بھی صاف نہ تھا۔ وہ برابر اقوام سرحدی پشاور کو ترغیب دیتا رہتا تھا کہ وہ گورنمنٹ انگریزی کو تنگ کرتی رہین۔ جب اُسکے سپاہیون مین نزاع شروع ہوئی اور اسکی قوت مین ضعف آنا شروع ہوا اور ایرانیون نے قندھار کے معاملات مین پھر مداخلت شروع کی تو اُسنے اپنے فرزند غلام حیدر خان کو بھیجکر انگریزون سے صلح کرلی عہدنامہ پر دستخط ہونیکے بعد حیدر خان نے اپنے والد کی جانب سے یہ عرض پیش کیا کہ اُسکے والد کا ارادہ یہ ہے کہ جلد ہی پر قبضہ کرے اور اراضی این روے آنسروے دریاے سندھ کو شاہ شجاع نے دربار سکھ کو دیدیا تھا اور بعد الحاق ملک پنجاب کے گورنمنٹ انگریزی کا حق اُس پہاڑ اور آراضی پر ہوگیا تھا اور ہنوز اُس حق کا اظہار

نہ ہوا تھا کہ گورنر جنرل انہی رضامندی امیر صاحب کے قبضہ کر لینے پر ظاہر کر دی۔ امیر دوست محمد خان نے ہرات و بلخ وغیرہ کو فتح کر کے شامل حکومت افغانستان کر دیا تھا۔

کس بھروسہ پر گورنمنٹ انگریزی نے افغانستان پر فوجکشی کی تھی

انگلستان نے یہ بہت بڑی غلطی کی کہ اس امر پر بھروسہ کیا۔ کہ خاندان بارکزئی کی حکومت سے افغان ناراض ہیں اور شاہ شجاع سے خوش۔ حالانکہ جس بادشاہ کو دو مرتبہ افغان اپنے ملک سے خارج کر چکے تھے اُسی کی حکومت کو وہ پھر کب تسلیم کرنے والے تھے ہمکو ہمیشہ یہ خیال رکھنا چاہیے تھا کہ جنھی اپنے حکمران کو اُسکے ظلم و جبر کے بدلے کوئی قوم خارج کر دیتی ہے تو اُسپر اعتبار اور اُسکے مقاصد کی تائید مین دھوکھا ضرور اُٹھانا پڑتا ہے جیساکہ گورنمنٹ انگریزی نے شاہ شجاع کی بدولت غلطی مین مبتلا ہو کر دھوکھا کھایا تھا۔ ایچیسن صاحب بذیل تذکرۂ افغانستان لکھتے ہین کہ گورنمنٹ انگریزی کو یقین کلی تھا کہ کابل مین ایک گروہ کثیر حکومت بارکزئی سے ناراض ہے وہ شاہ شجاع کے آنے کو غنیمت سمجھین گے۔ لہذا دوبارہ شاہ معزول کے قائم کرنے پر ارادہ مصمم قرار پایا مگر جو خیال تھا کہ شاہ شجاع کے آنے سے اکثر افغان خوش ہونگے ۔وہ نہوا صرف شاہ کی اعانت انگریزی فوج سے ہوئی تھی۔ افغانستان مین شاہ کے جانے سے سرکشی ہوئی اور محمد اکبر خان فرزند ثانی دوست محمد خان کی سرداری مین افغانون کو زور ہو گیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ انگریزی فوج کابل مین تباہ ہو گئی اور شاہ شجاع قتل ہوا۔ ان حرکات دغا و فریب کا عوض اگرچہ گورنمنٹ انگریزی نے افغانون سے لے لیا لیکن غلطی سے جسقدر نقصان جان و مال کا ہوا وہ نہایت افسوس کے قابل تھا۔

دوسری غلطی

یہ غلطی تو قابل افسوس ہی تھی اُسپر اور غلطی ہوئی اور وہ یہ ہے کہ ایک تاریخ دان انگریزی قوم جو افغانون کے حالات سے

سے بخوبی واقف تھی اور یہ بھی جانتی تھی کہ گرگین خان کے ساتھ میرویس نے قندھار مین
کیا کیا تھا اسکو اسکا بھی علم تھا کہ پائندہ خان کے قتل کے بعد اُسکی اولاد نے درانیونکے
احسانات فراموش کر دیے اور انکی حکومت کو دور کر دیا اور یہ بھی اسکو علم تھا کہ جب افغانون
پر فوجکشی ہوتی ہے تو وہ اپنے ملک مین دشمن کو جگہ دیتے جاتے ہین یہان تک کہ وہ
فتحیاب ہو کر کل افغانستان پر حکمران ہو جاتا ہے اسکے بعد وہ ایک گہری سازش اپنی قوم
وقبیلہ مین کرتے ہین جسکی خبر تک کسی کو نہین ہوتی اور یکایک غدر و بلوہ کر بیٹھتے ہین۔ یہی انھون
نے قندھار مین گرگین خان کے ساتھ کیا تھا۔ جو گورنمنٹ ایران کی جانب سے قندھار کا
صوبہ دار تھا اور ایسا ہی کچھ سردار محمد اکبر خان اور دیگر سرداران قبائل افغانستان نے
شاہ شجاع اور انگریزی فوج کے ساتھ کر دکھایا۔ شاہ شجاع کو غلطی سے تخت نشین کرنا
اور اُسکی وزارت مکناٹن کو دینا۔ یہ بھی ایک سبب افغانستان کے بلوہ کا ہوا تھا وہ بادشاہ
جبر وظلم پسند کرتا تھا اور یہ انگریز وزیر مدبر و منتظم جب اسکو مشورہ دیتا تھا تو شاہ بوجہ عدم لیاقت
کے اُس مشورہ سے اتفاق نہ کرتا تھا اور بوجہ اسکے کہ بادشاہ کا حکم ہر شخص پر واجب التسلیم
ہوتا ہے پس مکناٹن کو اسکی تسلیم اور تعمیل کے سوا کوئی چارہ نہ تھا اسی نااتفاقی کا نتیجہ یہ ہوا کہ
شاہ علیحدہ دل ہی دل مین یہ خیال کر کے بگڑ بیٹھے تھے کہ اصلی حکمران انگریز ہین اور جب میرا حکم
چلنے نہین پاتا تو مین برائے نام بادشاہ ہون اور تمام افغانون کو بھی خیال تھا کہ شاہ کے پردے
مین انگریز اپنی حکومت کا سکہ بٹھانا چاہتے ہین اور اپنے ہی آئین و قوانین جاری کر کے
افغانستان کے قوانین شرعی اور رسم ورواج کو مٹانے کے ارادہ مین ہین اور یہ خیالات زور
پکڑ رہے تھے اور بعض انگریزون نے عاشقی و معشوقی کا ترانہ چھیڑ رکھا تھا۔ اب ایک اگ
سے باون راگنیون کا پھوٹنا تو مشہور ہی یہان کئی راگ جمع ہو گئے تھے جنسے صدہا راگنیان
پھوٹ پڑین اور اُن سب کا نتیجہ یہ ہوا کہ افغانون نے متحد اور متفق ہو کر شاہ اور اُسکے حامیون
کی حکومت کو جنگ کر کے افغانستان سے اُٹھا دیا اور انگریزونکے جان ومال کا اس درجہ نقصان
ہوا کہ اُس نقصان کی تلافی اسطرح انکو کرنا پڑی کہ امیر دوست محمد خان کو اپنے فرزند
رشید سردار محمد اکبر خان کی بہادری کی بدولت ہندوستان سے جا کر پھر امارت افغانستان

کی نصیب ہوئی اور اگر سردار محمد اکبر خان اپنی مستعدی اور سرگرمی ظاہر نہ کرتا اور قبائل افغان کو مستعد کرا کے اُنسے جنگ نہ کراتا تو شاہ انگریزی حکومت کو کسی قسم کا اندیشہ نہ تھا۔ وہ بامن وامان تمام حکومت کرتے رہتے۔ بارکزیئون کی حکومت کا خاتمہ تو ہو چکا تھا۔ درانیون کی حکومت کا قیام اور بقاء انگریزی پالیسیون کے رنگ برنگ پردون سے وابستہ رہتا۔

جس زمانہ مین یہ جنگ ہو رہی تھی روس کی کیا حالت تھی

جب انگلستان اور افغانستان کے درمیان یہ قضیہ پیش تھا۔ اسوقت روس افغانستان سے بہت دور تھا اوس نے نہ بخارا فتح کیا تھا نہ خوارزم اور نہ قوقند وغیرہ۔ مگر اس جنگ کے بعد اُسنے اپنی رفتار مین ایسی سرعت ظاہر کی کہ اُس سے انگلستان نے بخوبی سمجھ لیا کہ روس انگلستان کی جانب پیشقدمی کرتا ہوا چلا آتا ہی انگریز جو یورپ مین نہایت انجام بین قوم مشہور ہی اُسکے اقتدار کا آغاز ہندوستان مین عاقلانہ اور حکیمانہ پیرایہ مین ہوا تھا۔ یہ ظاہر ہی کہ ابتدا مین یہ قوم تاجرانہ لباس مین ہندوستان مین بسر کرتی تھی مگر موقع ملتے ہی اُسنے بجاے اس لباس کے پولٹیکل لباس اختیار کر لیا تھا اور جس زمانہ مین انگلستان نے ایران سے دوستی اور اتحاد کیا تھا اُسوقت اسکو پورا پورا پولیٹکل اقتدار ہندوستان مین نہوا تھا مگر جس حد تک کہ اسکو اقتدار تھا اُس سے اور نیز ہندوستان کے حالات اور واقعات سے اُسنے یہ سمجھ لیا تھا کہ کل ہندوستان ایک نہ ایک زمانہ مین انگریزون کے قبضہ مین آجائیگا۔ اسی حیثیت سے وہ اس پولیٹکل دنگل مین بھی اُتر پڑا تھا جسمین کہ اقوام ڈچ اور فرانسیس اُترے ہوے تھے اس دنگل مین انگلستان کے ہاتھ میدان رہا اور انگلستان اسواسطے فتحیاب ہوا کہ وہ اُس زمانہ مین بھی مثل غلام پہلوان کے زور آور وقوی تھا اُسنے ہندوستان مین اسطرح پر بھی اپنا زور دکھایا اور اپنی عقل ودور اندیشی سے یہ کر دکھایا کہ ہندوستان کو ہندولین اور روس کے حملونسے محفوظ رکھا یعنی جس زمانہ مین ایران سے اتحاد کی ضرورت پیدا

ہوئی اُسنے ایران سے اتحاد کیا اور یہ اتحاد اسی ہندوستان کے واسطے تھا مگر جب اُسکے پولیٹکل اغراض ایسے باقی نہ رہے تو اُسنے ایران کی دوستی چھوڑ دی اور ترک اتحاد اسوجہ سے ہوا تھا کہ حالات اور واقعات مین تغیرات پیدا ہو چکے تھے یعنی نپولین اعظم کا دور دورہ ختم ہو چکا تھا اب صرف روس سے اندیشہ باقی تھا کہ مبادا ایران سے ملکر ہندوستان پر حملہ کر بیٹھے مگر صرف اندیشہ ہی اندیشہ تھا اسکا اثر انگلستان کے واسطے کچھ مضر ثابت نہوا۔ اور مضر کیون ہوتا جبکہ روس ہی بہت دور تھے اگرچہ روسیون نے ترکمانچی کے عہدنامہ کے بموجب ایران مین اپنا اقتدار قائم کر لیا تھا اور انگلستان اور ایران سے ناچاقی پیدا کر دی تھی مگر انگلستان ہی ایسا پخیت تھا کہ وہ اُسی وقت سمجھ گیا تھا کہ ایران مین کامیابی کے بعد روس وسط الیشیا مین پیشقدمی کرے گا جس پیشقدمی کو اُسنے شروع کر دیا تھا پس انگلستان نے بخیال دور اندیشی جس دیوار کو ہندوستان کے واسطے ایران مین بنانا چاہا تھا اس دیوار کو بالو کی دیوار قرار دیدیا اور درجہ بدرجہ جہانتک کہ روسیون کی پیشقدمی وسط ایشیا مین ہوتی چلی آتی تھی۔ اُسیکے قدم بقدم گویا افغانستان مین پولیٹکل جوڑ توڑ کرکے انگلستان نے ایک اپنی دیوار کی تعمیر ہندوستان کے واسطے شروع کر رکھی تھی اور بعد معدوم ہوجانے ایرانی دیوار کے آہنی دیوار اب انگلستان اور روس کی درمیان حائل اور قائم ہوگئی ہی یعنی اس دیوار کے ایک جانب تو روس ہے اور دوسری جانب انگلستان۔ امیر دوست محمّد خان کے وقت روسیون کی پیشقدمی اس حد تک نہ پہونچی تھی کہ انگلستان کا خیال اسکی جانب زیادہ تر ہوتا امیر شیر علی خان کے وقت مین روسیون نے بہت تیزی کے ساتھ پیشقدمی کی اور اُن مقامات کو چھین لیا جنمین سے بعض مقام مثل سرخس وغیرہ کے ہندوستان کے مغلیہ شاہون کے قبضہ مین تھے اور مرو کے فتح کرنے سے اُسنے اپنے اقتدار کو خراسان مین اسدرجہ بڑھا دیا کہ ہرات کے قریب پہونچ گیا جسکو کہ انگریز کلید ہندوستان قرار دیتے ہین انگلستان بھی ہا ایک سرحدی استحکام مین مشغول ھے اور اُس دیوار کے مضبوط کرنے مین سرگرم جسکی تفصیل ہم آگے لکھنا چاہتے ہین جو خالی از دلچسپی نہین۔

باب پنجم

امیر شیر علی خان کے حالات

امیر دوست محمد خان نے انتقال سے پانچ سال قبل اپنے بیٹون مین ملک تقسیم کر دیا تھا اور شیر علی خان کو اپنا ولیعہد قرار دیا تھا جب ۹ جون ۱۸۶۳ء مین امیر دوست محمد خان نے بمقام ہرات انتقال کیا تو امیر شیر علی خان بجاے اُسکے مسند نشین ہوا اور اُس نے محمد رفیع خان کو اپنا مشیر مقرر کیا۔ بیان کیا جاتا ہی کہ جب امیر شیر علی خان نے سردار محمد رفیع کو اسواسطے پشاور بھیجا کہ گورنمنٹ انگریزی سے وظیفہ مقررہ حاصل کرے اس سردار کی طلب پر اسوقت کے کمشنر پشاور نے کہا کہ جبوقت تک کل برادران امیر شیر علی خان اسکی حکومت کو قبول و تسلیم نہ کرینگے امیر شیر علی خان کو وظیفہ نہین مل سکتا۔ اب اس جواب سے امیر شیر علیخان کو ضرورت ہوئی کہ جسطرح ہوسکے تمام افغانستان پر اپنا اقتدار قائم کرے اُسنے افضل خان کی جانب سب سے پہلے خیال کیا حالانکہ افضل خان نے اُسوقت تک کسی قسم کا انحراف نہین کیا تھا مگر اعظم خان نے جب دیکھا کہ امیر دوست محمد خان کا جنازہ قبر مین رکھدیا گیا فوراً ہرات سے وہ غائب ہوا اور اپنے علاقہ مین پہونچکر اسطرح جنگ کی تیاریان شروع کین کہ کانون کان کسی کو خبر تک نہوئی۔ اب امیر شیر علی خان نے افضل خان پر بجانب ترکستان فوج کشی کی باہم کچھ نامہ و پیام کے بعد افضل خان نے پھر خود مختاری اور خودسری کا دعوی کیا اور اعلان کیا کہ امیر دوست محمد خان کا وارث جائز مین ہون مگر گورنمنٹ انگریزی نے شیر علی خان کی امارت کو تسلیم کر لیا تھا مگر امیر شیر علی خان اور اُسکے بھائیون اور برادرزادون مین امارت کابل کے متعلق سخت نزاع شروع ہوئی جسکی وجہ سے کابل کی حکومت پست حالت مین ہوگئی۔ امیر شیر علی خان چونکہ ان دعویدارون کا مقابلہ نہ کرسکتا تھا اسلیے اُسنے انگریزون سے مدد چاہی۔ مگر انگریزون کو اسکی دوستی پر

اعتبار نہ تھا اسلیے سرجان لارنس بہادر ویسرائے ہند نے افضل خان شیر علیخان کے بھائی کو تخت افغانستان کا وارث شرعی قرار دیا۔ امیر شیر علی خان کے بیٹے یعقوب خان نے جسنے ہرات مین اپنی حکومت کو قائم کیا تھا اپنے باپ کی مدد کے واسطے فوج روانہ کی۔ امیر شیر علی خان کو اس سے پہلے دشمن کے برخلاف ایران سے اتحاد کرنے مین ناکامی ہوچکی تھی۔ اکتوبر ۱۸۶۷ء مین امیر شیر علی خان نے سترہ ہزار فوج فراہم کی اور فیض محمد خان حاکم بلخ سے اسکو بہت مدد پہونچی امیر شیر علی خان یکم اپریل ۱۸۶۸ء مین قندھار پر قابض ہوگیا اور دوسری جنوری ۱۸۶۹ء مین اُسنے غزنی مین اپنے برادر اعظم خان اور اپنے برادرزادی عبدالرحمٰن خان پر غلبہ حاصل کیا اور جولائی ۱۸۶۹ء مین تخت کابل کے دعویدارون نے حدود ترکستان پر فتنہ و فساد کیا۔ اعظم خان جو ان سب مین ظالم اور سفاک تھا اکتوبر ۱۸۶۹ء مین انتقال کرگیا۔ اب گورنمنٹ آف انڈیا نے جسکو ہمیشہ سے اس بات کا خوف تھا کہ روس اپنے پولٹیکل مقاصد سے انگلستان کے خلاف ہرات پر ایران کی حکومت چاہتا ہی امیر شیر علی خان کی مدد کا بیڑا اُٹھایا چنانچہ ارل میو ویسرائے ہندوستان نے امیر شیر علی خان کے ساتھ ایک جدید معاہدہ اس بات کا کیا کہ امیر شیر علی خان تخت افغانستان کا شرعی وارث ہی۔ اور کہ ایسا ہونا انگلستان کے مقاصد کے لحاظ سے ضرور ہی اسی وقت مین ایک معاہدہ کے ذریعہ سے دریاے آکسس کابل اور بخارا کے درمیان حد قرار پائی کسواسطے کہ بخارا مین روسیون کا بہت بڑا اقتدار ہوگیا تھا اور ۲۔ جنوری کو اس معاہدہ کا نفاذ ہوا۔ انگلستان نے روس کی پیشقدمی کو روکنے کے واسطے کابل سے اتحاد کو قوی کرنا چاہا اور افغانستان مین امن وامان کا طالب ہوا۔ امیر شیر علی خان کے عزیز جو اسکو تخت سے ہٹانا چاہتے تھے اطمینان سے نہ بیٹھ سکے اور ۲۱ ستمبر ۱۸۷۰ء مین یعقوب خان نے اپنے باپ سے بغاوت اختیار کی کیونکہ لوگون نے اسکو سمجھا دیا تھا کہ امیر شیر علی خان نے بجاے اُسکے اپنے دوسرے فرزند عبداللہ جان کو ولیعہد قرار دیا ہی اور مارچ ۱۸۷۱ء مین یعقوب خان نے قلعہ غوریان پر قبضہ کرلیا اور مئی کے مہینہ مین ہرات کا حاکم ہوگیا۔ انگریزون نے یہ باتین دریافت کرکے درمیان مین پڑکر صلح کرادی

کوشش کی اور باپ بیٹون مین صلح ہوگئی اور جون مین یعقوب خان ہرات کا حاکم قرار
پایا۔ جولائی مین کابل مین روسیون کی سفارت پہونچی جس سے انگریزون کے دلون مین
جوش پیدا ہوا اور لارڈ لٹن ویسرائے ہند نے امیر شیر علی خان کو پایہ تخت کابل مین
برٹش سفارت کے قائم کرنے کے واسطے لکھا جسکے جواب آنے مین بہت تاخیر ہوئی۔
اُسوقت ویسرائے نے سر نیول چیمبرلین کے زیر صدارت پشاور مین ارکان سلطنت کی
ایک کمیٹی قائم کی جسنے یہ طے کیا کہ کابل مین سفارت بھیجدینا چاہیے چنانچہ سفارت پشاور
سے کابل روانہ ہوئی لیکن میجر کوگنا ری نے جو سردار سفارت تھا علی مسجد کے حاکم سے
پوچھا کہ ہم آگے بڑھتے مین کچھ تعرض تو نہ کیا جائیگا لیکن اُسنے جواب دینے مین تامل کیا اور
بغیر اجازت حاصل کیے ہوے آگے بڑھنے سے منع کیا اور جس جانب سے سفارت آئی تھی اُدھر
لوٹ جانے کو کہا اور جنگ کی دھمکی دی اور اپنے لشکر کو پہاڑیون پر بٹھا دیا کہ سفارت کو آگے
نہ جانے دے۔ جب ہندوستان مین اس واقعہ کی اطلاع ہوئی تو ویسرائے نے سفارت کو پشاور
مین واپس آنے کا حکم دیا اور سفارت پشاور مین لوٹ آئی پھر گورنمنٹ آف انڈیا نے فوراً سرحد
پر فوجین جمع کرنا شروع کردین اور اپنے ہندوستانی سفیر کو جو کابل مین مقیم تھا طلب کرلیا
سفیر چلا آیا اور امیر شیر علی خان کا خط ویسرائے کو دیا لیکن اُس سے کچھ اچھا نتیجہ نہ نکلا
یکم نومبر کو ویسرائے نے تقرر سفارت کے بارے مین آخری چٹھی بطور الٹیمیٹم کے روانہ کی
اور جواب کے لیے بیس ۲۰ یوم کی مہلت عطا کی لیکن اس عرصہ مین بھی جنگ کی تیاریان برابر
جاری رہین اور مدت ختم ہوگئی اور ہنوز جواب نہ آیا اُسوقت انگریزی فوجین حدود افغانستان
مین داخل ہوگئین مگر کسی نے مقابلہ نہ کیا۔ ۲۱ نومبر کو وہ فوجین علی مسجد پر قابض ہوگئین اور
پانچوین دسمبر کو جنرل رابرٹس نے پیوار کوتل پر قبضہ کرلیا اور اسی مہینہ کے اوائل مین امیر شیر علی
خان نے پہلے انگریزون کو کابل سے دفع کرنے کا قصد کیا لیکن بعد مین شہر جلال آباد کو
پٹھانون نے خالی کردیا اور وسط دسمبر تک جنرل رابرٹس بغیر جنگ کیے درہ شترگردن کے
سرے پر پہونچ گیا اور جنرل ٹینڈرس درہ خوجک پر قابض ہوا اور جنرل گوبرون اپنے
لشکر کو جلال آباد مین لے آیا جب انگریزی فوجین بلاد افغانستان مین پھیل گئین اور مچھا دو

لشکر پر غلبہ حاصل کیا اور اُنکے لیئے فتح کا پلہ بھاری ہوا۔ پس امیر شیر علی خان مع روسی سفیر کے جو اُسکے ہمراہ تھا ترکستان بھاگ گیا اب یعقوب خان بلایا گیا اور حکومت اسکو دیگئی وہ فتنہ جو اُسکے باپ نے اُٹھایا تھا برابر کابل مین باقی رہا لیکن اس سے عمدہ نتیجہ نہ نکلا۔
۲۱۔ فروری کو امیر شیر علی خان تاشقند مین ایک شدید مرض مین مبتلا ہوکر فوت ہوا تب یعقوب خان اور اُسکے بھائی ابراہیم خان اور اُسکے بھتیجے احمد خان نے امارت کے متعلق سخت نزاع شروع کی اور بہت بڑے کشت وخون کے بعد یعقوب خان فتحیاب ہوا اور وہ اوائل مارچ مین سلطنت کابل کا مالک ہوگیا اسوقت انگریزی لشکر کابل مین چلا آیا امیر یعقوب خان نے اس بات پر یقین کرکے کہ افغان انگریزون کو نکال نہین سکتے انگریزون سے صلح کی کوشش کی اور مئی ۱۸۷۹ء مین بنفس نفیس انگریزی لشکر مین حاضر ہوا اور ویسرائے سے صلح کی نسبت ظاہر کی آخر بعد بحث ومباحثہ کے ۲۶ ماہ مذکور کو صلح ہوگئی اور ایک عہدنامہ ہوا جو حسب ذیل ہی۔

نقل عہدنامہ

جو بمقام گندمک درمیان امیر محمد یعقوب خان اور انگریزون کے ہوا۔

شرط اول

فریقین اس معاہدہ کی رو سے صلح اور راستی پر قائم رہین گے۔

شرط دوم

تمام افغانستان کی رعایا کی خطا معاف کیجاے اور جو لوگ اُنمین سے انگریزون سے مل گیئے تھے انکو سزا نہ دیجاے۔

شرط سوم

سلاطین غیر سے معاملات وغیرہ کرنے مین انگلستان سے مشورہ ہوا کرے اور بلاد کابل پر جو آفتین نازل ہون اُنکے دفع کرنے مین امیر کی مدد کیجاوے۔

شرط چہارم

انگریزی سفیر کابل مین مقرر کیا جاوے اور اُسکے ساتھ کافی باڈی گارڈ ہو۔ نیز اسکو اس بات کا حق حاصل ہو کہ انگریزی عمال کو خاص امورات کے واسطے افغانی سرحدات پر بھیج سکے۔ نیز امیر کو بھی یہ حق دیا جاوے کہ وہ اپنے کارندون کو ضروری امور کے واسطے ہندوستان مین روانہ کیا کرین۔

شرط پنجم

انگریزی اہلکار جو پاے تخت کابل مین مقرر ہون انکی حفاظت کیجاوے اور اُنکے ساتھ باعزاز واکرام پیش آنے کی ذمہ داری کرین۔

تجارت کے معاملات دوسرے معاہدہ مین طے پائے جو ایک سال کے بعد ہوا۔ اور نیز ایک باہمی کمیشن برٹش اور افغانستان کی حدبندی کے واسطے مقرر ہوئی۔ اور شہر کابل تک جن علاقجات پر انگریز قابض ہو گئے تھے سواے قرم اور پیسن اور سبی کے میدانونکے سب واپس کردیے گئے اور امیر کو اُسکے ضروری اخراجات کا ادا کیا جانا طے پایا اور درۂ خیبر اور مچنی انگریزون کے قبضہ مین باقی رہے گا اور یہ بات طے ہوئی کہ جب امیر اس معاہدہ کو عمل مین لائے گا تو اسکو چھ سو روسی ریال سالانہ ملا کرینگے۔ اس معاہدہ کے بعد انگریزی فوجون کو کابل چھوڑکر سرحد پر واپس آجانے کا حکم ہوا اور دیسراے نے میجر کوگناری کے ماتحت انگریزی سفارت کابل کو روانہ کی اوائل ماہ ستمبر تک کابل کے حامی امیر کے مقابلہ کے واسطے نکلے اور انگریزی سفارت کو گھیر لیا اور جتنے ارکان سفارت تھے سب کو مار ڈالا۔ جب یہ خبر مشتہر ہوئی تو انگریزون کو بہت جوش وغیظ وغضب لاحق ہوا۔ اور درۂ شتر گردن کی راہ سے انگریزی لشکر کابل پر بڑھا اور جنرل رابرٹس نے بھی شہر کابل کیطرف

اپنا لشکر بڑھایا اور جنرل اسٹورٹ کو قندھار کی حفاظت کا حکم دیا اور جو فوجین خیبر کے درہ پر تھین
جلال آباد پر بڑھین - اسی اثنا مین کابل مین سخت شورش برپا ہوئی اور بڑھتی ہی گئی لیکن
امیر یعقوب خان نے انگریزی جنرل رابرٹس کے پاس اس مضمون کی چٹھی بھیجی کہ اسکو اس واقعہ
کا علم پہلے سے نہ تھا اور اسنے سفارت کے بچانے کی بہت کوشش کی لیکن کچھ کارگر نہوئی
کیونکہ بلوائیون نے خود اسکو بھی مع پانچ آدمیون کے گھیر لیا تھا - لیکن گورنمنٹ آف انڈیا نے
اسکی اس بات کو باور نہ کیا اور اسکو لکھ بھیجا کہ وہ اپنے بیان کی تصدیق مین مضبوط دلائل پیش
کرے اور وسط ستمبر مین افغانی لشکر نے بہت سی خونریزی کی اور مقامی حکومت کے اراکین اور
فوجی افسرون کو قتل کر ڈالا - ۱۸ ستمبر کو امیر یعقوب خان مع اپنے عیال و اطفال مقام خوشی
مین انگریزی لشکر مین آیا تاکہ سفارت کے مقتول ہونے مین اپنی عدم شرکت کو ثابت کرے
اور اپنی برات ذہن نشین کرادے اور انگریزون کو نقل سامان رسد و جنگ و مایحتاج مین
مدد کا وعدہ کیا - یکم اکتوبر کو جنرل رابرٹس نے اپنا لشکر کابل کی طرف بڑھانا شروع کیا - اس
اثنا مین ان انگریزی جماعتون پر جو کابل مین ادھر ادھر پھیلی ہوئی تھین افغان حملہ کرتے تھے اور
افغان کابل مین بھی انگریزی لشکر کے دفع کرنے کے لیے جو کابل پر بڑھ رہا تھا جمع ہوے جنرل
رابرٹس اپنا لشکر لیے ہوے کابل کے قریب پہونچا افغانون نے اوپر حملہ کیا لیکن سخت نقصان
کے ساتھ پسپا کیے گئے اور ۱۲ - اکتوبر کو انگریزون نے مورچون کو فتح کرلیا اور ایکسو دس توپین
انکے ہاتھ آئین اور ۱۳ - اکتوبر کو جنرل رابرٹس مع امیر یعقوب خان کے کابل مین داخل
ہوے اور اس بات کا اعلان کیا کہ تمام کابل انگریزی فوجون کے قبضہ مین ہے اور جو لوگ سفارت
کے قاتلون کا پتہ بتائینگے انکو بہت انعام دیا جائیگا اور کابل کے تمام مورچون اور قلعون کے
ڈھا دینے کا حکم دیا - و ہتھیار وغیرہ بیچنے کے واسطے سزاے موت کا اعلان کیا - ۱۸ - اکتوبر
کو یعقوب خان امارت سے معزول کیا گیا اور جنرل ہیل کابل کا انگریزی حاکم قرار پایا اور تمام
افغانستان مین انگریزون کی حکومت ہوگئی اور انگریز دل بہلانے اور ستانے اور قاتلین سفارت
کی تلاش مین رہنے لگے اور اسی مہینہ کے آخر مین چار بڑے بڑے افغانی سردارون کو پھانسی
دی گئی اور جنرل رابرٹس نے اس امر کا اعلان دیا کہ انگریز افغانستان مین مقیم رہینگے اور وہین کی

عظمت اور افغانون کے احترام کا لحاظ رکھا جائیگا اور اعیان کابل کے جانچنے اور مشورہ کے بعد انتظام شروع ہوگا اور بعد اسکے کہ یعقوب خان کی طرف سے قتل سفارت کا شبہ دور ہوگیا تھا اور جس بات سے اُسنے انکار کیا تھا وہ بات کھل گئی اور قریب تھا کہ اسکی مکاری محقق ہوجاے یعقوب خان قید کرلیا گیا اور ایک مقام سے دوسرے مقام شیرپور کی جانب منتقل کیا گیا۔ اور اُسکے تمام متعلقین سواے چار آدمیون کے اُس سے علیحدہ کیے گئے اور اسکی حفاظت کے لیے انگریز مقرر کیے گئے اور اُسکے گرد ایک بڑا پہرہ قائم کیا گیا وہ پھر اسی طرح زیر حراست ہندوستان مین بھیجدیا گیا چنانچہ دیرہ دون مین اب تک ہین۔ یہ حالات بطور خلاصہ درج ہوے ہین اور محتاج تشریح و تفصیل ہین۔ پس ہم تشریح کے ساتھ انکو ذیل مین مع اپنی راے کے درج کرتے ہین۔

امیر شیرعلیخان اور سردار افضل خان کے درمیان پہلی مرتبہ کیا ہوا تھا۔

یہ بات مورخین نے تسلیم کرلی ہے کہ امیر شیرعلی خان نے بمقام مزار شریف خاص روضہ حضرت علی مرتضیٰ مین قرآن شریف ہاتھ مین لیکر قسم کھائی تھی کہ سردار افضل خان کی تعظیم و تکریم کرتا رہون گا اور اُسکے ساتھ بدی نہ کرون گا اور امیر دوست محمد خان زمانہ سے جو صوبہ اسکی حکومت مین چلا آتا ہے وہ قائم رہے گا امیر شیرعلیخان نے یہ قسم نہ کھائی تھی ایک سبز باغ افضل خان کو دکھایا تھا افضل خان نے اسپر اعتبار کیا اور شیرعلی خان کے حضور مین حاضر ہوگیا اب عبدالرحمن خان کی یہ حالت ہوئی کہ جب اُسنے اپنے باپ کا یہ حال سُنا وہ بخارا چلدیا اور بخارا مین پہنچکر شاہ بخارا کے سایہ مین پناہ گزین ہوا۔ عبدالرحمن خان کے فرار ہونے پر امیر شیرعلیخان غصہ ہوا۔ اور اُسنے افضل خان کو پابجولان کردیا۔ افضل خان کے قید ہونے کے بعد شیرعلی خان نے سردار اعظم خان پر فتح پائی اور بعد فتحیاب ہونے کے فیض محمد خان سردار ولی محمد خان کے بھائی کو بلخ کا حاکم مقرر کیا۔ اور خود کابل کی جانب روانہ ہوا۔ افضل خان بھی بحالت قید اُسکے ساتھ تھا مگر شیرعلی خان کے قسم کے خلاف کرنے مین لوگون کو نفرت ہوگئی۔ اُدھر عبدالرحمن خان

نے بخارا مین علماے بخارا سے شیر علی خان کی نسبت ایک فتویٰ حاصل کیا جسمین علمانے
شیر علی خان کو اسلام سے باین وجہ خارج قرار دیا کہ شیر علی خان نے اپنے بھائی افضل خان
کو قسم کھاکر دھوکا دیا تھا۔ اب عبدالرحمن خان دو سو آدمیون کے ساتھ بخارا سے کابل کی
جانب چلا اور بلخ مین داخل ہوا یہان فیض محمد خان نے اسکی اعانت کی جب عبدالرحمن خان
بخارا سے کابل کی جانب چلا آتا تھا اُس زمانہ مین امیر شیر علی خان قندھار مین امین خان
اور شریف خان اپنے بھائیون سے جنگ مین مصروف تھا۔ انھین دنون سر جان
لارنس صاحب نے امیر شیر علی خان کے ایک خط کے جواب مین تحریر کیا کہ ہمکو امید ہی کہ خدا
ایسے اسباب مہیا کردے گا کہ تمھارے اور تمھارے بھائیون مین صلح ہوجایگی مگر صلح کب
ہوسکتی تھی معاملہ کا رنگ دوسرا ہوگیا تھا۔ آخرکار ایک بڑی جنگ کے بعد شیر علیخان فتحیاب
ہوا مگر اسکو اپنے لڑکے محمد علی خان کے مارے جانے سے نہایت صدمہ ہوا۔ وہ اس صدمہ
سے چاہتا تھا کہ مکہ شریف چلا جاؤن یا عملداری انگریزی یا ملک روس مین جاکر رہون سردار
اعظم خان جو پہلے امیر شیر علی خان سے زک اُٹھاکر راولپنڈی چلا گیا تھا اور گورنمنٹ
انگریزی سے پنشن پاتا تھا وہ افغانستان کی بوقلمونی سنکر پھر راولپنڈی سے چلکر بدخشان
پہونچ گیا اور بدخشان کے خان نے اپنی دختر کا عقد اُسکے ساتھ کردیا پھر بلخ شہر مین گیا
اور یہان اپنے بھتیجے عبدالرحمن خان کا شریک ہوگیا اب امیر شیر علیخان نے اپنے لڑکے کا
صدمہ بھلا دیا اور غزنی سے فوج لیکر عبدالرحمن خان اور اعظم خان سے صف آرا ہوا۔ مگر
اسکو شکست مل گئی اور اسکی توپین اور خیمے گھوڑے وغیرہ فریق مخالف کے ہاتھ لگے۔ امیر
شیر علی خان اس زک سے بجانب قندھار بھاگ گیا اور عبدالرحمن خان نے سردار افضل خان
کو قید سے چھڑا کر ۲۱ مئی سنہ ۱۸۶۶ء کو کابل مین تخت نشین کیا یعنی افضل خان کے بیٹے نے اپنے
باپ کو اس سرداری کے درجہ سے امارت افغانستان کے درجہ پر پہونچایا۔ جب افضل خان
امیر کابل ہوا اُسوقت سر جان لارنس صاحب نے اسکو ایک خط لکھا جسمین اسکو بجاے
امیر افغانستان کے والی کابل لکھا تھا وہ خط یہ ہی۔

خط سر جان لارنس صاحب گورنر جنرل ہند بنام امیر افضل خان والی افغانستان۔

ہمارا فرض ہی کہ آپ کو آگاہ کردین کہ موجودہ صورت مین ہماری حمیت اور شہرت سے بعید ہی کہ ہم امیر شیر علیخان سے بگاڑ پیدا کرین وہ ابھی تک قندھار اور ہرات پر قابض ہی جو افغانستان کا بڑا حصہ ہی۔ مشفق من تمکو واضح ہو کہ ہماری گورنمنٹ کا تعلق اصلی والی افغانستان سے ہی۔ اگر خدا تمکو توفیق دے اور تم تمام افغانستان کے مالک ہو انگریزون کے خیرخواہ اور ہوا خواہ اور دوست بنے رہو تو ہم فوراً تمھین اپنا دوست قبول کرلین گے۔ مگر موجودہ حالت مین ہم امیر شیر علیخان سے رابطۂ اتحاد جو مدت سے قائم ہی توڑ نہین سکتے اور اُسے اُس حصہ کا جائز والی تصور کرتے رہینگے جبتک کہ وہ حکمران رہے گا۔ صداقت نے ہمین مجبور کیا ہی کہ ہم صاف صاف الفاظ تمھارے پاس لکھکر بھیجدین۔

ہرچند کہ امیر افضل خان کو امارت کابل حاصل ہوگئی تھی مگر وہ کچھ کام نہین کرتا تھا اُسنے سردار اعظم خان کو اپنا وزیر بنایا تھا اور یہی وزیر کل کاروبار کو انجام دیتا تھا سردار افضل خان نشہ مین سرشار رہتا تھا اور اسکی ان باتون سے عبدالرحمن خان دل ہی دل مین کُڑھتا تھا اُسکے وزیر کا ظلم بہت بڑھگیا تھا یہان تک کہ افغان سردار اُس سے نالان و پریشان رہتے تھے اب یہ ہوا کہ امیر شیر علیخان نے ارادہ کیا کہ جسطرح سے ہوسکے کابل کو فتح کرے اُسکا بھائی شریف خان جسنے اُس سے جنگ کی تھی اپنی حرکت سے شرمندہ ہوا اور شیر علی خان سے آکر مل گیا کہتے ہین کہ قندھار کے ساہوکارون نے اب امیر شیر علی خان کو ایک لاکھ روپیہ قرض دیا کہ وہ کابل پر چڑھائی کرے اُسنے پھر لشکر فراہم کیے اور کابل کی جانب رُخ کیا اُدھر سردار عبدالرحمن خان اور وزیر اعظم خان بھی اُسکے مقابلہ کے واسطے بڑھے مگر جنگ کا نتیجہ یہ ہوا کہ پھر امیر شیر علیخان نے شکست پائی وہ شکست پاکر ہرات کی جانب چلا گیا اور ادھر فتح پانے والون نے قندھار پر بھی قبضہ کرلیا۔ اس فتح یابی کے بعد سر جان لارنس صاحب نے دوسرا خط امیر افضل خان لکھا جو حسب ذیل ہی

خط ثانی بنام امیر افضل خان

مشفق من ہمنے اپنے پہلے خط مین لکھا تھا کہ ہم اُسکے دوست ہین جو واقعی والی افغانستان ہو مگر جب تک امیر شیر علی خان ہرات پر قابض ہو اور ہماری دوستی پر کمربستہ ہو ہم اُس سے بگاڑ نہین سکتے۔ لیکن اسی اصول پر ہم آپ کو بھی امیر کابل و قندھار تسلیم کرنے پر مستعد ہین اور اسی حیثیت مین ہم سرکار انگلشیہ کی خیر خواہی کا تمھاری نسبت اظہار کرتے ہین اب چند واقعات ایسے پیش آئے کہ فیض محمد خان جسنے عبد الرحمن خان کو پہلے مدد دی تھی وہ سردار اعظم خان سے ناراض ہوکر امیر شیر علی خان سے جا ملا۔ اُسوقت امیر شیر علی خان شاہ ایران اور روسیون سے خواہان امداد تھے۔ اِدھر امیر افضل خان نشہ مین چور رہتا تھا۔ اُسی عالم مین ایک دن عبد الرحمن خان اُسکے پاس گیا اور کہا کہ آپ مجھکو اپنا ولیعہد قرار دین مگر افضل خان نشہ مین کب ایسی سُنتے تھے اُسنے کہا کہ تاوقتیکہ اعظم خان قندھار سے نہ آئے گا مین بغیر اُسکے کچھ نہین کرسکتا ابھی تک اعظم خان قندھار سے نہ آیا تھا مگر وہین سے بیٹھے بیٹھے عبد الرحمن خان کو لکھ بھیجا کہ مین جانتا ہون تمھارا باپ بیمار ہو لیکن وہ حالت نزع مین ہو اور تم مردے کو نہین جلا سکو گے کیون نہین غنیم کی سرکوبی کے واسطے آتے۔ ناچار عبد الرحمن خان باپ کو بیمار چھوڑکر دشمن کے مقابلہ کو روانہ ہوا۔ خود عبد الرحمن خان لکھتے ہین کہ لاچار باپ کو بیمار چھوڑکر مین دشمن کے مقابلہ کے لیے روانہ ہوا اور میرا مقابلہ امیر شیر علی خان اور فیض محمد خان کی فوج سے درہ پنج شیر پر ہوا۔ لڑائی تمام رات ہوتی رہی علی الصباح فیض محمد ہماری توپون کا نشانہ ہوگیا۔ اور شیر علی ہرات کو بھاگ گیا۔ اب عبد الرحمن خان نے بلخ مین جاکر اسپر قبضہ کرلیا اور شروع اکتوبر مین پھر کابل واپس آیا۔ اسطرح سے امیر افضل خان نے سولہ مہینے کابل مین حکومت کی اور جب اُسکا انتقال ہو تو سردار عبد الرحمن خان کو امید تھی کہ لوگ اسکو امیر بنائینگے کیونکہ افضل خان کا وہی بیٹا اور جانشین تھا لیکن اعظم خان کا رسوخ اسدرجہ بڑھا ہوا تھا کہ عبد الرحمن خان نے یہ سمجھکر انکار کیا کہ اعظم خان کے مقابلہ مین میری کچھ نہ چلے گی اور اس انکار کے بعد اُسنے خود اعظم خان کو تخت پر بیٹھا دیا اور شمشیر امارت اسکی کمر سے باندھ دی اور آپ سپہ سالار ہوگیا۔ جب افضل خان کا چالیسوان ہوچکا

تو عبد الرحمن خان کے دل مین یہ بات آئی کہ شیر علی خان کو بالکل نیست ونابود کر دینا چاہیے پھر ہندوکش سے گزر کر میمنہ پر حملہ آور ہوا۔ ادھر وہ میمنہ کے جھگڑے مین مبتلا تھا ادھر امیر شیر علی خان کو یہ موقع ملا کہ فوراً اُسنے اپنے بیٹے سردار یعقوب خان کو واسطے فتح قندھار کے روانہ کر دیا۔ کابل کی یہ حالت تھی کہ وہان اعظم خان سے کوئی خوش نہ تھا۔ جب شیر علی خان ہمراہ سپہ غزنی مین داخل ہوا۔ تو اسوقت اعظم خان بیدار ہوا اور کابل سے غزنی کی طرف چلا اور عبد الرحمن خان کو بھی لکھا کہ محمد اسمٰعیل پسر امین خان کو ہماری کمک کے واسطے بھیجو اور خود بھی آؤ۔ یہ محمد اسمعیل خان بھی عجیب شخص تھا اُسنے جب کابل کو خالی پایا تو وہین بیٹھ رہا اور غزنی نہ گیا۔ عبد الرحمن خان تخت کابل سے روانہ ہو کر اور بامیان سے گزر کر غزنی کی طرف آیا مگر آکر یہ دیکھا کہ سپہ سالار نے نشہ مین آکر غلطی وغفلت سے کام لیا ہے۔ جب اُسنے نصیر خان سے دریافت کیا تو اُسنے کچھ ایسی باتین کین کہ عبد الرحمن خان کو یقین ہو گیا کہ اب شکست پانا ضروری ہے یہ باتین ہو رہی تھین کہ امیر کے پانسو سوار فوراً آپہونچے اُنکا آنا تھا کہ عبد الرحمن خان وغیرہ بھاگ کھڑے ہوے اب امیر شیر علی خان کابل مین آیا اور اسمٰعیل خان نے کابل کو اُسکے سپرد کر دیا فتح فیروزی کے نقارے بجا دیے گئے اور سر جان لارنس نے تہنیت نامہ ارسال کیا اور لکھا کہ یہ فتح جو نصیب ہوئی ہے محض تمھاری شجاعت ولیاقت اور استقلال کا نتیجہ ہے اس تہنیت نامے کے علاوہ گورنر جنرل نے چھ لاکھ روپیہ نقد اور تین ہزار بانسو بندوقین امیر شیر علی خان کو ارسال کین۔

غزنی مین شکست پانے کے بعد اعظم خان مشہد مقدس بھاگ گیا اور وہین مر گیا۔ اور عبد الرحمن خان صحرا نوردی کر کے پہاڑون اور جنگلون مین پھرتے پھرتے اور سختی جھیلتے اول وزیرستان مین پہونچا اور وہان سے انگریزون سے طالب پناہ ہوا اس زمانہ مین لارڈ میو گورنر جنرل تھے انھون نے جواب دیا کہ اگر تم ہندوستان مین آتے ہو تو بیشک آؤ۔ مگر شرط یہ ہے کہ پھر تمھین حدود ہندوستان سے باہر جانے کی اجازت نہ ہوگی اس شرط کو عبد الرحمن خان نے نامنظور کیا اور بخارا چلا گیا۔

درمیان افضل خان اور شیر علیخان کے کسواسطے جنگ ہوئی تھی

یہ جنگ صرف تاج وتخت

افغانستان کے لیے ہوئی تھی اور شخصی حکومت کا خاصہ یہی ہے کہ باپ بیٹون اور بھائی بھائیون
مین جنگ کا ہونا لازمی سمجھا گیا ہے - زمانہ سابق سے شخصی حکومتون مین جنگ ہوتی چلی
آئی افغانستان مین یہ نئی بات نہ تھی کہ افضلخان اور شیر علی خان مین باہم خونریزی ہو گئی -
افغانستان جنگجوئی مین شہرہ آفاق ہے اور جبکہ وہ ملک شخصی حکومت کا مطیع رہا ہے تو اسمین
باہمی جنگ کا ہونا کوئی تعجب خیز امر نہ تھا - امیر افضل خان کو چند مہینے امارت افغانستان
کی اسوجہ سے حاصل ہوئی کہ اُسکا بہادر فرزند عبد الرحمن خان اپنے باپ کا بدل وجان
موید تھا علی ہذا امیر شیر علی خان کا فرزند یعقوب خان اپنے باپ کی تائید کرتا تھا -
انھین دونون کی بدولت سردار محمد افضل خان اور شیر علی خان کو افغانستان مین
حکومت نصیب ہوئی - ورنہ سردار افضل خان جو ہر وقت مخمور رہتا تھا وہ ہرگز امیر
شیر علی خان سے مقابلہ نہ کرسکتا تھا اُدھر امیر شیر علی خان نے جو جنگین فریق مخالف
سے بہ عدم موجودگی سردار محمد یعقوب خان کین اسمین ناکام رہا اور جب تک کہ اسنے
اپنے بیٹے یعقوب خان کو ساتھ نہ لیا فتحیاب نہو سکا - امیر افضل خان کی چندروزہ حکومت
اسوجہ سے جاتی رہی کہ وہ ازکار رفتہ تھا اور سردار اعظم خان جو کام کہ افضل خان کا
تھا انجام دیتا تھا مگر اسکا ظلم وجبر ایسا تھا کہ وہ خود بھی آوارہ وطن ہوا اور اُسکے
ظلم کے سبب سے افضل خان کی حکومت بھی اُسکے مرنے کے بعد معدوم ہو گئی عبد الرحمن
خان اس زمانہ مین سردار اعظم خان کا شاکی ضرور تھا اور اُس سے رنجیدہ خاطر
رہتا تھا مگر اسکی یہ خواہش ضرور تھی کہ افغانستان کی امارت حاصل ہو - یہی خواہش
اسکو بنجارا سے لائی تھی لیکن سردار یعقوب خان کی شجاعت اور بہادری کے مقابلہ
مین وہ کچھ نہ کرسکا - امیر شیر علی خان خود بھی بہادر اور دلیر تھا اور جب اُسکے جوانمرد
بیٹے نے اُسکا ساتھ دیا تو افغانستان مین اُسکا کوئی مقابلہ نکرسکا اور آخرکار امیر
شیر علی خان اپنے بیٹے کی بدولت امیر افغانستان قرار پا گیا اس زمانہ کے واقعات

پر اگر غور کیا جاے تو سردار یعقوب خان کی شجاعت اور بہادری کے مقابلہ مین امیر
عبد الرحمن خان کی شجاعت کچھہ بھی نہ تھی۔

ان باہمی جنگون سے انگلستان کی پالیسی مین کیا تبدیلی ہوئی

جب چچا بھتیجون اور بھائی بھائی مین یہ جنگ ہو رہی تھی اور افغانستان مین باہمی فتنہ و فساد کا بازار گرم تھا تو لارڈ لارنس سے قبل کے
گورنر جنرل نے حسب معمول امیر شیر علی خان کو امیر تسلیم کر لیا تھا مگر جب امیر شیر علی خان
کی امارت مین ضعف پایا گیا اور سردار افضل خان کا اقتدار بڑھتا ہوا دیکھا گیا تو اسوقت
لارڈ لارنس کی تحریر سے یہ بات ثابت ہوئی تھی کہ وہ تذبذب کی حالت مین ہو گئے تھے
کہ ان دو بھائیون مین سے کسکو امیر افغانستان پر تسلیم کرین انھون نے جو خط مین تو صاف
جواب افضل خان کو دیدیا اور شیر علیخان کی امارت کی تائید کی مگر خط ثانی مین اُسنے یہ عجیب
بات ظہور مین آئی کہ افغانستان کی ایک امارت کی جگہ انھون نے دو امیرون کی امارت کو تسلیم
کرنے پر آمادگی ظاہر کی اور جب امیر شیر علیخان فتحیاب ہو گیا تو پھر انھون نے حسب دستور
تنہا امیر شیر علیخان کی امارت کو تسلیم کر لیا - یہ دورنگی پالیسی اگر رکھی جاتی تو اسکا
نتیجہ ہمیشہ یہ رہتا کہ افغانستان مین ہمیشہ فتنہ و فساد ترقی پر رہتا۔ مگر لارڈ لارنس سے
بڑھکر مدبر اور دور اندیش معاملات افغانستان مین کوئی اور گورنر جنرل نہ ہوا۔ انھون نے
جب دیکھا کہ اس دورنگی پالیسی سے کام چلنے والا نہین ہے تو انھون نے خود ہی بجاے
اس پالیسی کے ایک مضبوط اور سچی پالیسی یہ قرار دی کہ انگلستان افغانستان کے باہمی
جھگڑون مین کسی سردار کی شرکت اور حمایت نہ کرے گا اور نہ اسکی عارضی کامیابیون کے
نتیجہ امارت کو تسلیم کرے گا مگر ہان کب اسکی امارت قابل تسلیم ہوگی جبکہ وہ سردار بعد جنگ
کے تمام افغانستان پر اپنی امارت کا سکہ بٹھا دے گا۔ اسوقت سے یہ پالیسی چلی آتی ہے
اور یہی حسب حال افغانستان کی عمدہ پالیسی ہے۔

امیر شیر علیخان کی دوسری غلطی

امیر شیر علیخان اگرچہ شجاع اور بہادر تھا مگر وہ ملکی
حکمت عملیون مین لائق نہ تھا اس سے یہ بڑی

غلطی ہوئی کہ اُسنے انگلستان کا ساتھ چھوڑکر اور روس کے دھوکہ مین آکر روس سے سازش
کی حالانکہ انگلستان نے اُسکا قرار واقعی وظیفہ مقرر کیا تھا اور جب اُسنے بدخشان پر قبضہ کیا تو
اُسکی تائید کی تھی - وہ انبالہ مین آیا تھا اور لارڈ میو نے اُس سے بڑے شوق ذوق سے
ملاقات کی تھی اُس زمانہ مین کسی کی راے یہ نہ تھی کہ امیر شیر علیخان کی رفتار مخالفانہ ہوجائیگی
مگر اس سبب سے اُسنے مخالفانہ رفتار اختیار کی کہ گورنمنٹ ہندوستان نے عبداللہ جان
کی ولیعہدی کو بمقابلہ اور موجودگی یعقوب خان تسلیم نہین کیا تھا گورنمنٹ انگریزی کا منشا
یہ تھا کہ سردار یعقوب خان ولیعہد ہین اور بعد وفات امیر شیر علی خان حکمران افغانستان
ہون - امیر کو منظور تھا کہ عبداللہ جان ولیعہد ہون - یہ بھی ایک قضیہ تھا کہ شیر علیخان کی
مخالفت کی تائید مین پیش کیا جاتا تھا اسکی علاوہ ایک دوسرا قضیہ تھا کہ امیر شیر علیخان
اس بات سے خوش نہ تھا کہ کوئٹہ پر گورنمنٹ انگریزی نے قبضہ کر لیا تھا اور یہ اسباب
ایسے تھے کہ روسیون کا جادو چل گیا اور جنرل کف مین روسی جنرل نے امیر کو دھوکہ
دیدیا پس ۱۸۷۸ء کی جنگ بھی روسی سازشون کا نتیجہ تھی اس جنگ اور ۱۸۴۱ء کی
جنگ مین یہی فرق تھا کہ روس اس زمانہ مین افغانستان سے بہت دور تھا وہ ایران کے
پردہ مین شکار کھیلنا چاہتا تھا اُسکو افغانستان سے ایسی قربت وسط ایشیا کی پیشقدمی سے
نہ تھی جیسی کہ ۱۸۷۸ء مین بجانب آکسس بلا توسط ایران ہو گئی تھی وہ سلسلہ خط و کتابت
جو درمیان امیر شیر علیخان اور جنرل کفمین کے جاری رہا - اُسکے دیکھنے سے یہ پایا جاتا ہے
کہ روس کو صرف دھوکہ دے کر امیر شیر علیخان اور انگلستان سے لڑوا دینا منظور تھا
کیونکہ یورپ مین انگلستان روس کے مقابلہ مین ترکون کے حق مین لبسر گرمی تمام حمایت
کرتا تھا اور روس کو یہ منظور تھا کہ اس ترکون کے حامی سے سرحد پر بدلا لون - پس اول
اُسنے کسی قدر فوج دریاے آکسس پر جمع کی اور اپنا ایک سفیر کابل مین بھیجدیا - اس
سفارت کے پہونچنے سے روسی اشارہ دھمکی کا تھا کہ اگر انگلستان اور روس سے یورپ
مین جنگ ہوگی تو انگلستان ترکون کی تائید مین اسکو بالکل محروم کرنا چاہے گا تو امیر
شیر علیخان کی سازش سے عملداری ہندوستان کی دھمکی دیجائے گی - روس کی یہ بھی

غرض ثابت ہوتی تھی کہ اگر یورپ مین تصفیہ ہوجائے گا تو انگلستان کو افغانستان سے جنگ کرنا پڑے گی ۔ یورپ مین روس اور انگلستان سے جنگ نہ ہوئی مگر روس کی دوسری غرض حاصل ہوگئی کہ انگلستان و افغانستان مین جنگ ہوگئی شیر علیخان انگلستان کے تمام احسان فراموش کرکے جنگ پر آمادہ ہوگیا اور اس جنگ کا آغاز ہوا ۔ جب انگریزی فوج نے ہر مقام پر فوج افغان کو زک دی اور روسی سفیر بھی چلدیا اور امیر شیر علیخان نے بھی راہ فرار اختیار کی ۔ اُسنے یعقوب خان سے قسم لیکر اُسکو حکومت سپرد کی اور کہا کہ مین روس سے فوجی اعانت لینے جاتا ہون ۔ تمھارے سپرد حکومت ہے ۔ شیر علیخان مزار شریف مین مرگیا اسطرح سے یہ قضیہ تمام ہوا ۔

امیر یعقوب خان کی امارت

اب امیر یعقوب خان کی امارت ہوئی اور اُس سے وہ عہدنامہ کرایا گیا جو عہدنامہ گندمک مشہور ہے جسکو ہم صدر مین درج کرآئے ہین ۔ یہ صلحنامہ اس نظر سے تو قابل قدر تھا ۔ کیونکہ اس سے انگلستان کا سرحدی اقتدار افغانستان مین ایسا ہوگیا تھا کہ اگر وہ صلحنامہ عملی طریق سے قائم رہتا تو قندھار اور دوسری جانب درۂ خیبر وغیرہ گھاٹیون اور فوجی مقامات پر انگریزی قبضہ ہوجاتا اور نہایت عمدہ فوجی مقامات انگریزونکے قبضہ مین آجاتے کہ انکی وجہ سے کابل مین دباؤ رہتا اور روسی پیشقدمی پر مفید انگلستان اثر ہوتا مگر مقبوضات کیونکر قائم رہتے جبکہ مسٹر گلیڈسٹون راس رئیس لبرل نے اپنی متواتر اسپیچون مین بیان کرنا شروع کیا تھا جس سے یہ مفہوم ہوتا تھا کہ سنہ ۱۸۶۹ء مین جو قرارداد مابین روس و انگلستان ہوچکی ہے کہ ہندوستان اور روسی عملداری کے درمیان افغانستان کی ریاست آزاد رہے انھون نے یہ بھی کہا کہ جب ہمارے اور روس کے فوائد اور مقاصد ملک افغانستان سے مشترک ہوگئے ہین تو ایک فریق کیونکر کامیاب ہوسکتا ہے اور دوسرا کیون محروم ۔ اگر وہ محروم رہے گا تو وہ اپنی محرومی کے دور کرنے کے واسطے افغانستان سے چھیڑ چھاڑ کرتا رہے گا یعنی اُنکا مطلب یہ تھا کہ اگر انگلستان قندھار وغیرہ فوجی مقامات پر قبضہ رکھے گا تو گنسر ویٹو وزارت روس و انگلستان کے قرارداد کے خلاف کرے گی اور روس اسکا جواب ترکی بہ ترکی یہ دے گا کہ وہ ہرات

اور بلخ وغیرہ پر قبضہ کرے گا۔اس سے افغانی دیواریں روزن ہو جائینگے اور روس و انگلستان مین جو جنگ آیندہ کسی زمانہ مین ہونے والی ہے وہ آج ہی ہو پڑیگی۔انگلستان مین لبرل فریق یہ غل وشور کر رہا تھا ادھر افغانستان مین کوکناری کا واقعہ قتل ہوا جو دوبارہ انگریزی فوجون کی نقل وحرکت کا باعث ہوا۔امیر یعقوب خان پر نوحاکشی کی گئی جنکی ولیعہدی کو امیر شیر علیخان کی حیات مین انگلستان نے منظور کیا تھا اور جسکی امارت کو بعد ممات امیر شیر علیخان کے انگریزون نے تسلیم کیا تھا۔یعقوب خان یا تو تعریف و توصیف کا مستحق تھا یا واقعہ قتل کوکناری سے بیوقوف قرار پایا۔نتیجہ یہ ہوا کہ یعقوب خان کی اس قتل مین سازش پائی گئی اور اُسنے بھی انگلستان کے حقوق کو فراموش کر کے وہ حرکت کی کہ جس سے قید ہو کر ہندوستان بھیجدیا گیا

یعقوب خان کے قید ہو جانیکے بعد افغانستان مین کیا ہوا

افغانستان مین پھر بلوہ ہوا اور اخوندزادہ ملا مشک عالم اور جان محمد کرنیل نے افغانستان مین جہاد کا وعظ شروع کیا اور یعقوب خان کے کمسن لڑکے موسیٰ خان کو فرضی امیر قرار دیا۔یہ بلوہ عظیم خونریزی کے بعد فرو ہوا اگر انگریزی حکومت کابل سے تیس کوس آگے نہ بڑھی کوہستان دروک وہمہ وکش وغیرہ مقامات اُنسے باغی رہے اور چرکار سے آگے اُنکی حکومت کی روشنی نہ بڑھی۔جنرل رابرٹس نے جو اشتہار جاری کیا تھا کہ افغانستان انگریزی سایہ حکومت مین آگیا اُسکا اثر کچھ اچھا نہ ہوا اور موجودہ اور آیندہ کے وسوسات اور اندیشون سے معلوم ہوتا ہے کہ انگریزون کو اُس پالیسی پر مجبور کیا کہ افغانستان کو چھوڑ دینا چاہیے یعنی لارڈ لٹن گورنر جنرل جنھون نے افغانستان کی جنگ شروع کی تھی۔وزیر ہند کو انگلستان مین تار دیا کہ عبد الرحمن خان کو جو جائز وارث امیر دوست محمد خان کا ہے والی کابل بنانا چاہیے اُس سے بہتر کوئی شخص حکومت کابل کے لائق نظر نہین آتا اور اُسکے بعد انھون نے چاہا کہ ایک مجمع سردارون کا عبد الرحمن خان کے پاس جائے اور اُس سے جا کر کہے کہ تخت سنبھالو اور ۳۰۔اپریل کو مسٹر لیبل گریفن نے عبد الرحمن خان کو تاکیدی خط لکھا کہ جلد ہی آکر کابل سنبھالو۔یہ ایک فتحیاب گورنر جنرل

کا تار تھا اور انکے معتمد کا خط اس سے بجز اسکے اور کوئی نتیجہ نہین نکلتا کہ انگلستان جس نے اپنا جان و مال افغانستان کے واسطے ضائع کیا اور جبکا گورنر جنرل بانی مبانی اس جنگ کا ہوا وہ نقصان جان و مال کے بعد اور لبرل فریق کے طعن و تشنیع پر یہ ضرور سمجھ گیا کہ اب جو ہونا تھا وہ ہوا آیندہ عبد الرحمن سے جنگ کی نوبت نہ آئیگی - پس ان حالات اور دیگر اسباب سے انگلستان کی حالت کابل مین بعینہ اس مسافر کی حالت ہوگئی جو ایک بڑا بوجھ سر پر لیکر چلتا ہی اور چلتے چلتے جب تھک جاتا ہی تو اسکی خواہش ہوجاتی ہی کہ بوجھ کسی اور کے سر پر ہوجاے تو مین سبکدوش ہون - ابتدا مین لارڈ لٹن نے بڑے جوش و خروش سے فوجکشی کی جس سے سمجھا جاتا تھا کہ دوبارہ فوجکشی سے انگریز کابل مین حکومت کرینگے چنانچہ بعد فتحیابی کے جنرل رابرٹس کے اشتہار سے اسکا ثبوت ہوگیا تھا مگر پھر دوسری لباس مین وہی ظاہر ہوا کہ جو پہلی جنگ مین ظاہر ہوچکا تھا یعنی اس جنگ مین اسقدر کامیابی تو انگلستان کو ضرور ہوئی کہ روس نے جو جال افغانستان مین پھیلایا تھا وہ لپیٹ کر پھر اسکو سپرد کردیا اور اس امیر کا قلع قمع کیا جو روسیون کا دوست بننا چاہتا تھا باقی پالیسیون مین جو الجھاؤ چلے آتے تھے وہ باقی و قایم رہے

ہماری اس راے کی تائید مین ۲۸ - اگست ۱۸۸۵ء کے اخبار پانیر مین ایک لائق یورپین مضمون نگار نے بھی افغانستان کی جنگ کا نتیجہ انگلستان کے مفید نہین پیدا کیا - وہ بھی لکھتا ہی کہ بتیس کرور مصارف کثیر اور ہزارہا جانین ضائع ہونے کے بعد ہمکو افاغنہ کی عداوت حاصل ہونے کے سوا اور کچھ بھی حاصل نہ ہوا -

باب ششم

امیر عبدالرحمن خان کی سرگزشت

پھر سردار عبدالرحمن خان بخارا جاتے ہین ہم اوپر لکھ آئے ہین کہ غزنی مین شکست کھانے کے بعد سردار عبدالرحمن خان
بخد کی جانب بھاگ گئے تھے اور بہت سی تکلیفات اور مصیبتون کو جھیل کر بخارا پہونچے
تھے جب سردار عبدالرحمن خان بھاگے جاتے تھے تو اُسوقت کون پیشین گوئی کر سکتا تھا
کہ جس شخص پر مصائب اثناے راہ مین قدم قدم پر پیدا ہو رہے ہون وہ واپس آکر امیر افغانستان
ہوگا مگر جب انسان مجبور و پریشان ہو کر آوارۂ وطن ہوتا ہی اور کسی اپنے مقصد کیواسطے سرگرمی
کے ساتھ کوشان رہتا ہی اور جن تجویزون پر غور کر کے انکو عمل مین لانا چاہتا ہی اور ناکامی
ہو جاتی ہی تو اکثر دیکھا گیا ہی اور تاریخ سے بہی ثابت ہو سکتا ہی کہ اسکے واسطے قدرتی اسباب
ایسے پیدا ہو جاتے ہین کہ وہ پھر اپنے مقصد مین کامیاب ہو جاتا ہی سردار عبدالرحمن خان
کے واسطے اس دنیا مین جب انکو اپنی تدبیرون مین ناکامی ہوئی تو تائید ایزدی اُسکے
شامل حال ہو گئی اور اُسنے اُسکے مفید چند ایسے واقعات پیدا کر دیے کہ وہ افغانستان کے
تاج و تخت کا مالک ہو گیا اُسنے خود بیان کیا ہے کہ جب مین بخارا پہونچا اور شاہ بخارا سے
ملا شاہ نے مجھکو ایک پر تکلف سرا مین مقیم کیا اور مجھسے کہا کہ تم سے کچھ کام بھی ہی ابھی
ٹھہر جاؤ۔ پھر ایک دن باہر شہر کے مجھکو تنہا طلب کیا مگر اسکی طلب کے پہلے مجھکو ایک مخبر
کے ذریعہ سے معلوم ہو چکا تھا کہ بخارا کے بادشاہ کا ارادہ ہی کہ وہ مجھکو گرفتار کر کے امیر
شیر علیخان کے سپرد کر دے اور مخبر نے مجھسے یہ بھی کہا کہ بخارا کا بادشاہ یہ حرکت اسواسطے
کرے گا کہ اُسکا بیٹا تورا خان باپ سے خلاف ہو کر کابل کی سرحد پر چلا گیا ہی اور ایبک آباد
مین رہتا ہی۔ پس شاہ کا ارادہ ہی کہ تمکو گرفتار کر کے وہان بھیجدے اور تمھارے عوض
اپنے بیٹے کو منگالے۔ تم اپنا انتظام کرو ورنہ شیر علیخان تمکو اور شاہ بخارا اپنے بیٹے کو مارڈالیگا
دیکھنا تم تنہا شاہ کے پاس نہ جانا۔ اُسکے کہنے سے مین ہوشیار ہو گیا اور شاہ بخارا کے پاس

جانے کو تو گیا مگر اس طرح گیا کہ قریب دو سو جوانون کے مسلح میرے ساتھ تھے۔ شاہ کا خیمہ شہر سے ایک منزل پر نصب تھا۔ مین خیمہ کے پاس اپنے آدمیون کو لے گیا اور اُنسے کہدیا کہ اگر تمپر کوئی ہاتھ ڈالے تو تم مین مار کر مرجانا اور اگر ممکن ہو تو مجھکو چھڑالینا مگر شاہ نے خیمہ سے باہر میرے سوارون اور پیادون کو دیکھ لیا لیکن مین نے چاے نوشی کے بعد کہا کہ آپ کو مجھ سے جو گفتگو کرنا تھی اب کیجئے کیونکہ اب مین بخارا سے سمرقند کو جاتا ہون شاہ نے اپنے دل مین یہ سمجھکر کہ میرے قریب مین یہ نہین آیا اور یہ کہ اس سردار کے افغان دلیر اور بہادر ہین مجھسے کہا کہ بہرو خداحافظ اب مین وہان سے چلکر شہر سبز مین پہونچا اور وہان سے سمرقند گیا اور مین نے گورنر روس سے ملاقات کی اُسنے میری بے سروسامانی دیکھکر ایک ہزار روپیہ ماہواری وظیفہ مقرر کیا۔ اب رفتہ رفتہ میرے پاس چار ہزار کے قریب افغانون کا مجمع ہو گیا اور ایکہزار ماہوار مین گزارا بمشکل۔ چند سال وہان گزرے ہونگے کہ پھر مجھکو قاضی قادرخان نے وہان سے نکلوادیا اور حیلہ یہ کیا کہ امیر شیر علیخان آتا ہی اب مین وہان سے تاشقند آیا اور میرے چند روزہ قیام کے بعد اتفاق یہ ہوا کہ شاہ روس کا بھتیجا مع اپنی بیگم کے واسطے سیر کے وہان آیا اور میرے مکان مین وہ مع اپنی بیگم کے میری ملاقات کے واسطے داخل ہوا اسکی بیگم کو مین نے اپنی حرم سرا مین بھیجا۔ میری بیگم نے روسی بیگم کی بہت خاطر و تواضع کی اور لوگون کی سفارش سے میرے وظیفہ مین تین ہزار روپیہ کا اضافہ ہو گیا

مین شکار مین اپنا وقت گزارتا تھا اور جب موسم شکار کا ہوتا تھا تو اپنی کوٹھی کے گرد کے باغ کو درست کرتا رہتا تھا۔ مین کرسی پر بیٹھ جاتا تھا اور آدمیون سے کام لیتا تھا بعض وقت اپنے ہاتھ سے بھی مٹی درست کیا کرتا تھا۔

سردار عبدالرحمن خان نے ایک چٹھی جنرل کفمین کے نام بھیجی تھی جسکا مضمون حسب ذیل ہے

منجانب سردار عبدالرحمن خان بنام جنرل کفمین

آپ کو معلوم ہی کہ ہمارا ملک اب انگریزون کی حفاظت مین ہی اسلیے مین اپنی امیدونکا ملجا و ماوا آپ کو سمجھتا ہون کیونکہ مجھے علم ہے کہ آپ کی سلطنت اسقدر وسیع ہی کہ اگر جرمنی و فرانس و انگلستان کو باہم ملایا جاے تو بھی اُسکے برابر نہین ہوسکتی۔ جب مین مشہد

مین تھا تو مین نے سنا تھا کہ ایران بھی روس کا تابع فرمان ہوا اسیلیے مین اسقدر دور و دراز
جگہ سے اسواسطے آیا ہون کہ آپ کا ظل عاطفت میسر ہو۔

جنرل کفمین نے اسکا جواب حسب ذیل دیا۔

جواب جنرل کفمین

موجودہ والی افغانستان کو انگریزون نے جو ہمارے دوست ہین امیر افغانستان تسلیم
کر لیا ہے تاوقتیکہ شیر علی سرحد بخارا پر شورش برپا نہ کرے ہم اُسے سلطنت روس کا دشمن
نہین تصور کر سکتے

یہ خطوط ایک یورپین مورخ کی تحریر سے لیے گئے ہین اور جو بیان سردار عبدالرحمن خان
نے اپنے ایک مصاحب سے کیا تھا اسکو اوپر درج کر آئے ہین۔

یہی یورپین مورخ یہ بھی لکھتا ہی کہ بعد اس خط و کتابت کے فروری ۱۸۷۰ء مین سردار
عبدالرحمن خان دو سو ہمراہیون کے ساتھ سمرقند چلا گیا اور اُسنے تاشقند مین روسی گورنر جنرل
سے ملاقات کی۔ بروقت ملاقات عبدالرحمن خان نے روسی گورنر سے کہا کہ آپ مجھکو سات
توپین اور تین ہزار بندوقین دین کہ مین فوج بھرتی کرکے امیر شیر علیخان پر حملہ کرون اور زور
اس بات پر دیا کہ شیر علیخان روسیون کا ہرگز دوست نہین ہے اسیلیے اُسکا کچھ لحاظ نہ ہونا چاہیے
لیکن گورنر نے اسبات کو نامنظور کیا اور صرف اٹھارہ سو پونڈ سالانہ وظیفہ مقرر کر دیا اور
بعد ازان اضافہ کر دیا گیا۔

اب روسیون کی جانب سے امیر شیر علیخان کے نام یہ خط لکھا گیا

نقل خط

آپ کو شاید معلوم ہوا ہوگا کہ آپ کا بھتیجا ہمارے پاس تاشقند مین آکر مقیم ہوا ہی اور
ہمنے اُسکے ساتھ مروت و اخلاق سے برتاؤ کیا ہے۔ لیکن یہ خط ہم آپ کی طرف اسیلیے لکھتے
ہین کہ آپ کو کسی قسم کی بدگمانی نہونی چاہیے۔ ہماری سلطنت اور آپ کے ملک مین بہت
فاصلہ ہی درمیان مین بخارا حائل ہے اسیلیے آپسے کسی طرح ہماری مڈبھیڑ نہین ہوسکتی اور نہ
ہمارے دل مین آپ کی طرف سے کچھ کدورت ہی ہمکو آپسمین صلاح ہی رکھنی چاہیے ہمنے

عبدالرحمٰن خان کو اسلیے پناہ دی ہی کہ ہمارے مذہب مین مہمان نوازی واجب ہے اور مصیبت زدہ کو ضرور پناہ دینی چاہیے اس سے زیادہ اسکو ہمسے کسی قسم کی توقع نہ رکھنا چاہیے
باوجود اس وظیفہ خواری اور مہمان ہونے کے ابھی تک سردار عبدالرحمٰن خان کو افغانستان کی فتحیابی کی فکر تھی چنانچہ ۱۸۷۲ء مین اُسنے وہین سے بیٹھے بیٹھے اپنا ایک معتمد کابل مین بھیجا مگر اتفاق سے یہ معتمد گرفتار ہو گیا۔ شیرعلیخان نے اُسپر سختیان کین اور مجبور کرکے اُس سے اقبال کرالیا کہ عبدالرحمن خان چند افغان سردارونسے خط وکتابت رکھتا ہے اور مجھے اُسنے ایک خط عظیم الدین کے نام سے دیا ہی اور وہ خط یہ ہے۔

نقل خط

چونکہ مجھے اطلاع ہوئی ہی کہ تمکو مجھسے محبت اور دوستی ہے اسیلیے مین یہ خط تمھارے نام بھیجتا ہون اگر تم دین اسلام کی اشاعت چاہتے ہو تو تم بہادر بنو اور علانیہ اپنے دوستون کو لیکر مجھ سے آملو۔ دنیا چند روزہ ہی اور ہمیشہ ایک طرح پر نہین رہتی شیرعلیخان تو انگریزون کا نمکخوار ہے اور عنقریب تمھین اور مسلمانون کو خاک سیاہ کر دیگا اگر اسوقت کوشش نہ کروگے تو پیچھے خدا کو کیا منہ دکھاؤگے تمھین چاہیے کہ جوش وخروش کے ساتھ کوشش کرو کہ دنیا اور آخرت دونون سنور جائین۔ شیرعلیخان کی ملازمت مین تمھین کچھ وصول نہین ہوتا۔ اگر تم چند دن کے لیے میری خدمت کرو تو دنیا مین مرتبہ اعلیٰ پاؤگے اور عاقبت مین خلد برین تمھین ملے گا۔

اس خط کو پڑھکر امیر شیرعلیخان نے اپنا ایک خط معرفت نائب عالم خان گورنر بلخ روسی گورنر جنرل کے نام تحریر کیا جسکا مضمون یہ ہی۔

نقل خط

اگرچہ سردار عبدالرحمٰن خان ہمارے قلمرو سے دور ہی مگر وہ اس بات کے درپے ہے کہ تمھاری ہماری دوستی مین فرق آئے اور ہماری سلطنت کے امن مین خلل عظیم واقع ہو۔ اُسنے ایک خط نہایت نامناسب الفاظ مین ہمارے سردار عظیم الدین خان کے نام لکھا ہی

جو بجنسہ آپ کے ملاحظہ کے لیئے ارسال کرتے ہین اور ہم امید کرتے ہین کہ تم اس بات کا قرار واقعی انتظام کر دگے کہ آیندہ عبد الرحمن خان ایسے لغو خطوط نہ لکھنے پاے۔ جانبین مین سلسلہ اتحاد قائم رہے اور دونون سلطنتون کے امن مین خلل نہ واقع ہو۔

اس خط کا نتیجہ یہ ہوا کہ روسی وزیر اعظم نے جنوری ۱۸۷۴ء مین انگریزی سفیر کو اطلاع دی کہ ہمنے عبد الرحمن خان کو قرار واقعی فہمائش کر دی ہو کہ شیر علیخان کے برخلاف آیندہ کسی قسم کی سازش نہ کرے اور اگر ہماری بات اُسے منظور نہین ہو تو سمرقند سے رخصت ہو جاے اور اگر اب اُسنے اس حکم امتناعی سے عدول کیا تو فوراً یہان سے نکال دیا جائے گا غرض اسی طرح سے دس سال تک عبد الرحمن خان نے روسیون مین بسر کی۔

اب یہ ہوا کہ درمیان شیر علیخان اور انگریزون کے جنگ ہوئی اور اسی جنگ کا نتیجہ یہ ہوا کہ سردار عبد الرحمن خان کی قسمت چمک گئی اور ایسی تائید ایزدی ہوئی کہ وہ سردار تھا یا امیر افغانستان ہو گیا اور جسطرح امیر افغانستان ہو گیا اُسکا حال یہ ہے۔

اب سردار عبد الرحمن خان پھر افغانستان کیجانب آتے ہین

امیر عبد الرحمن خان امیر شیر علیخان کا انتقال اور کابل کی پر آشوب حالت سنکر تاشقند سے روانہ ہوا۔ پہلے تو روسیون نے اسکو منع کر دیا تھا اور کہدیا تھا کہ تمھارا جہان جی چاہے چلے جاؤ لیکن پھر دوبارہ یہان جگہ نہ ملے گی۔ اگر تمکو کامیابی نہوئی تو پھر یہان واپس نہ آنا۔ روسیونکے اس کہنے سے اُسنے اپنا ارادہ ملتوی کر دیا مگر جب ۱۸۷۵ء مین بمقام تاشقند یہ ٹیلیگرام آیا کہ یعقوب خان بحالت قید ہندوستان بھیجدیا گیا جب یہ خبر تاشقند مین پہونچی تھی اس زمانہ مین جنرل کفمین وہان موجود نہ تھا مگر اُسکے سکرٹری نے عبد الرحمن خان سے کہا کہ اب تم کابل جا سکتے ہو۔ عبد الرحمن خان تین دن تک غور کرتا رہا۔ چوتھے دن سکرٹری نے اس سے کہا کہ پھر ایسا موقع ہاتھ نہین آئیگا مکھی کی طرح ہاتھ ملکر رہجاؤ گے۔

آخر کار عبد الرحمن خان کی سمجھ مین آگیا اور تاشقند سے روانہ ہوا۔

بر وقت روانگی اسکو روسیون نے قریب پچیس ہزار روپیہ کے دیے اور دو سو بندوقین دین اور خود عبد الرحمن خان کے پاس دو لاکھ روپیہ تھا۔ اب وہ اس ٹھاٹھ سے روانہ ہوا تو اُسکے ہمراہ ایک سو آدمی تھے۔ اثنائے راہ مین عبد الرحمن خان نے غور پر قبضہ کرلیا اور سلطان مراد خان رئیس قندز اس سے جا ملا اور رفتہ رفتہ کل سردار یہان تک کہ بدخشان کے تمام سردار اسکے ساتھ ہو گئے۔ اب انگریزون کو بھی اسکی آمدن آمد کی خبر ہوئی اور یکم اپریل ۱۸۸۰ء کو سر لیپل گریفن نے ایک مراسلہ سردار عبد الرحمن خان کے پاس بھیجا جو یہ ہے۔

نقل مراسلہ

اب یہ ہمکو معلوم ہو گیا ہے کہ آپ افغانستان مین تشریف لاتے ہین اسلیے خفیہ قاصد کی[۱]

---

[۱] یہ بحث کہ امیر عبد الرحمن خان کیونکر تخت نشین ہوے خود امیر نے اپنی کتاب مین اسطرح پر لکھی ہی کہ جب مین قندز مین داخل ہوا تو ایک دن صبح کو مین توپخانہ کے معائنہ کے لیے گیا ابھی فارغ نہوا تھا کہ ایک عجیب واقعہ پیش آیا دفعتہً مین نے دیکھا کہ ایک شخص آگے بڑھا اُسنے جھک کے مجھے سلام کیا اور میرے پیرون پر گر پڑا مین نے اُسنے اٹھایا تو وہ نذر حیدر کا لڑکا نظر محمد سردر نکلا جسنے سمرقند مین میرا ساتھ چھوڑا تھا پہلے تو یہ اپنی ندامت کی وجہ سے کچھ شرمندہ رہا لیکن جب مین نے اسکا قصور معاف کر دیا تو اسنے کہا (مین کابل سے آپ کے نام ایک خط لایا ہون جب مین اپنے خیمہ پر واپس آیا تو اُسنے کہا کہ اب مین انگریزی سفیر کا قاصد بن کے آیا ہون) مینے پہاڑ ہندوکش کی چوٹیون کو بڑی مشکل سے طے کیا ہی اور وہان برف بڑی شدت سے پڑ رہی ہی مین نے اس خط کو کھولا جسکا مضمون یہ تھا۔

محبی سردار عبد الرحمن خان عالی تربت آپکا دوست گریفن بعد اظہار شوق ملاقات یہ عرض کرتا ہی کہ سرکار انگریزی کو آپکے کتغان تشریف لانے سے بہت خوشی ہوئی اور اس سے زیادہ خوشی ہوگی اگر آپ تحریر فرمائین کہ آیندہ کیا ارادہ ہی اور روس کے ملک سے کیسے آنا ہوا۔ مین آپکی خیر و عافیت خداوند کریم سے ہمیشہ چاہتا ہون

ہاتھ یہ خط آپ کو بھیجا جاتا ہی کہ اپنے مافی الضمیر اور ارادون سے آگاہ کرین - یہ قاصد

(نوٹ معجزہ ہ اپنے اس خط) کو پڑھ کے اپنی فوج کو سنایا کیونکہ میرے اور سرکار انگریزی کے تعلقات کی یہ
ابتدا تھی اور یہ مناسب نہین سمجھا کہ بغیر فوج کے مشورہ کے مین اپنی طرف سے کسی قسم کا جواب
دون مجھے مفسد آدمیون سے اب بھی خوف تھا کہین وہ یہ نہ کہہ بیٹھین کہ یہ تو انگریزون سے ملا ہی
ہمارا ملک یون ہی ان کے نکلوا دے گا اور پھر میرا سارا بنا بنایا کام بگڑ جائے مین نے اپنے دل مین
کہا کہ اب اس موقع پر یہ بھی دیکھنا ہے کہ خارجی معاملات کے انجام دینے مین یہ لوگ مجھے کتنا
اختیار دیتے ہین خط کو خوب با آواز بلند پڑھ کے سنایا اور سردارون سے کہا کہ آپ بھی اسکے
جواب کا مسودہ تیار کرنے مین میری مدد کرین مین بغیر آپ کی صلاح کے کوئی کام نہین کرنا چاہتا
سردارون نے دو روز کی مہلت مانگی تیسرے دن کوئی سو خطون کا ڈھیر میرے آگے لا کے ڈال دیا
کوئی لکھتا ہی (ای انگریزو تم ہمارا ملک چھوڑ دو ورنہ ہم تمکو مار کے نکال دینگے اور یا خود مر جائینگے)
بعض نے لکھا کہ جو کچھ ہمارا نقصان ہوا ہی پہلے اسکو پورا کر دو جب ہم کہین کچھ معاملات کی بات چیت
کرینگے ایک دوسرے نے لکھا کہ ہمکو سو کرور روپیہ دو تو ہم اپنے قلعہ اور توپخانہ برباد کرین ورنہ
ہم ایک انگریز کو بھی زندہ نہ چھوڑینگے کہ وہ پشاور تک صحیح وسلامت پہونچین جیسا کہ ایک مرتبہ
ہو چکا ہے ایک سردار نے لکھا ای دغاباز کافر تمنے ہندوستان دھوکے سے لیا اور اب تم
اسی طرح افغانستان لینا چاہتے ہو جب تک ہو سکے گا ہم تمہارا مقابلہ کرینگے اور پھر اسکے بعد
اور کوئی سلطنت روس جیسی ہماری شریک ہو کے تمہارا مقابلہ کریگی غرض کہ اسی قسم کی اور
بھی بہت سی بے سر و پا باتین تھین ان خطون کو مین نے سب کے سامنے زور زور سے پڑھا
اور کہا کہ اب مین ایک خط تمہارے سامنے لکھتا ہون جسمین تمھین یہ نہ شبہ ہو کہ پہلے ہی سے
کسی سے پوچھ کے لکھ لایا کاغذ کا ایک ٹکڑا اور قلم لے کے مین بیٹھ گیا اور اس ذات پاک سے
مدد مانگی جو تمام مخلوق کا پیدا کرنے والا ہے کہ ای خدا آج مجھے وہ قوت دے جس سے مین اس
خط کا ایک نہایت موزون جواب لکھون پھر مین نے سات ہزار ازبکون اور افغانون کے سامنے یہ لکھا

بجناب مہربان گریفن صاحب عالی مرتبہ قائممقام سرکار انگریزی -

مجھ راقم خط سردار عبد الرحمٰن خان کا سلام قبول ہو - مجھے آپ کے خط دیکھنے سے بڑی خوشی ہوئی اپنے

جو ۲۱-اپریل کو واپس آیا اور یہ کہا کہ عبدالرحمن خان نے مجھپر نہایت مہربانی کی اور مجھکو

(نوٹ صفحہ ۵۱ سے) کنعان آنکی خبر بڑی مسرت کے ساتھ سنی آپ نے جو دریافت کیا کہ مین نے روس کا ملک کیون چھوڑا تو اسکی نسبت یہ عرض ہو کہ مین نے جنرل کافمین صاحب ویسرا ے اور روسی سلطنت کی اجازت سے ایسا کیا میری غرض بس یہ تھی کہ مین اس پر آشوب زمانہ مین اپنی قوم کی امداد کرون - تسلیم وادب وغیرہ وغیرہ چونکہ میرا خط انھین پسند آیا اسیلیے یہ نظر محمد سردار قاصد کو دیا گیا جو چار روز دم لینے کے بعد قندز سے کابل روانہ ہوا اسکے بعد مین نے چار اکار کیطرف آہستہ آہستہ بڑھنا شروع کیا اور کابل مین انگریزی افسرون کے پاس زبانی کہلا بھیجا کہ مین چار اکار اکی طرف فیصلہ کے لیے جارہا ہون ۳۰-اپریل کو گریفن صاحب نے میرے پاس پھر ایک خط بھیجا جسمین بہت اصرار کے ساتھ لکھا تھا تم کابل چلے جاؤ اور افغانستان کی سلطنت کو سنبھالو مین نے اس خط کا ۲۶ مئی کو حسب ذیل جواب دیا -

مہربان من - مجھے جسطرح سابقاً گورنمنٹ سے امیدین تھین اسی طرح مین اب بھی گورنمنٹ سے امید رکھتا ہون اور آپ کے دوستانہ عنایتون نے میری بہت سی امیدون کو پورا کردیا - اسیلیے کہ آپ افغانستان کی حالت سے خوب واقف ہین کہ افغانی میری کوئی بات نہین مان سکتے - جب تک وہ یہ نہ سمجھ لین کہ مین انکی بھلائی سین ہون میرے ساتھ جبتک وہ مندرجہ ذیل سوالات کا شافی جواب نہ پالین گے مجھے کابل نہ جانے دینگے

سوالات یہ ہین

اول یہ طی کر دیا جاے کہ میری سلطنت کے حدود کیا رہینگے - دوم کیا میری سلطنت مین قندھار بھی شامل رہے گا - سوئم انگریزی ایلچی یا انگریزی فوج افغانستان مین رہے گی یا نہین - چہارم برٹش گورنمنٹ کے کون سے دشمن کے مقابلہ کے واسطے تیار رہنا پڑیگا ششم ان رعایتون کے بدلے مجھ سے کیا خدمات لیجائینگی - ان سوالات کے جواب مین اپنے آدمیون کو دکھاکے اُنسے مشورہ کرون گا - اس عہدنامہ پر جسکی پابندی میرے اوپر لازمی ہوگی غور کردن گا کہ مین کہان تک اسکی پابندی کرسکتا ہون - مین خدا پر بھروسہ رکھتا ہون کہ ایک دن مین اور میری قوم انکی خدمت انجام دینے مین فرد ہوگی اگرچہ گورنمنٹ

یہ جواب دیا کہ مین بارہ سال تک روسیون کا مہمان رہا اور انکا نمک کھایا ہے

(بقیہ صفحہ ۱۵۱) کو میری مدد کی ضرورت نہین مگر دنیا مین کبھی ایسے بھی موقع ہو جاتی ہین آجکل میرے پاس غول کے غول آدمیو نکے چلے آرہے تھے اور میری تابعداری اور ساتھ رہنے کی قسمین کھا رہے تھے اور سب سے یہی ہر طرحکی جان و مال سے خدمت کرنیکو تیار تھے یہانتک کہ جب مین بیچ شہر سے چار اکارین داخل ہوا تو اسوقت تین لاکھ غازی میرے ساتھ تھے مین نے خدا کا شکر یہ ادا کیا کہ میرے ساتھ اسقدر آدمی ہوگئے جو اپنے پہلے بادشاہ کی طرح میری تابعداری کرنے مین خوش ہین اور میری مرضی کے موافق عمل کرتے رہین -

ان آدمیون نے مجھ سے کہدیا کہ سلطنت برطانیہ سے لڑنے کی کوئی ضرورت نہین - کیونکہ گورنمنٹ نے کابل کا تخت قبول کرنے کے واسطے مجھے خود لکھا ہے -

۱۴ - جون کو گریفن صاحب نے پھر میرے پاس خط بھیجا جسمین میرے سوالات کے جواب مین حسب ذیل تحریر تھا (مین باتباع حکم گورنمنٹ آپ کو ان سوالون کے جواب سے جو آپ نے دریافت فرمائے تھے منجانب گورنمنٹ آگاہ کرتا ہون) اولاً اس سوال کا جواب کہ کابل کے حکمران کے سلطنت غیر سے کیا تعلقات رہینگے - یہ ہے کہ جب تک برٹش گورنمنٹ کو یہ حق حاصل ہے کہ کسی غیر سلطنت کو افغانستان کے معاملات مین کسی غیر کو مداخلت نہ کرنے دے اور جب تک روس - فارس - افغانستان کے معاملات مین کوئی پولیٹکل مداخلت نہین کرے - یہ واضح ہے کہ کابل کے حکمران کو کسی غیر سلطنت سے سوائے انگریزی کے پولیٹکل تعلقات کی ضرورت نہین اور اگر ایسی کسی سلطنت کا افغانستان مین دخل بیجا کرنے کا ارادہ ہو اور اس مداخلت سے کابل کے حکمران پر حملہ کیا جانے کا اندیشہ ہو تو اسوقت گورنمنٹ کو اگر ضرورت ہوئی تو اسکے دفعیہ کے واسطے مدد کریگی بشرطیکہ حکمران کابل بیرونی معاملات مین گورنمنٹ کی نصیحتون پر عمل پیرا رہے -

دوم - حدود کے متعلق مجھے جواب ملا ہے کہ قندھار کا تمام صوبہ جداگانہ حکمرانون کی ماتحتی مین رہا ہے اور صرف پیشن اور سیبی گورنمنٹ کے قبضہ مین ہین اسیلئے گورنمنٹ اس معاملہ مین کوئی نیا بندوبست ایسے کرنا نہین چاہتی -

اسی طرح شمالی مغربی حدود کے متعلق جنکا فیصلہ امیر محمد یعقوب خان کے زمانہ مین ہو چکا تھا

مین ہرگز ایسے شرائط نہین کرون گا جس سے مین نکما سمجھا جاؤن اور لوگ سب مجھے

(نوٹ صفحہ ۱۵۸ سے) کسی نئے انتظام کی ضرورت نہین ان خصوصیتون کے ساتھ گورنمنٹ راضی ہے کہ اب افغانستان پر مع ہرات کے جسکی مقبوضیت کی ضمانت نہین ہوسکتی حالانکہ گورنمنٹ کی یہ مرضی نہین ہے کہ اسکے قبضہ مین آپ کے واسطے رکاوٹین پیدا کیجائین مستقل طور سے مثل اپنے پیشرؤن کے حکمرانی کرین - گورنمنٹ کی یہ بھی خواہش نہین کہ آپ کے اندرونی معاملات مین کسی قسم کی مداخلت کرے اور نہ ایسے کسی مقام پر انگریزی سفیر رکھنے کی درخواست کیجائیگی - اگرچہ یہ مناسب ہوگا کہ دوستانہ خط وکتابت اور معمولی بہبودیت کے واسطے کابل مین ایک مسلمان ایجنٹ گورنمنٹ کیطرف سے رکھا جاوے

۲- جون کو مین نے اس خط کا ایک مختصر سا جواب تحریر کیا اگر مین نے قندھار کو اپنی سلطنت سے علیحدہ ہونے پر رضامندی ظاہر نہین کی اور یہ وجہ تحریر کی کہ قندھار شاہی خاندان کا شہر تھا اور بغیر ایسے شہر کے الحاق کی سلطنت کی بالکل کم وقعتی ہوگی - خدا پر بھروسہ کرکے کوہستان (کوہستان کابل کے شمال ومشرقی صوبون مین سے ایک مقام ہے جہان افغانون کے بڑے بڑے سردار رہتے ہین) سے ہوکے چاراکارین داخل ہو- انگریزی فوج مین غازیونکے کثیر التعداد کے جمع ہونے سے بے چینی پائی جاتی تھی - کابل اور کوہستان کے سردار اور آدمی جو انگریزون سے لڑ رہے تھے ہر روز میری اطاعت قسمین کھا کھاکے میرے ساتھ شامل ہوتے جاتے تھے اور جو میرے پاس نہین آسکتے تھے وہ بذریعہ خط یا کسی اور ذریعہ سے کہلا بھیجتے تھے کہ ہم آپ کے ساتھ ہین کابل سے میرے مخبرون نے مجھے اطلاع دی کہ انگریزی افسر اس بات کی جانب سے کیسے ہین

۳۰ جولائی کو تمام سردار افغانی جرگون کے سرغنون مین جو موجود تھے چاراکارین مجھے اپنا بادشاہ اور امیر قبول کیا اور اپنے خطبہ مین میرا نام بطور اپنے حکمران کے داخل کرلیا۔

مین نے گریفن صاحب سے درخواست کی کہ مجھے پچھلے شرائط نامے دیدیے جائین تاکہ مین انھین اپنے لوگون کو دکھادون گریفن صاحب نے میری درخواست پر ذیل کی دستاویز مجھے دیدی ویسرائے اور گورنر جنرل ان کونسل اس بات سے نہایت خوش ہوئے کہ آپ گورنمنٹ کی دعوت کے بموجب کابل کو جارہے ہین - برٹش اعظم اسلیے آپ کو امیر کابل

بدنام کرین - میری عین خواہش ہی کہ مین دونون طاقتون سے صلح و آشتی رکھون لیکن مین زیادہ تر انگریزون سے میل جول رکھون گا کیونکہ مجھے امید ہی کہ انگریز مجھے ایران کیطرح خود مختار رہنانے مین امداد دینگے -

(نوٹ صفحہ ۱۵۹) تسلیم کرتا ہی کہ اول تو آپ ہمارے دوست ہین دوسرے کابل مین مستقل حکومت کے ہونے سے افغانستان کے سردار اور رعایا معقول فائدہ حاصل کرے گی مین بلحاظ عہدہ ویسرائی اور گورنر جنرل ہندوستان مجاز ہون کہ آپ کو اطلاع دید دون کہ گورنمنٹ کو آپ کے اندرونی معاملات مین دخل دینے کی خواہش نہین اور نہ گورنمنٹ یہ بات چاہتی ہی کہ آپ کی سلطنت مین کسی جگہ انگریزی رزیڈنٹ رکھا جاے - البتہ دوستانہ خط وکتابت اور عام سہولیت کی غرض سے یہ مناسب ہوگا کہ ایک مسلمان ایجنٹ گورنمنٹ کی طرف سے کابل مین رکھا جاے آپ نے گورنمنٹ کے خیالات متعلقہ حکمران کابل دربارہ تعلقات سلطنت غیر ضبط تحریر مین لانے کی درخواست کی ہی منجانب گورنمنٹ آپ کو اطلاع دیتا ہون کہ جب تک گورنمنٹ کو یہ حق حاصل ہی کہ کسی غیر سلطنت کو افغانستان مین دخل نہونے دے اور جبتک روس اور فارس افغانستان کے معاملات مین دست اندازی کرنے سے باز رہین - ظاہر ہی کہ آپ کو سواے سلطنت برطانیہ کے دوسری سلطنت سے سیاسی تعلقات قائم کرنے کی ضرورت نہین اگر کوئی غیر سلطنت افغانستان مین دست اندازی کی کوشش کرے اور اس کوشش کا نتیجہ آپ کی سلطنت پر حملہ کیا جانا متصور ہو تو ایسی صورت مین برٹش گورنمنٹ اس صورت اور اُس طریقہ مین جو مناسب وقت خیال کیا ہی اسکے دفعیہ کی غرض سے امداد دینا منظور کرتی ہی بشرطیکہ آپ بیرونی تعلقات مین گورنمنٹ کی نصیحتون کا لحاظ رکھین - فقط

تزک امیری مترجمہ کرزن گزٹ

تیسوین اپریل کو پھر سرلیپل گریفن نے ایک خط عبدالرحمن خان کی طرف تاکیدی لکھا کہ جلد آکر کابل سنبھالو۔ تو اسکے جواب مین ۲۱ مئی کو امیر عبدالرحمن خان نے یہ خط روانہ کیا۔

خط منجانب عبدالرحمن خان بنام سرلیپل گریفن

مشفق من۔ مجھے انگریزون سے بڑی امیدین تھین اور اب بھی ہین اور مین خوش ہون کہ میری امیدین راست آئی ہین لیکن تم افغانون کی طبیعت سے واقف نہین ہو۔ یہ ایک آدمی کی بات بہت کم مانتے ہین۔ تاوقتیکہ انکو یقین نہو جاے کہ مین انکے بھلے کی کہتا ہون مین خدا کے فضل سے اس بات کا امیدوار ہون کہ یہ لوگ ملکر آپ کی خدمت کرین۔ اگرچہ گورنمنٹ انگلشیہ انکی خدمت کی محتاج نہین ہے تاہم دنیا ایسی ہے کہ ہمین بڑے بڑون کو ضرورت پڑتی ہے

اسکے بعد عبدالرحمن خان نے سرلیپل گریفن کو لکھا کہ مجھکو چند امور پر آپ سے سرد رد نسبی بحث کرنا ہے۔ جب آپ کی جانب سے جواب آجائیگا تو مین کابل کی جانب روانہ ہونگا وہ امور یہ ہین۔

(۱) کیا قندھار میرے قلمرو مین شامل رہیگا یا اُس سے باہر۔ اور میرے قلمرو کے حدود کیا ہونگے۔

(۲) کونسا یورپین سفیر یا کسقدر انگریزی فوج افغانستان مین رہا کرے گی۔

(۳) انگریز کونسے دشمن کو پسپا کرنا چاہتے ہین۔

(۴) کون سے فوائد انگریز مجھے اور میرے اہل وطن کو پہونچانا چاہتے ہین۔

یہ نامہ و پیام ہو ہی رہا تھا کہ یکایک یہ خبر آئی کہ بجاے لارڈ لٹن۔ لارڈ رپن گورنر جنرل مقرر ہو گئے۔ اور ولایت مین لبرل وزارت کا تقرر ہو گیا۔ قبل کامیابی فریق لبرل کو اہل لرائے کا یہ خیال تھا کہ مسٹر گلیڈسٹون اب اگر کامیاب ہو کے وزیر اعظم مقرر ہوے تو لارڈ لٹن ہرگز ہندوستان مین نہ رہین گے کیونکہ لارڈ لٹن افغانستان کی جنگ کے بانی مبانی تھے جب اس جنگ کا نتیجہ مفید ثابت نہ ہوا اور خزانہ پر اچھا اثر نہ ہوا تو لبرل فریق کا وہ سکر

جسنے اس جنگ کے شروع ہوتے ہی اس جنگ کے خلاف اسپیچین دینا شروع کردی تھین اور چونکہ افغانستان کی جنگ مین کنسرویٹو وزارت کو ناکامی ہوئی اور جنگ کے قیام کی صورت مین زیادہ تر نقصان جان ومال کا متصور تھا لہذا لبرل فریق نے کنسرویٹو وزارت پر الزام قائم کیا۔ اور یہی افغانستان کی جنگ ایک بڑی وجہ اس زمانہ مین لبرل فریق کی کامیابی کی ہوئی۔ چنانچہ مسٹر گلیڈسٹون نے وزیر اعظم مقرر ہونے کے چند روز بعد ہی افغانستان کی جنگ کا رخ بدل دیا یعنی لارڈ لٹن کے بجاے لارڈ رپن کو مقرر کردیا اور لارڈ رپن نے امیر عبدالرحمن خان کی خواہشات کو بعد امیر ہوجانے کے منظور کرلیا یعنی قندھار وغیرہ مقامات کو واپس کردیا اور ایک ہندوستانی سفیر کا تقرر کابل مین مناسب سمجھا جسکی کیفیت اسطرح پر ہے۔

جب لارڈ رپن گورنر جنرل مقرر ہو تو یہ فرقہ لبرل مین تھے۔ انکو بھی جنگ وجدل پسند نہ تھی۔ اسواسطے انھون نے چاہا کہ کابل مین امن ہوجاے۔ مگر عبدالرحمن خان دیر آید درست آید پر کاربند تھا۔ وہ نہایت متانت وسنجیدگی سے کام کرتا تھا اور بعجلت کام کرنیکو پسند نہ کرتا تھا۔ آخرکار اسکی یہ حالت دیکھکر سر لیپل گریفن اور سر ڈانلڈ اسٹیوارٹ عبدالرحمن خان کی نسبت شبہ کرنے لگے اور وزیر فارن آفس جنرل گرگریکے پاس یہ راے ظاہر کی کہ عبدالرحمن خان ہمکو دھوکے دے رہا ہو۔ اسکے قول وفعل پر اعتبار کرنا سخت غلطی ہو۔ اب امیر نے سب کو حیران کر رکھا تھا اور کوہ ہندوکش سے اترکر کوہستان مین آگیا۔ اب انگریزون نے فوراً دربار مقرر کردیا اور صرف تین سرگروہون یعنی جنرل گوتل خان او محمد امین خان اور سید صاحب کی حاضری مین عبدالرحمن خان کو آخرکار امیر کابل تسلیم کرلیا۔ اس موقع پر جو اسپیچ سر لیپل گریفن نے کہی تھی اسکا خلاصہ یہ ہے۔

خلاصہ اسپیچ سر لیپل گریفن

صورت واقعات اب ایسی ہو کہ سردار محمد عبدالرحمن خان نے سرکار انگلشیہ کی امیدون اور ملکہ معظمہ قیصرہ ہند کی خواہشون کو اسطرح پر پورا کیا کہ ہم علانیہ عبدالرحمن خان کو جو

امیر کبیر دوست محمد خان کا پوتہ ہو امیر کابل تسلیم کرتے ہین - گورنمنٹ انگلشیہ کو یہ بات تھوڑی اطمینان بخش نہین ہے کہ سرداران افغانستان نے بارک زئی خاندان کے ایسے سردار کو اپنا بادشاہ تسلیم کیا ہے جو مشہور بہادر دانا اور تجربہ کار شخص ہو - اسکے ارادے ہماری دوستی پر مبنی ہین اور جبتک اسکے خیالات ایسے پاکیزہ رہینگے سرکار انگلشیہ ہمیشہ اسکی معاون و مددگار رہیگی - اور ہمین امید ہے کہ امیران سردارون سے جنھون نے ہماری خدمت کی ہو اچھی طرح پیش آئینگے -

جب یہ تقریر ختم ہوئی تو موجودہ سردارون مین سے کسی نے ہان یا نہین نہین کی ایسا معلوم ہوتا ہو کہ وہ سردار فکر کے دریا مین ڈوبے ہوے تھے اُنکے دلمین کچھ ہی کیون ہو بہر نوع سر لپیل گریفن نے اس رسم کو پورا کر دیا اور دوسرے دن مسجد مین خطبہ امیر عبد الرحمن خان کے نام پر پڑھا گیا - اسکے ایک ہفتہ کے بعد میوند کا حادثہ پیش آیا - یعنی سردار ایوب خان نے انگریزی فوج پر حملہ کیا اور اسکو شکست دی اور جب جنرل سر فریڈرک رابرٹس کا اس سے مقابلہ ہوا تو وہ بھاگ گیا - اب ۳۰ جولائی کو پولیٹکل ایجنٹ اور امیر عبد الرحمن خان کے درمیان ایک کانفرنس ہوئی امیر عبد الرحمن خان اس کانفرنس کے خیمہ مین پا پیادہ آیا تھا - ایک شخص اسکے سر پر ایک بڑا بھاری سرخ چھاتا لگائے ہوے تھا اور پیادہ پیچھے پیچھے سفید گھوڑا لیے آتا تھا جسکا ساز و سامان نہایت بیش قیمت تھا -

اس کانفرنس مین بروقت گفتگو امیر عبد الرحمن خان نے میوند کے حادثہ کی نسبت اظہار ملال کیا اور کہا کہ مجھے آجکل روپیہ کی بہت ضرورت ہو -

سرکار انگریزی کو چاہیے کہ ایسی امداد فیاضی سے کرے تاکہ میری ضرورتین رفع ہو جائین مگر وہی حالت نہو جو اس شخص کی ہوئی تھی کہ جو کچھ کپڑا لیکر ایک درزی کے پاس گیا اور کہا کہ مجھے ایک کوٹ بنا دو - درزی نے کہا کہ صرف کوٹ ہی یا پاجامہ بھی - اس شخص نے کہا کہ ہان پاجامہ بھی - پھر درزی نے پوچھا کہ واسکٹ بھی - اس شخص نے کہا از ین چہ بہتر پھر درزی نے پوچھا کہ گلے ہاتھ ایک قمیص بھی - اس شخص نے کہا کہ سبحان اللہ قمیص ہو جاے

توپھر کیا۔ آخر درزی نے سب چیزین اسی کپڑے مین تیار کردین۔ مگر اس شخص کے کام کی ایک نتھی۔ سب ایسی چھوٹی تھین کہ اسکے بدن پر ٹھیک نہین آسکتی تھین۔ میری مثال اس درزی کی طرح ہے۔ مین آپ کے سب احکام بجالانے کو تیار ہون مگر مجھے اسقدر وسعت حاصل ہونی چاہیے کہ سب کو خوش اسلوبی کے ساتھ سرانجام دیسکون پس کہین ایسا نہو کہ مجھے تم سے شرمندہ ہونا پڑے اور جو کام کیے جائین وہ ان سلے ہوے کپڑون کی طرح تمھارے پسند نہ آئین

امیر عبدالرحمن خان نے اس موقع پر روپیہ ہی نہین مانگا بلکہ یہ بھی کہا کہ مجھے نواب گورنر جنرل ہند کی طرف سے ایک نوشتہ بھی ملنا چاہیے جو اپنے سردارون کو دکھادون تاکہ انھین میری بات کا یقین آجاے۔

چند دنون بعد امیر عبدالرحمن کی خواہش کی پوری تعمیل ہوگئی اور ایک مراسلہ حضور گورنر جنرل کی طرف سے انکے پاس پہونچ گیا جسمین امیر عبدالرحمن خان کو والی کابل تسلیم کیا گیا اور انسے وعدہ کیا گیا کہ چونکہ سواے انگریزونکے اور کوئی تمھارا معاون نہین ہے اسلیے وہ وقت پر تمھاری امداد کو تیار ہین اور وہ فی الحال تمھارے اندرونی معاملات مین مداخلت نہین کرتے ہین۔ صرف ایک مسلمان ایجنٹ کابل مین سرکار انگلشیہ کی طرف سے متعین ہوگا۔ اسکے بعد انگریز کابل سے ہندوستان کی طرف روانہ ہوے۔ بروقت روانگی انگریزون نے چھ لاکھ پینسٹھ ہزار روپیہ امیر کو دیا اور ماہ ستمبر مبلغ ایک لاکھ نقد اور دیا اور نیز قطع نظر اسکے بیس ضرب اتواپ بھی دی گئین۔ امیر صاحب نے خود بھی اپنی سرگزشت ایک دربار مین بیان کی ہے جسکو ہم اس مقام پر درج کرنا مناسب سمجھتے ہین۔ وہ یہ ہے۔

امیر کی مراجعت کی سرگزشت خود امیر کی زبان سے

پہلے کچھ عرصہ تک مجھے خبر نہوئی کہ امیر شیرعلیخان برباد ہوگیا ہے مگر جب مجھے خبر ہوئی تو مین نے روسیون سے درخواست کی مجھے رخصت دو مین اپنے وطن کو جاتا ہون گورنر جنرل نے مجھے صلاح دی کہ تم ہندوکش سے

اُس پار نہ جانا۔ فرنگیون نے غازیون کو جوش دلا رکھا ہے۔ وہ تمھاری جان کے دشمن ہین۔ غرض مین وہان سے رخصت ہو کر صرف ایک سو آدمیون کے ہمراہ عجیب بے سروسامانی کی حالت مین وطن کو روانہ ہوا۔ میرے ہمراہ خیمہ خرگاہ کچھ نہ تھے اور عجب طرح کی بیکسی ہماری حالت سے ہویدا تھی۔ شہر سبز کے قریب ایک منزل اُدھر اس مقام کے حاکم نے مجھے اطلاع دی کہ امیر بخارا آپ کے آنے کے منتظر ہین انھون نے تم لوگون کے لیے مٹھائی وغیرہ تیار کرائی ہے اور تمھین دو چار روز مہمان رکھکر رخصت کرینگے جب ہم شہر سبز کے اندر جانے لگے تو معلوم ہوا کہ دروازہ شہر پناہ کا اندر سے بند ہے۔ ہم تھوڑی دیر انتظار کر کے شہر پناہ کے سایہ سایہ نصف میل تک چلے گئے۔ اتنے مین اس فصیل پر سے بیس پچیس آدمیون نے ہمین آوازین دین۔ یہ وہی میرے ہمراہی تھے جنھون نے امیر بخارا کی ملازمت اختیار کرلی تھی۔ مین نے پوچھا دروازہ کیون نہین کھولتے انھون نے جواب دیا کہ امیر بخارا نے تو تمھاری دعوت کے لیے بڑی بڑی تیاریان کی تھین لیکن تمھارے خالو جان محمد خان اور تمھارے جرنیل نصیر محمد خان نے اسکو ڈرا دیا کہ اگر تم شہر مین آئے تو تمام افغان جو اسوقت بخارا مین ہین ملازمت چھوڑ کر تمھارے ساتھ ہو لین گے اسلیے اُسنے دروازہ بند کرا دیا ہے لیکن صبر کرو جسوقت دروازہ کھلا ہم اسی وقت تمھاری خدمت مین حاضر ہو جائینگے۔ غرض ہم شہر سے چار کوس کے فاصلہ پر ایک میدان مین آکر اُترے جہان گھوڑون کے لیے تو بہت گھاس تھی لیکن ہمارے لیے کوئی خوردنی شی دستیاب نہو سکتی تھی۔ لاچار ہم سب گرسنہ سو گئے۔ دوسرے روز کوچ کر کے ایک بستی مین قیام کیا جب وہان سے آگے بڑھے تو راہ مین ایک جگہ کا گلہ نظر آیا۔ بعض آدمیون نے مجھے ڈرا دیا کہ امیر بخارا کا لشکر ہمارے تعاقب مین آ رہا ہے ہم بھی تیار ہو گئے کہ بھاگ کر مرنے سے مار کر مرنا اچھا ہے لیکن جب وہ قریب آئے تو ہمین ہنسی آئی مین اسوقت سمجھا کہ ترکستان کی راہ اچھی نہین۔ بدخشان کو جانا چاہیے جب سرحد بدخشان مین پہونچا تو معلوم ہوا کہ امیر شیر علیخان مرحوم کا حکم تھا کہ وہان میرا کوئی نام نہ لے اور نہ مین اس سرحد مین قدم دھرنے پاؤن۔ وہان کے لوگ مجھے مطلق

نہین پہچان سکتے تھے مگر میری جمعیت دیکھکر لڑنے پر آمادہ ہوگئے۔ مین نے اپنے سوارونکو
سمجھا دیا کہ جنگ کرنا اچھا نہین۔ پھر مین تن تنہا مخالف لوگون کو سمجھانے کے لیے آگے بڑھا
جب مین نے علیک سلیک کے بعد جنگ کی وجہ پوچھی تو انھون نے جواب دیا کہ امیر
شیر علیخان کا حکم گورنر ترکستان کی طرف پہونچا ہے کہ عبدالرحمن خان کو گزرنے نہ دو۔
کہین وہ تمھارے ملک پر قبضہ نہ کرلے۔ مین نے انکو سمجھا دیا کہ شیر علیخان تو مرگیا ہے اور
اُسکے بیٹے قید ہو کر کے چلے گئے ہین۔ گورنر ترکستان تمھین فریب دیتا ہے۔ اگر عبدالرحمن خان
بادشاہ ہو جاے تو تمھین کیا عذر ہے۔ اسپر انھین اطمینان ہوگیا اور میرے ہمراہ میرے
لشکر مین چلے آئے۔ میرے آدمیون نے ادب سے مجھے سلام کیا اور وہ حیران ہوگئے جب
مین نے کہا کہ عبدالرحمن خان مین ہی نابینا ہون تو انھون نے آفرین کی اور کہا شاباش
تمھاری جوانمردی پر کہ تم تن تنہا ہمارے ہجوم مین چلے گئے اسکے بعد انمین سے ایک نے
آگے بڑھکر کہا کہ تم مجھے پہچانتے ہو مین اعظم خان کا خسر ہون اور دوسرے نے کہا کہ مین اُسکا
خسرپورہ ہون اچھا ہوا ہمنے تیر ہاتھ نہین اٹھایا۔ تم ہمارے قریبی رشتہ دار ہو پھر
سردار اعظم خان کے حالات دریافت کیے مین نے انکی وفات کی خبر بیان کی اور انکے
آدمی جو وہان سے لوٹ کر آئے تھے پیش کیے پھر انھون نے مجھے شہر مین ڈیرا کر دیا اور
سرکاری مکانات مجھے سپرد کردیے اور تمام علاقہ بدخشان مین سوار بھیجدیے گئے کہ اب
ہمارا سردار آگیا ہے جہان جہان شیر علیخان کے آدمی ہون نکال دیے جائین یا آکر
سلام کرین۔ پھر لوگون نے نذرین دین اور قریب ایک لاکھ روپیہ کے نقد اور دو ہزار
گھوڑے اور ہزار ہا دنبے جمع ہوگئے۔ دو ماہ تک ہم وہین مقیم رہے اور تمام بدخشان پر
ہمارا قبضہ ہوگیا۔ جب قطغن مین خبر پہونچی تو میر مراد بیگ ایک لاکھ روپیہ نقد بارہ
کنیزین اور چالیس گھوڑے بطور نذرانہ کے لایا۔ مین نے عبداللہ خان غلزئی کو جسکو
کہ اب خطاب سرداری دیا ہے میر مراد بیگ کے ہمراہ قطغن کو بھیجا کہ شیر علیخان کے
آدمی نکالکر اسکو وہان کا حاکم بنا دو اور اپنا انتظام کرلو۔ سردار اسحاق خان اور
سرور خان ہمسے شہر سینہ سے علیحدہ ہوگئے ہین انکو ترکستان کیطرف روانہ کیا اور مین بدخشان کو

اسلیے آیا کہ یہان کے لوگ اچھے ہین اور اُدھر شیر علیخان کی زیادہ فوج بھی نہین کابل بھی ادھر سے نزدیک ہو۔ جب دریاے آموں سے گزر کر سرور خان اور اسحاق خان ترکستان مین داخل ہوے تو انھون نے گورنر ترکستان سے جو درک قوم سے تھا کہا کہ تم رعایا ہو اور اعظم خان کے بیٹے شاہی خاندان سے ہین۔ تم امیر شیر علیخان کے ملازم ہو مگر وہ خود مرگیا اور اسکے بیٹے قید ہوگئے ہین۔ اب بحکم شرع ہمین اس ملک کی حکومت پہونچتی ہے تم ہمین اپنا بادشاہ تسلیم کرکے گورنر بنے رہو۔ اُسنے اسپہ سرور خان کو قتل کردیا۔ یہ خبر سُنکر افسران فوج ترکستان سخت برافروختہ ہوے کیونکہ وہ امیر فضلخان والد عبدالرحمن خان کے قدیم نوکر تھے وہ اپنے جنرل درک کے مارنے پر آمادہ ہوے وردک ایکسو آدمیون کی اردلی سمیت بخارا کو بھاگ گیا اور فوج نے اسحاق خان کی اطاعت منظور کرکے اُسے ترکستان کا حاکم تسلیم کیا۔

امیر عبدالرحمن کے عہد امارت مین کیا ہوا

جب امیر عبدالرحمن خان امیر افغانستان ہوگئے تو انھون نے انگریزون کے کابل سے چلے آنے کے بعد تمام خبرون کا راستہ ہندوستان کی طرف مسدود کردیا۔ اور امیر شیر علی خان کے حامیون اور دوستون کو یا تو قتل کرادیا یا اُنکے وطن سے اُنکو خارج کرادیا اور جن سردارون نے بروقت جنگ کے انگریزونکی حمایت کی تھی اُنکے ساتھ بھی اس قسم کا برتاو کیا جو اس اقرار کے بالکل خلاف تھا جو سرلیپل گریفن اور امیر کے درمیان ہوا تھا اور بعد فتح میمنہ اور بعد زک دینے سردار ایوب خان کے ۱۸۸۳ء مین امیر عبدالرحمن خان نے شغنان اور روشان پر قبضہ کرلیا جو روسیون کے خلاف تھا۔ روسیون نے اس بات پر زور دیا کہ یہ دونون علاقہ حکومت روس یعنی فرغانہ مین شامل ہین اور انکا خود مختار رہنا واجب ہے۔

جب روسیون نے مرو پر چڑھائی کی اور مرو پر قبضہ کرلیا اور افغانون کو خوف پیدا ہوا کہ روسی ہماری گوشمالی پر آمادہ ہین تو امیر کے پاس لارڈ رپن نے ایک مراسلہ بھیجا جسکا خلاصہ مطلب یہ تھا۔

انتخاب مراسلہ

آپ مطلق خوف نہ کرین ہم ہرطرح آپ کا ساتھ دینے کو تیار ہین جون ۱۸۸۳ء مین جو خط لارڈ رپن نے امیر صاحب کے نام لکھا تھا اسکا مضمون یہ تھا۔

مضمون خط

ان باتون کا لحاظ کرکے ہمنے ارادہ کرلیا ہو کہ آپ کو بارہ لاکھ روپیہ سالانہ دیا کرین جو آپ کو ماہ بماہ دیا جائے گا یہ آپ کی فوج کے اخراجات کے لیے ہے تاکہ آپ شمالی اور مغربی سرحد کو مستحکم کرین اور دشمنون کے حملہ سے بچائین اور ہمین آپ کے تجربہ و لیاقت اور شجاعت سے یقین کامل ہے کہ آپ اس روپیہ کو بطرز مناسب عمل مین لائینگے۔ حساب سے معلوم ہوتا ہو کہ ۱۸۸۱ء تک ایک کرور نو لاکھ پچاس ہزار روپیہ تک امیر کو دیا گیا۔ اسکے علاوہ بہت سا سامان حرب وضرب عطا کیا گیا۔

گیارھوین جولائی کو لارڈ رپن کے اس مراسلہ کا مندرجہ ذیل جواب آیا۔

جواب

مین نے یہ خوشخبری افغانون کو سُنادی ہو اور وہ سُنکر نہایت ابشاش ہوے ہین وہ کہتے ہین کہ افغان سالہا سال سے مصیبتین جھیل رہے تھے۔ بارے شکر کا مقام ہے کہ یہ فیاض گورنمنٹ اُنکے حال پر مہربان ہوئی ہو۔ اگر خدا کو منظور ہو تو افغان کبھی راہ دوستی سے منحرف نہ ہونگے اور جب تک میرے دم مین دم ہو مین بھی سوائے اس عظیم الشان سلطنت کے اور کسی کی دوستی کا دم نہین بھرون گا۔ مین دعا مانگتا ہون کہ عالیشان سلطنت کی شان و شوکت مین ترقی ہو۔

اب امیر واسطے ملاقات گورنر جنرل کے ہندوستان مین آئے

امیر عبد الرحمن خان کے ہندوستان مین آنے اور راولپنڈی مین لارڈ ڈفرن گورنر جنرل سے ملاقات کرنے کے وجہ سوائے اسکے نہین پائے جاتے کہ روس نے مرو پر قبضہ کرلیا تھا اور مرو کے اطراف و جوانب کے قبیلے یہان تک کہ بادغیس کے کوہی اور صحرائی باشندے اسکے مطیع ہوگئے۔ اسی ضرورت

سے لارڈرپن کے عہد مین ایک کمیشن حسب قرارداد روس و انگلستان بر سر موقع بھیجا گیا تھا۔ انگلستان کا کمیشن موقع پر پہونچ گیا۔ اور روسی کمیشن کے آنے کا منتظر رہا۔ ادھر انگریزی کمیشن روسی کمیشن کا انتظار کر رہا تھا اور روس یہ کہکر تسلی دیتا تھا کہ آج روسی کمیشن روانہ ہوتا ہے کل بھیجا جائیگا۔ اسکے بعد معلوم ہوا کہ روس نے ایم لیسیر صاحب کو انگلستان بھیجدیا اور انھون نے انگلستان مین دعوی پیش کیا کہ تاوقتیکہ سرحدی مقامات کا تصفیہ سفارتی ذریعہ سے نہ ہو جائیگا اسوقت تک روسی کمیشن موقع پر نہ بھیجا جائے گا۔ ایک بڑا سلسلہ گفتگو کا جاری رہا اور اُسکا نتیجہ ہنوز پیدا نہ ہوا تھا کہ روسیون نے پنجدیہ پر قبضہ کر لیا۔ اس قبضہ سے روسیون کا مقصود یہ تھا کہ بغیر قبضہ کیے ہوے حسب دلخواہ روس تصفیہ نہوگا یہ کمیشن اسواسطے بھیجا گیا تھا کہ ۱۸۷۳ء مین بعہد امیر شیر علیخان روس و انگلستان مین یہ طے ہوا تھا کہ دریاے آمون افغانستان کی حد ہونا چاہیئے۔ یعنی شمال مشرق کیطرف پامیر سے لیکر جنوب مغرب کی طرف خواجہ سالا تک اس خط کے انجام پر جو جنگل اندخوئی کے شمال مغرب مین ہے۔ خود مختار علاقہ تسلیم کیا گیا تھا۔ لیکن امیر عبد الرحمن خان کے زمانہ مین جب روسیون نے ۱۸۸۴ء مین ترکمانون کی حمایت منظور کر لی تو حد بندی کے معاملہ پر غور کرنے کے لئے کمیشن کا تقرر ضروری سمجھا گیا۔ جولائی ۱۸۸۴ء مین جنرل سر پیٹر لمسڈن اس مہم کے انجام دینے کے واسطے افسر مقرر ہوے اور روسیون نے جنرل ویلونوہی کو مقرر کیا اور امیر کی جانب سے غازی سعد الدین کا تقرر عمل مین آیا۔ سر پیٹر لمسڈن نے اپنے مقرر ہونے کے بعد ایک خط امیر کو لکھا تھا جسکا جواب امیر صاحب نے حسب ذیل دیا۔

جواب مجھے امید ہے کہ تم روسیون سے امر متنازعہ کی نسبت نہایت شجاعت و دلاوری سے تصفیہ کروگے اور تم اطمینان رکھو کہ مین نے انھین کوئی بھی نوشتہ یا تحریر ایسی نہین دی جو اُن کے لیے افغانون کی آراضی پر قبضہ کرنے کا بہانہ متصور ہو۔ مین اپنے حقوق حاصل کرنے کے لیے اسقدر مستعد ہون کہ جب تک افغانون مین ہمت اور جان ہے روسیون کی یہ مجال نہین ہے کہ چپہ بھر زمین ہماری سرحد سے لے سکین۔

ابھی یہ گفتگو پیش ہی تھی کہ پنجدہ[۱۵] مین روسیون اور افغانون کے درمیان جنگ ہوگئی روسیون نے افغانون کو بھگا دیا اور پنجدیہ پر قبضہ کرلیا۔ اسکے بعد انگلستان اور روس کے درمیان مین ایک قرارداد ہوئی جسکو ہم اپنی کتاب کے اخیر مین اپنی رائے کے ساتھ ظاہر کرینگے کہ اس قرارداد سے روس کا فائدہ ہوا یا نہین۔

---

[۱۵] امیر عبدالرحمن خان نے خود اپنی کتاب موسوم بہ تزک امیری مین اس طریق سے امور لکھے ہین جنسے ثابت ہوتا ہے کہ انگریزی افسرون کے اطمینان دلانے سے امیر کا قبضہ پنجدیہ سے جاتا رہا ورنہ امیر روس کو کبھی قابض ہونے نہ دیتے۔ امیر صاحب لکھتے ہین کہ میرے راولپنڈی جانے کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ روس کو معلوم ہوجائے کہ مین انگریزون کا دوست ہون۔ علاوہ ازین گورنمنٹ انگلشیہ اور میرے باہمی تعلقات کو قائم دیکھکے سلطنت روس پہلے سے زیادہ آزردہ تھی۔ متذکرہ بالا وجہ سے یا یہ کہ سلطنت روس کی عادتاً جنوبی اطراف مین بڑھنی کی حکمت عملی پر توجہ رہتی ہے پنجدیہ کیطرف روس کی فوج نے بڑھنا شروع کردیا مین نے جسطرح شغلان اور روشان پر قبل ایم ای الف کے پہونچنے کے قبضہ کرلیا تھا اس موقع پر بھی ایک بہت بڑی فوج پنجدیہ کی جانب روانہ کرنی مناسب سمجھی تاکہ وہ روسیون کا پنجدیہ پر قبضہ نہ ہونے دے اور ساتھ ہی انگریزون پر اس بات کا زور دیا کہ ایک بہت بڑی فوج بھیجکر پنجدیہ پر روسیون کا قبضہ روک دیا جائے اسکا انگریزون کی جانب سے مجھے یہ جواب ملا (جو مقامات افغانی سپاہ کے قبضہ مین ہین انکو روس ہاتھ نہین لگا سکتا) انگریزون کی جانب سے نہ صرف اسی قدر جواب میری تشفی کے لیے بھیجا گیا بلکہ ۱۲۔ نومبر ۱۸۸۴ع کو سر پیٹر لمسڈن نے میرے پاس اس مضمون کی چھٹی بھیجی کہ روس اور افغانی فوج مین ہرگز لڑائی نہ ہوگی میرے اور انگریزون کے درمیان یہ خط وکتابت ہورہی تھی اور روسی نہایت جلد جلد آگے بڑھ رہے تھے یہان تک کہ مارچ ۱۸۸۵ع مین روسی فوج کازلیلیپ کے مقام پر جمع ہوگئی اور وہان پر اپنے مورچے قائم کردیے۔ افغانی فوج مقام ایکتیپ پر تھی جو دریائے آکسس کی جانب چپ واقع ہے اس فوج مین ۱۴۰ گولہ انداز اور چار برجی توپین اور تھوڑے سے پیدل تھے۔ ۳۰ مارچ کو افغانی فوج مقام پل خشتی پر پہونچی جہان سے صرف ایک میل کے فاصلہ پر روسی فوج مقام کازلیلیپ مین

پنج دیہ کب فتح ہوا تھا

پنجدیہ اسوقت فتح ہوا تھا جبکہ امیر عبد الرحمن خان راولپنڈی مین موجود تھے۔ اور یہ اسی سبب سے آئے تھے کہ روسیون کے معاملات پر گفتگو کرین۔ گورنمنٹ ہند کی جانب سے اُنکی خاطر و مدارات مین کوئی فروگذاشت نہین ہوئی۔ خاص انکے واسطے ایک دربار

مورچہ زن تھی ۲۹۔ مارچ کو جنرل کوماروف نے افغانی سپاہ سالار کے پاس اس مضمون کا مراسلہ بھیجا کہ یا تو اپنی فوج دریا کے داہنے کنارے سے ہٹا لو ورنہ افغانی فوج پر حملہ کر دیا جائے گا۔

اسوقت تک انگریزی مشن کے افسرون اور سپاہیون نے ہر قسم کا اطمینان دلا رکھا تھا کہ روسی کسی طرح حملہ کرنے کی جرات نہ کرینگے اُنکی مجال نہین کہ وہ اپنے مقام سے آگے بڑھ سکین علاوہ ازین روسی سپاہ میری فوج پر بلا کسی خاص وجہ معقول کے حملہ نہ کر سکتی تھی کیونکہ یہ بات عہدنامہ کے خلاف تھی اور شرائط عہدنامہ کے خلاف کرنے پر روس سے تمام طاقتین باز پرس کرتین۔

میرا جنرل جسکا نام غیاث الدین تھا اور جسکو مین نے ہدایت کر دی تھی کہ انگریزی افسرونکی منشا کے خلاف نہ کرنا انگریزون کے وعدہ کے اطمینان پر اپنی جگہ سے آگے نہ بڑھا مارچ کی ۳۰ تاریخ کو روس کے سالم دستہ فوج نے افغانی سپاہ پر جو وہان پڑی ہوئی تھی حملہ کر دیا انگریزون نے جب یہ سنا تو مع اپنی فوج اور سپاہیون کے ہرات کی جانب بھاگ گئے۔ جنرل غیاث الدین اور دوسرے افسرون نے انکا یہ وعدہ کہ روسی افغانی فوج اور سرحد پر حملہ نہین کر سکتا اور یہ کہ اگر بفرض محال روس حملہ کریگا توہم مدد دینگے یاد دلایا اور کہا کہ اپنے وعدہ کے بموجب ہمین روس کے مقابلہ پر تنہا نہ چھوڑنا چاہیئے لیکن انگریزون نے کچھ نہ سُنا اور بھاگ گئے افغانون نے انگریزون سے یہ بھی درخواست کی کہ ہمین اپنی رائفلین عاریتاً دیدو کیونکہ ہم روسیون کا اپنی خراب وخستہ بندوقون سے مقابلہ نہین کر سکتے رائفلین اور بارود جو افغانی سپاہیون کے پاس موجود تھین وہ بارش اور نمی کی وجہ سے ایسی خراب ہوگئی تھین کہ کسی طرح کام نہ دیسکتی تھین۔ انگریزون نے جنکا وعدہ افغانی سپاہ کو امداد دینے کا تھا اپنی رائفلین تک بھی نہ دین اور بہادر افغانون کو روس سے لڑنے اور میدان جنگ مین قتل ہونے کے واسطے چھوڑ کے ہرات کی جانب بھاگ گئے۔ مجھے بھی اس واقعہ کی خبر تو ہو گئی مگر یقین نہ آیا کہ انگریزی

کیا گیا جسمین علانیہ طور پر انھون نے ایک تقریر بیان کی جسکو ذیل مین درج کیا جاتا ہے

امیر صاحب کی تقریر

مین اس نوازش و توجہ کا بہت مشکور ہون جو ویسرائے اور ملکہ معظمہ نے میرے حال پر کی ہے اور اس نوازش کے عوض مین اپنی فوج اور لوگون کے ساتھ جو خدمت سرکار دولت مدار چاہے کرنے کو تیار ہون۔ اور چونکہ سرکار نے وعدہ کیا ہو کہ اگر کوئی غنیم افغانستان پر چڑھ آیا تو اسکے دفع کرنے مین مدد کرے گی۔ اسلیے ہمارا بھی فرض ہے کہ استقلال کے ساتھ ہمیشہ سرکار عالی وقار کے ساتھ وفاداری کرین۔

افسر ایسے بدحواس ہو کے بھاگے کہ انھین دوست اور دشمن کی بھی تمیز نہ رہی اور انمین سے بعض ہندوستانی جاڑے کی وجہ سے اسقدر مجبور ہوے کہ اپنے گھوڑون پر نہ جم سکے اور اس بھاگ دوڑ مین گھوڑون پر سے گر گر مر گئے بہت سے انگریزی افسرون کو بھی گھوڑون نے پٹک دیا جنکا مین اس جگہ نام نہ لون گا حالانکہ انگریز بھاگ گئے تھے اسپر بھی بہادر افغانون نے قومی حمیت کے لحاظ سے میدان کو نہ چھوڑا اور جی توڑ کے لڑے اور روسیون کی کثیر التعداد افواج کا مقابلہ کیا بہت سے زخمی ہوے اور بہتون نے جان دی مگر افسوس ہو کہ رائفلون کی خرابی کی وجہ سے وہ دشمن کے مقابلہ مین جنکی تعداد زیادہ تھی کوئی کارنمایان نہ کر سکے اور البقیتہ لسیف پسپا ہو کے ہرات بھاگ آئے پھر امیر صاحب لکھتے ہین کہ انگریزون کی بدسلوکی افغانون کے دلون پر ایک نقش ہے اور وہ انگریزون کو جھوٹا اور دغاباز سمجھتے ہین مین نے اپنے لوگون سے بہت کچھ کہا اس زمانہ مین لبرل پارٹی مین مسٹر گلیڈ اسٹون کی موجودگی کی وجہ سے انگریزون نے ایسی حکمت عملی سے کام لیا تھا ورنہ انگریز روسیون کو انکی بداعمالی کا مزا چکھا دیتے غرضکہ روسی سپاہ نے ۳۰ مارچ ۱۸۸۵ع کو زبردستی پنجدیہ پر قبضہ کر لیا اور چونکہ کسی مین اُسسے چھین نہ لینے کی طاقت نہوی تو وہ ابھی تک انھین کے پاس ہے فقط۔ (از ضمیمہ کرزن گزٹ مترجمہ ایڈیٹر کرزن گزٹ)

امیر صاحب کے نزدیک افغانستان کی حالت انگلستان وروس کے درمیان کیسی ہے

امیر صاحب کی جو حالت روس وانگلستان کے درمیان ہے انھون نے اسکو اسطرح پر بیان کیا ہے۔

"ایک دفع ایک بگلا تالاب مین تیر رہا تھا۔ ایک کنارے پر بہت سے جھیڑیے اسکی طرف گھور رہے تھے اور دوسرے کنارے پر ایک بوڑھی شیرنی بیٹھی ہوئی تھی۔ شیرنی نے اسپر حملہ کرکے اُسکے چند پر اکھیڑ لیے۔ بیچارا بگلا دوسرے کنارے کی طرف دوڑا مگر جونہی وہ نزدیک گیا بھیڑیے آنکھین نکالکر اس کی طرف جھپٹے اور قریب تھا کہ بوٹی بوٹی اسکی نوچ لین مگر وہ بگلا دوڑکر گہرے پانی مین چلا گیا۔ وہان اُسے کچھ گزند نہ پہونچا۔ وہان اُسنے خیال کیا کہ اگر تالاب سوکھ گیا تو شیرنی تو شاید ہی مگر بھیڑیے ضرور مجھے نوالا کر جائینگے"

امیر صاحب نے ایک مرتبہ اپنے مشیر کے ایک سوال کے جواب مین کہ آپ انگریزون کی طرف زیادہ متوجہ اور روسیون سے کبیدہ خاطر ہین۔ ہمارے لیے جیسے انگریز ہین ویسے ہی روسی۔ امیر صاحب نے جو کچھ اسکے جواب مین ارشاد کیا اسکو ہم ذیل مین لکھتے ہین۔ اس سے بھی افغانی حالت جو روس وانگلستان کے درمیان ہے بخوبی سمجھ مین آجاتی ہے۔

ارشاد امیر عبد الرحمٰن خان مرحوم

امیر صاحب نے بیان کیا کہ جب روسی ہندوستان کے فتح کرنے کا ارادہ کرین تو انکو ضرور ہندوستان جانے کے لیے افغانستان کے درمیان ہی سے گزرنا پڑے گا۔ بیشک درصورت اتحاد روسی ابتدا مین یہی کہین گے کہ افغانستان کے ملک سے ہمین کچھ واسطہ نہین۔ ہم اسکو لینا نہین چاہتے۔ ہم صرف انگریزون کے ساتھ لڑنے کے لیے اس ملک سے گزرنا چاہتے ہین۔ اور ساتھ ہی یہ بھی کہدینگے کہ ملک افغانستان کی فوج اور سامان جنگ ہمارے کسی کام آمد نہین ہے۔ وہ اپنے دوست انگریزون کو بلاتامل دیدے اس صورت مین اول تو انکی حفاظت کی فکر ہوگی کیونکہ اگرچہ ہم اپنی طرف سے کچھ بھی

چھیڑ چھاڑ نہ کرین لیکن اکثر افغان اپنے مذہب کے مخالف لوگون کو بہت برا جانتے
ہین تو اور بھی انکی حفاظت کی ضرورت پیش آئے گی۔ افغان لوگ خواہ بلا عذر ہتھیار
رکھدین خواہ نہ رکھین اگر بالفرض وہ ہتھیار رکھدین تو وہ مثل عورتون کے ہو جاوینگے اور
جب انکی بہادری اور دلیری بالکل معدوم ہو جائیگی تو اسکا مطلب پورا ہو جائیگا۔
اور افغان ہتھیار دینے مین عذر کرینگے تو ظاہر ہے کہ اگرچہ روس اُنکے ساتھ لڑے گا
تو نہین کیونکہ وہ تو صرف انگریزون کے ساتھ جنگ کرنے کے واسطے گزرنا چاہتا ہے
لیکن اس صورت مین وہ یہ دلیل پیش کرے گا بہت اچھا اگر افغان اپنے ہتھیار
نہین دیتے اور اگر وہ ہمارے دوست ہین تو بس یہی وقت انکی دوستی کی آزمائش
کا ہے۔ انکی قوم کے تمام جوانمرد بہادر ہمارے ساتھ ہندوستان پر چڑھائی کرین اور اپنی
دوستی کی داد دین۔ اسوقت بلا عذر ہر ایک آدمی اُٹھ کھڑا ہوگا اور ہزارون آدمیونکی
فوجین ہر ایک فرقہ کی ایک ایک مقام سے جمع ہو کر روسی فوج کے آگے آگے روانہ
ہو جائینگی اور اچھی طرح سے روسیون کو مدد دینے مین مصروف ہونگی پس اس
صورت مین انگریزی توپ و بندوق کا وہی نشانہ ہونگے اور انگریزون کی گولہ باری
سے انکی ہزارہا جانین ضائع ہو جائینگی اور اگر وہ شکست کھا کر لڑنے سے منھ موڑینگے
تو روسی بلا تامل انکو مارینگے۔ پہلا ثمرہ روس کے ساتھ دوستی کرنے کا ہمکو یہ ملے گا۔ دوئم
اگر وہ خود ہی اپنی فوج کی حفاظت اور امن کی غرض سے ہتھیار نہ لین تو پھر
انکے لیے ضرور ہوگا کہ ہر ایک شہر و قلعہ مین اپنی تھوڑی فوج چھوڑ جائین۔
کیونکہ افغان بھی مسلح ہونگے۔ جب یہ صورت ہوگی تو انکو اُس فوج اور حملہ آور فوج اور
کمک وغیرہ کے لیے سامان کی نہایت ضرورت ہوگی۔ اسوقت اگر افغان روسیونکو
خوراک وغیرہ اشیا نہ دین تو وہ انکو ضرور دشمن سمجھین گے اور ہرگز دوست نہ خیال
کرینگے۔ جب روسی ملک مین داخل ہوگئے تو پھر انگریزون سے دشمنی ہونے مین کیا شک
رہا اسوقت یہی سمجھا جائیگا کہ افغان لوگ روسیون کو خود لائے اور انکی رہنمائی کی اس
صورت مین سامان رسد رسانی ضرور مہیا کرنا پڑے گا جس سے تھوڑے ہی عرصہ

مین کابل کے اندر اناج کا تخم باقی نہ رہے گا اور اگر کچھ ہوگا بھی تو وہ روسیون کے ہاتھ مین ہوگا لوگ بھوک کے مارے شہر چھوڑ کر بھاگ جائین گے - افغانون کے ویران اور برباد ہوجانے سے روسیون کی مطلب برآری نہایت آسانی سے ہوجائیگی - سویم اگر خدانخواستہ روسی شہر کابل مین داخل بھی ہوگئے تو وہان کے زن و مرد پر انکا دست تصرف ضرور پڑیگا اور جہان کہین روسیون کا کیمپ ہوگا وہان زنا بے شبہ ہوگا - افغان لوگ ایسے غیرتمند ہین کہ اگر وہ اپنی ہم قوم عورت کو غیر مرد کے ساتھ گفتگو کرتے دیکھ لینگے تو بلا تامل اسی وقت انکو قتل کر دینگے - اگرچہ عیسائی مذہب مین اسکی کچھ پروا نہین کیونکہ انکی عورتین مردون پر حاکم ہین - اور وہ مرد غیر کے ساتھ جب انکی خواہش ہو بلا خوف باتین کرسکتی ہین پٹھان لوگ اپنی عورت تو بجاے خود ہے اگر کوئی غیر شخص مذہب اسلام کے خلاف کوئی امر کرتے ہوئے انکو نظر آجاے تو وہ اُسیوقت اسکو جان سے مار دیتے ہین - اگر روسی ہاتکے حاکم وقت سے کسی واقعہ پر بازپرس کرینگے کہ ہمارے سپاہی کو کسنے مار دیا تو بعد تحقیقات حاکم جواب دے گا کہ یہان خدا کے نافرمان کو قتل کرنا جرم نہین سمجھتے - جب نوبت یہانتک پہونچی تو دوستی دشمنی سے مبدل ہوجائیگی اور ہنگامہ برپا ہوجائیگا - پس بدین صورت پٹھانون کی دوستی روسیون کے ساتھ رہنا جسکا مقصد ہندوستان کا فتح کرنا ہی بہت محال اور ناممکن معلوم ہوتا ہے - اُسکا منشا ہماری رعایا اور فوج کو برباد کرنے کا ہے جسوقت ملک تباہ ہوگیا تو خواہ وہ دوست ہو خواہ دشمن سب بیکار محض ہین - امیر شیر علی خان بڑا ناعاقبت اندیش تھا جسنے اس راستہ پر چلکر خود کو اور اپنی رعیت کو مصیبت مین ڈال لیا تھا -

افغان صدق دل سے برٹش گورنمنٹ کے دوست ہین کیونکہ انگریزون کا روسیون پر حملہ کرنے کا ہرگز ارادہ نہین - روسیون کو افغان لوگ اپنا دشمن برباد کنندہ خیال کرتے ہین کیونکہ وہ ہندوستان کو فتح کرنے کا خیال نہین چھوڑتے -

اگر روسی کہین کہ ہم ہندوستان کو افغانستان کے ادھر فارس کے راستہ سے جائینگے - بلکہ افغانستان کے ساتھ اُنکا کچھ سروکار نہین ہے مگر پھر بھی خیال رہے کہ

روسیون کی یہ حرکت بھی افغانستان کے لیے بہرصورت مضر ہے مفید نہین ہے جبتک
برٹش افغانون کی محافظ اور دوست ہے۔ہم روسیون کے بُرے ارادہ سے
بچ نہین سکتے۔ روسی کسطرح پٹھانون کے ساتھ موافق ہوسکتے ہین وہ اُنکا ملک
چھوڑکر فارس کے راستہ سے اُنکے دوست پر حملہ کرنے کے لیے جاتے ہین۔روسی
خواہ کچھ ہی اس معاملہ مین کہین وہ سب پٹھانون کے لیے دھوکا اور فریب ہے
پٹھانون کو چاہیے کہ وہ روسیون کو اپنی سرحد کے پاس سے ہوکر فارس مین
داخل ہونے سے روکین۔کیونکہ وہ ہمارے پیچھے پڑے ہوے ہین اور اُنکا مطلب
صرف یہ ہی کہ سرحد پر قبضہ کرلین اور پھر افغان سے گزرکر ہندوستان مین جانیکے
لیے صاف وسیدھی سڑک نکال لین۔یہ تو صاف ظاہر ہے کہ جب اُنھون نے
افغانستان پر بھی حملہ کیا تو پھر ناممکن ہے کہ وہ پٹھانون کو امن وچین سے رہنے دین
اسواسطے بہتر ہے کہ آج ہی اُنکے ساتھ لڑکر اُنکے حرکات کو روکا جاتا ہے کہ کل وہ
ہمپر قابو پاکر ہمکو برباد نہ کردین۔دیکھو تو جب یعقوب خان جانتا تھا کہ اسکی رعایا
عیسائیون کو اپنے ملک مین رکھنا پسند نہین کرتی تو وہ کیون انگریزی رزیڈنٹ کو
اپنے ساتھ لے گیا۔اُسنے کیون نہین انگریزون سے مسلمان رزیڈنٹ مانگا۔اور
مفت مین انگریزی رزیڈنٹ کو قتل کرادیا۔

جبسے دونون قومون کے درمیان جنگ کی آگ بھڑک گئی۔آخرکار خود آگ
مین جا پھنسا۔یہ بے وقوفی اُسنے اپنے باپ سے میراث مین پائی تھی اُسنے جو کچھ کیا
وہ اسکی رعایا کے لیے جسکو وہ بے مدد چھوڑ گیا تھا ذرا بھی مفید اور کارآمد نہ تھا اسکی
رعایا کو خود جنگ کا خیال آیا اور وہ بغاوت کرکے لڑی۔اگرچہ اسکے سرپر کوئی لائق
افسر اور سربرآوردہ نہ تھا پھر بھی رعایا نے خود ہی جس کسی نے اسکی کمان لینی چاہی
مثل فقیر غازی اسی کو اپنا کمان افسر منظور کرلیا۔جب یہ شخص میرے پاس آیا۔
اور مین نے اسکا حسب ونسب دریافت کیا تو یہ ہرات کے ایک بڑے کمینے خاندان
کا نکلا اور جب ایسے آدمی انگریزون کی فوج کے مقابلہ پر آئے تو جو کچھ نتیجہ نکلا وہ سب کو

معلوم ہے ہزارہا آدمی قتل ہوے کابل غزنی و قندھار کے درمیان بغاوت کی آگ بھڑک اُٹھی۔ اگر اُسوقت مین خود درمیان آکر انگریزون کے ساتھ دوستی پیدا کر کے اپنے لوگون کو بہتری کا راستہ نہ دکھلاتا تو یہ آگ کبھی فرو نہ ہوتی۔ اب مین پنجدیہ کے ہنگامہ اور جنرل لمسڈن کی خودرائی کا ذکر کرتا ہون اگر جنرل موصوف فوج کی مدد منظور کرتا تو مین اسکو کابل بھیج سکتا تھا۔

روسی کبھی اسپر حملہ نہ کرتے اور اگر وہ حملہ بھی کرتے تو کامیاب نہوتے اور پنجدیہ ہاتھ سے نہ جاتا اور جمشیدی وغیرہ فرقے جنمین بیس ہزار جنگی آدمی ہین روسیون کے ساتھ ملجانے کی ترغیب مین نہ آجاتے۔ جب میری فوج نے دیکھا کہ روسی غالب آگئے تو وہ پیچھے ہٹ گئی باغیون نے جاکر روسیون سے کہدیا کہ ملک خالی ہے تم آجاؤ تو روسی وقت حوصلہ کے ساتھ آگئے اور شہر پر قبضہ کر لیا افغانون کی فوج کو جنرل لمسڈن کی بیوقوفانہ راے کے باعث زک اُٹھانا پڑی جنرل کو یہ تو سمجھ لینا چاہیے تھا کہ روسیون کی دوستی افغانون کے لیے کسی طرح مفید نہین جبتک وہ ہندوستان پر حملہ کرنے کا ارادہ نہ چھوڑدین اُسپر کیا منحصر ہے جو فوج افغانستان مین گزرے اور پٹھانون پر آفت لاے وہ اسکی سخت دشمن ہے۔ مثلاً فارس والے اگر چینیون کے ساتھ لڑنے کے واسطے افغانستان مین سے گزرین یا چینی افغانستان کے راستہ سے فارس کو جائین جس طرح یہ سب اوس کے دشمن ہین اُسی طرح انگریز بھی اگر افغانستان سے ہوکر روسیون پر حملہ کرنے کی خاطر ترکستان کو جائین تو وہ بھی اُسکے دشمن ہین پس اس صورت مین کچھ فرق نہین خواہ عیسائی ہون یا روسی سب ایک سے ہمارے دشمن ہین۔ درحقیقت اُس سے بڑھکر پٹھانون کا کوئی دشمن نہین جو انکو پامال کر کے اُنکے ملک سے گزرنا چاہے۔ جب یہ صورت ہے تو دانشمند اور ہوشیار افغانون کو مناسب ہے کہ کبھی روسیون کی دوستی کا دم نہ بھرین۔ اگر کوئی شخص کہے کہ افغان لوگ نادان ہین وہ اپنے فایدہ کو نہین سمجھتے وہ سراسر غلطی پر ہے۔ افغان اپنے فائدہ کے

سوچنے سمجھنے کیلیے پوری پوری قابلیت اور لیاقت رکھتے ہین کیونکہ اگر ایسی بات نہوتی تو یہ کب ہو سکتا تھا کہ وہ مجھکو بلاتے اور انگریزونکے ساتھ لڑنیکے موقع پر میری رائے کو کام مین لاتے مین انکے ملک مین گیا اور انکی افسری کی اور انکو بتا دیا کہ انکے واسطے کونسی بات بہتر اور فائدہ مند ہے اور آیندہ انکا فائدہ انگریزون کے ساتھ مخالفت رکھنے مین نہین بلکہ موافقت و موالفت رکھنے مین ہے انھون نے خود بھی انگریزون کی دوستی مین بہت سے فوائد دیکھے ہین اور ابھی آیندہ دیکھین گے جنرل لمسڈن اپنے اعلی عہدہ کے لیے ہوشیار اور دانا تھا لیکن وہ اس بڑے کام کی لیاقت نہ رکھتا تھا جو اسکو سپرد کیا گیا تھا۔ فی الحقیقت وہ لوگ بہت ہی کم عقل ناقص الفہم ہوتے ہین جو معاملات کی بیرونی حالت کو قیاسی جاتے ہین اور دشمنون کو دوست سمجھتے ہین۔ اگر روسیون کو یہ یقین ہو کہ وہ افغانون اور اُنکے دوستون کو مار سکتے ہین تو وہ کبھی کسی طرح تامل اور درنگ نہ کرین۔ ہمین خدا کی قسم کہ ہم کبھی آسانی سے مغلوب نہونگے اور روس کی حکومت کو ہرگز نہ مانین گے۔ اسوقت جب مین نے قندھار کو فتح کیا اور جب میرے پاس مرد خشک واقع ترکستان کی چھٹی آئی کہ روسی سرحد کے بہت قریب آتے جاتے ہین اور انکا ارادہ اس ملک کے لے لینے کا ہے چونکہ ہمارا کوئی سربراہ نہین ہے ملک ہاتھ سے جاتا رہے گا آپ مہربانی کرکے ہمارے سربراہ بنجائین۔ مین نے یہ چھٹی انگریزون کے پاس بھیجدی۔ انھون نے مجھکو اسمین دخل دینے سے منع کیا اگر اسوقت انگریز مجھکو نہ روکتے اور قندھار سے جانے دیتے تو مین ہرات کا جھگڑا بالکل ہٹا دیتا اور مرو پر فوجکشی کرکے اُسپر قبضہ کر لیتا۔ ترکمانون کو ٹھنڈا کرکے محفوظ کر لیتا اسوقت روسی اور افغانستانی فوجون کو پنجدیہ پر بالمقابل لانے کا بہت عمدہ موقع تھا مگر برٹش افسرونکی غلطی اور نافہمی کے باعث ہاتھ سے جاتا رہا کہ انھون نے مجھکو جنگ سے روکدیا۔ اب مین ان باتون کا کھلم کھلا ذکر اسلیے کرتا ہون تاکہ کابل کا انگریزی سفیر انکوسٹن لے اور اپنی گورنمنٹ کو لکھے بعد ازین اگر کوئی برٹش

افسر یا مدبر جو روسیون کے ساتھ دوستی پیدا کرنا چاہیئے اور افغانون کو موجودہ حالت سے بچانے کے خیال مین محو ہو گیا ہو اور انکو انگریزونکی دوستی چھوڑ نیکی ترغیب دیکر یہ کہے کہ افغان آخر کار روسیون کے دوست ہوجائینگے تو برٹش انگلینڈ کو ہرگز اس بات کا یقین نہ کرنا چاہیے اور کبھی روس کے اس لچر خیال کی طرف متوجہ نہون۔

کابل مین ایک اور انگریزی سفارت

لارڈ لینسڈون ویسرائے ہند کے زمانہ مین یہ مناسب معلوم ہوا کہ ایک سفارت کابل کو بھیجی جاے کیونکہ اس اثنا مین چند باتین ایسی پیش آنے لگی تھین کہ اُنسے ناچاقی کا احتمال تھا۔ امیر صاحب نے باجور وغیرہ کے معاملات مین دست اندازی شروع کی تھی جو انگریزون کو کسی طرح منظور نہ تھی۔

دوسرا یہ واقعہ ہوا کہ ۱۸۹۱ء مین ہندوستان مین یہ چرچا ہوا کہ انگریزون اور افغانون مین بگڑ جائیگی اسواسطے کہ امیر کے چند کاشتکار جو دریاے ہلمند کے کنارے پر آباد تھے نقل مکان کرکے سیستان مین چلے آئے۔ اس تبدیلی مکان کی وجہ یہ تھی کہ امیر صاحب کے کارندے معاملہ نہایت سختی سے تحصیل کرتے تھے گورنر قندھار نے انکا تعاقب تو نہ کیا مگر اُن لوگون کے جو قرابتی جا گہ واقع بلوچستان مین رہتے تھے انکو ناکردہ گناہ پکڑ کر قید کر لیا اس سے انگریزون کو غصہ آیا اور انھون نے امیر صاحب کو ایک مراسلہ بھیجا جسمین لفاظ بہت سخت تھے امیر صاحب کو بھی انگریزون سے چند شکائتین تھین مثلاً انگریزون نے خوجک کی پہاڑیون اور نیوچمن کے اطراف مین ریل جاری کردی تھی اور انکا ارادہ تھا کہ قندھار تک اس سلسلہ کو جاری کردین اور امیر صاحب اس بات کے سخت مخالف تھے پہلے ریل گاڑی خوجک کے زیر زمین راستہ سے ماہ ستمبر ۱۸۹۱ء مین جاری ہوئی ایک دن امیر صاحب نے اپنے مصاحبون سے کہا کہ دیکھو یہ انگریز دوستی کا دم بھرتے ہین حالانکہ خوجک کا زیر زمین راستہ مثل ایک چاقو کے ہے جو انھون نے

میرے دل مین بھوک دیا۔ نیوچمن کی نسبت امیر نے نہایت زور شور سے کہاکہ
انکے قلمرو مین واقع ہی حالانکہ انگریزون کے پیمانہ کے بموجب وہ امیر صاحب کی سرحد
سے دس میل ادھر ہی۔ جب انگلستان کے مدبرون نے یہ خیال کیا کہ اگر افغانستان
کی سرحد تک ریل جاری ہوجائیگی تو برٹش انڈیا اور جنوبی افغانستان کے درمیان
تجارت کو خوب فروغ ہوجائیگا لیکن امیر صاحب نے حکم دیدیا کہ کوئی شخص اس
ریل پر سوار نہو اور حسب معمول اونٹون پر اسباب لادکر لیجایا کرین۔ پس یہ واقعات
اور دوسرے حالات ایسے پیش آئے کہ ان پیچیدگیون کا صاف کرنا ضرور ہوا اور
اسی وجہ سے لارڈ لینسڈون نے حسب طلب امیر صاحب سکرٹری فارن آفس
سر مارٹیمر ڈیورینڈ کو کابل روانہ کیا وہ کابل مین پہونچے اور امیر کابل کی جانب
سے انکی بڑی خاطر و مدارات ہوئی اور انکی معرفت اکتوبر ۱۸۹۳ء مین جو معاہدہ
بحث و مباحثہ کے بعد ہوا وہ حسب ذیل ہے

نقل عہدنامہ

چونکہ دربارہ سرحد افغانستان کے کچھ گفتگو پیش آئی ہی جنکا تعلق ہندوستان
سے ہی اور ہز ہائنس امیر کابل اور گورنمنٹ انڈیا ان باتون کا فیصلہ دوستانہ
طریقہ سے کرکے دوستانہ سمجھوتہ قائم کرنا چاہتی ہی اور ہر دو معاملات کی حد مقرر
کرنا چاہتی ہی تاکہ براے آیندہ کوئی اختلاف راے ہر دو گورنمنٹون مین نہو لہذا
حسب ذیل وجوہ قرار دیے گئے۔

شرط اول

مشرقی اور جنوبی سرحد عملداری ہز ہائنس کی واخان سے سرحد فارس تک
حسب لین نقشہ منسلکہ ہوگئی

شرط دوم

گورنمنٹ آف انڈیا کسی وقت مین اس عملداری سے مداخلت نہ کریگی جو حدود
افغانستان مین ہوگی اور ہز ہائنس امیر کسی وقت مین اس عملداری مین مداخلت

نہ کرین گے جو اس حد سے باہر جانب ہندوستان ہوگی۔

شرط سیوم

برٹش گورنمنٹ تسلیم کرتی ہی کہ ہز ہائنس امیر اسمار پر قابض رہین اور اسکے اس جانب وادی چنڈک تک انکو اختیار ہی اور ہز ہائنس اس بات کو منظور کرتے ہین کہ کسیوقت مین وادی سوات سے کسی طرح کی مداخلت نہ کرینگے اور سوات باجور چترال اروی یا وادی اسفل سے کوئی تعلق نہ کہین گے اور برٹش گورنمنٹ رضامند ہی کہ ہز ہائنس کو ہرل کا قبضہ دیدے جو اس نقشہ سے مفصل طور پر ظاہر ہوگا جو ہز ہائنس کو دیا گیا ہی اور ہز ہائنس نے وزیری اور داوڑ کے ملک سے اور چارسکا سے قطع تعلق رکھا ہی

شرط چہارم

سرحدی لین بعد کو مشرح طور سے قرار دیجائے گی جسکی کارروائی برٹش اور افغانی کمشنرونکے ذریعہ سے ہوگی اور اسکا منشا یہ ہوگا کہ باہم سمجھوتہ سے ایک سرحد قائم کیجاے۔ اسکے بارہ مین حتی الامکان لین موافق نقشہ منسلکہ کے ہوگی اور استحقاق مواضع حوالی سرحد کا بھی لحاظ رکھا جائیگا۔

شرط پنجم

گفتگوے چمن کے بارہ مین امیر اس اعتراض کو واپس لیتے ہین جو جدید برٹش کمپو قائم کرنے پر تھا اور برٹش گورنمنٹ کو اپنا وہ استحقاق واپس دیتے ہین جو سکئی اور تلیری کے پانی کا خرید کیا تھا۔

شرط ششم

چوٹی خواجہ عمران کی شاخ پہاڑی واقع متصل کتاہ کوتل سے جو برٹش عملداری مین رہیگا سرحدی لین ایسی سمت سے جائیگی تاکہ مرغ چمن سرالو کا چشمہ افغانستان کے لیے چھوٹ جاے اور سرحد جدید چمن کے قلہ اور افغانی بیرونی تھانہ کے قریب سے گزریگی جو کہ لشکر ڈانڈ کر کے مشہور ہی دہان سے مابین ریلوے اسٹیشن اور

پہاڑیان بلاق کی گزرے گی اور جنوبی جانب جائیگی وہان سے خواجہ عمران
کی پہاڑی سے شریک ہوگی گورجہ کا تھانہ برٹش عملداری مین ہوگا اور شراوک
کو جو سڑک گئی ہے وہ مغربی جانب رہیگی اسکے جنوب مین گورجہ واقع افغانستان
ہوگا اس سڑک کے نصف میل تک برٹش گورنمنٹ کوئی مداخلت نہ کریگی۔
معاہدہ مذکور گورنمنٹ انڈیا اور امیر افغانستان ایک قابل تسلیم فیصلہ خیال
کرتے ہین جسمین کوئی اختلاف رائے نہین ہی جو کہ حال مین مابین گورنمنٹ ہند
اور امیر افغانستان کے پیش آیا تھا اور تفصیل کے بارے مین گورنمنٹ ہند اور
امیر افغانستان وعدہ کرتے ہین کہ اسکا فیصلہ دوستانہ طریقہ سے وہ افسر
کرینگے جو سرحد قائم کرنے کو مقرر ہوگا تاکہ برائے آیندہ کوئی شک وشبہ اور
باعث غلط فہمی ہر دو گورنمنٹون مین پیدا نہو۔

شرط ہفتم

چونکہ یقین کامل ہی کہ ہز ہائنس برٹش گورنمنٹ کی طرف سے نہایت نیک نیت
اور اس خیال سے کہ افغانستان آزاد اور مضبوط ہو گورنمنٹ آف انڈیا سامان جنگی کے
طلب کرنے مین ہرگز مداخلت نکریگی اس بارے مین گورنمنٹ آف انڈیا خود امیر کی مدد کریگی علاوہ ازین
اس لحاظ سے کہ ہز ہائنس امیر نے دوستانہ طریقہ سے اس فیصلہ کو منظور کیا
ہی۔ گورنمنٹ آف انڈیا نے علاوہ اس بارہ لاکھ کے جو ہز ہائنس کو ملتے ہین چھ لاکھ
روپیہ اور زیادہ کر دیے ہین۔

امیر صاحب اور انکے قومی سرگروہونسے ایک عہد نامہ

امیر عبد الرحمن خان کو انکے قوم کے
سرداروں اور علما نے ضیاء الملت والدین
کا خطاب دیا اور اقرار کیا کہ امیر صاحب
کی جان نثاری اور وفاداری سے کبھی منھ نہ موڑینگے اور اپنے ملک سے
ایک چپہ زمین جبتک قابو چلے گا کسی کو نہ لینے دینگے اور ہر آٹھ آدمیون مین سی
ایک کو واسطے حفاظت ملک کے سپہگری کے واسطے وقف کر دینگے۔

پہلے مسودہ عہد نامہ کا سرگروہان قوم کی جانب سے پیش ہوا تھا اسمین چار
شرائط تھین جب امیر صاحب نے اسکو ملاحظہ کیا تو پانچوین شرط بڑھا دی اور
طرفین سے یہ پانچ شرطونکا عہدنامہ مقبول و منظور ہوکر شائع کیا گیا وہ شرائط یہ ہین
شرط اول یہ ہو کہ چونکہ اس سلطنت مین احکامات دین و قواعد شرع متین
کی حمایت اور اسپر عملدرآمد بخوبی تمام ہوتا ہو اور طریقہ دینداری اور شرائط اسلامی
سے تمام مسلمان رعایا بوجہ احسن فائدہ اٹھاتی ہو مساجد و معابد جو کہنہ و منہدم ہوگئے
تھے از سرنو انکی تعمیر و آبادی ہوئی علما اور خطاب اور موذنین وغیرہ ہر قسم کی نعمتین
و رعائتین وغیرہ ہمین بطفیل شاہی میسر ہین۔ اسکے علاوہ قوانین ملکداری روز بروز
بہتر اور خوبتر ہوتے جاتے ہین اور آلات حربیہ اور دیگر اسباب اور لوازمات بھی
ضرورت وقت کے مطابق ہمارے لیے مہیا ہوے ہین لہذا ہمنے بالاتفاق مناسب
جانا کہ آپ کے نام نامی کے ساتھ امیر المومنین ضیاء الملۃ والدین کا خطاب
بڑھایا جاوے چنانچہ ان الفاظ کو قطعہ نشان مین درست کرکے حضور مین پیش
کرنے کے لئے لائے ہین
شرط دوم۔ چونکہ زمانہ سابق مین ہماری سلطنت اور سلطنتہاے غیر کے درمیان
حد بندی مشخص نہ تھی اور نہ کوئی اس قسم کی دستاویز تھی جس سے اپنے اور
غیر سلطنت مین امتیاز ہو سکے اسلیے اپنے ملک کی نگرانی ہمیشہ نہایت مخدوش
حالت مین رہا کرتی تھی اب چونکہ حضور والا کی توجہ وسعی سے چارون طرف
کی حدبندی ہوچکی تو گویا کہ ہمارے مکان کی چاردیواری کھینچی گئی ہو اور اس
چاردیواری کے اندر ہمارے دولت دین وننگ وناموس وغیرہ محفوظ ہوگیا ہے
اسیلیے ہم تمام رعایا اس بے پایان احسان شاہی کے بہی نہایت ممنون اور خلائق
نہایت شکرگزار۔ اور اپنی زمین سرحد کو جان کی طرح عزیز رکھتے ہین۔
ایک ایک اینٹ کے ٹکڑے پر ہمارا سر لگا ہوا ہو اور کسی زمانہ مین بہی ہم اپنے
حق مین سے ایک ذرہ کسی دوسرے کو نہ لینے دینگے۔

شرط سوم - اس حکمران کے زمانہ کثیر مین عنایات و توجہات شاہی سے درجو اقوام و افعال سے ہمپر صادر ہوتے رہے ہین) ہماری دولت و ملت کو بے انتہا فائدہ پہونچا ہے - نیک اور لائق آدمیون کو علی قدر مراتب درجے اور نعمتین بخشی گیئن اور شریر النفس لوگ جو موجب اختلال امور مملکت داری تھے وہ ہمارے درمیان سے دور کردیے گئے - اسکے علاوہ وہ باتین جو پہلے دینی و دنیوی کامون مین چھوڑ دی تھین اب ہم اپنی جان کے ساتھ اُنھین دوست سمجھنے لگے ہین غرضکہ ان انتظامات کو ہم اپنی بہتری کا موجب خیال کرتے ہین اور ہم اپنے بادشاہ پر جان نثاری سے کبھی ہرگز دریغ نہ کرینگے اور نہ اطاعت اور فرمانبرداری سے سرتابی کرینگے -

شرط چہارم - اس عرصہ دراز حکمرانی مین حضور والا کی طرف سے معدلت گستری اور رعیت پروری مین کبھی کسی قسم کی فروگزاشت نہین ہوتی اور ہم اپنے ملک سے اس امانت داری کو حضور کے ساتھ پورے اطمینان اور منت پذیری کے ساتھ قبول کرتے ہین لہذا ہم تمام رعایاے افغانستان عہد و پیمان واثق کرتے ہین کہ حضور کو اس ملک کا صاحب تاج و تخت اور خود کو رعیت خدمتگزار اور دین و دولت کا فرمانروا جانتے رہینگے اور اولاد امجاد حضور کو بھی ہم لوگ اُسی عہد و منزلت پر تسلیم کرکے جنہیکہ حضور کی طرف سے ولیعہد متعین ہونگے ہمیشہ انکے رتبہ و درجہ کے مطابق انکی اطاعت اور خدمتگزاری کیا کرینگے اور اگر کوئی شخص اقوام افغانستان سے خواہ وہ قوم محمد زئی سے ہو یا غیر آن طائفہ داخلی سے ہو یا خارجی سے ہو گمراہ ہوکر خیال بغاوت بھی دل مین لائیگا تو ہم سب دین و ملت کے حکم کے مطابق اُسے باغی جانکر اسکی سزاے جانی و مالی کو دینا فرض عین کہینگے اور ان تمام اقوال و عہد و پیمان کی بابت ہم خداوند تعالی اور اسکے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ضامن دیتے ہین اور اس عہد نامہ کو برا منظوری و قبولیت حضور مین پیش کرتے ہین -

شرط پنجم - چونکہ استحکام سرحد ملک ہمارے احکام دین کے مطابق واجبات
سے ہی لہذا اب جبکہ ہماری سلطنت کے حدود مشخص و مرتب ہوگئین تو انکی حفاظت
کے لیے کافی سپاہ بھی لازم ہی بس ہر جگہ کے آٹھ مردمان سرکاری مین سے
ایک شخص کو علیحدہ اور فکر معاش سے سبکدوش کرکے وقت ضرورت کے
آنے تک مشق قواعد نظامی اور کسب فنون سپہگری مین مصروف رکھین گے تاکہ
جسوقت ضرورت پیش آئے یہ تمام آدمی اپنے ملک کی حفاظت کے کام آسکین

امیر صاحب کی منظوری و قبولیت

چونکہ ان لوگون کی تجویز بھی آخر بینی
اور دور اندیشی پر مبنی تھی لہذا انکے
اتفاق و اخلاص سے بھی ہم خوشنود ہوے اور چونکہ معاہدہ متذکرہ بالا کے تمام
خطوط و عرائض جمیع ولایت محروسہ کے باشندون کیطرف سے ۲۴ - ماہ اسد سنہ ۱۲۷۵
شمسی مطابق ۷ - ربیع الاول سنہ ۱۳۱۴ ھ تک تمام اعیان جمع ہوگئے اسیلیے روز مذکور
کو مبارک و سعید سمجھکر ہمنے حکم دیا کہ ہر سال اس تاریخ مین ایک شبانہ روز تمام مملکت
افغانستان کے اندر جشن و بزم چراغان کیجاے اور خوشی منائی جاے اور اس
جشن و خوشی کا نام بزم متفقہ رکھا گیا ہی۔

اس تقریب مین دربار

اسکے بعد عید اضحیٰ کے دن ایک دربار منعقد کیا گیا
اور اسمین ایک بیش بہا تمغہ مکلل بجواہرات
امیر صاحب کے زیب سینہ کیا گیا۔

تمام ملک کے رؤسا نے اپنی خوشی سے ایک رقم روپیہ کی فراہم کرکے یہ تمغہ تیار
کراکر اپنی طرف سے امیر صاحب کی خدمت مین ہدیہ کیا ہی اور امیر صاحب کو خطاب
(ضیاء الملۃ والدین امیر المومنین امیر عبدالرحمن خان والی افغانستان) کا دیا ہی اور
اور اس موقع پر امیر صاحب نے جو سکہ مضروب کرایا ہی اُسپر بھی یہی کتبہ درج ہی - اور اس
موقع پر کئی لاکھ کاپیان ایک اشتہار کی شائع کی گئی ہین - اسپر بہت سے آیات
قرآنی کے بعد مندرجہ ذیل چار شرائط درج ہین - اور انکے تحت مین تمام ملایان اور

نمبرداران ورئیسان ورعایا نے خدا ورسول کو گواہ وضامن کر کے ان شرائط پر دستخط کیے ہین۔

(اول) یہ کہ جو خطاب ہملوگون نے امیر صاحب کو دیا ہی ہم ہمیشہ اونھین اسی سے مخاطب کرینگے۔

(دوم) جو حکم امیر صاحب مطابق شریعت اسلام کے صادر کیا کرینگے ہم اسکی اطاعت کرینگے۔

(سوم) سرکار ہندوستان یا بخارا جس طرف سے کہ ہمارے ملک پر پیشقدمی کرینگے ہملوگ اُنسے غزا کرینگے۔

(چہارم) ہم امیر عبد الرحمن خان اور انکی نسل سے جو لوگ جانشین ہون انکو بادشاہ سمجھین گے۔ اولاد سردار پائندہ خان سے ہم کسی کو بادشاہ نہ سمجھین گے

امیر صاحب سلطنت افغانستان کو بالکل خود مختار بنانا چاہتے ہین

امیر صاحب نے اپنے بیٹے سردار نصر اللہ خان کو مع اپنی ایک درخواست کے اس غایت سے ولایت بھیجا تھا کہ وہ حضور ملکہ معظمہ مرحومہ کی حضوری مین درخواست کو پیش کر کے اس استدعا کو ظاہر کرے کہ امیر صاحب اپنا تعلق بجاے ویسرلے ہند کے رکھنے کے براہ راست حضور ملکہ معظمہ سے رکھنا چاہتے ہین۔ وہ خود بادشاہ ہین اور اپنے سے کمتر پایہ کے ویسراے سے تعلق رکھنا انھین گوارا نہین مگر انگلستان مین شاہزادہ نصر اللہ خان کی خاطر و تواضع تو شہنشاہان یورپ کی طرح بے انتہا ہوئی لیکن اس استدعا کو انگلستان نے نامنظور کیا۔ کیون نامنظور کیا اسکی غایت کو ہم اپنی راے مین ظاہر کرینگے

امیر صاحب کی فتحیابی کافرستان سے کیا نتیجہ پیدا ہوا

منجملہ اور نتائج کے فتح کافرستان[1] سے بہت بڑا فائدہ افغانستان کو یہ حاصل ہوا کہ جلال آباد۔ کابل بونزبان وغیرہ سے پامیر اور

(۱) تذکرہ امیر کے مولف نے یہ لکھا ہی کہ یہ ملک جو وسط ایشیا مین سیکڑون برس سے ایسا

بدخشان جانیکا بہت ہی سیدھا راستہ کافرستان مین ہوکر نکل آئیگا - بعض صورتون مین تو نصف مسافت کی کفایت ہو جائیگی اور اس صورت مین شمالی سرحدات کو فوجین بڑی عجلت کیساتھ روانہ ہوسکین گی علاوہ برین بلا عوض اس امر کے جو اسوقت پایا جاتا تھا کہ ہمارے اور ہمارے دشمنون کے مابین ایک ایسا فرقہ جو اپنا دوست نہو آباد رہتا - اب ایسے افغانی سپاہی وہان موجود رہین گے کہ جنکی فطرتی خواہش یہ ہوگی کہ روسیون کے حملہ کی صورت مین اپنے وطن اور ملک کو محفوظ رکھین -

۴- محفوظ چلا آیا ہے کہ کوئی مسلمان سلطان یا فاتح وہان نہین گیا اور نہ کسی نے اس قوم کو فتح کیا ہے - یہ بات صحیح نہین ہے - ہمکو تاریخ روضۃ الصفا سے معلوم ہوا ہے کہ پہلے جس سلطان نے کافرستان کو فتح کیا وہ شاہنشاہ تیمور ہے - جب امیر تیمور ہندوستان کی جانب پیشقدمی کرتا ہوا چلا آتا تھا تو اوسکا گذر ایک ایسے مقام پر ہوا جو کافرستان کی حد کے قریب تھا - اور امیر تیمور کے روبرو چند مسلمان حاضر ہوے اور اونھون نے فریاد کی کہ کافرستان کے کافر ہمکو ایذا و تکلیف دیتے ہین اور ہمپر ظلم و تعدی کرتے ہین - آپ چونکہ حامی اسلام اور مسلمانون کے ہین لہذا ہم مستدعی ہین کہ آپ ہمکو اونکی تکالیف سے محفوظ رکھین - پس اس شہنشاہ کو غصہ آیا اور اوسنے پہلے ایک افسر کو حکم دیا کہ فوج لیجاکر اوس ملک کو تہ و بالا کردے - وہ افسر حکم پاتے ہی روانہ ہوا مگر جب کافرستان مین داخل ہوا تو راستے دشوار گذار دکھائی دیے - اور برف بھی اس درجہ تھی کہ اوسکی پیشقدمی کے مانع ہوئی - ایسے ایسے وجوہ سے وہ کامیاب نہوا - اور جب امیر تیمور کو اوسکی ناکامی دریافت ہوئی تو وہ خود فوج لیکر کافرستان مین گھسا مگر اول تو اوسکو بلند پہاڑ ملے اور اونکے علاوہ پہاڑون کی گھاٹیان جہان جہان آبادی تھی کثرت برف سے بالکل بند پڑی ہوئی تھین مگر یہ شہنشاہ ایسا اولوالعزم تھا کہ وہ کسی مشکل کو مشکل نہ سمجھتا تھا اوسنے برف کو کٹوانے کا حکم دیدیا - برف کاٹ کاٹ کر ادھر اودھر پھینکی جاتی تھی - اور رسون سے بیٹھکین ایسی بنائین کہ اونکے ذریعہ سے خود اوترا اور اپنی فوج کو اوتار لیا اور برف کو کھود کھود کر ہر مقام پر راستہ کرتے کرتے کافرون کی دارالحکومت تک پہونچ گیا اور جب کافرون نے

۱۸۹۷ء کی سرحدی جنگونمین امیر صاحب کا برتاؤ کیا رہا

یہ ایک بڑی جنگ انگریزون سے ہوئی تھی اور امیر پر شبہ کیا گیا تھا کہ یہ جنگ اونکی اشتعالک سے ہوئی ہے اور اُن کے سپہ سالار جنرل غلام حیدر خان نے جنگ کرتے مین پٹھانون کے بعض سرگروہون کی اعانت کی - اس باب مین جو خط وکتابت درمیان ویسرائے اور امیر افغانستان کے ہوئی وہ مفصل طور پر تذکرۂ امیر مین درج ہے جس کے نتیجہ پر ہم آیندہ بحث کرینگے - اور ظاہر کردینگے کہ اس پر آشوب حالت مین امیر نے اپنا برتاؤ کیسا رکھا - منجملہ اور باتون کے ایک یہ ہے کہ امیر صاحب کی جانب سے ایک اعلان شایع ہوا تھا جو اسطرح پر ہے -

اعلان منجانب امیر ضیاء الملة والدین

افغانستان کے علما و فضلا سے جو کہ میرے ملک یا اقطاع کوہ وجبال مین رہتے ہین واضح ہو کہ مجھے تمہارے حالات تمہاری درخواستون اور اپنے مخبرون کی زبانی معلوم ہوے ہین اور مین بخوبی جانتا ہون کہ تم اپنے گھرون مین اور مجلسون مین بیٹھکر کہتے ہو کہ مین نے تمکو برٹش گورنمنٹ کے ہاتھون مین زرنقد کے واسطے فروخت کردیا ہے -

---

ع ۵ اوسکی اطاعت کرلی اور یہ بھی اقرار کیا کہ آیندہ مسلمانون پر ظلم نہ کرینگے تو اوس نے اونکو امان دی اور وہان سے واپس ہوا - مگر وہ اور اوسکی فوج راستہ بھول گئی - اب اوسنے حکم دیدیا کہ برف کاٹتے ہوے اور راستہ نکالتے ہوے چلنا چاہیئے چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اور امیر تیمور جدھر سے گیا تھا اودھر نہین دوسری جانب سے راستہ کرکے نکل آیا - پس اسطرح سے اوسنے کافرستان کی دارالحکومت کو فتح کیا اور فتحیابی کے بعد واپس ہوا فقط مولف ۱۲ +

اندلون جبکہ تمہارے اور برٹش گورنمنٹ کے مابین لڑائی چھڑ گئی ہے - مین آرام و آسائش سے بیٹھا ہون - ان حالات مین قرین مصلحت سمجھتا ہون کہ تمسے تمام واقعات بوضاحت بیان کرون اور تمہارے تذکرون کی بخیہ اودھیڑ دون اور وہ واقعات یہ ہین -

اول - شیر علی جاہل تھا - اور اوسکا لڑکا یعقوب خان اس وصف مین اوسکا وارث تھا - اول الذکر نے تو روس کے ساتھ سازش کر لی اور موخر الذکر نے ملک افغانستان اور افغان فرقون مین میجر کوگناری کی حفاظت کا ذمہ اوٹھایا - انگریزون کو اون دلون افغانستان کو الحاق کرنے کی کوئی آرزو نہین تھی وہ صرف میجر کوگناری کی ہلاکت کا انتقام لینا چاہتے تھے اور یعقوب خان کی جانشینی کا انتظام کرنے کے خواہش مند تھے ین نے اپنا پورا اطمینان کر لیا - اونکی دلی تمنا یہی تھی کہ وہ افغانستان کو دشمن کے حملہ سے بچا ئین جو کسی وقت سر اوٹھائے -

دویم - فرقون نے برٹش گورنمنٹ کی اطاعت کا جوا اپنی گردنون مین پہنا اور اوس سے وظیفہ لینے کا بندوبست کیا - اور با این ہمہ اب ایک فقیر کی انگیخت پر جسکے اباواجداد کا حال شاہ اسلام کو مطلق معلوم نہین - بے سوچے سمجھے کسل بھلی اور بغاوت مچانے کے درپے ہو گئے ہین - اور چونکہ اونھون نے اس حرکت کے مرتکب ہونے سے پہلے اونکے ساتھ کوئی مشورہ نہین کیا - لہذا اب اونکا امیر صاحب کو مطعون کرنا کسی صورت سے جائز نہین ہو سکتا - بلکہ وہ کئی بار برٹش گورنمنٹ کو بتا چکے ہین کہ ہم امیر سے بالکل خود مختار ہین - اور اونمین سے بجاے خود ہر ایک شخص بادشاہ ہے - پس اس حال مین وہ اپنا قضیہ آپ ہی طے کر لین -

سویم - کیون تم اس شورش کو جہاد یا مذہبی جنگ کہتے ہو - جہاد کا وقت آئیگا اور جب یہ آئیگا اوسوقت تمکو خود اطلاع ملجائیگی اگر تم نے اوس موقع پر

دادمردانگی دی تب مین تمکو مذہبی پیشوا کہونگا - لیکن جہاد کی پہلی شرط یہ ہے کہ شاہ اسلام کے ساتھ ملکر کارروائی کیجاے - اور یہ عجیب بات ہے کہ شاہ کو تو انگریزون کے ساتھ اتحاد ہے اور تم جہاد جہاد لے اوٹھے ہو - اس بات سے ثابت ہوا کہ تم آپ ہی خود مختار بادشاہ ہو - اور تمکو اپنے اوپر کسی بادشاہ کی ضرورت نہین ہے - تیس سال گذرے ہین کہ ایک واقعہ فرانس مین بھی ایسا ہی ہوا تھا اور لوگون نے بادشاہ کے مقابلہ پر باغی ہوکر اوسکو تخت سے اوتار کر لندن بھیجدیا تھا جہان وہ بیوقت موت سے مرگیا - مین کبھی تمہارے مذہبی معاملات مین دخل نہین دونگا اور نہ تمکو اپنا مدعا پورا کرنے سے روکونگا بشرطیکہ یہ اصول مذہب کے مطابق ہو - لیکن موجودہ شورش کو مذہب سے کوئی تعلق نہین ہے کیونکہ تمام مسلمان خوانین اور بہت فرقے انگریزونکا ساتھ دے رہے ہین - جب تمہارے ہی لوگ اونکو مدد دیتے ہین تو مین کس طرح متہم ہوسکتا ہون - اور چونکہ فرقون نے اس شورش کی وجہ چترال اور سوات پر برٹش قبضہ ہونا بتائی ہے - لہذا امیر صاحب اوسکے جواب مین کہتے ہین کہ مین تمکو بتاتا ہون کہ چترال کا قبضہ لینے سے گورنمنٹ کا ہرگز یہ مدعا نہین ہی کہ لگان آراضی یا ٹکس منتخص کیا جاے - اوسکی خواہش صرف یہ ہے کہ اوس ملک کی آبادی کو بڑھایا جائے اور روس کے آیندہ حملون سے بچنے کیواسطے سرحد کو مستحکم کیا جاے - چنانچہ اوسنے سوات کے ان دیہات کا مالیہ معاف کردیا ہے جو واقعی گورنمنٹ کے قبضہ مین آچکے ہین -

چہارم - الغرض مجھے تمہارے دہندون سے کوئی تعلق نہین اور نہ مجھے تم سے سروکار ہے کیونکہ مجھے تم پر کوئی اعتبار نہین ہے اور تم کبھی یہ خیال اپنے دلون مین نہ لاؤ کہ مین شیر علی کیطرح ایسا احمق ہون کہ تمہاری خاطر دوسرون کو ناراض کرتا پھرونگا اور اگر مین یہ حماقت کر بیٹھون تو مین یقین کرتا ہون کہ تم بھس مین آگ لگا کر الگ ہوجاؤ گے -

سردار عبدالرحمن خان کو امیر بنانے مین انگریزون کی مصلحت

قرائن اور واقعات اور نیز اوس سفیر کے بیان سے بھی پایا جاتا ہے جسکو سر لیپل گریفن نے سردار عبدالرحمن خان کے پاس بھیجا تھا کہ سردار عبدالرحمن خان جب روس کے سایہ سے نکلا تھا تو بروقت روانگی روسیون نے اوسکو روپیہ دیا اور دو سو بندوقین بھی عطا کی تھین - اور یہ رعایت اور اعانت بظاہر اسواسطے کی گئی تھی کہ جس سردار نے روسی سایہ مین قیام کر کے سالہا سال بسر کیے ہین اور روسیون کا وظیفہ خوار رہا ہے اوسکو جب تخت کابل نصیب ہوگا تو وہ روسیون کے مفید کارروائی کرنے مین ہرگز دریغ نکریگا روسیون کی یہ رعایت اور اعانت اوسکی مفید نتیجہ بخش ضرور تھی کیونکہ عبدالرحمن خان روسیون کے احسان کو اوسوقت تک تسلیم کرتا تھا جبتک کہ سر لیپل کے سفیر سے اوسکو گفتگو کا موقع ملا تھا - امیر عبدالرحمن خان جب کئی سال روس مین رہ چکے تھے اور روسی وظیفہ خوار ہوکر روسیون کے احسان کو قبول کر چکے تھے تو ایسی حالتون مین یہ کیونکر کہا جا سکتا ہے کہ وہ روس کے مفید پالیسی اپنے ساتھ نہین لاے تھے - یہ سچ ہے کہ جس زمانہ مین امیر شیر علی خان کی امارت افغانستان مین تھی تو عبدالرحمن خان نے بھی روسیون سے اپنی خواہش ظاہر کی تھی کہ اگر روسی مدد کرین تو وہ امیر شیر علی خان سے جنگ کرے مگر اوس زمانہ مین جنرل کفمین کب مدد کرنے والا تھا کیونکہ وہ امیر شیر علی خان سے روسیون کے مفید سازش کر رہا تھا - اور یہ راز فاش ہوا تو کب ہوا جبکہ ایک روسی سفیر کابل مین آکر موجود ہوگیا - اور امیر شیر علی خان کی مخالفانہ رفتار انگلش گورنمنٹ کو معلوم ہوگئی - اوسوقت روس اور امیر شیر علی خان پولٹیکل شطرنج کھیل رہے تھے کہ یکایک انگلستان بیدار ہوگیا - اور جب یہ اوس شطرنج مین شریک ہوا تو اوسنے روس کو مات دی - اور وہ مات روس کی

اسطرح پر ہوئی کہ امیر شیر علی خان بھاگ گیا اور اوسکے بعد یعقوب خان امیر ہوا اور پھر قید ہوکر ہندوستان روانہ کردیا گیا۔ تو اوسوقت فوراً امیر عبدالرحمٰن خان کی استدعا منظور ہوگئی اور وہ چل کھڑے ہوے۔ اور افغانستان مین پہونچے تو اوسوقت پہونچے جبکہ انگلستان جنگ کرتے کرتے اس فکر مین تھا کہ کسی کو افغانستان کے تیئے امیر منتخب کرکے اوس کو حکومت افغانستان کی سپرد کرے۔ عبدالرحمٰن خان تنہا نہین آیا تھا۔ بلکہ افغانستان مین داخل ہونے کے وقت اوسکے ساتھ سازوسامان جنگ کا بہت ہوگیا تھا۔ اور ضرور اوس کے دل مین تھا اور اوس نے ارادہ کرلیا تھا کہ اگر انگریز اوسکی امارت کو مع اوسکی خواہشات کے منظور نہ کرینگے تو وہ جنگ کریگا۔ ادھر گورنمنٹ انگریزی کو یہ خیال تھا کہ جنگ کو طول دینا مناسب نہین۔ پس اوسنے امیر عبدالرحمٰن خان کی امارت کو فوراً ہی تسلیم کرلیا۔ اور جو خواہشات اونکی تھین اونکو بھی مان لیا۔ امیر عبدالرحمٰن کی امارت کو تسلیم کرلینا بھی ٹھیک جواب روسی پالیسی کا تھا۔ اگر از راہ دور اندیشی امیر عبدالرحمٰن خان امیر نہ بنا دیے جاتے۔ اور پھر جنگ شروع کردی جاتی تو پالیٹکس افغان کے آسمان کا رنگ کچھ اور سے اور ہوجاتا اور اس چمنستان مین جو پھول پھولتے اونکا رنگ برنگ ہونا ضرور تھا۔

بعد تخت نشینی امیر صاحب لوگونکے کیا خیالات ہوے

جب امیر تخت نشین ہوچکے تو اکثر انگریزون کی یہ راے ہوئی کہ سر لیپل گریفن سے یہ بہت بڑی غلطی ہوئی کہ اونھون نے ایک روسی پنشن خوار کو امیر افغانستان بنایا۔ ایسا روسی وظیفہ خوار کبھی انگریزونکا ہواخواہ اور خیرخواہ نہین ہوسکتا۔ ادھر سر لیپل گریفن صاحب نے اونکی ایسی رائون کی تردید شروع کی۔ جہانتک سر لیپل گریفن کے مضامین ہمنے اس باب مین پڑھے اور دیکھے ہین اوس سے بجز اسکے اور کوئی نتیجہ نہین نکل سکتا کہ اونھون نے

امیر عبدالرحمن خان کو اپنا پیرو بنا رکھا تھا اور جو کچھ کر چکے تھے اوسکی تائید اوسی انداز سے کرتے رہتے تھے جس انداز سے ایک جج اپنے اوس فیصلہ اور تجویز کی تائید کرتا ہی جو عدالت اپیل سے اوسکے پاس جدید تنقیحات قایم کر کے بھیجا جاتا ہی وہ تنقیحین کیسے ھی اوسکے فیصلہ کے خلاف کیون نہوا ۔ مگر جب اوسکو ان تنقیحات پر فیصلہ لکھنا پڑتا ہے تو توڑ مڑوڑ کر وہ اس فیصلہ اور تجویز کو بھی اپنی سابقہ تجویز کے مطابق ضرور ھی کر دکھاتا ہے ۔ اگرچہ وہ اپنی تجویز سابقہ کی غلطیون سے واقف ہو جاتا ہے ۔ اور یہ بھی سمجھ جاتا ہے کہ مقتضا ے انصاف وہ نہ تھا جو فیصلہ سابق مین ظاہر کیا گیا تھا ۔ مگر جو راے اوسکی قایم ہو چکی تھی اوسکی تائید اور حمایت اس لیے کر بیٹھتا ہے کہ عدالت اپیل مین اوسکی تجویز سابقہ کی کم وقعتی نہ ثابت ہونے پاے ۔

انگریزی اخبارات کا یہ خیال بھی عجیب و غریب تھا کہ امیر عبدالرحمن خان کا انتخاب کیون ہوا ۔ اگر انکا انتخاب نہوتا تو پھر وہ کون سا سردار افغان خاندان بارکزئی مین تھا جو امارت افغانستان کیواسطے منتخب کیا جاتا ۔ امیر یعقوب خان کو انگریزون نے امارت سے معزول کر دیا تھا ۔ اور دوسرے سرداران خاندان بارکزئی مین امارت کی قابلیت نہ تھی ۔ ہان ایک سردار ایوب خان تھا جسکا اثر افغانستان مین سب سے زیادہ تھا ۔ اور جو اپنی بہادری کیوجہ سے قبائل مین ہر دلعزیز ہو رہا تھا ۔ مگر اوس سے اگر غلطی ہوئی تو یہی ہوئی کہ وہ امیر عبدالرحمن خان کے بیشتر ہرات سے نہ آیا ۔ اور آیا کب جب امیر عبدالرحمن خان امیر ہو چکے تھے ۔ اور آیا بھی تو انگریزون کا ظاہری دشمن بنکر آیا اور جنگ شروع کر دی ۔ یہ سردار قابل امارت ضرور تھا اور اوسمین امیر ہونیکے صفات موجود تھے مگر وہ اپنے حق امارت کو آپ ہی کھو بیٹھا ۔ خیر امیر عبدالرحمن خان کو امارت عطا کی گئی ۔ یا اونھون نے خود لے لی ۔ یا اسوجہ سے کہ بخارا و وسط ایشیا مین سرداران کابل کیواسطے ایک مقام مبارک اور مسعود ضرور ہے جو وہان بھاگ کر گیا اوسکو

امارت ضرور نصیب ہوجاتی ہے۔ یہ بھی امیر ہوگئے اس بحث کا موقع پہلے ھی ختم ہوچکا ہے۔ اب غور طلب امر یہ ہے کہ جبسے سردار عبدالرحمن خان امیر ہوے اونھون نے اور گورنمنٹ انگلشیہ سے کیسا برتاؤ رہا تھا اور یہ کہ اونھون نے افغانستان مین کیسی حکومت کی تھی۔

امیر صاحب اور گورنمنٹ انگریزی کا برتاؤ

یہ معاملہ ایسا پیچیدہ ہے کہ بڑے بڑون سے اوسکی موشگافی قطعی طور پر آجتک نہ ہوئی۔ مگر جہانتک کہ واقعات سے شہادت بہم پہونچتی ہے اوس سے صرف اسیقدر استنباط ہوسکتا ہے کہ نہ امیر کو گورنمنٹ پر پورا اعتبار و اطمینان تھا اور نہ گورنمنٹ کو امیر کی جانب سے ہم اس مقام پر وہ وجوہ بیان کرتے ہین جو جانبین کے عدم اطمینان و اعتبار پر دلالت کرنے والے ہین۔

اول۔ یہ کہ گورنمنٹ انگریزی کی مدت سے یہ خواہش تھی کہ ہرات اور بلخ اور کابل مین یورپین سفیر مقرر کرے مگر امیر صاحب نے ہمیشہ اس خواہش کو پورا ہونے نہ دیا اور یہ کہکر ٹال دیتے رہے کہ مین یورپین سفیر کا ذمہ وار نہین ہون۔

دوم۔ یہ کہ امیر صاحب کی جو امداد زر نقد و اسلحہ سے ہوتی رہتی تھی اوس سے ایک مقصد گورنمنٹ انگریزی کا یہ بھی سمجھا جاتا ہے کہ امیر صاحب سرحدی مقامات یعنی بلخ اور ہرات وغیرہ کو فوجی طریق سے مستحکم کرین جسکی نسبت ہمکو یاد پڑتا ہے کہ ایک گورنر جنرل نے اپنے عہد مین ایک مرتبہ اسکی جانب اشارتاً امیر صاحب کو لکھا تھا۔ مگر آجتک امیر صاحب نے اون مقامات کو کچھ مضبوط نہ کیا اور یہ بدستور کھلے پڑے ہوے ہین۔

سوم۔ ایک ریلوے کا مسئلہ چلا آتا ہے۔ انگریزون کی یہ خواہش ہے کہ چمن تک انگریزی ریل جاری ہوگئی ہے تو اوسکو آگے بڑھا کر قندھار تک لیجائین۔ مگر امیر صاحب اوسکے بنانے سے انکار کرتے رہے اور یہی انکار

پیشاور سے جلال آباد تک ریلوے کے بڑھانے مین ہوتا رہا۔

چہارم ۔ سالہاے گذشتہ مین جو پر آشوب حالت سرحدی قبائل نے ظاہر کر رکھی تھی۔ اوسکی نسبت گورنمنٹ انگریزی کے عمالون نے مختلف طور پر رپورٹین کی تھین کہ سردار غلام حیدر خان گورنمنٹ سے جنگ کرنیوالے قبائل سے ساز رکھتا ہے اور خود امیر صاحب کی نسبت بھی شبہ ظاہر کیا تھا۔ اوس بڑی خط وکتابت سے جو درمیان امیر صاحب اور گورنمنٹ ہند کی ہوئی اوسمین ہرچند کہ امیر صاحب نے اپنے کو ان الزامات سے پاک صاف کر دیا تھا تاہم یہ بات سمجھ مین نہین آتی کہ کیونکر امیر صاحب نے گورنمنٹ انگریزی کیجانب ہو کر حق دوستانہ ادا نہ کیا یعنی اپنی فوج بھیجکر اوس فتنہ وفساد کو فرو کرنیمین گورنمنٹ انگریزی کی تائید کی

پنجم ۔ یہ کہ جس زمانہ مین کہ امیر شیر علی خان سے گورنمنٹ انگریزی نے جنگ کی تھی۔ اور جن سرداران قبائل نے اوس جنگ مین دوست ہو کر گورنمنٹ کی تائید کی تھی وہ سردار اوسوقت بھی گورنمنٹ کے موید تھے جبکہ امیر عبد الرحمن خان کو گورنمنٹ نے امیر تسلیم کیا تھا۔

باوجود اسکے کہ سر لیپل گریفن نے امیر سے اقرار کرا لیا کہ جب ہم افغانستان سے واپس جائین تو اون دوست سردارون کے جان ومال کے محافظ آپ ہین ۔ مگر انگریزی فوجون کا واپس جانا تھا کہ ان سردارون کی نسبت یہ ہوا کہ یا وہ بحکم امیر صاحب قتل ہوے یا جلا وطن ہو کر ہندوستان مین آ کر پناہ گزین اور وظیفہ خوار ہوے ۔ منجملہ اور سردارون کے دو سردارون سے مین بھی واقف ہون اور اس کتاب کے لکھنے والے نے بمقام لاہور اونسے ملاقات کی تھی ۔ یہ سردار خان شیرین خان کے بیٹے تھے اور خان شیرین خان نے جنگ اول افغانستان مین گورنمنٹ انگریزی کی خیر خواہی کی تھی مگر جب وہ مر گئے اور دوسری جنگ کا زمانہ آیا تو اس سردار کے دونون بیٹے دوران جنگ مین یا قبل جنگ شہر مقدس چلے گئے تھے ۔ جب امیر عبد الرحمن خان کا زمانہ ہوا تو اونھون نے اونکی ساری املاک اور جائداد ضبط کر لی اور یہ فکر کی کہ اگر وہ سردار کابل مین آوین

تو اونکے ساتھ سخت برتاؤ کیا جائے - اون سردارون کو بھی امیر کیجانب سے بالکل اطمینان نہ تھا اگر اطمینان ہوتا تو مشہد سے کابل جاتے اور اپنے باپ کی جائداد پر قابض ہوتے - وہ بخوف امیر مشہد سے طہران آئے - اور طہران سے پنجاب مین آکر بمقام لاہور مقیم ہوکر پانسو روپیہ ماہوار وظیفہ یاب ہوے - مجھکو اوٹھون نے امیر صاحب کے دستخطی تحریرات بھی دکھائین جنمین یہ مضمون تھا کہ آپ افغانستان مین آئین اور اپنے باپ کی جائداد پر قابض و مالک ہون - مگر وہ ایسی تحریرات پر کچھ اعتبار نہ کرتے تھے - مجھ سے اوٹھون نے خواہش ظاہر کی کہ آقا مین آپکا نہایت ممنون و مشکور ہونگا کہ اگر آپ ایک مضمون اخبار کوہ نور مین جسکے کہ آپ ایڈیٹر ہین لکھدین - مین نے عرض کیا کہ وہ مضمون کیا ہے - اوٹھون نے فرمایا کہ اوس مضمون مین یہ ہونا چاہیئے کہ اب ہم گورنمنٹ انگریزی سے پانسو روپیہ ماہوار کے طالب نہین ہین - ہماری سفارش گورنمنٹ انگریزی امیر صاحب سے کردے - اور گورنمنٹ انگریزی اپنی ضمانت سے ہمکو کابل بھیجوا دے اور ہماری جائداد و املاک دلوادے اور ہمارے عیال و اطفال جو حراست مین ہین رہا کرادے - مین نے اونکے ارشاد کے بموجب مضمون لکھا اور اونکو سنادیا مگر سننے کے بعد اونکے چھوٹے بھائی کی راے نہ ہوئی کہ یہ مضمون اخبار مین شایع کیا جائے اوٹھون نے اپنی معقول راے کا اظہار اسطرح پر کیا کہ اگر یہ مضمون شایع ہوگا تو امیر صاحب کا سفیر جو گورنمنٹ ہند کیساتھ کلکتہ یا شملہ پر رہتا ہے وہ اس اخبار کو امیر صاحب کی خدمت مین بھیج دیگا - امیر صاحب اوسکو دیکھکر کہین طیش مین نہ آجائین اور ہمارے زن و بچہ جو آج حراست مین ہین اور جنسے ملنے کی توقع ہے اونکی نسبت امیر وہ برتاؤ کرین کہ پھر اونسے ملنے کی امید بھی باقی نہ رہے اور گورنمنٹ انگریزی کی جو پالیسی امیر صاحب کے ساتھ ہے اوسکو ہم جانتے ہین - یہ راے اونکی اونکے بڑے بھائی نے تسلیم کی اور جب مجھسے پوچھا گیا تو مین نے بھی اس راے کی تعریف کی اور اوسکو قبول کرلیا - اور یہ معاملہ جیسا تھا ویسا ہی رہگیا - یہانتک کہ وہ دونون بھائی لاہور مین انتقال کرگئے اور

اونکے انتقال کے بعد یہ سننے مین آیا کہ اون دونون بھائیون مین سے کسی ایک کا لڑکا جسکو مین نے بروقت ملاقات کے بیٹھا ہوا اونکے پاس دیکھا تھا وہ کابل چلا گیا۔ اوسکے بعد سے پھر معلوم نہوا کہ کیا ہوا -

ششم - یہ کہ اگرچہ امیر صاحب نے بارہا بیان کیا ہے کہ گورنمنٹ انگریزی اور امیر کے درمیان دوستانہ تعلقات ہین اور روس سے نفرت ظاہر کی ہے مگر وہ خود اور اونکا ملک اور اونکی قوم کا عمل کچھ اور ہی ہے یعنی وہ روسیون اور انگریزون کو مساوی جانتے ہین - چنانچہ کتاب تقویم الدین جو بحکم امیر تالیف ہوئی اور شایع ہوئی اوسمین کسی مقام پر کوئی اتحادی خصوصیت انگریزون سے پائی نہین جاتی بلکہ جہاد وغیرہ کے احکام شرعی عام طور پر لکھدیے گئے ہین - اور تمام اقوام کو آگاہ کر دیا گیا ہے کیونکہ جہاد کے واسطے تیار رہنا چاہئے -

ہفتم - ہندوستان کے مال پر امیر صاحب نے اسقدر محصول بڑھا دیا ہے کہ انگریزی تجارت زوال پذیر حالت مین ہوگئی ہے -

امیر صاحب کے شکایات کے وجوہ

اول - یہ کہ امیر صاحب یہ سمجھکر کہ گورنمنٹ مجھکو [illegible] سمجھتی ہے شہزادہ نصراللہ خان کو انگلستان روانہ کیا اور اونکی معرفت [illegible] انگلستان مین پیش کی کہ میرا پولیٹکل تعلق گورنمنٹ ہند سے علیحدہ کر لیا جاوے اور مجھکو ایک خودمختار بادشاہ تسلیم کرکے مجھکو یہ حق عطا کیا جاوے کہ میرا ایک سفیر مثل اور خودمختار سلاطین کے انگلستان مین رہا کرے مگر اونکی یہ استدعا قبول نہ ہوئی جس سے اونکو مایوسی ہوگئی -

دوم - یہ کہ جب اونسے کوئی ایسا عہدنامہ نہین کیا گیا ہے جس سے اونکو اطمینان ہوجاتا کہ اگر اونپر کوئی بیرونی غنیم حملہ کریگا تو برٹش گورنمنٹ فوج سے اونکی مدد کریگی -

سوم - یہ کہ واقعات اور حالات ایسے پیش آے ہین جنسے غالبًا اونکے دلمین

یہ امر متحقق ہوگیا کہ تمام وکمال سلطنت افغانستان کے قایم رکھنے کا اقرار کیا جاتا ہے مگر عمل اوسکے خلاف پایا جاتا ہے۔ یعنی اوس دیوار مین روسی بھی روزن کر دینا چاہتے ہین اور انگریز بھی۔

چہارم۔ امیر صاحب کے قول وفعل سے یہبی ثابت ہوتا ہے کہ اونکی دلی تمنا یہ تھی کہ جب انگریز اونکے دوست ہین تو پھر اونھون نے کیون روسیون کو ہرات کے قریب تک ریل بنانے دیا۔ اور روسی کیون پنجدیہ پر قبضہ کرنے پائے۔

غرضکہ ایسے ہی وجوہات سے جانبین مین تعلق قابل اطمینان نہین سمجھا جاتا تھا۔ اور یہ تعلق قابل اطمینان اوسوقت تک نہ ہوگا جبتک کہ ذیل کے وجوہات پر عمل نہ کیا جائیگا۔

اول۔ گورنمنٹ انگریزی کو مناسب ہے کہ جب روس قریب مقبوضات افغانستان کے پہونچ گیا ہے اور اوسکے حدود افغانستان کے حدود سے ملگئے ہین تو امیر اور سارے قبائل کا اطمینان کردے کہ ہم اونکے ملک کے سچے طور پر حامی اور مددگار ہین۔ اگر کوئی غنیم اوسپر حملہ کا ارادہ کریگا تو ہم فوج اور روپیہ سے شریک ہوکر اونکے ملک کو بچا دینگے۔ یہ وعدہ زبانی ہی نہ ہونا چاہیئے بلکہ وقت پر عمل کرکے اوسکو وفا کر دینا چاہیئے۔

دوم۔ دورنگی اور مذبذب اور پیچیدہ پالیسیون کو چھوڑ دینا چاہیئے اور ایک رنگ ہوکر صاف پالیسی اختیار کرلی چاہیئے۔ اور اوس پالیسی کو ایسا ہونا چاہیئے کہ دوستی کے پردہ مین اپنے اغراض کو مقدم نہ رکھنا چاہیئے۔ کیونکہ اخلاقی فلسفہ ہرگز یہ اجازت نہین دیتا کہ دوستی بھی کیجائے اور تقدم اغراض بھی ہرکوز خاطر ہو۔ بلکہ اخلاقی فلسفہ کا منشا یہ ہے کہ جانبین مین پاک وصاف اور خالص اتحاد اوسیوقت ہوسکتا ہے جبکہ جانبین کے مقاصد مشترک اور مساوی سمجھے جائین۔

سوم۔ امیر صاحب کو اس امر سے بھی مطمین کر دینا چاہیئے تھا کہ سالہائے گذشتہ مین جو کچھ ہوا وہ ہوگیا اب نہ ہم روس کو افغانستان کے کسی حصہ کو لینے دینگے اور نہ خود

کوئی دعوی پیش کرینگے - اس دیوار کے گرانے کی فکر نہ کرینگے بلکہ اوسکے قائم رکھنے کی کوشش کرتے رہین گے -

چہارم - امیر کی اس استدعا کو بھی اگر انگلستان منظور کرتا تو بلحاظ مصالح ملکی بیجا نہ تھا - یہ تسلیم کیا جاتا ہے اور تاریخ سے بھی پایا جاتا ہے کہ احمد شاہ دُرانی جس نے ریاست کابل کو سلطنت کابل کردیا تھا اوسکو ضرور مثل دیگر سلاطین کے درجہ حاصل ہوگیا تھا - باقی اور کسی زمانہ مین افغانستان کو خودمختارانہ حق حاصل نہ ہوا تھا - اور اوسکی حالت ماتحت صوبون کے مانند تھی - جبتک ہندوستان مین شاہان مغلیہ حکمران رہے منجملہ اور صوبون کے یہ صوبہ بھی ہندوستان کے ماتحت رہا - ابدالی کی حکومت کو اوس زمانہ مین کون خودمختار سمجھتا کیونکہ نادر شاہ کے ہلاک ہونے کے بعد اوسنے اپنی حکومت قایم کی تھی - اور اوس زمانہ مین ایران اور ہندوستان مین طوائف الملوکی پائی جاتی تھی - یہ سچ ہی کہ بعد زوال حکومت درانی افغانستانمین بارک زئیونکی حکومت ہوئی مگر انگریزونکا اقتدار ہی درجہ بڑھتا گیا کہ وہ جائز قائم مقام شاہان مغلیہ کے ہندوستانمین قرار پائے - اور اونھون نے بھی جن شاہون سے ہندوستان کا تاج وتخت پایا تھا اونھین کی پیروی کی اور افغانستان کو ایک اپنا ماتحت صوبہ سمجھا - اور روس و فرانس اور ایران کے اتحادی حالات سے اگرچہ انگلستان مجبور ہوا اور افغانستان کو اپنے ماتحت مسطور پر نہ رکھ سکا جیسا کہ وہ سابق مین تھا - انگلستان نے اوسنے جنگ بھی کی اور مراعات بھی کین یہانتک کہ امیران کابل اس درجہ پر پہونچ گئے جو خودمختار بادشاہون کا درجہ ہوتا ہے - اور اب افغانستان کا درجہ مثل اور صوبجات ہندوستان کے نہین ہے - انگلستان کبھی افغانستان کو اسدرجہ پر نہ پہنچاتا - روس کیوجہ سے افغانستان کی حالت ایسی ہی ہوگئی ہے کہ اوسکو جسقدر شرف اور فضل بخشا جائے وہ سب جائز اور حق بجانب سمجھا جاتا ہے - یہی حالات ایسے ہین کہ اونسے امیر کو یہ خیال پیدا ہوا کہ جب مین خودمختار سلاطین مین شمار کیا جاتا ہون تو کوئی وجہ نہین کہ گورنر جنرل جو اپنے شاہنشاہ کا ماتحت ہے میرا تعلق اوس ماتحت سے

کیا جاے۔ وہ اس تعلق کو ہرگز پسند نہین کرتے۔ اونکی خواہش ہے کہ خودمختار بادشاہ
تسلیم کیا جاوٗن۔ اونکو اپنے اس مقصد کی ناکامی کی حالت مین رنج اور صدمہ ہوا۔ اور
اسی کے دفعیہ کے واسطے ہماری راے ہے کہ جب اونسے اغراض متعلق ہین اور یہ
خیال ہے کہ اونکے ناراض ہونے مین اندیشہ ہے کہ مبادا روس کے آغوش مین
چلے جائین تو اونکے شاہانہ درجہ کو تسلیم کرلینا مصلحت ملکی کے ہرگز خلاف نہ تھا۔
پنجم۔ دنیا با اعتبار قایم ہے۔ اور اعتبار جسکو کہتے ہین وہ امیر صاحب کو گورنمنٹ
انگریزی کی نسبت جیسا کہ چاہیئے نہین تھا اور یہی وجہ ہے کہ امیر صاحب قندھار
وجلال آباد تک ریل کے بننے کو پسند نہین کرتے اور نہ یورپین سفیرون کے افغانستان
مین رہنے کو اچھا جانتے تھے۔ پہلے گورنمنٹ انگریزی اعتبار تو پیدا کرے اوسکے
بعد یہ حقوق پولٹیکل حاصل کرسکتی ہے۔
ششم۔ گورنمنٹ انگریزی اور امیر صاحب کے مابین تمام ملکی معاملات کا آئینہ
انگریزی اخبارات ہین مگر ولایت اور ہندوستان کے اخبارات افغانی پالیسی کے
متعلق متفق الراے اور متحد الخیال نہین ہین۔ بعض اخبار یہ کہتے ہین کہ روس
[illegible] افغانستان [illegible] خاصکر ممالک اسلامیہ مین تہذیب پھیلانا چاہیئے اور
یہ تہذیب اتفاق پیدا [illegible] کیونکہ دونون مذہب عیسوی کے پابند ہین۔
اور اخبارات کو یہ پسند ہے کہ روس نے جن ممالک اسلامیہ کو فتح کرلیا ہے
وہ فعل اوسکا مستحسن ہے اور یہ بھی خیال ہے کہ اگر یہ سلاطین پابند مذہب عیسوی
باہم ملکر افغانستان کے حصے بخرے کرلین تو اچھا ہوگا۔
بعض اخبارات کی راے ہے کہ افغانستان کو ایک حبہ بھی وظیفہ نہ دینا چاہیئے
افغانستان کو اوسکی تقدیر پر چھوڑ دینا چاہیئے بعض کو یہ پسند ہے کہ اٹک
پہ مورچہ بندی مناسب ہے نہ کہ دور دور مقامات پر کرور ہا روپیہ مورچہ بندی
کرکے ضایع کیا جائے۔
اب یہ ایسے مختلف خیالات ہین کہ جب یہ افغانستان مین پہونچتے ہونگے تو

سرداران قبائل افغان اور خود امیر صاحب کے خیالات بجز اسکے اور کیا ہو سکتے ہین
کہ انگلستان کو حفاظت ہندوستان منظور ہے - اور اسی غرض سے ہم سے
مشکوک اور مشتبہ اتحاد رکھنا چاہتا ہے اوسکو ہمارے ملک اور ہماری قوم اور
مذہب کے قیام اور بقا سے کچھ واسطہ نہین معلوم ہوتا - اونکو یہ بھی خیال ہوگا کہ جب
انگلستان کو قدرتی طور پر ہم سے اندیشہ ہے اور ہمکو اوس سے تو جب کبھی روس
ہم پر حملہ کریگا تو انگلستان ہماری امداد اوسیطرح پر نہ کریگا جیسا کہ ایک زمانہ مین ایران
کی اعانت افوج سے نہ کی تھی - اور کچھ بہانہ حوالہ کر کے ٹال دیگا - اور یہ کہدیگا کہ ہم کیا کرین
افغانستان نے خود ہی روس سے جنگ کی ابتدا کی اور ہمکو قندھار و جلال آباد تک
ریل نہ بنانے دی -

انگلستان کو چاہیئے کہ خیالی پالیسی کو ترک کرے - اگر وہ ایسا کریگا تو افغانستان
اور اوسکے قومی اخبارات کو ہرگز ایسی آرائے مختلفہ کے اظہار کا موقع نہ ملیگا -
اور اگر وہ اوسی پالیسی کا پابند رہا جسکی پابندی اوسنے آجتک کر رکھی ہے - تو یہ
شکوک اور مشتبہ حالت جو ایک دوسرے کے مدنظر رہتی چلی آتی ہے ہرگز
رفع نہو گی -

ہم سمجھتے ہین کہ انگلستان اپنی روسی قومی پالیسی پر قایم رہیگا - اور جب
اوسکا یہی رنگ رہیگا تو امیر صاحب اور اونکی قوم اپنے رنگ کو بھی تبدیل نہ کریگی -
اور قدرتی اسباب بہی ہتھیار مذہب اور قوم اور خصائل اور عادات کے ایسے
مجتمع ہو گئے ہین کہ افغانستان اور انگلستان کے تعلقات مین یہی بوقلمونی رہیگی -
اس سے بھی قطع نظر کرکے اگر اس امر پر غور کیا جائے کہ انگلستان کیسا ماہر اور واقف
پولٹیکل فلسفہ سے ہے اور یہ کہ اوسکو ہر قوم کی فطرت اور تاریخی حالات کا علم ہے خصوصاً
افغانستان کے معاملات و تعلقات کو بوجہ ہمسائگی کے بخوبی جانتا ہے اور اوسکو متواتر
تجربہ ہو چکا ہے - اور افغان کی قوم بھی ہرچند کہ جاہل اور ان پڑھ قوم ہے مگر وہ
پولٹیکل معاملات مین اور خاصکر اپنے ملکی معاملون مین ایسی ذی ہوش اور دور اندیش

ثابت ہو چکی ہے اور امیر عبدالرحمن خان صرف ایک بہادر شجاع اور سپاہی نہین تھے بلکہ وہ بڑے منتظم اور نہایت دور اندیش اور عقیل تھے تو یہی نتیجہ پیدا ہوگا کہ ان عقلمند قومون مین پولیٹکل اتحاد اور اتفاق نہایت دشوار ہے۔ اور جہان ایسے اسباب پیدا ہو جاتے ہین اور دو عقلمندون کے درمیان مین معاملہ آپڑتا ہے وہان یکجہتی اور یکدلی معلوم۔

پھر کیا ہوا اور ہو رہا ہی

ہم نے عدم اطمینان اور اعتبار کے وجوہ بھی بیان کیے اور وہ وجوہ بھی لکھے جنسے اعتبار و اطمینان پیدا ہو سکتا ہے۔ اور پھر ہم ہی نے قول فیصل دیا اور اسباب بھی ایسے پیدا ہوسے کہ افغانستان و انگلستان مین حقیقی اتحاد غیر ممکن ہے۔ اور جب یہ غیر ممکن ثابت کر دیا گیا ہے تو اب دولون کی حالت یہ ہو رہی ہے کہ وہ اپنے اپنے ملک کی حفاظت مین مشغول ہین۔ یعنی انگلستان ایک معتد بہ رقم سالانہ امیر کابل کو اسواسطے بطور وظیفہ دیتا رہتا ہے کہ وہ علانیہ روسی سایہ کو قبول نہ کرلین مگر چونکہ اوسکو افغانستان پر پورا اعتبار نہین ہے اسواسطے اوسنے اپنے سرحدی مقامات کو بھی محفوظ و مضبوط کر لیا ہے کہ اگر امیر برخلاف جنبش بھی کرین تو اوسکو ضرر نہین پہونچا سکتے۔ اور امیر کا یہ حال ہے کہ وہ افغانستان مین جدید اسلحہ سازی اور فوجی ترقی مین مشغول رہتے ہین کہ شاید انگلستان اونکا ساتھ نہ دے تو اوسوقت افغانستان کی ذاتی قوت کام مین لائین۔ اور اسیوجہ سے اونکے افعال و اقوال مین خصوصیت کے ساتھ کوئی مفید کارروائی انگلستان کیواسطے ثابت نہین ہوتی اور نہ آیندہ مفید کارروائی ہونیکی امید ہو سکتی ہے آجتک امیر نے جو کچھ انگلستان کے واسطے کیا وہ یہی تھا کہ بوجہ قایم رکھنے اپنے سالانہ وظیفہ کے بمقابلہ روسکے ایک طرح کا حسن ظن ظاہر کیا جس سے معلوم ہوتا ہی کہ وہ ذاتی طور پر روس سے انگلستان کو اچھا جانتے ہین مگر اونکی قوم روس و انگلستان کو برابر سمجھتی ہے۔ جو اونکے اشتہار وغیرہ سے ثابت ہو چکا ہے۔

امیر صاحب نے خود بھی اپنی قوم کے روبرو انگلستان کے خصوصیات پر زور نہین دیا تھا۔ اور زور کیونکر دیتے جبکہ اونکو معلوم تھا کہ ایسا زور اگر دیا جائیگا تو افغان کہین یہ نہ سمجھ لین کہ امیر انگلستان سے اتحاد رکھتے ہین اور اونکے ایسا سمجھنے سے امیر کو خود بھی اندیشہ رہتا تھا کہ اونکو ضرر نہ پہنچا دیا جائے۔ ادھر انگلستان اور افغانستان کی یہ حالت ہی۔ اودھر روس اپنی پولٹیکل چالون سے غافل نہین۔ وہ بھی افغانستان کی فکر مین رہتے ہین۔ اور جبکہ روس نے اول افغانستان سے قاش اوتارلی یعنی پنجدہ وغیرہ پر قبضہ کرلیا جو افغان کے مقبوضات مین داخل سمجھا جاتا تھا اور جسکو ہم ثابت کرسکتے ہین کہ جس قوم کی حکومت مین ہرات تھا اوسی کا اثر پنجدہ پر تھا۔ یعنی پنجدہ افغانستان کی حکومت سے خارج نہ تھا مگر روس نے اوسپر اس بہانہ سے قبضہ کرلیا کہ اوس سرزمین پر مرو کے ترکمان رہا کرتے تھے۔ اوس کا جواب ایک مدت کے بعد گورنمنٹ ہندکیجانب سے یہ دیا گیا کہ امیر عبدالرحمن خان سے معرفت سرمارٹیمر ڈیورینڈ صاحب کے ایک عہدنامہ کرایا گیا جسکے روسے افغانون کے نزدیک دوسری قاش ملک کی انگلستان نے اوتارلی حالانکہ اوس سرزمین پر افغانون کے سوا اور کوئی قوم آباد نہ تھی۔ اوسکو بھی امیر نے اور اونکی قوم نے اوسیطرح پر تسلیم کرلیا تھا جسطرح پر کہ پنجدہ کے معاملہ کو تسلیم کرلیا گیا۔ اور بعد تسلیم و قبول قوم نے اپنے اوس قومی عہدنامہ مین درج کردیا ہے جسکو ہم لکھ چکے ہین اوس عہدنامہ مین قوم نے یہ ظاہر کیا ہے کہ بعد معین ہوجانے حدود افغانستان کے جس سے یہ مراد ہے کہ روس سے علیحدہ حدود قرار پاگئے ہین اور انگلستان سے علیحدہ باقی ملک اب افغانون کا ہے۔ اوسکی حفاظت افغان جان و مال سے کرینگے۔ مگر باوجود اس تسلیم و رضامندی کے پھر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ روس اور انگلستان اور امیر افغانستان کے درمیان حدود افغانستان کے متعلق جب یہ قرارداد ہو چکی ہے تو پھر کیون قوم افغان نے اپنے اشتہار مین بغیر خصوصیت انگلستان یہ لکھا ہے کہ بخارا اور ہندوستان سے

کفار حملہ کرین گے تو ہم اپنے ملک کی حفاظت کرینگے ہم اوپر بھی لکھ آے ہین کہ یہ
کیا ہے اور اب اس موقعہ پر ہم انڈیا کے فارن آفس کو حکم قرار دیتے ہین کہ وہ
اسکا فیصلہ کرین اور قابل اطمینان جواب دین کہ یہ معمہ اور چیستان کیا ہے کیونکہ
بخارا مین مسلمانون کی اب بہی عملداری ہے مگر نہ وہ مسلمان افغانستان پر چڑھائی
کرینگی طاقت رکھتے ہین اور نہ وہ افغانون کے نزدیک اوس لفظ کے مصداق
ہو سکتے ہین جو اشتہار مین اونکی نسبت اٹھاگیا ہی علی ہذا ہندوستان مین اب نہ
پنجاب سکھون کے قبضہ مین ہے جنپر افغان ایسے لفظ کا استعمال کرسکتے تھے
پس یہ لفظ بجز ا اور ہندوستان مین بجز روس و انگلستان کے کسی پر صادق
نہین آتا یعنی قوم افغان نے دوست و دشمن کو ایک ہی لفظ سے یاد کیا ہی
جس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ روس و انگلستان دونون کو اپنا دشمن جانتے
ہین - اور یہ سمجھتے ہین کہ دونون نے اپنے سینگون کو بڑھا کر ہمارے کانون
کے اندر کر دیا ہے - صرف دماغ باقی رہگیا ہے اسمین بھی سینگون کی خلش کا
اندیشہ ہے -

اب امیر صاحب کو کیا کرنا چاہیئے

ہم اس موقعہ پر یہ بھی ظاہر کرنا چاہتے ہین کہ امیر صاحب کی
نسبت تاوقتیکہ اونکی رفتار سے کسیطرح کا اندیشہ پیدا ہو سواے مشتبہ اور
مشکوک حالت کے اور کوئی راے قائم نہین ہوسکتی - اونکو انگلستان کا دوست
رہنا چاہیئے تھا - یہ تو ہمارا خیال ہے - ورنہ بہت سے صاحبان انگریز ایسے
ہین کہ اونکو بالکل امیر عبدالرحمن خان پر بھروسہ نہین ہے - اونکی راے ہے
کہ امیر عبدالرحمن خان کا روس مدتون حامی و سرپرست رہا اونکو کیون امیر
کیا گیا تھا - اونکو یہ بھی اندیشہ ہے کہ آج تو جہانتک ہوگا امیر دوستی کے پردہ
مین بخوبی انگلستان سے روپیہ حاصل کرینگے - کہین وقت پر یہ بھی وہ کارروائی
نہ کرین جسکے مرتکب امیر شیر علی خان ہوے تھے -

روس وانگلستان کے حدود پر افغانی مقامات کون کون ہین

ہم نے وہ حالات بیان کیے ہین کہ درمیان روس وانگلستان کے ملک افغانستان کی نسبت کیسی پیچیدہ اور مشکوک پالیسیان ہین - اور اب ہم لکھتے ہین کہ انگلستان کے حدود پر قندھار اور جلال آباد وقرم وغیرہ کا رآمد فوجی مقامات ہین اور روس کے حدود پر بلخ اور ہرات وغیرہ ہین یعنی انگلستان کے حدود پر موروثی افغانی مقامات ہین جنمین افغانون کی آبادی ہے مگر جو مقام روسی حدود پر واقع ہین اونمین دوسری قومین آباد ہین اور وہ ملک مفتوحہ اور مقبوضہ افغانون کے کہے جاتے ہین - جنکے حالات ذیل مین ہم اسواسطے لکھتے ہین کہ وہان کے لوگ دعائین کرتے رہتے ہین کہ روسی جلد آئین اور ہم افغانون کے پنجۂ ظلم سے نجات پائین -

ہرات - چار ایماق یعنی ہزارہ - جمشیدی - فیروزی - تیمنی - ہرات مین رہتے ہین - یہ قوم کے افغان نہین ہین - اول تین فرقے تو اس مثلث مین آباد ہین جو ہری رود اور مرغاب اور خسک سے قایم ہوا ہے - صرف تیمنی ہرات کو خراج دیتے ہین اونکو ہرات کے افغان حاکمون سے محبت نہین ہے - باشندگان ہرات زیادہ تر اولاد اہل فارس سے ہین - انکے خیالات اور باشندگان فارس کے خیالات ایک ہین جو افغان اس شہر مین پیدا ہوے ہین اونکے خیالات افاغنہ کی نسبت اس شہر کے ایسے باشندون کے خیالات سے کہ جو اہل فارس کی اولاد ہین زیادہ تر مخالف ہین یہ لوگ قندھار سے آے ہوے ایک کابلی کو جسقدر حقارت کی نظر سے دیکھتے ہین اوسیقدر شہر ہرات کے قدیم باشندے نہین دیکھتے ہین ہرات پر افغانون کی حکومت اونکے سپاہیون کی تلوار کے زور سے قایم ہے افغانون کی ظالمانہ حکومت سے جو وہ بدل متنفر ہین اور اس سے نجات پانے کے لیے دعائین مانگتے رہتے ہین -

میمنہ - پنجدیہ کے مشرق طرف پہلے میمنہ کی ریاست ہے - باشندگان میمنہ زیادہ تر اوزبک تاجیک اور ہراتی ہین اوس کے فتح کے وقت سے تھوڑے افغان بھی وہان سکونت پذیر ہوے ہین ۱۸۶۶ء مین ہرات کے یار محمد خان نے اول اوس شہر کو فتح کیا تھا ۱۸۵۳ء تک یہ شہر اونکے دخل مین رہا - یار محمد خان کی وفات کے بعد ۱۸۵۵ء مین گورنر ترکستان سردار محمد افضل خان نے اوسکو فتح کیا ۱۸۶۷ء مین میمنہ نے آزادی حاصل کی مگر ۱۸۷۶ء کے مارچ کے مہینہ مین نائب میر عالم خان نے اوسکو پھر فتح کیا - چھ مہینے تک باشندون نے نہایت دلیرانہ طور سے اپنے شہر کی محافظت کی - قلعہ بند فوج سات ہزار سے آٹھ ہزار سپاہی تک مارے گیے - شہر لوٹا گیا - اور پندرہ ہزار باشندے تہ تیغ ہوے ۱۸۷۶ء کے آخر مین میمنہ نے پھر آزادی حاصل کی - مگر ۱۸۸۳ء مین پھر سردار محمد اسحاق خان نے فتح کرلیا -

اندخوئی - اس شہر کے باشندہ زیادہ تر اہل فارس کی اولاد ہین مگر اونمین اوزبک اور تاجیک اور ترکمان مخلوط ہوگئے ہین ۱۸۴۰ء مین ہرات کے یار محمد خان نے اس شہر کو فتح کیا اور لوٹ لیا ۱۸۵۳ء تک یہ شہر اونکے دخل مین رہا ۱۸۵۵ء مین وہ سردار محمد افضل خان کے دخل مین آیا ۱۸۵۷ء مین یہان بغاوت ہوئی اور آخر کار ۱۸۵۹ء مین افغانون کے قبضہ مین آیا -

آقچہ - یہ ریاست اوزبک ۱۸۵۰ء تک خود مختار رہی بعد ازان افغانون نے اوس شہر پر قبضہ کرلیا چھ مہینے کے بعد بغاوت ہوئی مگر فرو کی گئی اوزبک لوگونکی کسی شخص نے تائید نہین کی ورنہ وہ لوگ پھر بغاوت کرتے تائید نہ پانے سے مایوس ہوکر وہ اپنی بدقسمتی پر شاکر ہو بیٹھے -

شبرغان - یہ اوزبک ریاست جبتک خود مختار رہی نہایت اچھی حالت مین تھی مگر افغانون کے دخل مین آکر ویران ہوگئی جسوقت میمنہ فتح ہوا تھا یہ بھی فتح ہوگئی تھی یار محمد خان کی وفات کے بعد ۱۸۵۴ء مین شبرغان بلخ کا تابع ہوا -

آزادی حاصل کرنے کے لیے کئی مرتبہ کوشش کی گئی مگر ایک مین بھی کامیابی نہوئی
۱۸۵۹ء مین سردار محمد افضل خان نے اوس شہر کو فتح کرلیا سردار موصوف کی
ظالمانہ حکومت اوس شہر کی بربادی اور ویرانگی کا باعث ہوئی اوزبک باشندے
دریاے اکشس کو عبور کرکے بخارا مین جاکر پناہ گزین ہوئے۔

سرپل۔ موجودہ صدی کے شروع مین اس ریاست کے فرمانروا کی حکومت
قندز اور بلخ تک تھی وہ حاکم کابل کا بنام نہاد فرمانبردار تھا اور اس بہانہ سے
بلخ کے درانی گورنر پر حکومت کرتا تھا وہ ۱۸۱۷ء مین مرگیا اوسکے لڑکون مین خانہ
جنگیان ہوئین ان جنگون نے اس ریاست کو ایسا کمزور کردیا کہ امیر دوست محمد خان
اوسکو قبضہ مین لایا ۱۸۴۵ء مین خلم اور کابل مین جنگ ہوئی تین لڑائیون مین
جنمین حاکم خلم کو فتح ہوئی افغانی فوج اس ریاست سے چلی آئی ۱۸۴۹ء مین
حاکم خلم نے شکست پائی اور گرفتار ہوا ۱۸۵۰ء مین وہ قید سے بھاگا اور پھر
افغانون کے خلاف خلم اور بدخشان مین بغاوت پیدا ہوئی اور افغان وہان سے
بھاگ کھڑے ہوئے اور اونھون نے پھر دریائے اکشس کو عبور کیا اور
افغانون کو بڑی اذیت دی اونکی حکومت مین ریاست کے خزانہ مین ساٹھ لاکھ روپیہ
تھا اور اوسکی فوج گیارہ ہزار سوار اور پیدل تھی۔

قندز۔ یہ ایک بڑی ریاست تھی جسکی وسعت کوہ ہندوکش تک تھی۔
۱۸۳۸ء مین اس ریاست کے فرمانروا امیر مراد بیگ تھے جو فرقہ کتاغان
اوزبک کے سردار تھے ۱۸۵۱ء مین یہ ریاست امیر کابل کے حکومت مین آئی
کئی برس کے بعد حاکم ریاست نے بغاوت کی مگر افاغنہ نے شکست دیکر ریاست
پر دخل کرلیا۔ امیر دوست محمد خان کی وفات کے بعد اونکے بیٹون کے درمیان
امارت افغانستان کے لیے خانہ جنگی ہوئی چونکہ حاکم قندز دوست محمد خان کے
کسی ایک بیٹے کے شریک ہوجاتے تھے اسلیے ریاست مذکور مین بھی شروفساد
پیدا ہوتا تھا ۱۸۶۹ء مین مناسب سمجھا گیا کہ یہ ریاست سلطان مراد کے حوالہ

کیجائے اور اوسنے سالانہ خراج طلب کیا جائے قندز کا خراج قریب چار لاکھ روپیہ
کے تھا اور اوسکی فوج قریب چھ ہزار سوار کے تھی۔

بدخشان - اس ریاست کے قدیم باشندے تاجیک تھے جو فارس سے
آئے تھے قندز کے میر مراد بیگ نے اس ریاست پر دخل کر لیا اور شیعہ باشندون
پر بڑا ظلم شروع کیا اس ریاست کا خراج قریب چھ لاکھ روپیہ کے ہے اور اوسکی
فوج دس ہزار سپاہ تک پہنچ سکتی ہے۔

بلخ - پہلے برائے نام باجگزار ریاست بخارا تھا لیکن ۱۸۵۰ء سے وہ زیر حکم
محمد افضل خان فرزند امیر دوست محمد خان ہوا۔

ان ریاستون کے باشندونکی نسبت ایک انگریز کی رائے

جب سے بدخشان اور بلخ و مینہ و
ہرات وغیرہ ریاستین افغانستان
کے دخل مین آگئے ہین افغان
فاتحین نے اپنے محکومون پر برابر ظلم
تشدد کیا ہے ان ریاستون مین اتحاد و اتفاق نہونے کے سبب و نیز ریاستون
کے حکمرانون مین خانہ جنگی ہونے کے باعث یہ ریاستین یکے بعد دیگرے
امیر افغانستان یا اونکے سردارون کے تابع ہوگئین تھین باوجود اسکے ریاست
خلم تین مرتبہ افغانون سے جنگ آزما ہوئی تین مرتبہ فتح پائی - ہراتی اوزبک
بدخشانی سبکے سب ایک دوسرے کے بعد افغانون کا ظلم برداشت کر چکے
انکے ملک لوٹے گئے باشندے قتل کئے گئے بہت سے غلامی مین بھیجے گئے اور
باقی دریائے اکشس کے پار جا کر پناہ گزین ہوئے یہ سب لوگ اوس دن کے
منتظر ہین کہ جس دن اونکو اپنے ظالم حاکمون کے ہاتھ سے نجات ملیگی تمام آنکھین
اوسوقت سے روس کیطرف لگی ہوئی ہین گری ڈرکوف جو سات آٹھ برس قبل
اس ملک مین آیا تھا لکھتا ہے کہ افغان فاتحین نے ان لوگون کو بالکل پاؤن کے
نیچے روند ڈالا ہے ان مین جان باقی نہین رہی ہے افغان ان مظلومون کو حیوان سے

بھی بدتر سمجھتے ہین دیکھنے مین آیا کہ افغان ان بیچارون کی چابک اور ریفل کے
کندے سے خبر لیتے ہین مین نے اکثر افغان سپاہیون کو تلاش نوکری مین وہ
بدہ پھرتے دیکھا ہے یہ اوزبک بیچارون کو مار پیٹ کر کھانا وصول کرتے ہین
ہزارون آدمیون کی زبانی اور اون روسی مسلمان تجارون کی زبانی جو مزار شریف
مین زیارت کے لیے آتے ہین روسی گورنمنٹ کے عدل و انصاف کی تعریف
سنکر اوزبک بھی تمنا ظاہر کرتے ہین کہ ہم وہان جائین مین جہان گیا وہان
میری خاطر و مدارات ہوئی بہت سے اوزبک افغان سپاہیون کی نظر بچاکر
مجھسے پوچھتے تھے کہ کیا روسی جلد آنیوالے ہین خدا کرے کہ ہماری نجات کے دن جلد آئین سچ کہئے کہ کیا روسی
لوگ افغانستان مین آنیوالے ہین کیا آپکے پیچھے روسی فوج نہین آتی ہے خیوا مین چالیس ہزار
غلامون کے رہا کردینے سے شمالی فارس کے باشندے بہت خوش ہوے ہین تقی ترکمانونکی
کی اطاعت اور اسحاق مرد سے بہت سے ہراتیون اور اوزبک کو آزادی ملی ہے اور اب
ترکمانون کے ظلم کا خوف اونکے دل سے جاتا رہا ہے روس نے وسط ایشیا مین
ڈیڑھ لاکھ غلامون کو آزاد کردیا ہے یہ افواہ کہ روسیون نے سارق اور سلور ترکمانون
کو سات برس کی مالیہ معاف کردی ہے ہرات اور افغانی ترکستان اور بدخشان
مین بڑی تاثیر پیدا کریگی اور اوزبک بھی خیال کرینگے کہ روسیون نے جب دو میرون
پر مہربانی کی ہے تب اونپر بھی ضرور مہربانی کرینگے لوگ روسیون کے شریک بن جائینگے
اور اپنے ملک سے افغانون کے نکالنے کی کوشش کرینگے روسی فوج کے
پہنچتے ہی افغانی ترکستان فتح ہو جائیگا اور افغان کوہ ہندوکش کی جنوبی جانب
نکالدیے جائینگے اگر روسی فوج ہرات مین پہنچے گی تو شہر کی بھی یہی گت ہوگی اگرچہ
چند ملاؤن نے ایک زمانہ مین ہرات مین انگریزی افسرون کیواسطے دعا مانگی تھی
مگر اوس سے یہ دریافت نہین ہوسکتا ہے کہ شیعہ باشندے افغانون کو کسیقدر
نظر حقارت سے دیکھتے ہین اور اونکے ظالمانہ حکومت سے نجات پانے کے
کسقدر خواہشمند ہین -

انگلستان اور روس ایک علمی اور فوجی اور فطرتی سرحد قایم کرنا چاہتے ہین

انگلستان کو منظور ہے کہ اپنی سرحد کو علمی سرحد قرار دے اور یہ علمی سرحد ہو نہین سکتی

تاوقتیکہ قندہار اور ترم وغیرہ مین اوسکو اقتدار نہو علیٰ ہذا البعض مدبرین کا خیال ہی کہ روس بھی ایک علمی سرحد قایم کرنا چاہتا ہے اور وہ فطرتی علمی سرحد اوسیوقت روس کے مفید قایم ہو سکتی ہے جبکہ ہرات اور کوہ ہندوکش تک اوسکی عملداری ہو جاوے ۱۸۸۵ء کے رسالہ مین نینٹنہتہ سن چوری مین ایک عالمانہ راے درج ہے کہ فطرتی سرحد روس کی کن مقامات پر ختم ہوگی اوسکا بیان ہے کہ افغانستان ایک عرصہ تک انگلستان و روس کے درمیان تنازع کی ایک ہڈی رہیگا یعنی جسطرح دو کتے ایک ہڈی پر دوڑتے ہین اوسیطرح افغانستان پر انگلستان و روس مدت تک تنازع کرتے رہین گے اور اگر کسی روز فریقین نے اس ملک کے دو حصہ کر لیے تو کوئی جغرافیہ یا علم طبیعات کے دلائل مانع نہونگے فرضی تقسیم کر لینے کا تو سبکو اختیار ہے مگر جو بات قانونی قدرت کیطرف سے مقرر ہے وہ کبھی بدل نہین سکتی فطرتی سرحد کوہ ہندوکش اور پارہ پامیس کے قریب ہو کر گذری ہے اور اسی سے ضرور افغانی ترکستان روسی ترکستان سے ملجانا چاہیئے شغنان اور بدخشان اور رواخان اور دیگر مختصر ریاستون کی نسبت جو پامیر کے مغرب مین ہین بلحاظ قدرتی ضرورتون اور قومون کے غیر مہذبانہ رفتار اور آزادی پسند خیالات کے فتنہ و فساد کا ہونا ضرور ہے لہذا اوسکا نتیجہ بھی ضرور یہ ہوتا ہے کہ یہ ریاستین اوسی سلطنت کی مطیع ہو جاوینگی جس نے کہ قریب قریب کل سبزہ زار اور پامیر پر قبضہ کر لیا ہے جب روس نے خوارزم پر چڑھائی کی تھی تو اوسکے معنے یہی تھے کہ اب مرو پر قبضہ کیا جائیگا اور جیسے کہ بحیرہ کاسپین کے مشرقی جانب روس کے قدم

جسے کہ فی الفور گویک ٹیپ اور مرو اور سارقان پنجدہ کا مفتوح ہوجانا درحقیقت ٹل نہین سکتا تھا روس اوسوقت تک ہرگز نہ تھمیگا جبتک کہ وہ اس میدان کے انتہائے حدود یعنی قاف الہند اور کوہستان ہندوکش تک نہ پہنچ جائیگا

امیر عبدالرحمن خان کا ملکی اور فوجی انتظام

خاندان بارکزئی مین یہ اول امیر ہین جنکی نسبت اونکی سرداری کے زمانہ مین کبھی کسی کی رائے یہ نہین قایم ہوسکتی تھی کہ یہ افغانستان کے امیر ہونگے اور امیر بھی کیسے جنکے عہد مین ملک اور فوج کا انتظام ایسا ہوا کہ اسنے پہلے جو امیران افغانستان گذر گئے ہین اونکے وقت مین نہ ایسا فوجی انتظام تھا اور نہ یہ ملک کا نظم ونسق درحقیقت امیر عبدالرحمن خان نے اپنے ملک کا ایسا انتظام بیدار مغزی اور روشن دماغی سے کر رکھا تھا کہ ہمیشہ افغانستان کی تاریخ مین اونکے کارنامے یادگار رہینگے امیر دوست محمد خان کے عہد مین افغانستان ایسا متحد نہ تھا جیساکہ اس زمانہ مین ہے امیر دوست محمد خان اور اونکے بعد کے دو امیرون کے وقت مین یہ بات کہان تھی کہ افغانستان مین یورپین قاعدہ سے فوج آراستہ کیجاتی اور یورپین اسلحہ سازی کے کارخانہ قایم ہوتے جنمین ہر روز دس ہزار مارٹینی کارتوس اور دس ہزار اسنیڈر کارتوس طیار ہوتے ہین خود مسٹر پائن نے بیان کیا ہے کہ امیر کے ورکشاپ مین ایک سال پچاس منھ کیطرف سے بھرنے والی اور بریچ لوڈر توپین بنائی گئین اور اس کارخانہ مین چار ہزار کے قریب آدمی کام کرتے ہین ہفتہ وار دو توپین اور پندرہ رائفلین یومیہ بنتی ہین جلد جلد چلنے والی توپین بھی ہفتہ مین دو طیار ہوتی ہین گولون کے ڈھالنے اور بارود بنانے کے لیے جدید کلین منگوائی گئی ہین علاوہ اسکے ٹکسالون مین یومیہ ایک لاکھ بیس ہزار مختلف سکے مضروب ہوتے ہین چمڑے دیاسلائی صابون سازی کے کارخانون کے

علاوہ حال مین گلٹ سازی کا کام بھی شروع کر دیا گیا ہے اور یہ بات بھی انسے
پہلے کے امیرون مین کسی امیر نے نہین کی کہ ہر آٹھ آدمیون سے ایک آدمی
واسطے فوجی خدمت کے لیا جاتا تھا کافرستان اور ہزارہ کا ملک سابق مین
کہان فتح ہوا تھا یہ سب کچھ اسی امیر کے عہد مین ہوا تھا اور اوسکی فوج
بھی ایسی طیار ہے کہ اب اگر کسی سلطنت سے اوسکو جنگ کا موقع ملیگا تو اوس
سلطنت کی فوج اور امیر کی فوج سے قاعدہ کے ساتھ مقابلہ ہو سکتا ہے امیر
اپنی قواعد دان فوج کے علاوہ جرگون سے اور فوج طلب کر سکتے ہین یہہ
طیاریان اور فوجی اصلاحات اور ملک مین ترقی انتظام امیر نے اس غایت سے
کر رکھا تھا کہ روس اور انگریز بھی اپنے سرحدی انتظام مین مشغول
ہین -

ایک زمانہ مین ہم نے اپنی رائے کتاب روس و انگلستان مین ظاہر
کی تھی کہ تنہا امیر کا تعلق گو انگلستان سے اچھا ہے مگر ان عظیم مقاصد کے حصول
کے واسطے کافی نہین ہو سکتا جب کی حاجت گورنمنٹ کو روس کے مقابل
ہے تا وقتیکہ تمام افغانستان کے قبائل کے سرگروہون کی تالیف نہو گی اور
وہ ایکدل ہو کر انگلستان کا کلمہ نہ پڑھینگے ذاتی اعانت امیر سے تکمیل مقاصد
غیر ممکن ہے جس رقبہ محدود تک افاغنہ کا ملک باعتبار جغرافیہ کہا جاتا ہے اسمین
ایسے بڑے بڑے خوانین موروثی جاگیردار اور رئیس موجود ہین جنکو اپنے
قبیلے کے کثیر التعداد آدمیون پر وہ اقتدار حاصل ہے کہ وہ بجاے خویش
آزاد و خود مختار ہین - تمام رقبہ افغانستان مین تین قسم کی حکومت پائی جاتی ہی
ایک علما کی دوسرے امیران کابل کی تیسرے خوانین کی ظاہر ہے کہ نہ امیر نے
اونکو اپنا کر لیا ہے اور نہ ہماری گورنمنٹ نے اونکو اپنا طرفدار بنانے مین کوئی
خاص فکر کی انہین خوانین اور قبائل مین بہت سے وہ لوگ ہین جو متواتر
افغانی انقلاب حکومت مین معزول و منصوب امیران کابل کے ہمدرد ہین -

مثلاً ایوب خان اور یعقوب خان اور امیر عبدالرحمن خان وغیرہ امین سے کوئی قبیلہ
کسی کا اور کوئی کسی کا حامی ہے امین سے یا انکے بھائیون مین سے جس کسی کو
امارت نصیب ہوگئی اوس نے ضرور اون قبیلون پر ظلم کیا جنکی رفتار اونکے
مخالف تھی انتظام افغانستان کی نسبت جب کبھی ذکر ہوتا ہے کہ فلان امیرنے
عمدہ انتظام کیا تو اوسکے معنی یہی ہوتے تھے کہ سرسری امن وامان بوجہ
اسکے ہوگیا کہ اوس امیر کے خلاف انصاف جابرانہ دارگیر سے امن ہوا ورنہ
سخت وبے اعتدالی کے انتظام سے عموماً ناراضی رہتی ہے وہ موقعہ کے
منتظر رہتے ہین جب کبھی موقعہ آجاتا ہے امارت کی تخریب مین دریغ
نہین کرتے افاغنہ مین صرف امارت کیواسطے کسی جنگ مین عموماً جوش پیدا
نہین ہوا ۱۸۷۸ء کی جنگ مین برٹش گورمنٹ نے صرف امیر کی مخالفانہ
رفتار سے قومون کو مطلع کیا تھا اور اشتہار جنگ اور دیگر اشتہارات مین
قومون کے سکوت کیواسطے یہی بیان ہوا تھا کہ اس جنگ سے اونکے حقوق کو
صدمہ نہین پہونچیگا اونھون نے صرف انہین اشتہارات کے الفاظ پر قناعت
کرکے سکوت نہین کیا تھا اونھون نے بہت کچھ لیکر خاموشی اختیار کی تھی۔
اور یہ افریدی قوم تو بیڈھب قوم ہے اسنے علی مسجد مین جب امیر شیر علیخان
کی فوج بھاگ رہی تھی تو اوسمین سے بہت سے سپاہیون کے کپڑے اوتارلئے
تھے اور انگریزی فوج کے بھی فکر مین تھے اور برابر چوریان کرتے تھے جسوقت
کہ افغان امارت کو شکست ملی اور گورمنٹ انگریزی فتح یاب ہوئی تو انگریزون
کی موجودگی افغانستان سے وہ جاہلانہ مذہبی جوش پیدا ہوا کہ جس کے سبب سے
جنگی وملکی پیچیدگیون کا آغاز ہوا باوجود اسکے کہ اول جنگ کے بعد دوسری
جنگ تجربہ سے کی گئی تھی مگر امارت اور قومون کے اقتدار کا علیحدہ علیحدہ
جلوہ نظر آیا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جو عظمت وشان قومون اور اونکے ملاؤن
کی افغانستان مین ہے وہ امارت کی شان وشوکت سے بدرجہا بڑھی ہوئی ہے

ملک افغانستان امارت کا محتاج ہے مگر اوسکی امارت ایسی ہو کہ اوسکے متعلق
خوانین کی ایک مقتدر کونسل ہو اور اوسمین مختلف خوانین کی جانب سے
خان اور علما بطور وکیل ہون تاکہ امارت اور قومون کی ملکی اور مذہبی حقوق
کا بغیر کسی نزاع کے فیصلہ ہوجایا کرے جس امارت کو یہ وسائل حاصل ہوجائینگے
اوسکو استقلال اور ثبات ہے کونسل کے اقتدار مین امیران کابل کا انتخاب
بھی ہوا اس سے جو کشت وخون امیرون کے عزل ونصب مین ہوتا ہے وہ
نہ ہوا کریگا مگر ہم کہتے ہین کہ کونسل کی خیالی ترتیب تو بخوبی ہوسکتی ہے
لیکن اوسکی عملی ترتیب نہایت مشکل ہے افغانستان مین ہر فرد وحشیانہ
آزادی کا خواہان رہتا ہے اوسمین قومیت نہین ہے مذہبی اثر زیادہ
ہے اور وہی مجبورانہ صورتون مین اونکو متفق کردیا کرتا ہے کونسل کی ترتیب
قومی اتفاق اور شایستگی کا نتیجہ ہوتی ہے اور جب وہ مفقود ہے تو کبھی کونسل
کی امید افغانستان مین نہین ہوسکتی سر جان ملکم افغانون کو بہادر اور زور آور
قوم جانتے ہین مگر باہمی نااتفاقی سے اونکا زور اور اونکی قوت سب فنا ہوجایا کرتی ہے سوال ہے کہ کیا
انگلستان نے تمام افغان قومون کے سر برآوردہ اشخاص کیساتھ اعانت کرکے اونکو اپنا
گرویدہ کرلیا یا تنہا امیر پر مراعات رکھی ہین جواب یہ ہے کہ انگلستان نے دوسرون کے
طرفدار بنانے مین بہت کم کوشش کی ہے۔

ہماری یہ راے اوس زمانہ کے واقعات سے تھی اور امیر عبدالرحمن خان نے
اگرچہ کوئی کونسل قائم نہین کی مگر ملکی انتظام اور حفاظت ایسے عمدہ طریقہ سے کیا
کہ کل افغانستان اوسسے راضی ہے جسکے ثبوت مین ہمنے اس قومی عہدنامہ
کو پیش کردیا ہے جو ہر قبیلہ کے سرگروہ نے امیر سے کیا ہے جب اسطرح سے
سارے افغانستان کو امیر نے متحد بنادیا تو امیر کی حیات مین یہ افغانستان
باغ وبہار کا لطف دے رہا تھا۔

امیر سے کوئی عہدنامہ نہین ہوا امیر عبدالرحمن خان سے جیساکہ ہمنے

سابق مین بیان کیا ہے نہ انگلستان نے عہدنامہ کیا ہے اور نہ روس نے سرحدی
کمیشن کا تصفیہ ایک قرارداد تھا اور اسیطرح سے انگلستان نے ایک سرحدی
معاہدہ امیر سے کرلیا ہے جو روسیون کے واسطے جواب ترکی بہ ترکی سمجھا جاتا
ہے اور سوا اسکے اوسمین کوئی شرط صاف صاف ایسی نہین ہے کہ اس سے
انگلستان پابند ہوگیا ہو شرط یہ ہونا چاہیئے تھی کہ انگلستان کا دشمن امیر کا
دشمن اور امیر کا دشمن انگلستان کا دشمن سمجھا جائیگا اور جب کبھی کوئی غنیم
افغانستان پر حملہ کریگا تو انگلستان امیر کی اعانت کریگا نہ یہ شرط کی گئی ہے۔
اور نہ امیر دوست محمد خان کے عہدنامون اور معزول امیر یعقوب خان کے
عہدنامہ کی نسبت یہ تذکرہ ہوا ہے کہ وہ منسوخ کردیے گئے یا اونمین سے کوئی
شرط قایم رکھی گئی صریحی طور پر تو ایسی کسی شرط کا پتہ نہین چلتا ہان معنوی طور پر
اگر امیر افغانستان سے کچھ سمجھتا ہو تو یہ اور بات ہے چونکہ ظاہری کوئی شرط
نہین ہے اسوجہ سے طرفین کی دوستی مشکوک سمجھی جاتی ہے جو عہدنامہ افغانستان
کی نسبت ۱۸۶۹ء مین روس و انگلستان کے درمیان ہوا تھا اوسکی تصدیق
جسطرح پر ۱۸۸۵ء مین ہوئی وہ تو یہی تھی کہ روس نے اوس عہد کے خلاف
کیا تھا اور صرف روس ہی پر موقوف نہین ہے بلکہ یورپ کے اور سلاطین بھی
عہدنامون کے پابند معلوم نہین ہوتے اور عہدنامہ تو اس زمانہ مین اوسیکا
نام ہے جسکی پابندی نہونا چاہیے تمام عہدنامے حالات و واقعات پر ہوا کرتے
ہین اور واقعات اور حالات کی حالت یہ ہے کہ اونکا رنگ زمانہ کے رنگ
کے ساتھ بدلتا رہتا ہے اور انھین تبدل شدہ حالات کے لحاظ سے عہدنامون
کی تبدیلی کی ضرورت بھی پیدا ہوجایا کرتی ہے اور یہ مجبوری شاہون کو آمادہ
کردیتی ہے کہ اگر زیردست کے ساتھ عہدنامہ کرتے ہین تو اوسکو اپنے مفید
تبدیل کرانے مین کچھ تامل نہین کرتے اگر برابر کے شاہون سے عہدنامے ہوتے
ہین تو اپنے مفید اگر اونمین سے ایک تبدیلی چاہتا ہے تو ایسی تبدیلی دشوار

ہوجاتی ہے اگرچہ یورپین قوموں کے عہدنامہ کی کچھ بساط نہین ہے مگر قدیمی
قوموں کے رسم ورواج کا نتیجہ ایک عہدنامہ بھی تھا اس لحاظ سے بطور یادگار
پرانی ہڈیون کی پرستش یورپ والے بھی کرلیتے ہین ورنہ اونکے نزدیک
عہدنامون کی وقعت جیسی ہے وہ سبکو معلوم ہے دور کیون جائین ہم عہدنامہ
برلن پر غور کرنا چاہتے ہین جنکی نسبت یہ پیشینگوئی کیجاتی تھی کہ برلن کا عہدنامہ
یورپ کے دائمی امن و امان کا سرچشمہ ہے مگر پرنس الگزنڈر کی بے اعتدالیون
سے ایسے تبدلات یورپ کے واقعات مین ہوگئے کہ بلگیریا کے تصفیہ کی نسبت
کوئی نہین کہہ سکتا تھا کہ عہدنامہ کے مطابق ہوگا انگلستان جس نے عہدنامہ
برلن مرتب کرایا تھا جب وہی اوسکے خلاف کارروائی کا موئید ہوا تو دنیا نے
دیکھ لیا کہ بروقت ترتیب عہدنامہ اوسنے کیا کیا تھا اور اب کیا کرنا چاہتا تھا
اسیوجہ سے اوسکی پالیسی پر دنیا نے حیرت ظاہر کی یہی عہدنامہ برلن کا منشا بلگیریا
کے متعلق یہ تھا کہ ایک شاہزادہ اعلیٰ طاقتہائے یورپ کی منظوری سے بلگیریا
مین مقرر ہو اکریگا مگر پرنس الگزنڈر کے اخراج کے بعد بلگیریا کی کونسل مختار
ہوگئی تھی اس کونسل اور اوسکے افعال کی تائید کسی سلطنت پر واجب نہین
تھی مگر انگلستان اور اٹلی اور آسٹریا نے شاہزادہ فرڈی نینڈ کو تسلیم کرلیا جو اوس
کونسل کا منتخب کیا ہوا تھا فرانس اور جرمن و روس نے اس شاہزادہ کو منظور نہین
کیا اور یہ سلطنتین اپنے سفارتی تعلقات سے دست بردار ہوگئی تھین۔

برلن کا عہدنامہ جس زمانہ مین ہوا تھا اوس زمانہ کے حالات اور واقعات پر
محدود تھا موجودہ حالتو نمین شاہان یورپ کے اقوال و افعال کی بوقلمونی سے ثابت
ہوتا ہے کہ کسی عہدنامہ کی وقعت نہین پولیٹیکل عہدنامجات غالب و مغلوب اقوام
کے انقلابی حالات کا نتیجہ ہین کچھ اس سبب سے عہدنامون کی تسلیم اور اونپر عمل نہین ہوتا کہ وہ وحی آسمانی
ہین فرانس نے ایک زمانہ مین پروشیا کو زیر کیا تھا پروشیا نے اوس سے بطور زیردست کے
بعالم مجبوری ایک عہدنامہ کیا تھا جبکہ پروشیا کو موقع ملا تو اوسنے اپنے کسی گذشتہ قول و قرار کا خیال نہ کیا

فوراً فرانس سے جنگ چھیڑ دی فرانس مغلوب ہوگیا اور اوسکو عہدنامہ کے وہ شرائط قبول کرنا پڑین جو اوسکے اقتدار کے بالکل خلاف تھین اب فرانس وقت کا منتظر ہی جب وقت آجائیگا وہ بھی کسی عہد و پیمان کا خیال نہ کریگا ہندوستان مین انگریزی کمپنی کے عہدنامجات کا طویل سلسلہ ہے کمپنی نے وقتاً فوقتاً ہندوستانی ریاستون سے عہدنامے کیے ہین اونسے کمپنی کا آغاز و انجام بخوبی دریافت ہوتا ہی کہ کمپنی کا ایک زمانہ تو ملکی کاروبار کے شروع کرنے کا تھا اوسوقت کی عہدنامون مین کوئی بڑا امتیازی جلال و جبروت ثابت نہین ہوتا کمپنی نے وہ ابتدائی عہدنامے اپنی حالتون کے مطابق کیے تھے جسقدر اقتدار انگریزونکا بڑھتا گیا اوسی حیثیت سے عہدنامون کی ترمیم و اصلاح ہوتی رہی یہانتک کہ اون عہدنامون نے غالب و مغلوب مین امتیاز پیدا کردیا غرضکہ عہدنامون کی بساط اگر کچھ ہے تو اسیقدر ہے کہ وہ حالات اور واقعات کے متعلق ہوتے ہین جب اونمین تغیرات و تبدلات واقع ہونگے اور جدید وسائل اور واقعات کا اظہار اور صدور ہوگا تو غیر ممکن ہے کہ معاہدات قایم رہین عہدنامون کا اثر ہنگامی تصور کرنا چاہیئے اونکو کسی قسم کی دوامی قوت و وقعت حاصل نہین ہوسکتی۔

وہ عہد جو خدا اور اوسکے رسولون کے درمیان ہوگیا ہے اگرچہ تبدیل نہین ہوتا مگر اوسکے عملی جلوہ کا ظہور حالات کے مطابق ضرور ہوا کیا ہے خدا اور موسیٰ سے عہد ہوا تھا کہ بنی اسرائیل کو فرعون کے مظالم و تعدیات سے نجات دینا چاہیئے موسیٰ نے اس عہد کو نہایت وفاداری سے پورا کیا اور خدا نے جو وعدہ کیا تھا وہ بھی پورا ہوگیا صرف فرعون کے افعال و اقوال پر خدا کے رحم و قہر کا سلسلہ محدود تھا۔ اگر فرعون اول ہی مرتبہ حضرت موسیٰ کی الہامی فہمایش کو تسلیم کرلیتا اور بنی اسرائیل کو حکم رہائی دیتا تو فرعون اور اوسکا ملک خدا کے قہر سے محفوظ رہ سکتا تھا اور معاہدہ کی عملی حالت جس شخص کی

نسبت تھی وہ بھی پوری ہو جاتی مگر اوسنے باوجود مشاہدہ تجلیات یزدانی اور عجائب قدرت رحمانی کے معاملات مین وہ الجھاؤ پیدا کیا کہ اوسکے تغیر حالات کے متعلق خدا کے احکام بھی رہتے یہانتک کہ فرعون مع لشکر رود نیل مین غرق ہو گیا مقصود یہ ہے کہ جو عہد خدا نے حضرت موسیٰ سے کیا اوسی عہد کو موسیٰ نے اطاعت و فرمانبرداری سے پورا کیا مگر فرعون نے جس سے کہ اوس عہد کا تعلق تھا اوسکے تغیر اعمال سے اوس الہامی معاہدہ کی عملی اثر مین بھی ایک قسم کا تغیر لازمی سمجھا گیا۔

ہمارے پیغمبر کا ایک معاہدہ حدیبیہ ہے اور ظاہر ہے کہ اوس زمانہ مین بھی کعبہ کسی کی ملکیت نہ تھا ہر عرب حج کر سکتا تھا مگر حضرت محمد مصطفےٰ نے کہ آپکے اباؤ اجداد پشتہا پشت تک متولی اوس خانہ پاک کے رہے تھے جب چھٹے برس ہجرت کے ارادہ حج کا کیا تو باوجود اس امر کے کہ آپنے قریش کو اول اطلاع دی کہ اگر قریش کعبے مین آنے سے مجھکو منع نہ کرینگے تو حقوق ہر قبیلے کے اونکی خواہش کے بموجب عطا کیے جائینگے مقصد ان کلمات الہامی کا یہ معلوم ہوتا ہے کہ مین بطور حاجی کے واسطے ادائے فرض حج کے آتا ہون کسی کی اراضی وجائداد کو لینے نہین آتا قریش ان کلمات کی صداقت کو نہ سمجھے اور ایک معاہدہ پیغمبر سے کیا جو قریشیون کے مفید تھا اور پیغمبر اور اہل اسلام کے مضر تھا معاہدہ یہ تھا۔

بعد اسکے جو اشخاص کہ اسلام کی جانب سے بجانب قریش ہجرت کرینگے قریش کو اختیار رہیگا کہ اونکو اہل اسلام کے سپرد نہ کرین اور جو اشخاص کہ قریش سے اسلام کے سایہ مین پناہ گزین ہون اہل اسلام کو چاہیے کہ اونکو قریشیون کے سپرد کرین۔

اہل اسلام آیندہ سال تمام ہتیار رکھکر تنہا ایک تلوار لیکر واسطے زیارت مکہ کے آئین اس معاہدہ پر بسیقدر بحث کے بعد طرفین کے دستخط ہو گئے۔

یہ معاہدہ ایک رحیم وکریم رسول سے ہوا تھا اول سختی قریش کیجانب سے ہوئی کہ قریش کی سفارت نے محمد رسول اللہ جائز نہ رکھا صرف محمد بن عبد اللہ لکھوایا دوسرے معاہدہ کے شرایط کل قریشیون کے حقوق کے مویدہین اہل اسلام کے مفید کوئی شرط نہین ہی اس معاہدہ کا نقض قریش پر ضرور نہ تھا بلکہ اہل اسلام پر ضرور تھا مگر اہل اسلام نے اس معاہدہ پر عمل کیا آخر قریش ہی نے خزاعہ کے قضیہ مین عہد شکنی کی اور یہی نقض عہد جناب رسالت مآب کی مکہ مین تشریف بری کا ذریعہ ہوا اسپر یہی مکہ مین آنحضرت نے قریشیون کے حقوق قایم رکھے اور ہمارے پیغمبر کے جانب سے معاہدہ قایم رہا مگر قریشیون نے جب معاہدہ شکست کیا اور اونکے نقض معاہدہ سے حالات بدل گئے تو پھر کوئی وجہ نہ تھی کہ اہل اسلام اون حقوق کو حاصل نہ کرتے جو اوس معاہدہ سے اونکو حاصل نہ تھے جن اصحاب نے پیغمبر کے معاہدہ کے اسرار کو سمجھ لیا تھا اونھون نے اس معاہدہ کو بسر وچشم تسلیم کرلیا اور اون اصحاب کو سمجھا دیا جو اوسکے خلاف سرگوشیان کرتے تھے اونکی اس مبارک سمجھ کا نتیجہ یہہ ہوا تھا کہ اوس معاہدہ کا انجام چند دنون کے بعد بخیر وخوبی ہوا یعنی جس فریق کے حقوق اس عہد نامہ سے سلب ہوچکے تھے اوسکی جانب سے تو نقض عہد نہین ہوا مگر جس فریق کے حقوق کو کوئی صدمہ نہین پہنچا تھا اوسنے عہد شکنی کی جب عہد کے خلاف قریش نے خزاعہ کے ساتھ برتاؤ کیا تو اونکی اس حرکت سے اہل اسلام کو اپنے حقوق کے حاصل کرنیکا موقع ملا پس اگر بہ نظر غور دیکھا جائے تو دنیا مین انبیا اور رسولون کی ایک ایسی پاک اور نورانی سرشت جماعت گذری ہیکہ اوسنے اپنے معاہدات قایم رکھے اور انپر عمل کیا مگر جب دشمنون نے عہد شکنی کی اور اونکی کردار اور گفتار سے حالات دگرگون ہوے تو خدا اور اوسکے رسولون نے بھی تبدل شدہ حالات کے مطابق برتاؤ کیا ہے مگر شاہون کی سوسائٹی خصوصاً موجودہ زمانہ کے یورپین شاہ اور شہنشاہ اور اونکے وزرا عقل وحکمت کی ترقیون کے زمانہ مین ہین اونکی اور اوس پاک جماعت کے اقوال مین اسیقدر فرق ہے کہ وہ اپنی جانب سے عہد شکنی نہین کرتے تھے یہ بادشاہ اور شہنشاہ خود بھی بغیر کسی کی چھیڑ چھاڑ کے عہد کے خلاف کاروائی

کرتے رہتے ہین اور جب دوسرے زبردست فریق نے چھیڑ کی تو پھر کیا تھا اوسکے تغیر پذیر افعال کے مطابق کارروائی کرنے پر آمادہ ہوجاتے ہین یہ وقعت او رحالت عہدنامون کی ہے اور ہماری راے ہے کہ افغانستان اور انگلستان کے درمیان عہدنامہ تحریری ہوتا یا نہوتا دونون کے ایک ہی معنی ہین اور روس و انگلستان کے درمیان جو قول وقرار ہوے ہین وہ بھی حالات کے ساتھ بدلتے رہے ہین اور بدلتے رہین گے ہمارا کام ہے کہ ہم تاریخی صداقتون کو دیکھین اور خیال کرین از منہ مختلفہ مین اقوام نے جو کچھ کیا ہے وہی اب بھی ہوتا رہیگا اور پولٹیکل مقاصد مین تو ہمیشہ یہ حالت رہی ہے اور رہیگی کہ جو قوم اپنے مفید ملکی کارروائی کریگی اوسکی نسبت اوسکا یہی فتوی ہوگا کہ اوسنے ایمانداری اور دیانت سے کام کیے ہین مگر جب دوسری قوم اوسکے مقاصد ملکی مین ہرج پیدا کریگی اور اوسکو نقصان پہنچانا چاہیگی تو اپنے جس کام کو اوس نے ایمانداری پر مبنی کیا تھا اوسی کام کو دوسرے نے کیا مگر یہ قوم اوسکو بے ایمانی کا کام سمجھتی ہے یہی حال روس اور افغانستان اور تمام اقوام عالم کا رہا ہے اور رہیگا اور عہد و پیمان اور پولٹیکل معاملات مین منصفانہ کارروائیان تو براے نام معلوم ہوتی ہین اور عہدشکنی اور بے انصافی کا الزام ایک دوسرے کی نسبت عائد کرتا رہتا ہی حالانکہ اگر غور سے دیکھا جاے تو اسمین کل حکمران دنیا کے اسی غرض او رمطلب کے سلسلہ مین مسلسل پاے جاتے ہین اور کوئی مستثنی نہین سمجھا جاتا جب انگریزون نے افغانستان پر حملہ کیا تھا تو افغان اونکو عہدشکن کہتے تھے اور انگریزی مورخین افغانون پر یہ الزام عائد کرتے تھے اسیطرح پر امیر کو بعض انگریز مشکوک سمجھتے ہین اور روس اور انگلستان اور افغانستان کے قول وقرار اور عہد و پیمان کی کچھ ایسی ہی بنیاد دین پائی جاتی ہین ۔

امیر صاحب کی ایک اور لیاقت

امیر صاحب کی لیاقت و قابلیت پر ایک اور امر دلالت کرنیوالا ہے اور وہ یہ ہی کہ موجودہ زمانہ پولٹیکل ترقیون کا زمانہ سمجھا جاتا ہے اور اوسمین جو چوک جاتا ہے وہی

مارا جاتا ہے مگر امیر صاحب جو تھے کہ اونھون نے اپنے ملک مین بھی اسباب ترقی مہیا
کر رکھے تھے اور روس کو ابھی تک موقع نہین دیا کہ وہ اونکے ملک پر حملہ کرے اور
انگلستان کو تو وہ جانتے ہین کہ جو مین کہونگا اوسکو انگریز منظور کرلین گے انگریزونکا بھی
یہ خیال ہے کہ امیر کو ناراضی کا موقع نہ دین کیونکہ امیر اگر ناراض ہو جائین گے تو اندیشہ
ہے کہ روسیون سے جاکر ملجائین خیرخواہ ملجائین یا جو رنگ اختیار کرین مگر انگریزون سے
جب کبھی روس سے جنگ ہوگی تو وہ جنگ افغانستان ہی بدولت سمجھی جاتی ہے
اور اسیوجہ سے افغانستان سے قربت بخیال حملہ ہندوستان روسی حاصل کرتے
جاتے ہین۔

امیر صاحب کی تصنیفات

امیر صاحب کی پولٹیکل قابلیت اور نیاقت کا ہم ذکر کر آئے ہین۔ اور اب ہم اونکی تصنیفات
کا تذکرہ کرتے ہین خیال کیا جاتا ہے کہ امیر صاحب نے سابق مین ایک کتاب تزک
تالیف وتصنیف کی تھی مگر حال مین اونھون نے اپنی لائف خود لکھی جو دو جلدونمین ہے
یہ فارسی زبان مین تھی جسکا ترجمہ انگریزی مین ہوکر امریکہ یا یورپ مین چھاپا گیا ہے
اوس کتاب سے خلاصہ متعلق ریویو ولایت کے ایک پولٹیکل رسالہ نے کیا ہے اور ریویو
اف ریویوز جو مشہور رسالہ ولایت مین ہے اوسنے بھی رسالہ اول الذکر سے اوس
خلاصہ کو لیکر اپنی رائے کے ساتھ شایع کیا ہے ہم ذیل مین اوسی سے اون چند
حکایات کو نقل کرتے ہین جنمین امیر صاحب نے اپنی پولٹیکل قابلیتون کا اظہار کیا تھا
اگر کوئی اور لکھتا تو اوسپر اس درجہ اعتبار اور وثوق نہوتا مگر جب امیر صاحب نے خود ہی
اپنی سرگذشت اور دوران حیات مین پولٹیکل معاملات کو ظاہر کردیا تو اب روس
اور افغانستان وانگلستان کے ملکی تعلقات جو مدتہائے دراز سے چلے آتے ہین
اور زمانہ حال مین اس درجہ پر پہونچ گئے ہین اونکو بھی اس پولٹیکل تاریخ مین
درج کرنا مناسب ہوا چنانچہ ہم ذیل مین اپنی تشریح اور تمہید کے ساتھ امیر صاحب
کی کتاب سے خلاصے لکھتے ہین۔

ایک بلّی اور کبوتر کی حکایت کے پیرایہ مین روس و افغانستان کی پالیسی کا اظہار۔

امیر صاحب اون لوگون کے لیے جو روس کی پالیسی کے متعلق حیران و پریشان اور مشوش رہتے ہین ایک حکایت نقل کرتے ہین اس حکایت مین کبوتر افغانستان کو قرار دیا ہے اور بلی روس کو۔

حکایت ایک کبوتر جس نے بلّی کو اپنی طرف آتے دیکھکر اپنی آنکھون کو بند کر لیا یہ خیال کر کے کہ اوسنے بلّی کو نہین دیکھا بلی بھی اوسے نہ دیکھیگی مگر بلی نے اوسے دیکھ لیا اور اوسکو کھا گئی۔

بکری اور شیر و ریچھ اوپر کی حکایت سے امیر صاحب کا مقصد یہ تھا کہ اگر انگلستان آنکھ بند کیے ہوے غفلت کے عالم مین رہیگا اور یہ خیال کرتا رہیگا کہ روس اوسکو اور وہ روس کو نہ دیکھے تو افغانستان کا وہی حشر ہوتا ہے جو اوس کبوتر کا ہوا۔ مگر امیر صاحب غفلت اور دھوکے مین رہنا نہین چاہتے بلکہ وہ ہوشیار اور بیدار رہنے کو پسند کرتے ہین اور اسیواسطے اونھون نے لکھا ہی کہ افغانستان بطور بکری کے ہے اور شیر اور خرس اوس بکری کے ادھر اودھر ہین [illegible] شیر سے مراد انگلستان اور روس سے مراد خرس ہے پس امیر صاحب اپنی [illegible] حالت کی تمثیل اسطرح پر دیتے ہین۔

مثل مشہور ہے کہ بلی کو خواب مین چھیچھڑے نظر آتے ہین ہین جب خواب دیکھتا ہون تو اپنے ملک کی بھیڑی ہوئی حالت اور اوسکے بچاؤ کی تدبیر کے سوا کچھ نہین دیکھتا اس لحاظ سے کہ افغانستان ایک ایسا شکار ہے کہ جسپر ایک طرف سے تو ریچھ اور دوسری طرف سے شیر اوسکو نگل لینے کے لیے مستعد اور طیار رہتے ہین صرف موقع کے منتظر ہین۔

امیر صاحب کے اس خیال پر ہماری رائے

اس تحریر سے تو صاف

معلوم ہوتا ہے کہ امیر صاحب کو روس پر تو بالکل اعتبار نہین مگر انگلستان پر بھی جیسا کہ چاہیے
اونکو اعتبار نہین ہے اور یہ بھی مفہوم ہوتا ہے کہ امیر صاحب کو ہر وقت اندیشہ تھا کہ
روس و انگلستان موقع پاکر کہین یہ نہ کہدین کہ بکری کشتی پر خاک کیون اوڑاتی ہے۔
اور وہی ہو جو بکری کے ساتھ بھیڑیے نے اس حیلہ سے کیا تھا۔
اپنی کتاب کی دوسری جلد مین امیر صاحب نے آگاہ کردیا ہے کہ مین کیونکر اپنے
ملک کی نگرانی کرتا تھا اور اوسی مین پولٹیکل اولجھاؤ کے سلجھانے کی تدابیر ظاہر کی ہین
اور جب انگلستان نے اونکی سفارت سے انکار کیا ہے تو اوسکو ایک شیرین اور
تلخ تربوز کی حکایت کے لباس مین اسطرح پر ظاہر کرگئے ہین۔

حکایت شیرین اور تلخ تربوز

امیر صاحب نے لکھا ہی کہ ہمکو ایک عاشق کی حکایت یاد رکھنا چاہیے۔

ایک عاشق تھا جو روزمرہ اپنے معشوق کے پاس جایا کرتا تھا اوسکا معشوق
اوسکو شیرین تربوز کھلایا کرتا تھا اتفاقاً ایک روز اوسنے تلخ تربوز دھوکے سے
لے لیا اور حسب معمول جب اوسکا عاشق اوسکے مکان پر آیا تو اوسنے اوسکی
قاشون کو ایک پلیٹ مین رکھکر اوسکے روبرو پیش کیا مگر اوسکے عاشق نے بغیر کسی
شکایت کے اوسکو کھالیا جب آخری قاش رہگئی تو اوسکا ایک دوست آگیا اور اوس دوست
نے باقی ماندہ قاش کو کھایا اوسکو ذائقہ مین تلخی محسوس ہوئی اوسنے اپنے دوست سے کہا
کہ تمنے اپنے معشوق سے کیون اسکا کڑوا پن ظاہر نہ کیا اوسنے جواب دیا کہ مین کفران نعمت
کرتا اگر کڑوے تربوز کی شکایت کرتا اور مین کیون شکوہ و شکایت کے دفتر کھولتا مین
یہ خیال کرکے خاموش ہو رہا کہ ہر روز شیرین تربوز کھانے مین آتا تھا اگر ایک روز
تلخ تربوز کھانے مین آگیا تو کیا مضایقہ (ہرچہ از دوست میرسد نیکوست) اس
بات سے اور شکوہ نہ کرنے سے اوسکے معشوق کے دل مین اوسکے عاشق کی محبت
اور الفت زیادہ ہوگئی۔

تشریح تلخ تربوز سے انکار سفارت ہی اور تربوز شیرین سے وہ اعانت اور

رعایت جو کہ برٹش گورنمنٹ وقتاً فوقتاً کرتی رہی ہے مراد ہے یعنی مطلب امیر صاحب کا یہ تھا کہ جس گورنمنٹ نے اسدرجہ سلوک او رمراعات کی ہون اوسنے اگر سفارت سے انکار کر دیا تو اس معاملہ مین شکایت اور حکایت کیا۔

انگریزونکی پالیسی پر نکتہ چینی

امیر صاحب نے لارڈ لٹن کے پالیسی تقسیم افغانستان کو بالکل ناپسند کیا تھا اور موجودہ پالیسی کو کہ افغانستان ایک خودمختار حکومت رکھی جائے پسند کر رکھا تھا۔ امیر صاحب نے اپنے بیٹون اور جانشینون کو نصیحت کی تھی کہ اونکو انگریزون کی شکایت نہ کرنا چاہیئے اور اونکو فیل کی حکایت یاد رکھنا چاہیئے۔

ایک شخص کا خواب

ایک شخص تھا جس نے خواب مین دیکھا تھا کہ خداوند تعالےٰ اوسکو پیسہ عنایت کر رہا ہے اوسنے التجا کی کہ مجکو جواہرات عطا ہون اوسوقت خدا نے اوسکو روپیہ عطا کیا پھر اوسنے دوبارہ جواہرات مانگے اب اللہ تعالیٰ نے اوسے اشرفیان عطا فرمائین مگر اوسنے اونکو بھی انکار کیا اور مصر ہو کر جواہر مانگے اب اوسکی آنکھ کھل گئی اور وہ بیدار ہو پڑا اوسوقت اوسنے کچھ بھی نہ پایا جب اوسنے یہ دیکھا تو پھر لیٹ گیا اور آنکھین بند کر لین اور دست دعا ہو اکہ اللہ تعالیٰ جو تیری مرضی ہو وہی عنایت ہو مگر اب کیا رہا تھا وقت ہاتھ سے جاتا رہا اور اوسکو کچھ بھی نہ ملا۔

اتحاد ثلاثہ

امیر صاحب لکھ گئے ہین کہ روس کا ارادہ ہے کہ افغانستان کو نگل جائے اور جب اوسکو اس سے فراغت حاصل ہو جائیگی تو وہ ایران اور روم اور ہندوستان کو بہت جلد ہضم کر لیگا کیونکہ روس کو ملک گیری کی اشتہا حد سے زیادہ ہے اور اس باب مین مینے اپنی مستقل رائے قائم کر لی ہے۔

افغانون کو جاننا چاہیئے کہ روس نے افغانستان کو ابھی علیحدہ رکھا ہے مگر یہ علیحدگی تھوڑے عرصہ کے لیے ہے روس میری موت یا اور کسی وقت مناسب کا منتظر ہے مگر مین افسوس کرتا ہون کہ مینے بار بار روس کو مایوس رکھا مگر اس بارہ مین روس

کو چاہیئے کہ وہ مجھ پر الزام نہ قائم کرے کیونکہ مین روس کی خوشی کیواسطے اپنی موت گوارا نہین کر سکتا تھا اور یہ میرا قصور نہین ہے کیونکہ موت کا آنا برحق ہے اور یہ کام خدا کا ہے۔

تشریح اور رائے

اس تحریر سے امیر صاحب کا یہ مقصود تھا کہ وہ ایک اتحاد ثلاثہ افغانستان اور روم اور ایران ہر سہ سلاطین اسلامیہ مین قائم کرنیکی تجویز مین تھے اور اونکی خواہش تھی کہ اس اتحاد ثلاثہ کو اس طور سے اپنی آنکھون دیکھتے کہ ہر سہ سلاطین کی دارالسلطنت بذریعہ ریل اور تار متحد ہون اور اسطرح سے روس کی روک کیواسطے ایک مضبوط اور پائدار دیوار حائل ہو۔ مگر یہ رائے اور تجویز امیر صاحب کی مثل ایسے خواب کے سمجھی جاتی ہے کہ اوسکی تعبیر کچھ بھی نہین ہے اب تو امیر صاحب کا انتقال ہوگیا ہے اس لیے سمجھنا چاہیئے کہ اونکی یہ تجویز اونکے دل و دماغ کے ساتھ چلی گئی اگر امیر صاحب زندہ بھی رہتے اور اس تجویز کو عمل مین لانا چاہتے تو اونکو اوسمین کامیاب ہونا نہایت دشوار اور غیر ممکن تھا تجویز کا پیدا کرنا اور اونکے مناسب اور عمدہ ہونے مین کسی کو کلام نہین ہوسکتا جیسے کہ یہ تجویز امیر صاحب کی لایق قدر ضرور ہے مگر اوسپر عمل کرنا اور عمل سے اوسکو پورا اور مکمل کرنے مین جو دشواریان لاحق ہوجاتی ہین وہ ایسی ہی ہوتی ہین کہ آخرکار مجوز کو اپنی تجویزون سے ہاتھ اوٹھانا پڑتا ہے۔ یہ سچ ہے اور موجودہ زمانہ مین حالات اور واقعات کا مقتضا بھی یہی ہے کہ ہر طبقہ کے مسلمانون مین اتفاق ہونا چاہیئے خصوصًا سلاطین اسلامیہ مین جیسے کہ ایران و روم و افغانستان ہین مگر جب مسلمانون کے بہار کے دن جاتے رہے ہین اور یہ امت خزان کے موسم مین آگئی ہے اور ایسی خزان کہ سوا اسکے پھر بہار کا دیکھنا نصیب نہوگا تو ایسی حالت مین یہ نغمے اور زمزمے خارج از آہنگ معلوم ہوتے ہین۔ تاریخ نے ہمکو آگاہ کردیا ہے کہ دنیا مین کوئی قوم ایسی نہین ہے جسپر قوم کا اطلاق ہوتا ہو اور اوسکو پولٹیکل بہار کا نظارہ نصیب نہوا ہو اور یہ بھی بتادیا ہے کہ چھ سو برس کے اندر سلطنتین بدل جایا کرتی ہین اور اونمین

پولٹیکل انقلاب ایسے ہوتے رہتے ہین کہ قوم کی حکومت جاتی رہتی ہے اور بجاے
اوسکے دوسرے قوم کی حکومت قایم ہو جاتی ہے اور قوم کا پولٹیکل عروج اور تنزل
اونھین کے افعال اور اعمال پر موقوف رہا ہی عربون کا پولٹیکل عروج دیکھنا چاہیئے اور
اونکے مختلف شعبون کی شان و شوکت اندلس اور بغداد کی حکومت کے پیرایہ مین
خیال کرنا چاہیئے اور پھر غور کرنا چاہیئے کہ اوس عروج کے اسباب کیا تھے یہ تھے
کہ اونکی پولٹیکل رفتار اتحاد اور اتفاق سے تھی جب اونمین باہم نفاق ہو گیا اور
اتفاق قائم نہ رہا تو مین چھہ سو برس کے اندر اونکا حکومتی نام و نشان صفحہ ہستی
سے مٹ گیا علی ہذا قدرت نے تاتاریون کو موسم بہار عطا کیا مگر چھہ سو برس کے
اندر ہی اندر اوس قوم کا بھی خاتمہ ہوگیا امیر عبد الرحمن خان نے جن سلاطین اسلامیہ
مین اتحاد ثلاثہ کی تجویز ٹھہرا رکھی تھی وہ اوسی امت کے افراد ہین جسکا حال و
مال ہمنے ظاہر کر دیا ہے یعنے قوم عرب سے موجودہ سلاطین اسلامیہ علیحدہ ہین
مگر امت مین سب شریک ہین اور جبکہ ایران و روم اور افغانستان ہی اسلامیہ
حکومتین دنیا مین باقی رہگئی ہین تو انمین باہم قومی اور مذہبی تباین اسقدر بڑھا ہوا
ہے اور تاریخ نے باہم اس مرتبہ پولٹیکل منازعت قائم کر رکھی ہے کہ اونمین باہم
اتحاد کا ہونا بالکل غیر ممکن تھا اور ایسا ہی رہیگا۔

امیر روس کے حملہ کو روکنے کیواسطے کیسے تھے۔

وہ لکھ گئے ہین کہ مین روس کے حملے کے روکنے کیواسطے ایک لاکھ سپاہ ہرات مین ایک ماہ کے اندر جمع کر سکتا ہون اور روسی مقبوضات مین جو ترکی مسلمان ہین اونکو روس سے آمادہ
جنگ کر سکتا ہون اور اس طور سے مین کل روسی طاقت کا مقابلہ کر سکتا ہون
اس لحاظ سے روسی مقتدر عہدہ دارون کو آگاہ کرتا ہون کہ روسی حملہ ہرات پر میری
موجودگی مین غیر ممکن ہے کس واسطے کہ مین مستعدی سے روس کے استقبال کے
واسطے حاضر ہون مین نے اسی غرض سے بارہ سال کی مدت مین ہزارہا آدمیون

کو مقرر کر کے بمقام دہوانی ایک قلعہ بنا دیا ہی اور بغرض حفاظت صوبہ بوکھا اس قلعہ پر عمدہ اور جلد فیر کرنے والی توپون کو چھوڑ رکھا ہے جب مین نے اسطرح سے ہرات اور بوکھ کو مضبوط کر لیا تو روس نے بدخشان کی سرحد پر تاک جھانک شروع کی گر مین نے اوس کے جواب مین اوس حصے مین بھی روس کے مقابلے کے لیے اپنے کو طیار کر لیا۔

اب انگلستان کو کیا کرنا چاہئیے

امیر صاحب کو یقین ہے کہ ایک نہ ایک روز ضرور روس کے حملہ کا سامنا ہوگا پس مین انگلستان کو چند نصایح کرتا ہون کہ اوسکو کیا کرنا چاہئیے کہ وہ اپنی سر کو روس کے حملہ سے بچائے۔

نصیحت اول یہ ہے کہ انگلستان اور افغانستان مین گاڑھی دوستی لازم ہے کیونکہ اگر روس کا قدم ہرات مین آیا تو ہندوستان سرکش ہو جائیگا اور روس اوسوقت تک ہرگز حملہ نہ کریگا جبتک کہ امیر کی مدد کے لیے انگریز طیار رہین گے۔

دوسری نصیحت یہ ہے کہ روس بھی اپنے رخ کو نہ پھیریگا جبتک کہ انگریز اپنی رخ کو نہ پھیرین اس مقام پر مین ذیل کا شعر لکھتا ہون کہ اوسکو پڑھکر انگریز حفظ ماتقدم کی ضرورت سمجھ لین۔

شعر

سرچشمہ شاید گرفتن بہ میل ۔ چو پر شد نہ شاید گذشتن بہ پیل

تیسری نصیحت یہ ہی کہ انگلستان کو کثیر اسلحہ و رقم اور سامان فوجی مجھکو اور میری جانشینون کو دینا چاہئیے تا کہ مین اور میری بعد افغانستان مضبوط ہوتا رہے۔

امیر صاحب افغانون کو کیا ہدایت کر گئے ہین

مین افغانون کو ہدایت کرتا ہون کہ وہ افغانستان مین کسی طاقت کے قدم نہ جمنے دین حتی کہ اگر انگریز بغرض امداد و اعانت افغان بمقابلہ روس آنا چاہین تو نہ آنے دین افغان اوسوقت بمجبوری انگریزی فوجون کو اپنے ملک مین آنے دین جبکہ وہ بمقابلہ روس شکست یاب ہون اور روس نے قبضے کو وسیع تر پر نہ روک سکین اور جبتک جنگ کی طاقت افغانون مین باقی رہے

اُسوقت تک افغانون کو چاہیئے کہ جنگ کرتے رہین اور ایسا ہی ہوگا۔ کہ وہ روس خواہ انگلستان کے کسی ایک سپاہی کو اپنے ملک مین قدم نہ رکھنے دین کہ وہ اونکی دشمن سے کے ہٹانے مین مدد کرین کیونکہ ایسی امدادی فوج سے نجات غیر ممکن ہوگی اور جبکہ ایسی امدادی فوج آجائیگی تو وہ یہ حیلہ کریگی کہ ہمنے ملک مین امن قایم کیا ہے اور اس صورت مین اوس سے نجات ممکن نہین ہے۔

روس وانگلستان اگر افغانستان کی حصے بخرے کرینگے تو کیونکر

اگر روس وانگلستان افغانستان کو تقسیم کرینگے تو روس کو سرسبز و شاداب حصہ ملک کا ہاتھ آئیگا کیونکہ وہ مقامات اوسکے حدود سے ملحق ہین یعنی یہ وہ صوبجات ہین جو ہندوکش کے مغرب مین واقع ہین اور وہی زرخیز خیال کیے جاتے ہین اور کابل اور جلال آباد انگریزون کے حصے مین آئینگے اور یہ ایسے صوبہ جات ہین کہ یہ اپنی مصارف کو آپ برداشت نہین کرسکتے ہین۔

اتحاد ثلاثہ کی پھر تحریک

انگریزونکو اتحاد ثلاثہ کے بڑھانے مین جسکا ذکر مین اوپر کرچکا ہون سعی کرنا چاہیے ادھر انگلستان اور افغانستان کو متفق ہوکر اپنی رعایا کے آسودہ حال رکھنے اور ایک کافی فوج جرار دشمن کے حملہ روکنے کے لیے تیار رکھنے مین کوشش کرنا چاہیے یہ مصداق اس مقولہ کے کہ ایک مقوی دوا کا استعمال بحالت صحت وتندرستی اوس سے بہتر ہے کہ بیمار پڑکر بدذایقہ دوا کا استعمال کیا جائے۔

امیر صاحب انگلوانڈین صاحبان کو اسطرح پر نصیحت کرگئے ہین

مین انگرزون کو آگاہ کرتا ہون کہ روس اپنے قومی تعلقات شادی بیاہ کرنے سے اپنی مشرقی رعایا مین بڑھاتا رہتا ہے بخلاف اسکے

انگریز اور ہندوستانی بالکل علیحدہ علیحدہ ہین

ہماری تشریح امیر صاحب یہ خیال حسب حال ہندوستان ظاہر کیے گئے ہین مگر افسوس ہے کہ اوسکی صلاح ابتک نہوئی اور نہ امید اسکی اصلاح کی ہی
کیونکہ انگلش حکومت مین قومی اقتدار اسدرجہ بڑھا ہوا تسلیم کر لیا گیا ہے کہ اگر اسکی
اصلاح گورنمنٹ ہند کرنا چاہتی ہے تو قوم کا غل وشور مانع ہوتا ہے اور قرار واقعی
اصلاح نہین ہونے پاتی اسکا انجام اچھا نہین ہے اور ہمنے اپنی اسی کتاب کے
ہندوستانی معاملات مین اسپر بخوبی بحث کی ہے۔

افغانستان ایک چھتہ بھڑونکا ہی روس کے حملہ اور اوسکو نقصان کیساتھ واپس جانے کے متعلق امیر صاحب
ایک حکایت یاد دلائے گئے ہین اور وہ حکایت یہ ہے۔
کہ ایک شخص نہایت لاغر اندام تھا اور اوسکی عورت حد درجہ اوسکے فربہ ہوجانے کی تمنا
رکھتی تھی اور اوس شخص کی عادت تھی کہ بھڑون کے چھتہ کو چھیڑا کرتا تھا باوجود اسکے
کہ اوسکی بیوی اوسکو منع کرتی رہتی تھی۔ اتفاقاً ایک روز جو ہین اوسنے بھڑون کے
چھتہ کو چھیڑا کہ تمام بھڑین اوس شخص کو لپٹ گئین اور اوسکو بہانتک کاٹا کہ اوسکا سارا
جسم سوج گیا اور چہرہ بھی سوجا جب وہ اس حالت سے اپنے گھر آیا تو اوسکی بیوی
اوس فربہی کو دیکھکر نہایت خوش ہوئی اور کہنے لگی کہ میاں تم یکایک کیسے موٹے
ہوگئے اوسکے شوہر نے واقعہ بیان کیا یہ سنتے ہی اوسکی عورت دعا کرنے لگی کہ
خدا اسکی سوزش اور درد دفع کر اور اسکی فربہی قایم رکھ مگر اوسکی بدقسمتی سے سوجن تو
تھوڑے عرصہ مین جاتی رہی لیکن درد بدستور باقی رہگیا۔

تشریح اس سے مراد یہ ہے کہ روس کی حالت افغانستان پر حملہ کرنے سے یہی ہوگی جیسے کی اوس شخص کی ہوئی اور اسکا نتیجہ سوا درد اور دکھ
کے اور کچھ پیدا نہوگا جیسا کہ ہنری دی فرسٹ آف فرانس نے اسپین پر حملہ کیا تھا۔
تو بجز نقصان اوسکو اور کچھ ہاتھ نہ لگا زیادہ فوجین بھیجین تو بھوکون مر گئین اور کم بھیجین
تو دشمن کو فتح ہوئی

باب ہفتم

امیر حبیب اللہ خان کی امارت

امیر عبد الرحمن خان کی وفات کے بعد جو ۳ - اکتوبر سنہ ۱۹۰۱ء مطابق ۹ اجمادی الثانی سنہ ۱۳۱۹ ہجری یوم پنجشنبہ کو نصف شب کے بعد وقوع مین آئی امیر حبیب اللہ خان تخت نشین کابل ہوے اور ایک فرمان جاری کیا جو حسب ذیل ہے -

امیر حبیب اللہ خان کا فرمان

ضیاء الملت والدین امیر المومنین امیر عبد الرحمن خان غازی نے انتقال فرمایا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیہِ رَاجِعُونَ ۵ - اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے کہ جب موت آتی ہے ایک ساعت بھی تقدیم و تاخیر نہین ہوتی اس حکم کے بموجب والد مرحوم کی روح نے اپنے مقررہ وقت پر فردوس برین مین آرام لیا اس حادثہ جانکاہ کی مین کچھ کیفیت بیان کرتا ہون یعنی والد مرحوم معاملات سلطنت کی انجام دہی اوسوقت تک کرتے رہے جبتک کہ ملک الموت نے انھین قید ہستی سے آزاد نہ کیا آپنے اونیس ۱۹ جمادی الثانی بروز پنجشنبہ اپنے موسم گرما کے محل موسوم بہ کالا باغ مین انتقال کیا جمعہ کی صبح کو یہ وحشتناک خبر شہر مین پھیل پڑی اور اسکے سنتے ہی کل فوجی اور ملکی افسر تعزیت کے لیے میرے پاس آئے اونکے وفور غم کی یہ حالت تھی کہ گویا اونکا شفیق باپ دوام کیواسطے اونسے جدا ہوگیا ہے - قندھار اور ترکستان وغیرہ کے کل اعلی افسر جو کابل مین تھے اس خاکسار بندہ خدا کے پاس آئے اور ہزارون آدمیون کے ساتھ فاتحہ خوانی مین شریک ہوے سب نے صدق دل اور صفای قلب سے فاتحہ پڑھی پھر اون لوگون نے میرے ہاتھ پر بیعت کی اور اطاعت اور فرمانبرداری کی قسم کھائی اور یہ کہا کہ ہم حضور ہی کو اپنا بادشاہ بناتے

ہین تاکہ ہم وحشیانہ حالت مین نہ چھوڑ دیے جائین ہمنے نہایت صدق دل سے آپکے
ہاتھ پر بیعیت کرلی ہے ہم التجا کرتے ہین کہ حضور انتظامی معاملات کی عنان اپنے
ہاتھ مین لین اور ہماری قوم کے سر پر ہاتھ رکھین اور جسطرح آپکے مرحوم والد نے
بے انتہا محنت اور جانکاہی سے کام کیا ہے حضور بھی شب و روز اوسی تندہی
سے اپنے فرائض کی تکمیل کرین - آمین -

فاتحہ کے بعد مین نے نہایت شفقت سے اونکی قسمون کو قبول کیا اوسی روز میرے
سب چھوٹے بھائی آے اور اونھون نے باری باری سے بعیت کی اونکے بعد شاہی
خاندان کے لوگ اور محمد زئی امرا پھر دوسرے جرگون کے سردار اور سید اور علما او
مشایخ اور ملکی اور جنگی افسرون نے بیعت کر کے اطاعت اور وفاداری کی قسمین کھائین
اور میری امارت پر خداوند زمین اور زمان کا شکریہ ادا کیا جب یہ مراسم ادا ہوچکین تو
سب کے سب کالا باغ مین آئے اور اون لوگون کے ساتھ جو کالا باغ مین پہلے
ہی سے موجود تھے خلدمکان کی نماز جنازہ پڑھی نماز کے بعد اوس عظیم الشان پر جلال شاہ
کا جنازہ وصیت کے موافق بوستان سرا کیطرف چلا اور آخر کار اوس قدیمی گھر مین رکھدیا
گیا یہ وہ گھر ہے جہان ایک دن سبکو جانا ہے خداوند کریم انکو بہشت نصیب کرے -

اسکے بعد ۲ - اکتوبر کو ایک دربار ہوا جس مین کل امرا اور وزرا اور علما موجود تھے
سبنے متفق اللفظ ہوکر حبیب اللہ خان کو امیر تسلیم کیا اور قرآن پاک اونکے آگے پیش
کیا گیا اون سبنے مفصلہ ذیل الفاظ کہہ کے قرآن مجید پر مہر لگادی -

ہم سب جنگی عہدہ دار مع کل افواج اور تمام افغانی جرگون اور سردارون اور
علماؤن کے قرآن مجید کی قسم کھا کر کہتے ہین کہ ہم نے امیر حبیب اللہ خان کو اپنا بادشاہ
بطیب خاطر قبول کیا حبیب اللہ خان نے بجواب اسکے فرمایا کہ تم نے مجھے اپنا بادشاہ
بنایا اور مین نے اس عہدہ کو قبول کیا انشاء اللہ العزیز مین ہمیشہ اسلام کے روشن
اصول پر چلونگا کبھی راہ شریعت اور طریقہ اسلام سے قدم باہر نہ رکھونگا اور افغانستان
کے لوگون کی جنھون نے مجھے اپنا بادشاہ تسلیم کیا ہے حفاظت کرتا رہونگا اسکے بعد

حاضرین دربار نے اپنے اپنے عمامہ اوتار کر حبیب اللہ خان کو دعائین دین۔

۸ اکتوبر کو جو دربار ہوا اوسمین پرنس نصر اللہ خان ایک قرآن مجید اور تلوار اور امیر مرحوم کا ایک جھنڈا لیکر آئے جب نصر اللہ خان قریب آگئے تو حبیب اللہ خان نے دو چار قدم آگے بڑھکر اور قرآن مجید بھائی سے لیکر اپنے سر پر رکھ لیا اور تلوار اپنی کمر سے باندھی اور جھنڈا ہاتھ مین لے لیا اور بحیثیت ایک مسلمان حکمران ہونے کے قسم کھائی اور کہا کہ مجھے میرے بھائیون اور تمام فوجی اور ملکی افسرون نے شاہ افغانستان بنایا ہے لہذا مین نے یہ عہدہ قبول کر لیا ہے اور مین خداوند تعالی کے حضور مین اپنے گناہون کی آمرزش چاہتا ہون مجھے اپنے بھائی نصر اللہ خان پر پورا بھروسہ ہے جو عہدہ امیر مرحوم کے وقت سے اونکا تھا وہ اب بھی اوسی عہدہ پر کام کرینگے اور بھائی محمد عمر جان کو افسر مالگذاری مقرر کیا گیا اور بھائی امین اللہ خان کو محکمہ جوڈیشل کا افسر نامزد کیا۔

بعد اسکے جو اعلان امیر کی جانب سے رعایا افغانستان مین تقسیم ہوا وہ اس طرح پر ہے۔

اعلان

میرے والد کا انتقال ہو گیا اور مجھے یعنی حبیب اللہ خان کو اپنی مرضی کے مطابق کل سرداروں نے اپنا بادشاہ بنایا اور سبکی طرف سے ایک قرآن مجید ایک تلوار ایک پیٹی امیر مرحوم کی دی گئی جو مرحوم کو مزار شریف کے طبقہ سے دی تھی اب لوگون کو اطلاع دیتا ہون کہ مین نے محاصل مالگذاری اور ٹکسونمین کمی کر دی ہے اور آپ صاحبون کو یقین رکھنا چاہیئے کہ مین ہمیشہ آپکی بہبودی اور ترقی کا خیال رکھونگا۔

ایک اور فرمان مین امیر صاحب نے اون افغان جلاوطنون کو اپنے وطن مین واپس آنیکا حکم دیا جو بخوف امیر عبدالرحمن خان ہندوستان مین مفرور ہوکر پناہ گزین ہوئے تھے امیر مرحوم نے قبل وفات یہ تجویز کی تھی مگر قبل اسکے کہ ایسی تجویز پوری ہو اونکا انتقال ہو گیا تھا بعد اونکے امیر حبیب اللہ خان نے ذیل کا فرمان نافذ فرمایا

جسکا ترجمہ یہ ہے ۔

ترجمۂ فرمان امیر حبیب اللہ خان

بر ضمائر اخلاص مآثر رعایائے دولت خداداد افغانستان

جو لوگ کہ بوجہ بے ضابطگی اور نا حق شناسی ملکی حکام کے اپنے ملک اور اپنے وطن سے آوارہ اور مفرور ہوکر دوسرے ملک مین چلے گئیے ہین اونکو اطلاع دیجاتی ہے کہ بعد وفات حضرت ضیاء الملت والدین قبلہ گاہ معظم خلد آشیان جب مین تخت نشین اور فرمانروائے مملکت افغانستان زاد اللہ شوکتہٗ ہوا تو اس ملک کی تمامی خلایق یعنی ہر کہ ومہ نے میری بیعت کی اور میرے سایہ عاطفت مین داخل ہوے ۔ اور وہ لوگ مورد نوازشات شاہانہ ہوے اب وہ بامن تمام دعائے بقائے دولت خداداد مین مصروف ہین پس تم سب بھی جب اس ملک کے رہنے والے ہو اور سرکار والا تم سبکو اپنی رعیت سمجھتے ہین لہذا سرکار والا کی مرضی نہین ہے کہ تم لوگ اپنے وطن اور اپنے گھرون کو چھوڑکر غیر ملک مین پریشان آوارہ رہو بنا برآن بکمال ترحم و مہربانی تم سب سے ارشاد فرماتے ہین کہ بخوشنودی خاطر و اطمینان تمام جو آدمی جس مقام پر فرار ہوکر چلا گیا ہے وہ اپنے وطن اور گھر کو واپس آئے اور بآرام تمام بود باش کرے جسقدر تمہاری املاک بوجہ تمہارے فرار ہوجانے کے عمال بادشاہی نے ضبط کرلی ہے اونکو حکم دیا گیا ہے کہ بروقت تمہاری واپسی کے تمکو تمہاری املاک تفویض کردین اور یہ اسوجہ سے کیا گیا ہے کہ تم سب بسبب غریب الوطنی و پریشانی بے خانما اور بے جائداد ہوگئے ہو اور یہ بھی مین نے مقرر کیا ہے کہ جو شخص اپنے گھر اور اپنے ملک مین واپس آئے اوسکی زمین اوسکو سپرد کردینا چاہیئے اور تمہاری معاش کیواسطے تخم بطور تقاوی بقدر ضرورت زراعت منجانب حکومت تمکو اوسوقت دیا جائیگا جبکہ تم مین سے ایک دوسرے کا ضامن ہوگا اول سال کی مالیہ تمہارے واسطے معاف کردی گئی ہے وہ تم سے نہین لیجائیگی مگر نصف تقاوی جو حق بیت المال ہے وہ حاصل کیجائیگی اور سال مابعد مین

نصف تقاوی و مالیہ معمولی لیا جائیگا اس سے زیادہ تم لوگون سے کسی کی مجال نہین جو حاصل کرے درگاہ باری تعالی سے اُمید رکھتا ہون کہ تمہاری پریشانی اور سرگردانی مبدل براحت ہو جائے اور بخرسندی وہ آسودہ حالی دعاگو و شکرگذار رہو اور اپنے آنے مین تامل نہ کرو اور الطاف والا کو اپنے شامل حال سمجھو۔ ۲۔ جمادی الثانی ۱۳۱۹؁ھ ہجری مطابق اردی ہیل سال بقر۔

الراجی الی اللہ

امیر حبیب اللہ

دستخط۔ محمد عظیم۔ ملازم دولت افغانستان

مذکورہ بالا حالات اور واقعات سے ظاہر ہوتا ہے کہ امیر حبیب اللہ خان کی امارت ہی کو اونکے ملک اور قوم نے تسلیم نہین کیا بلکہ ایسے خلوص اور محبت کا اظہار مختلف دربارونمین کیا گیا کہ اوس سے عملی طور پر جو نتیجہ پیدا ہوا اوس سے تمام دنیا آگاہ ہوگئی کہ امیر عبدالرحمن خان کی بدولت افغانستان کو جو نئی زندگی حاصل ہوئی وہ امیر حال کے زمانہ مین معدوم نہوگی بلکہ اوسمین روز بروز ترقی کی امید پائی جاتی ہے امیر حبیب اللہ خان کا یہ منشا ہے کہ اپنے والد ماجد کے قدم بقدم چلین۔ اور کوئی بات ایسی نہ کرین کہ اونکے والد مرحوم کے مقاصد کے خلاف ہو قوم افغان نے جو معاہدات امیر عبدالرحمن خان سے کیے تھے اونھین معاہدات کے ساتھ امیر حبیب اللہ خان سے بیعت کی ہے اور تمام افغانی قبائل بحلف متفق ہو گئے ہین کہ موجودہ افغانستان کو محفوظ رکھین گے اور اپنے ملک کی ایک قاش بھی دوسرے بادشاہون کو نہ لینے دینگے۔ اسطرح کا اتفاق اور یہ مستعدی اور سرگرمی ملک افغانستان کو کبھی حاصل نہ ہوئی تھی یہ امیر عبدالرحمن خان کے مدبرانہ خداداد قابلیتون کا نتیجہ سمجھنا چاہیئے کہ آج افغانستان ایشیہ مین ایک قوی اور باشوکت و شان سلطنت معلوم ہوتی ہے اور ایسا اتفاق اور ایسی آراستگی امیر کی فوج اور قبائل افغانستانمین ہو گیا ہے کہ اگر یہ زمانہ سابق مین ہوتا تو

اوس سے اوس زمانہ کے بادشاہ شاید ہی مقابلہ کرکے سر بر ہوتے مگر زمانہ حال مین یہہ ساری ترقی افغانستان مین اسوجہ سے ہوئی ہے کہ اپنے ملک کو محفوظ رکھین اور جبکہ دو عظیم الشان سلطنتون کے درمیان مین اونکا ملک ہوگیا ہے تو اونکو سوائے ایسی ترقی اور اتفاق کے اور کوئی چارہ نہ تھا قبل وفات امیر عبدالرحمن خان یہ خیال ہوتا تھا کہ کابل مین ضرور تلوار ریل چلائیگی مگر حیرت کا مقام ہے کہ جب امیر کا انتقال ہوا تو تلوار کا چلنا کیسا کسی کی نکسیر بھی نہ پھوٹی - اگر غور کیا جائے تو افغانستان کو یہ درجہ انگلستان کی وجہ سے حاصل ہوا مگر وہ پولٹیکل حقوق جنکی خواہش انگلستان کو مدت سے ہے انگلستان کو نہ امیر عبدالرحمن خان کی حیات مین حاصل ہوے اور نہ بعد ممات امیر سابق امیر حال نے اون حقوق کے عطا کرنیکا وعدہ کیا لارڈ کرزن جو افغانستان کے معاملات مین نہایت دور اندیش اور مدبر خیال کیے جاتے ہین جب اونھون نے کابل مین ایک اسلامی ڈیپوٹیشن بھیجا تو امیر نے اوسکی خاطر اور مدارات مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا مگر اصل معاملہ جیسا پہلے تھا ویسا ہی رہا یعنی امیر نے علی الاعلان دربار مین بیان کردیا کہ انتظام مملکت مین مین اپنے والد کی پالیسیون کا پابند ہون نہ اپنے ملک مین ریل جاری کرنے دونگا - اور نہ کسی یورپین سفارت کا قیام پسند کرتا ہون - معاملات تجارت بدستور رہین گے اور کسی حصہ ملک مین پادری وعظ نہ کہنے پاوینگے اب اس واقعہ سے بڑھکر ناکامی کا ثبوت اور کسی واقعہ سے نہین ہو سکتا -

امیر حبیب اللہ خان کے حالات اور یہ کہ اونکی حکومت کے وقت ملک کی کیا حالت تھی -

امیر حبیب اللہ خان ابھی نوجوان ہین مگر اُنھون نے اپنے والد کے وفات کے قبل جو ملکی کام کیے وہ قابل تعریف تھے امیر حبیب اللہ خان ۱۸۷۲ء مین سمرقند مین پیدا ہوے اور یہ امیر عبدالرحمن خان کے سب سے بڑے بیٹے ہین جب مرحوم امیر مزار شریف گئے تھے تو اونکی

عدم موجودگی مین امیر حبیب اللہ خان نے نہایت لیاقت و قابلیت سے افغانستان
کے انتظامی معاملات کو انجام دیا تھا اور یہی امیر صاحب کے ولیعہد خیال کیے جاتے تھے
لارڈ کرزن موجودہ وائسرائے نے ایک زمانہ مین حبیب اللہ خان کو دیکھا تھا اوتھون نے
انکی نسبت اپنی یہ رائے ظاہر کی تھی کہ یہ سردار نہایت باخلاق نوجوان ہے تمام ملک
انکو پیار اور عزت کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور اونکی قابلیت بدرجہ غایت عمدہ اور
قابل تعریف ہی جو شخص اونسے ملاقات کرتا ہے بے اختیار اونکے اخلاق کی تاثیر اور
لیاقتون کی خوبی کا قائل ہوتا ہے فی الحقیقت سردار حبیب اللہ خان ہر طرح سے اس
قابل ہین کہ ولیعہد تصور کیے جائین کابل مین یہ برائے نام ولیعہد ہی نہ تھے بلکہ
بطور جلیل القدر عہدہ دارون کے یہ بھی ایک کام کرنے والے عہدہ دار تھے پس
جب اوتھون نے اپنے والد کے عہد حکومت مین افغانستان کے انتظامی معاملات
کو انجام دیکر تجربہ حاصل کیا تو انکے ایک لایق مدبر ہونے مین کسی کو کلام نہین
ہو سکتا لیکن افغانستان کی امارت کیواسطے تنہا مدبر اور منتظم ہونا کافی نہین ہے
بلکہ بہادر اور شجاع ہونا امارت افغانستان کیواسطے لوازمات سے ہے اور یہ بات
ایسی ہے جسکا علی ثبوت امیر صاحب حال کی جانب سے پایا نہین جاتا انکے
آباواجداد کے حالات جو ہمنے لکھے ہین اونکو پڑھکر ہماری اس کتاب کے دیکھنے
والے یہ نتیجہ نکال لینگے کہ بارکزئی قبیلہ نے اپنی حکومت کابل مین صرف شجاعت
اور بہادری سے قایم کی تھی امیر دوست محمد خان کے عہد سے لیکر امیر عبدالرحمن
خان کے عہد تک جب غور کیا جاتا ہے تو اونکی امارت محض بزور شمشیر اور دلیری
اور بہادری سے قایم تھی اور یہی نہ تھا بلکہ اون امیرون نے بڑے بڑے
پولٹیکل معاملات سلجھا دیے اور اپنے ملکی اور قومی اقتدار کو قایم رکھا امیر عبدالرحمن
خان شجاع اور بہادر بھی تھے اور اپنے بزرگون مین سب سے بڑھکر مدبر اور منتظم
ثابت ہوے امیر عبدالرحمن خان کی مدبرانہ قابلیت کو خداداد تصور کرنا چاہیے کیونکہ
اوتھون نے جو ممتاز اور نمایان کام اپنے عہد مین کیے وہ دوسرون کے حصہ مین

نہ تھے یہ انھین کے حصہ مین تھا کہ افغانستان ایسے وحشی اور جنگی ملک کو ایک باقاعدہ
اور باضابطہ سلطنت کر دینے مین کوشش کی اور کامیاب بھی ہوے اور یہی ترقی
یافتہ حکومت امیر حبیب اللہ خان پر منتقل ہوئی ہے امیر حبیب اللہ خان نے ابھی تک
اپنے باپ کی پالیسی مین کسی قسم کی ترمیم نہین کی بلکہ فوج کی تنخواہون مین کسیقدر اضافہ
کرکے اپنے کو ہر دلعزیز بنا نا چاہا ہے جس شایستہ طریقہ سے اونکی قوم نے اونکی امارت
کو تسلیم کیا اور کوئی ہنگامہ اور فساد برپا نہوا اس سے پایا جاتا ہے کہ افغانستان کی
حکومت نہایت قوی اور مضبوط ہے اور امیر حبیب اللہ خان صرف امیر افغانستان ہی
نہین ہین بلکہ اپنے علم اور فضل کی وجہ سے بطور ایک مذہبی پیشوا کے افغانستان مین
تسلیم کیے جاتے ہین - اب یہ سوال ہے کہ افغانستان کی یہ شوکت اور جلالت انگلستان
کے واسطے کہانتک فائدہ بخش ہے اسکا جواب یہی ہوسکتا ہے کہ انگلستان کی جو
حالت امیر عبد الرحمن خان کے وقت مین تھی وہی اب بھی ہے اور اسمین سر مو
فرق نہین ہوا جو کچھ امیر مرحوم نے کیا تھا وہ اپنے ملک اور قوم کے واسطے تھا اور
جو امیر حال کر رہے ہین وہ بھی اونھین کے ملک کے واسطے ہے۔

افغانستان مین یہ بات عجیب ہوئی ہے کہ امیر حبیب اللہ خان کو قوم نے
امارت کابل کیواسطے منتخب کیا اور سارے افغان قبائل کے سرگروہون نے اونسے
بیعت کی اور یہ بھی واقعہ حیرت بخش ہے کہ بعد وفات امیر عبد الرحمن خان خانہ جنگیان
نہین ہوئین لیکن یہ خلاف توقع امور اگرچہ پیدا ہوے ہین تاہم ان پر اعتبار
جیسا کہ چاہیئے نہین ہوسکتا تمام قبائل افغانستان کا بیعت کرنا اور خود امیر حبیب اللہ
خان کے بھائیون کا مطیع ہونا اور بیعت کے واسطے ہاتھ مین ہاتھ دینا کیا اس سے
اعتبار کر لیا جائے کہ سلطنت افغانستان ایسی ہی شایستگی اور تہذیب سے ترقی
کرتے ہوے قایم رہیگی یہ بیعت تو ہمکو اوسی بیعت کی یادگار معلوم ہوتی ہے جو
عربون نے اپنے اخیر زمانہ مین کی تھی یعنی عہد بنی امیہ اور بنی عباس مین بیعت
کی کچھ تعظیم اور توقیر نہ رہی تھی اور نہ کچھ اسپر اعتبار کیا جاتا تھا - علاوہ اسکے خود

امیر دوست محمد خان سے سرداران افغانستان نے اوسوقت بحلف کہا تھا جبکہ شاہ شجاع
غزنی سے کابل پر حملہ کرنے والے تھے کہ ہم باتفاق شاہ سے جنگ کرینگے مگر شاہ سے رشوت
لیکر دوست محمد خان کی بیعت توڑی اور حلف کا کچھ خیال نہ کیا اور دوست محمد خان کو چھوڑ دیا پھر جبار خان
دوست محمد خان کے بھائی کی حالت بھی یہ تھی کہ جب امیر نے اپنے اہل وعیال اوسکے سپرد کیے اور
کہا کہ ایک مقام سے دوسرے مقام پر لے جاے مگر اوسنے یہ دغا کی شاہ شجاع سے
رشوت لیکر امیر کے اہل وعیال کو گرفتار کرادیا بس ایسے ہی اور بھی واقعات افغانون کی
بے اعتباری کے ہین جنکو اس کتاب کے پڑھنے والے معلوم کرلین گے اور امیر
حبیب اللہ خان کو بھی وہی مشکلات اور دشواریان پیش نظر رکھنا چاہیئے جو اونکے
والد نے اپنے دوران حیات مین پیش نظر رکھی تھین یعنی پولیٹکل معاملات کابل کے
اوسوقت سے نہایت پیچیدہ ہوتے چلے آئے ہین جب سے کہ روس کی پیشقدمی
کو ترقی ہوگئی ہے اور کابل درمیان انگلستان اور روس کے ایک پردہ ہوگیا ہے
اسکے علاوہ اگر امیر حبیب اللہ خان ایسے منتظم ثابت ہونگے جو اپنے ملک کے انتظامی
واقعات کے تغیر اور تبدل کے اعتبار سے انتظام کرتے رہین گے تو افغان اونکی حکومت
کے تسلیم کرنے والے سمجھے جائینگے کیونکہ امیر عبدالرحمن خان نے اسیطرح اپنے ملک
کا انتظام کیا تھا اور یہ شایستگی اور تہذیب کا ظہور جو متعلق اصلاح افغانستان اونکے
عہد مین ہوا تھا وہ یورپ کی تقلید سے نہ تھا بلکہ جو کچھ ہوا اس سبب سے ہوا کہ امیر
عبدالرحمن خان نے آہنی پنجہ سے افغانستان پر حکومت کی اور اونکے دباؤ اور جبروت
کے خوف سے تمام افغان نے اونکی اطاعت قبول کی تھی اگر امیر حبیب اللہ خان بھی
اسی پر عمل کرتے رہین گے تو افغان مطیع اور منقاد رہینگے۔ مگر یہ ہمارا خیال اوسوقت
صحیح ہوسکتا ہے جبکہ وقت ایسا ثابت کردکھائے ابھی تو داستانین سننے مین آیا کرتی
ہین وقت پر جو کچھ ہوجائے وہی ٹھیک ہی باقی ہیچ ۔

امیر عبدالرحمن خان کو اپنی حکومت کے مضبوط کرنیکا خیال

ابھی امیر کو تخت نشین ہوے تھوڑے دن

گذرے تھے کہ اونھون نے اپنی حکومت کو مضبوط کرنا شروع کیا یعنی جس قبیلہ نے اونسے بغاوت کی اوس بغاوت کی آگ کو فرو کیا اور اونکے عزیزون مین جن سردارون نے اونسے مقابلہ کیا اونکو شکست دیکر اور اونکو بھگا کر اونسے اپنے ملک کو خالی کرالیا سب سے پہلے سردار ایوب خان جو قندھار سے شکست یاب ہوکر ایران چلا گیا تھا پھر عبدالرحمن خان کی امارت سنکر افغانستان مین لوٹ آیا اور ایک مقام پر امیر کی فوج کو زک دیکر اوسپر قابض ہوا اور جو لوگ وہان سے نکل بھاگے اونکا تعاقب استقلال سے کیا اب امیر عبدالرحمن خان خود میدان جنگ مین آموجود ہوا ایوب خان کو زک دی یہانتک کہ سردار ایوب خان پھر فارس چلا گیا اور وہان ۱۸۸۸ء تک شاہ ایران کا مہمان رہا اور اسکے بعد ہندوستان مین بعزت تمام لایا گیا اور راولپنڈی اوسکے قیام کیواسطے قرار دیا گیا۔

دوسرا مقابلہ امیر صاحب نے اپنے چچازاد بھائی اسحاق خان سے کیا جو بلخ کا گورنر تھا پہلے تو امیر آپ نہین گیا تھا فوج بھیجی تھی مگر اوس نے امیر کی فوج کو شکست دیدی مگر جب امیر نے خود اوس سے مقابلہ کیا تو وہ بھاگ کر روسیون کے پاس سمرقند مین پہونچ گیا جہان روس اوسکو وظیفہ دیتا ہے اسیطرح سے قبیلے غلزئی کی بغاوت کو دفع کیا اور ہزارہ کے باشندون کی بغاوت کو فرد کیا۔

امیر صاحب کا انتقال

ہم امیر صاحب کے متعلق جو حالات لکھنا تھے وہ لکھ چکے اب ہم نے نہایت افسوس سے سنا کہ اس مدبر اور روشن دماغ امیر کا انتقال تیسری اکتوبر ۱۹۰۱ء کو ہوگیا اور اُنھون نے افغانستان جسکو اپنی بیدار مغزی سے ایک اعلی سلطنت پر پہنچا دیا تھا اپنے جانشین کیواسطے چھوڑا اونھون نے اپنے زمانہ مین ایسی حکومت کی تھی کہ تمام قبائل جو پولیٹکل معاملات مین مختلف رائے اور مختلف خیال چلے آتے تھے اپنی رائے اور خیال مین ایک ہوگئے تھے اور اسی سے کہا جاتا ہے کہ انھون نے افغانستان کو متحد اور متفق افغانستان بنا رکھا تھا اور جن دو عظیم قومون کے درمیان مین وہ اور اونکا ملک

اور اونکی قوم آگئی ہے اوسکی حفاظت کیواسطے ایسی حیرت انگیز تدابیر کر رکھی تھین کہ اونکی دانائی اور ہوشیاری کی چالین مشہور ہوگئی تھین ابھی کوئی رائے قائم نہین ہوسکتی کہ اونکا جانشین جسکے سپرد اونکی وفات کے بعد ایسا افغانستان ہوا جسکے حالات اور واقعات ہم لکھ آئے ہین وہ اوس افغانستان کیواسطے اور اپنی قوم اور مذہب کیواسطے کیا کریگا مگر اس جدید بادشاہ کے زمانہ مین جو کچھ ہو یا نہو انگلستان کو چاہیئے کہ جیسا تعلق اونکا امیر مرحوم کے وقت مین تھا اوسی کو قائم رکھے اور امیر حال کو مناسب ہے کہ وہ اپنے باپ کے نقش قدم پر چلین اور اگر یہ نہوگا اور پھر افغانستان مین خانہ جنگیان شروع ہونگی اور امارت کیواسطے قبائل جنگ کرینگے تو ایسی جنگ زمانہ حال مین جبکہ روس اوسکے قریب پہونچ گیا ہے افغانون کیواسطے مفید نتیجہ پیدا نہ کریگی یاد رکھنا چاہیئے کہ روس اور انگلستان سے ایک نہ ایک زمانہ مین جنگ کا ہونا ضروری ہے اور اس جنگ کی بنیاد معاملات افغانستان ہونگے اور یہ معاملات ایسے ہین جنکو امیر عبدالرحمن خان نے خود بیان کیا تھا یعنی جب روس افغانستان مین داخل ہوگا تو افغانون سے کہیگا کہ ہتیار دیدو افغان اپنی بہادری اور دلیری کو ہتیار دیکر معدوم نہ کرینگے اس صورت مین ظاہر ہے کہ روس اونکے ساتھ لڑیگا تو نہین وہ تو صرف انگریزون کیساتھ جنگ کرنے کیواسطے افغانستان سے گذرنا چاہتا ہے وہ یہ دلیل پیش کریگا کہ بہت اچھا اگر افغان اپنے ہتیار نہین دیتے اور وہ ہمارے دوست ہین تو بس یہی وقت اونکی دوستی کی آزمایش کا ہے اونکے قوم کے تمام جوانمرد بہادر ہمارے ساتھ ہندوستان پر چڑھائی کرین اور اپنی دوستی کی داد دین اوسوقت بلاعذر ہر ایک آدمی اوٹھ کھڑا ہوگا اور ہزارون آدمیون کی فوجین ہر ایک فرقہ کی ایک ایک مقام سے جمع ہو کر روسی فوج کے آگے آگے روانہ ہوجائینگی اور اچھی طرح سے روسیون کو مدد دینے مین مصروف ہونگی اور جب روسی افغانون کی عورتون پر دست اندازی کرینگے تو افغان برافروختہ ہو کر اونسے جنگ کرینگے اور اس صورت مین افغانستان تباہ ہوجائیگا۔ امیر عبدالرحمن خان کا یہ کہنا بیجا نہین ہے اور ہم چاہتے ہین کہ اس مقام پر چند پولیٹکل

پیشینگوئیان کرکے اس باب کو ختم کردین ۔

اول پیشینگوئی

روس اور انگلستان مین ایک نہ ایک زمانہ مین ایک عظیم جنگ ضرور ہوگی ۔

دوسری پیشینگوئی

اگر روس افغانستانمین داخل ہوگیا تو افغان اوسکو زبردست سمجھین گے اور اوسکے سایہ مین ہوکر ہندوستان پر لوٹ مار کیواسطے آئین گے ۔

تیسری پیشینگوئی

جب کبھی افغان باہم جنگ کرینگے تواب اوس جنگ کا نتیجہ یہی ہونا ہے کہ روس کی سرحد کے قریب جو فوجی مقامات افغانون کے ہین یعنی ہرات و بلخ وغیرہ اونپر روس قابض ہوجائیگا اور ہندوستان کی سرحد کے قریب جو فوجی مقامات مثل قندھار و جلال آباد وغیرہ کے ہین اونپر انگلستان قابض ہوجائیگا ۔

چوتھی پیشینگوئی

ابھی انگلستان اور روس مین جنگ نہوگی ایک مختصر رقبہ افغانستان یعنی کابل مین امارت قائم رکھی جائیگی اور وہی کابل درمیان ان دونون شاہون کے آڑ سمجھا جائیگا ۔

پانچوین پیشینگوئی

پھر یہ ہوگا کہ اس امیر کی بدولت دونون بادشاہون مین نزاع ہوجائیگی اور درمیان روس و انگلستان کے جنگ شروع ہوگی ۔

چھٹی پیشینگوئی

ہندوستان مدتون تک محفوظ رہیگا۔

ساتوین پیشینگوئی

جوزبردست ثابت ہوگا اوسکا ساتھ افغان دینگے اور اوسیکا اقتدار افغانستان مین قایم ہوگا اور جو زیردست ہوگا اوسکا ساتھ چھوڑ دینگے یہ تاریخی صداقت ہی جھوٹ نہین سکتی۔

آٹھوین پیشینگوئی

آئندہ ایک نہ ایک زمانہ مین افغانستان افغانون کیواسطے نہ رہیگا اور رہیگا تو اوسیوقت رہیگا جبکہ افغان کسی زبردست کے سایہ کو قبول کرلین گے۔

نوین پیشینگوئی

افغان غیر مذہب اور قوم کے لوگون کی حکومت کو کبھی پسند نہ کرینگے جو مہمان زبردستی سے ہوگا اوسکو بھی سازش کرکے پریشان کرتے رہینگے اور جس مہمان کو وہ خود بلاکر مہمان بنائینگے اوسکو بھی ایذا و تکلیف دیتے رہین گے۔

دسوین پیشینگوئی

اونکے ملک مین روس یا انگلستان جو بادشاہ داخل ہوگا وہ اپنی زبردست فوجون کیوجہ سے داخل ہوجائیگا مگر اوس سے ملکر وہی کرینگے جو پہلے کرتے آئے ہین۔

گیارھوین پیشینگوئی

جس بادشاہ کے پاس فوج زیادہ ہوگی وہی افغانستان پر قبضہ رکھیگا۔

بارھوین پیشینگوئی

امیر دوست محمد خان کے خاندان مین امارت رہیگی اور اونھین کی اولاد کے زمانہ مین انگلستان اور روس سے مناقشہ ہوجائیگا۔

تیرھوین پیشینگوئی

روس اور انگلستان کی ریل ایک ہوجائیگی اور یہ فرق جو اب باقی ہی وہ باقی نرہیگا۔

چودھوین پیشینگوئی

امیر عبدالرحمن خان نے جو تہذیب اور شایستگی کے آثار نمایان کر رکھے تھے وہ قایم نرہینگے اور ایک زمانہ مین افغانستان جیسا تھا ویسا ہی ہوجائیگا۔

پندرھوین پیشینگوئی

افغانستان مین اول روس جنگ کی چھیڑ چھاڑ کریگا اور جب اوس سے افغان جنگ کرینگے تو روس اونکو زیر کردیگا۔

سولھوین پیشینگوئی

روس جو ملک لے لیگا اوسکو چھوڑیگا نہین۔

سترہوین پیشینگوئی

ایک نہ ایک دن روسی سفیر کابل مین ضرور مقرر ہوگا۔

اٹھارہوین پیشینگوئی

روس بامیان اور بامیر سے داخل ہوگا اور جب قلب اور دشوار گذار راستون سے اور بادشاہون کی فوجین چلی آ ئی ہین تو اوسکی فوج بھی چلی آئیگی۔

اونیسوین پیشینگوئی

کوئی عہدنامہ قایم نہ رہیگا اور نہ کسی قول وقرار پر اعتبار ہوگا۔

بیسوین پیشینگوئی

ایک زمانہ مین افغانستان کے حصے ہوجائین گے تو ایک مکمل عہدنامہ درمیان روس وانگلستان کے ہوگا۔

اکیسوین پیشینگوئی

ہرات ایران کو نصیب نہوگا۔

بائیسوین پیشینگوئی

جبتک اور جس حیثیت سے کابل مین امارت رہیگی انگریز روپیہ دیتے رہین گے۔

تیئسوین پیشینگوئی

کافرستان اور ہزارہ پھر ایک نہ ایک دن افغانون کی حکومت سے آزاد ہوجائیگا۔

چوبیسوین پیشینگوئی

روس افغانستان کو فتح کرکے وہان امن وامان قایم کرسکتا ہے۔

پچیسوین پیشینگوئی

انگلستان اگر کبھی پھر افغانستان کو فتح کریگا تو واپس آئیگا۔

چھبیسوین پیشینگوئی

افغانستان کی جہالت اور گہری سازش بدستور رہیگی۔

ستائیسوین پیشینگوئی

افغانستان کا مذہبی جوش کبھی کم نہوگا۔

اٹھائیسوین پیشینگوئی

جب روس افغانستان مین آجائیگا تو وہ پشاور کا دعوی کریگا۔

اونتیسوین پیشینگوئی

جب انگلستان اور روس سے جنگ کی نوبت پہونچیگی تو اٹک پر گھمسان جنگ ہوگی۔

تیسوین پیشینگوئی

جب روس وانگلستان سے جنگ ہوگی وسط ایشیہ کی رعایا روس سے بغاوت کریگی۔

اکتیسوین پیشینگوئی

ہندوستان مین انگلستان سے بغاوت نہوگی۔

بتیسوین پیشینگوئی

آئیندہ جو گورنر جنرل ہندوستان کے ہونگے وہ وہی ہونگے جو سرحدی معاملات سے واقفیت رکھتے ہونگے۔

تینتیسوین پیشینگوئی

انگریزون کی ریل قندھار اور جلال آباد تک ہوجائیگی۔

چونتیسوین پیشینگوئی

انگریزی سفیر بلخ اور ہرات مین مقرر ہو سکیگا۔

پینتیسوین پیشینگوئی

انگلستان کیطرف سے کسی انگریز کا کابل مین سفیر ہونا دشوار سمجھا جائیگا۔

چھتیسوین پیشینگوئی

انگلستان کو افغانستان کے معاملات مین اپنی اوچھی پالیسی کو ترک کرنا پڑیگا اور پھر افغان اوسکے سچے دوست ہوجائین گے۔

سینتیسوین پیشینگوئی

تبت مین روسی اقتدار بڑھ جائیگا۔

اڑتیسوین پیشینگوئی

ایک نہ ایک وقت مین تمام چینی تاتار پر روس کا قبضہ ہوگا۔

باب ہفتم

روس کیواسطے وسط ایشیہ اور انگریزون کیواسطے ہندوستان رہنا چاہیئے

جب روس ہندوستان کے پھاٹک پر پہونچ گیا ہے اور اوسنے ریل بنالی ہے اور ایک

زمانہ مین اخبار ٹائمز آف انڈیا نے ثابت کیا تھا کہ جب ہرات کی سڑک بنجائیگی تو ہرات
اور سینٹ پیٹرسبرگ کے درمیان بذریعہ ریل دس روز کی مسافت رہجائیگی اونسنے یہ بھی لکھا
تھا کہ لندن سے بمبئی کے آنے مین اٹھارہ دن گذرتے ہین اور لندن سے پیشاور بائیس
دن مین پہنچتے ہین پس بجز اس فرق کے جو بہت بڑا فرق ہے اور کسیطرح کا فرق انگلستان
اور روس کی کوششون مین نہین ہے جب واقعات سے پایا جاتا ہے کہ روس وسط ایشیا
کے مفتوحہ ممالک پر قناعت نہ کریگا اور بڑھتا ہوا افغانستان کیجانب چلا آتا ہے جسمین سے
ہوکر راستہ ہندوستان کا ہے تو معلوم ہوگا کہ ایک نہ ایک دن روس و انگلستان مین جنگ
کا ہونا ضروری ہے روس کو چاہئیے تھا کہ وہ وسط ایشیا سے آگے قدم نہ بڑھاتا اور
انگلستان اپنے واسطے ہندوستان کو محفوظ رکھتا اور اسی غرض سے انگلستان نے ہندوستان
کو روس اور نپولین اعظم کے ارادون سے محفوظ رکھا تھا انگلستان برابر کوشش کرتا رہا
کہ ایران اور ٹرکی اور افغانستان مین روس یا نپولین کا اقتدار نہو جاسے کہ انگلستان کے
مقبوضات ایشیائی کو ضرر پہونچے مگر بوقلمونی روزگار اور مختلف معاملات ملکی کے الٹ پھیر
سے ہرچند کہ انگلستان کا اقتدار بمقابلہ روسی اقتدار کے مفید ایران اور سلطنت عثمانیہ
مین اوس طریق سے ثابت نہین ہوسکتا جیسا کہ زمانہ سابق مین تھا اور افغانستان مین
جن مقاصد ملکی کے حصول کے واسطے وہ ساعی تھا اونمین بھی جیسی کہ چاہئیے کامیابی
بیان نہین کیجاتی مگر وہ تمام کوشش انگلستان کی اوس زمانہ کے لحاظ سے تھین زمانہ
حال مین روسی رفتار جس طرز سے ہے اوسکے روکنے کے لیے انگلستان تدبیرین کررہا ہے
یورپ مین قسطنطنیہ ہندوستان کا باب اور ایشیا مین ہرات کلید ہند بیان کیجاتی ہے۔
اسمین سے اگر کلید ہرات انگلستان کے قابو مین نہ رہے تو کچھ مضایقہ نہین لیکن بحری راستہ
ہندوستان اور انگلستان کا محفوظ رہنا چاہئیے یہ بحری راستہ انگلستان کے قابو مین رہسکتا
ہے کیونکہ انگلستان کو اپنے جنگی جہازون سے ایسی خدادا قوت حاصل ہے کہ [illegible]
کوئی یورپین طاقت اوسکا مقابلہ نہین کرسکتی مگر اسی کے ساتھ انگلستان [illegible] یہ بھی فرض [illegible]
کہ روس اور دیگر یورپین سلطنتون مین اتحاد اور اتفاق [illegible] اگر اتفاق ہوجاوے

تو انمین نا اتفاقی پیدا کرنے کی کوشش کرتا رہے اگر وہ انگلستان کے معین و مددگار نہون تو روس کے بھی نہون افغانستان سے جو راستے ہندوستان مین آنے کے ہین انکے قریب انگلستان نے سرحدی مقامات مین ایسا فوجی استحکام کیا ہی کہ انمین سے غنیم کا گذر نا محال ہی غرضکہ سا لہا سال سے سُنا جاتا ہی کہ انگلستان اور روس خاص ہندوستان کیواسطے ایک دوسرے کے خلاف کوشش کر رہے ہین انگلستان جس نیت سے روسی پیشقدمی وسط ایشیہ مین ہوئی اس سے بخوبی آگاہ تھا اور روس بھی واقف تھا کہ کس نیت سے انگلستان اس پیشقدمی کو اچھا نہین جانتا نتیجہ اس کوشش اور کشش کا یہ ہوا کہ جب روس افغانستان کا ہمسایہ ہوگیا تو جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہین کابل روس و انگلستان کی عملداری کے درمیان بطور ایک دیوار ہوگیا اُسطرف روس فوجی سڑکون اور ریلوی کے اجرا مین مشغول ہی اور ادھر گورنمنٹ انگریزی سرحدون کے مضبوط کرنے مین سرگرم ہی افغانستان کی روسی قربت سے غیر ممکن ہے کہ روس اور افغانستان مین جنگ نہو کسواسطے کہ دونون مین مذہبی اور قومی تفاوت و شائستگی و غیر شائستگی کے لحاظ سے کوئی توقع نہین کہ روس کو چھیڑ چھاڑ کا موقع نہ ملے پس جب روس افغانستان مین آجائیگا تو سوال ہی کہ وہ ہندوستان مین آنے کے واسطے کن راستون کو اختیار کریگا اس باب مین اختلاف کیا گیا ہے بعض کی راے ہی کہ وہ گھاٹی بولن مین ہوکر نہین آسکتا وہ کہتے ہین کہ نادرشاہ اور زمان شاہ نے خیبر ہی کو پسند کیا تھا اُنکا یہ بھی خیال ہے کہ جن لوگون نے یہ خیال کر رکھا ہے کہ ہندوکش کی گھاٹیونکی مشکلات آسان نہونگی روسی فوج کیونکر افغانی ترکستان سے پیشاور کی جانب بڑھ سکتی ہی انکی غلطی ہے وہ کہتے ہین کہ سکندر اعظم بخارا سے کابل مین ورخاوک ہوکر آیا تھا چنگیزخان جب جلال الدین خان سے لڑا تھا تو اسنے انھین گھاٹیون کا استعمال کیا تھا تیمور لنگ نے جب دہلی پر چڑھائی کی تھی تو تھل سے گئے تھے اور شیر گھاٹی سے واپس آئے تھے ۱۵۰۴ء عیسوی مین جب بابر بادشاہ قبچاق ہوکر اس پہاڑ سے ہوکر اُترے تو اکثر انھون نے درشیر کا استعمال کیا تھا۔ امیر شیر علیخان اُنکے بھائی بتخت کابل کیواسطے لڑے تھے ہمیشہ انھین گھاٹیون کا استعمال انھون نے کیا تھا وہ یہ بھی لکھتے ہین کہ جنرل چرنیف اور جنرل اسکوبلوف اور جنرل ڈوحاہل اور ہر ایک روسی جسنے

کہ ہندوستان پر چڑھائی کا ارادہ کیا بھی بیان کیا ہے کہ بامیان سے کابل کو جانا چاہیئے اور
وہان سے جلال آباد خیبر ہوتے ہوے پیشاور کو جائین کابل سے مشرق جانب دو راستے
آگے بڑھنے کے ہین اور جب جلال آباد پہونچے تو وہان سے تین راستے ہین اور علی ہذا
خیبر کی شاخ مین ہوکر تین راستے ہین بعض کا خیال ہے کہ وہ گلگت کیطرف سے آسکتا ہی
اونکا قول ہے کہ جب مہاراجہ کشمیر کے سپاہی آیا جایا کرتے ہین تو دوسرا کیونکر نہین آسکتا
بعض کہتے ہین کہ جس جانب سے کمیشن سرحدی ۱۸۸۴ء مین گیا تھا اودھر سے روسی قطع
ہوکر آسکتے ہین ان راستون مین اختلاف ہے مگر انگریزی گورنمنٹ نے کل راہون کا انتظام
بغرض انسداد بخوبی کرلیا ہے اور ابھی استحکام ہو رہا ہے ہمارا خیال ہے کہ میجر جنرل گرین
صاحب نے ان سرحدات کی بخوبی تصریح کی ہے وہ لکھتے ہین کہ اب ہمکو اولاً اس موجودہ
ہندوستانی سرحد کی تحقیقات کرنا چاہیئے یہ سرحد جنوب مین بحر سندھ اور کراچی سے شروع
ہوئی ہے اور شمال مین پیشاور تک منتہا ہوتی ہے اس کل لمبائی کے کنارے کنارے
جو درحقیقت ایک مسافت سات سَو پچاس میل کی ہے برابر سلسلہ کوہ سلیمان ممتد معلوم ہوتا ہی
یہہ سلسلہ پہاڑون کا اس اثناے طوالت مین ایک اوسی کیفیت پر پایا جاتا ہے کہ نہ اوسکی
اونچائی یکسان حالت پر ہے اور نہ ہمواری ایک طور کی ہے اور خود ان پہاڑون مین بہت سے
درون کے زخم لگے ہوے ہین انمین دو درے بہت مشہور ہین ایک کو درہ بولن اور دوسرے
کو درہ خیبر کہتے ہین یہ دونون پیشاور کے شمال ہمالیہ سے مل گئے ہین مشرق سمت ان پہاڑون
کے دامن مین جہانتک کہ اوسکی لمبائی ہی اوسکے متصل ایک تختہ بیابان کا ایسا چلا گیا ہے
جسکے کنارے پر کچھ مزروعہ زمین نہایت سرسبز اور شاداب بطور جھالر کے لٹی ہوئی معلوم
ہوتی ہے اسکے بعد دریاے سندھ ملتا ہے جو اپنے دہانہ سے پیشاور کے آگے تک
نہایت عمیق ہے یہ مقام اٹک تک لمبا چلا گیا ہے اس پہاڑی سلسلہ کے مغرب جانب
درہ خیبر اور درہ بولن کے درمیان افغانستان واقع ہے یہ وہ ملک ہی کہ ہم اوسکے باشندون
کی حالت سے بخوبی واقف ہین اس مقام پر مجھے ڈیوک آف ولنگٹن کا فقرہ یاد آتا ہے کہ
درحقیقت افغانستان وہ ملک ہے کہ اگر تھوڑی فوج ہو تو ماری جاسکتی اور بہت ہو تو

بھوک کے مارے مرجائے۔

جنوبی قطعہ سے میدان بلوچستان شروع ہوتا ہے اور قطعہ سے اوس درے تک دوسو میل مسافت اوسکی ناپ لی گئی ہے مگر اس میدان کی سطح ہر مقام پر ایک ساہنین ثابت ہوتی ہے کہ اوسکی بلندی سمندر کی سطح سے چار ہزار فیٹ بلند ہے مگر بعض مقامات مین چھ ہزار آٹھ سو فیٹ تک بھی اوسکی بلندی پہونچی ہے یہ میدان انگریزی ملک سے بوجہ چند سہل گذار درون کے متصل ہی جو ہمارے چند دوستون کے قبضہ مین ہین ممکن ہے کہ ایسے میدان کے کنارے ہم اپنے یورپین سپاہیون کی فوجین عمدہ طور سے قایم رکھ سکین کیونکہ یہان کی آب و ہوا نہایت خوشگوار رہے۔ اور قدرتی کیفیات کا بڑا لطف ہی اور یہ فوج اس لیے لیار رہیگی کہ ذرا بھی کھٹکا ہو تو فی الفور فوج قطعہ مین جمع کیجا سکے اور قطع درحقیقت ایک ایسا مقام ہے کہ جب ریل جاری ہوگئی تو کراچی بندر سے صرف اڑتالیس گھنٹہ مین پہونچنا ممکن ہے اور تین ہفتہ کے عرصہ مین خود لندن سے یہانتک پہونچ جاینگے یہ مقام اگر طیار ہوگیا تو اس سے ہم باہین طرف بھی اپنی بخوبی حفاظت کرلین گے کیونکہ کوئی فوج خواہ کیسی ہی کثرت سے کیون نہو مگر مرکان کے بیابانون مین جو بلوچستان سے مغربی سمت واقع ہین اور وسط مین بحر ہند تک چلے گئے ہین گذر کر ہرگز ہندوستان کیطرف نہین بڑھ سکتی اب اسکے بعد ہمکو چاہیے کہ ہم باقیماندہ چار سو میل کی پنجابی سرحد کی حفاظت کرسکین جو متھن کوٹ اور پیشاور کے درمیان واقع ہے اور سلسلہ کوہ سلیمان کے دامن کے کنارے کنارے بڑھتی ہوئی چلی گئی ہے میرا خیال ہے کہ اس سرحد پر برٹش گورنمنٹ کو بڑے بڑے قلعہ بنا دینا چاہیئے تاکہ مذکورہ بالا درون پر اوسکے ذریعہ سے حکومت حاصل ہوسکے مثلاً درہ متھن کوٹ وڈیرہ غازی خان وڈیرہ اسمٰعیل خان وڈیرہ بنون وکوہاٹ وپیشاور آخری درہ یعنی پیشاور سے کل اون راہون کی نگرانی ہوسکتی ہے جو درہ خیبر سے نکلی ہین اور اس سرحد کے نیچے دریاے اٹک ملتا ہے یہ دریا کسی مقام پر پایاب نہین ہے بلکہ نہایت مرتبہ عمیق ہے اور موسم گرما مین یہ دریا کمال طغیانی پر ہوتا ہے حتیٰ کہ بعض مقام پر یہ حال ہے کہ اوسکا پاٹ چار یا پانچ میل

کا ہے یہ رونق دار دریا ہے ایسا ممکن ہے کہ اسکی نگرانی اور حراست بہت سی آہنی توپون اور
نیز تار پیڈو کی کشتیون سے کیجاسے پشیا ور ہمارا دا ہنا حفاظت گاہ ہے اگر داہنی طرف
سے کوئی غنیم حملہ کرے تو ہم بہت اچھی طرح سے اپنی حفاظت کرسکتے ہین اور اس مقام پر
علاوہ قلعہ کے ایک بہت مضبوط چھاونی بھی بنا سکتے ہین اور چونکہ ریل کی سڑک ہم اس
مقام تک بنا چکے ہین اس وجہ سے ہم جس وقت دیکھین گے کہ کوئی فوج درہ خیبر سے نکلتی
ہے تو ہم فی الفور شمالی ہندوستان سے بڑے بڑے چشمہ مدد کے حاصل کرسکین گے
اور بمجرد ایک ذرا سے حکمی اشارے کے بھاری فوجین وہان سے غنیم کے مقابلہ کے لیے
منگا سکین گے اور دوسری حد جو ہماری قطع کی طرف سے ہے اوس راہ سے ہم براہ کراچی
نہ صرف مدد منگا سکتے ہین بلکہ براہ راست انگلستان سے بھی مدد حاصل کرسکتے ہین ہم کو
لازم ہے کہ ہم اپنی تھیلیون مین کل ایسا سرمایہ اور اسباب جو انگلستان اور ہندوستان
ہمارے لیے مہیا کرسکتا ہے اور اون دونون کے علاوہ جو ہمارے اور مقبوضات سے
مہیا ہو سکتا ہے موجود رکھین ان عمدہ اور مناسب حالتون مین مین خیال کرسکتا ہون
کہ ہم لوگ نہایت مطمین رہ سکتے ہین اور اپنی قوت کو نہایت اعلیٰ درجہ پر پہونچا سکتے ہین
اور اگر لڑائی ہوجائے تو ہم روس کو اجازت دے سکتے ہین کہ جو خراب کام چاہے کرے
ہمکو کچھ پرواہ نہین ہے ان سرحدی مقامات کا بہت بڑا حصہ مستحکم کرلیا گیا ہے اور جو باقی ہی
وہ مستحکم ہو رہا ہے پس جس زمانہ مین کل سرحدی مقامات مین آہنی دیوار ہوجائے گی
اور جہانتک ریل جاری نہین ہے وہان ریل جاری ہوجائیگی اوسوقت روس ہندوستان
کی جانب کبھی رُخ نہین کرسکتا سرحدی فوجی انتظامات سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ
انگلستان جس خیال مین روسی پیشقدمی کی جانچ عرصہ سے کر رہا تھا اوس سے نکل کر
عملی دنیا مین آگیا ہے اور مختلف سرحدی مقامات مین وہ اپنے کو جنگی حیثیت سے اوس
طریق پر قایم کرنا چاہتا ہے کہ اگر کبھی جنگ کی نوبت آے جو ضرور آنے والی ہے تو
وہ سرحدی جنگ پر قناعت کرے مگر یہ سرحدی استحکام اور افغانستان کی حمایت اور
اور تائید ایک طرف ہونا چاہیئے اور جب روس سے جنگ ہونا لابدی ہے تو انگلستان

کو چاہیے کہ وہ ہندوستان مین ایسا انتظام کرے کہ جس سے ہر دل عزیز ہو جاوے اور
فوج کو بھی بڑھاوے ہم اس مقام پر لکھنا چاہتے ہین کہ انگلستان کو کیا انتظام کرنا چاہیے
کہ کل باشندگان ہند مین روساے ہندوستان ایک دل ہوکر بروقت جنگ انگلستان کی
تائید کرین اور روس کو نہ آنے دین ہم انگلستان کے انتظام کے مقابل مین روسیون
کے انتظام وسط ایشیہ کا بھی ذکر کرینگے تاکہ کتاب کے پڑھنے والون کو معلوم ہو جاوے کہ
انگلستان کو اپنی انتظامی پالیسی اب بدل کر کیا کرنا چاہیے اور روسیون نے کیا کر رکھا ہے

انگلستان اپنی فوج مین کیون ترقی نہین کرتا۔

دنیا مین یہ شہرت ہے کہ انگلستان کے پاس اوسقدر
فوج نہین ہے جسقدر کہ دیگر شاہان یورپ
خصوصًا اوسکے رقیب اعظم روس کے پاس ہے
مگر لوگون کے اس خیال مین غلطی ہے کہ انگلستان
کے پاس اس قدر فوجی قوت نہین ہے کہ روس سے مقابلہ کرکے کامیاب ہو اسمین شک
نہین کہ روس دنیا مین سب سے بڑھکر فوجی سلطنت ہے مگر کیا وہ اپنی فوج جسکا لاکھون
مین شمار ہے سرحدات ہندوستان پر لا سکتا ہے وہ کل فوج کیا پانچ لاکھ فوج بھی
نہین لا سکتا پس جسقدر فوج وہ لا سکتا ہے اوسکے مقابلہ مین انگلستان نے اپنی فوج
کا انتظام کر لیا ہے اگر یہ کافی نہوگی تو لازم ہے کہ تمام پولیس کو علیحدہ کرکے اوسکو ابھی سے
فوج مین شامل کر لیا جاوے اور قواعد سے آراستہ کیا جاوے بجاے اوسکے جدید پولیس
بھرتی ہو اوسمین دو فائدہ ہین ایک تو یہ ہے کہ پولیس کی ترقی فوج مین ہوگی اور اوسکو
اعزاز فوجی نصیب ہوگا دوسرے صدہا اور ہزارہا ہندوستانی ملازم ہو جاوینگے ہم نے
اپنی کتاب روس و انگلستان مین ایک زمانہ مین یہ ظاہر کیا تھا کہ روساے ہند کی فوجون
مین انگریزی فوج کے طریقہ سے انتظام ہو اور اوسکے بعد کچھ انتظام کیا بھی گیا مگر وہ
کافی نہین ہے اور اس وجہ سے کافی نہین ہے کہ کمپنی کے زمانہ مین جبکہ انگریزون کو
ملک گیری کا شوق تھا تو اوس کمپنی نے روساے ہند سے ایسے عہدنامے کیے
تھے کہ اونسے اونکی فوجین بہت محدود ہو گئی تھین اور اونکی فوجون محدود اس غرض سے

کیا گیا تھا اور بعض رؤسا سے جنگ کرکے اونسے عہد لیے گئے تھے حقیقت یہ ہے کہ اوس زمانہ
مین نہ انگریزون کو اونپر اعتبار تھا اور نہ اونکو انگریزون پر انگریز سمجھتے تھے کہ ہم ہندوستان
کے فتح کرنے والے ہین اور رؤسا ے ہند اور عوام الناس مین یہ خبر پھیل چکی تھی کہ انگریز
کسی کی ریاست چھوڑینگے نہین بس اوس زمانہ مین ایک بے اعتباری کی حالت درمیان
فاتح اور مفتوح مین دائر اور سائر تھی مگر جب دوسرا زمانہ امن و امان کا آیا اور انگریزی گورنمنٹ
کو کامل اقتدار اور استقلال ہندوستان مین حاصل ہوا تو کہا جاتا ہے کہ ایک دوسرے مین
اعتبار کو بھی ترقی ہوئی گئی مگر یہ ترقی ایسی نہین ہوئی کہ رؤسا ے ہند کو اپنی فوجون کی ترقی
کرنے کی اجازت دیجاتی اور اسطرح سے عہد نامجات کی ترمیم اور اصلاح کر دیجاتی نہایت
افسوس ہے کہ وہ عہد نامجات بدستور رکھے گئے اور بعض رئیسون سے تھوڑے تھوڑے
سپاہی لیکر اونھین کی ریاستون مین ایک مجموعہ مختصر قرار دیا گیا اور انگریزی طریق سے
اوسکو آراستہ کیا جارہا ہے یہ مختصر فوج اسواسطے آراستہ ہو رہی ہے کہ جب کوئی غنیم
ہندوستان پر حملہ کرے تو یہ فوج برٹش کی فوج مین شریک ہوکر برٹش فوج کی مدد کریگی
مگر یہ خیال ہرگز صحیح نہین ہو سکتا اور یہ فوج ہے کسقدر جو اس سے اعانت کی اُمید کیجاتی ہو
ہماری راے یہ ہے کہ جب رؤسا ے ہند خود خیر خواہی اور وفاداری کا دعویٰ کرتے
ہین اور گورنمنٹ بھی اونکو اپنا وفادار اور خیر خواہ سمجھتی ہے اور جو بے اعتباری کے خیالات
ایک زمانہ مین تھے وہ دفع ہو چکے ہین تو کیون نہین گورنمنٹ عہد نامون مین ترمیم کرکے
رؤسا کو فوجی اجازت دیتی ہے رؤسا ے ہند اور انگریزی گورنمنٹ جب ایک جان
دو قالب ہو رہے ہین تو اونکا فوجی ترقی کرنا انگریزون کا فوجی ترقی کرنا ہے اور
اور انگریزون کی فوجی ترقی اونکی ترقی ہے ہم چاہتے کہ یہ انتظام پہلے سے کیا جاے
ورنہ وقت پر انتظام نہو سکیگا اگر انگلستان فوجی ترقی کا موقع دیگا اور بابر کی اولاد
کی پالیسی کو اختیار کریگا جس نے کہ رئیسون سے یہ عہد کر لیا تھا کہ جب کوئی غنیم ہندوستان
پر حملہ کے واسطے آئیگا تو رؤسا اپنی اپنی فوجون کو شاہی فوج سے شریک کرکے
اوس غنیم کو دفع کرینگے یہ عملدرآمد مدتون تک رہا مگر نادر شاہ اور ابدالی کے حملون کے زمانہ

مین رئیسون نے اپنی فوج نہین بھیجی اونکے فوج نہ بھیجنے سے اوس زمانہ مین یہ خیال کیا گیا تھا کہ رئیسون نے خیال کر لیا تھا کہ مغلیہ حکومت کا چراغ مٹا چکا ہے اور مٹتا رہا ہے اس صورت مین جنگ کا نتیجہ دیکھ لینا چاہئیے کہ کس کی فتح ہوتی ہے اور کس کی شکست اوس حالت مین ہم فتحیاب سے وہ برتاؤ رکھین گے جو ایک زمانہ سے رکھتے ہوے چلے آے ہین اوسکے قبل اور اوس کے بعد سے ہندوستان کی پولٹیکل حالت نے وہی نتیجہ پیدا کیا جو آخر کار شخصی حکومتون مین پیدا ہوا کرتا ہے یعنی جب شخصی بادشاہت ضعیف ہو جاتی ہے تو اوس جسم کا ہر عضو جواب دیدیتا ہے جسکا مطلب یہ ہے کہ جو صوبہ دار اوس حکومت کے ماتحت ہوتے ہین وہ خود مختار ہو جاتے ہین اور بجائے خویش بادشاہ بنجاتے ہین یہی حال دنیا مین شخصی سلطنتون کے انجام کار رہا ہے اور رہیگا جبتک کہ یہ دنیا قائم ہے جب انگلستان اس سرزمین پر آیا تو اوس نے ہندوستان کی اون سب خرابیون کو دور کر دیا مگر اپنے واسطے وہ نہ کیا جس کے کرنے کی اب ضرورت پائی جاتی ہے یعنی اوسکو یہ ضرورت ہے کہ رئیسون کو فوجی ترقی کی اجازت دے اور اوس فوج کو اونہین سے آراستہ کراے اور اپنے واسطے کام مین لائے اگر وہ ایسا کریگا اوسکے ساتھ ہندوستان کی بے انتہا فوج ہو جاے گی اور ایک روس کیا دس روس بھی اوس سے مقابلہ نہ کر سکین گے۔

ہندوستان مین انگلستان کی انتظامی پالیسی کیسی ہے

انگلستان کا انتظام تو اوسکے مفتوحہ ممالک مین ایسے حکیمانہ اور فلسفیانہ اصول سے ہوتا ہے کہ ہرگز اوسکو جاہل رعایا اور علوم مشرقی کا جاننے والا سمجھ نہین سکتا اور جب اوسکو اوسکے سمجھنے کی قابلیت نہین ہے اور جن مختلف شخصی سلطنتون کی آب وہوا مین اوسنے پرورش پائی اور اوسکا عادی ہو رہا ہے تو گو کیسا ہی عمدہ انتظام انتظامی مجوزین کے نزدیک ہو مگر چونکہ اوسکی خواہشات کے مطابق نہین ہے وہ ہرگز اوسکو اچھا نہ سمجھیگا ہندوستان مین مختلف قومون اور مختلف مذاہب کے پابندون کا وہ مجمع ہے کہ دنیا مین شاید ہی کسی سلطنت مین اسطرح مذاہب

کی بوقلمونی اور مختلف اغراض اقوام ہون انگلستان کا فخر بجا ہے کہ اوس نے جن وسائل سے اپنے
کو معراج ترقی پر پہونچایا تھا اونھین وسائل کا مستحق ہندوستان کے باشندون کو کردیا وہ
اپنے ساتھ جسقدر تہذیب و شایستگی کا سرمایہ اور اخلاقی اور تمدنی برکات لایا تھا اون سب
نعمتون مین ہمکو بھی شریک کیا انگلستان نے بخل نہین کیا بلکہ نہایت درجہ کی سیر چشمی وہ
فیاضی سے ہمکو موقع عطا کیا کہ ہم اوسکی حکومت مین جہانتک ممکن ہو ترقی کرکے انگلش
قوم کے مساوی ہوجائین ہندوستان مین جن قومون نے حکومت کی ہے وہ اس عظیم
بار کی کہان متحمل ہوئی تھین جسکا ذمہ انگلستان نے لیا ہی انگلستان نے جس انتظامی پالیسی کو ہندوستان
کی رعایا کے اعتبار سے اختیار کیا ہے اوس سے بڑھکر اور کوئی انتظامی پالیسی نہ تھی مگر جو
عملی فرقہ پیدا ہوگیا ہے اوسیکا اثر ہے کہ ہندوستانی بمقابلہ انگریزی قوم کے کچھ فائدہ
حاصل نہین کرسکتے ایک تجارتی معاملہ ہے کہ انگریزون کی صنعت وحرفت سے جو
اشیا کہ انگلستان مین طیار ہوتی ہین اوسکو انگلستان کا حکومتی اقتدار کیونکر روک سکتا
تھا کہ اونکی خرید و فروخت ہندوستان مین نہو اس سبب ہندوستانیون کے پیشۂ تجارت
کو ضرر پہونچا وہ ضرر انگریزی حکومت کیوجہ سے نہین ہے بلکہ اونکی عدم قابلیت کا نتیجہ
ہے کیونکہ اونکا عملی مرتبہ اس فاتح قوم کے برابر نہ تھا جو ہندوستان مین تجارت بھی کرتی
ہے اور حکمران بھی ہے یہان کے اہل حرفہ اس بات کو نہین سمجھتے کہ اگر وہ بھی عملی ترقی
کرکے انگریزون کے برابر ہوجائین تو اونکو بھی تجارتی حق اوسی طرح حاصل ہوسکتا
ہے جسطرح پر کہ انگریزون کو حاصل ہے وہ آپ اپنی ترقی کی فکر نہین کرتے اور ناواقفیت
سے گورنمنٹ پر الزام رکھتے ہین اونکا قول ہے کہ اسی انگریزی حکومت سے ہندوستانی
پیشہ ور تباہ ہوئے جن مہذبانہ اصول ملکی سے انگلستان ہم پر حکومت کرتا ہے وہ ہندوستانیون
اور مسلمان شہنشاہان کے زمانہ مین ہمارے خواب وخیال مین تھے وہ تمام حکومتین شخصی
تھین اور اس قسم کی حکومتون کا اثر ہماری ذاتی تنزل وترقی کے واسطے مخصوص تھا نہ
ہندوستانیون نے اخلاق وتمدن کا سرمایہ اپنی رعایا کو دیا تھا اور نہ مسلمان ماتحتون
نے اوسنے چھین لیا تھا تاریخ ہمکو دونون کی رفتار ایک ہی قسم کی بتاتی ہے سوا ے

حصر بھی حکومتی امتیاز کے اور اون حکومتون مین کوئی امتیاز ایسا نہ تھا کہ دونون قومون کی حکومتون
سے رعایا اپنی بہتری اور بہبود کا سبق حاصل کرلیتی امن وامان بالکل مفقود تھا طوایف الملوکی
اور خانہ جنگیون کا طوفان جوش مار رہا تھا رعایا کی راحت اور آسایش کا کچھ سامان
نہ تھا متواتر لڑائیون سے اونکا آب وخور حرام تھا اون حکومتون کے ہنگامی امن مین
رعایا کے واسطے سامان ترقی کا حکومت کی جانب سے کیا تھا کہ وہ ترقی کرتی جنگ کی
حالتون مین پریشانی اور خانہ بربادی کے سوا اور کیا تھا حکومتون کے انقلاب کا نتیجہ اور
خانہ جنگیون کا اثر اور بدانتظامی اور بے ترتیبی کی مضر حالتون سے تمام رعایا کے طبایع انقلاب
پسند ہوگئے تھے اور قاعدہ ہے کہ جب شخصی حکومت ہوتی ہے تو رعایا کی حالت بھیڑون
کی ریوڑ کی طرح ہوجاتی ہے رعایا اپنے حقوق سے بالکل بیخبر رہتی ہے اوسکو امورات
سلطنت مین کسی قسم کی مداخلت نہین ہوتی یہ حالت ہندوستان کی زمانہ سابق مین
تھی اوس زمانہ مین زبان اور قلم کو آزادی نہ تھی اور نہ کار آمد تعلیم کا رواج تھا
غرضکہ رعایا اون وسائل پر قادر نہ تھے کہ بادشاہون کے ظلم وانصاف مین امتیاز
کرسکتے حکومتون کی بدانتظامی اور عمدہ اصول انتظامی پر عمل نہ ہونے اور خانہ جنگیون اور
طوایف الملوکی سے ہرچند کہ ملک ابتر اور خراب حالتون مین تھا مگر اوس زمانہ کی لوٹ مار
اور بے انتظامی اور متواتر قتال وجدال سے رعایا کی خواہشات مین عظیم تغیر وتبدل
ہوجایا کرتا تھا جس کا نتیجہ امیر سے غریب اور غریب سے امیر ہوجاتا تھا بادشاہون کو
بھی کثرت سے فوج رکھنے کی ضرورت ہوتی تھی اوسمین صدہا اور ہزارہا آدمی نوکر
ہوجاتے تھے حکومت کی بے انتظامی سے مالی صیغون مین بھی ابتری تھی اور اسی
بے انتظامی اور ابتری کی وجہ سے حکام کو زیادہ ملازم اور کاروباری آدمیون کے رکھنے کی ضرورت
ہوتی تھی اون لوگون کا لوٹ مار پیشہ تھا اونکو دوسرون کی حیثیت بگاڑکر اپنی حیثیت درست
کرنا خوب آتا تھا اور جس سلطنت کی رعایا اس مضر آب وہوا مین پرورش پارہی ہو
اور اوسکو ظلمت ناک حالت مین ہمیشہ سے رہنے کا اتفاق ہوا ہو اور بے انتظامیان
اوسکے فوائد کی باعث ہون اوس رعایا پر تو وہی گورنمنٹ اوسکے نزدیک حکومت

کرنے کے قابل ہے کہ اُن غیر مہذبانہ حکومتی اصول کے صفات سے موصوف ہو جس کے عادی اُسکے سابق کے فرمارد ا تھے انگلستان نے اوسی زمانے مین شخصی حکومت کی دستار فضیلت کو گویا اوتارکر پھینکدیا تھا جبکہ اوس نے اپنی پارلیمنٹری حکومت قائم کرلی تھی وہ تنہا شاہی اقتدار قومی حقوق سے مشترک ہو گیا تھا اور جبکہ انگلش قوم نے اپنے شاہون کے اقتدار پر فتح پائی تو ضرور تھا کہ وہ روزافزون حیرت انگیز ترقی کرتی جب انگلستان ہندوستان مین آیا تو تاجرانہ لباس مین تھا مگر انگلش قوم اپنے ملک مین ہر امر مین ترقی کر رہی تھی ہندوستان مین تجارتی کارروائیان براے نام تھین اوس پردہ مین پولیٹکل خواہشین مستور تھین اور آیندہ کی کامیابی کیواسطے وہ زمانہ تالیف قلوب اور میل ملاپ کا تھا جبکہ یکے بعد دیگرے قومی کوششون اور قوم کی بہادری اور دلیری اور انگریزی مدبرون کی روشن دماغی سے ملک قبضہ مین آتا گیا تو یہ ملک کمپنی کے سپرد تھا وہ تاجرون کی جماعت تاجرانہ حیثیات سے اس سلطنت کی منتظم تھی ایسٹ انڈیا کمپنی کا اقتدار جس حصہ سلطنت تک محدود تھا اوسمین رعایا کے پاس ہتیار رہتے اوس زمانہ مین نہ اسقدر عدالتون کی کثرت تھی اور نہ بے انتہا قوانین تھے صاحبان انگریز بہت کم تشریف لاتے تھے سیول سروس کی بحث نہ تھی ہندوستانی اپنے حقوق کے حاصل حاصل کرنے مین یہ جوش وخروش ظاہر نہین کرتے تھے جو نیشنل کانگریس ایک قومی موسیقی الہ سے بطور زمزمہ کے ظاہر ہو رہا ہے اور نہ انگریزون کو اپنے حقوق کے قائم کرنے کا کچھ خیال تھا کمپنی کا تجارتی انتظام تھا یہ انگریزی ناظم اور ٹھیکہ دار لوٹ مار سے اپنے منافع کو نہین بڑھاتے تھے بلکہ اوسکا انتظام ایسا اعتدالی تخفیف کے ساتھ تھا کہ اوسکو زیادہ تر ہندوستانیون سے سیول اور فوجی کام لیکر اپنے ٹھیکہ مین بچت ہوجایا کرتی تھی اوسکا تجارتی ملکی کاروبار ہندوستانیون کے طبایع کے مطابق تھا روساے خودمختار کے لیے وہ حکومت ضررناک تھی کیونکہ جن چند ریاستون کو صدمہ پہنچا وہ اوسی تجارتی حکومت کا نتیجہ تھا الغرض ایک زمانہ تو وہ تھا کہ جس مین انگریزون کو اپنے قیام اور آیندہ کامیابی کی امید کے واسطے کوششین کرنا پڑین تھین اور دوسرا زمانہ وہ تھا کہ اوسمین ملک گیری اور وسعت ملکی کی غرض سے انتظام ملک کا ضرور تھا یہ زمانہ انتظامی ملکی اور جنگی

دونون کا تھا اور اسی کمپنی کے اخیر عہد مین افسوس ناک واقعہ غدر کا ہوا جو ۱۸۵۷ء کا غدر بیان کیا جاتا ہے یہ بغاوت ایک حصہ فوج ہندوستان کی مذہبی تعصب اور جاہلانہ حرکات کا نتیجہ تھی کسی آزاد رئیس یا کسی متوسط درجہ والے امیر کی باغیون کے کردار و گفتار مین شرکت نہ تھی خود انگریزی دیسی فوج نے بغاوت کی تھی اور اوسی کو اس کیفر کردار کی سزا معقول دی گئی کوئی نہین کہہ سکتا کہ یہ غدر متفق دیسی اقوام نے اس غرض سے کیا تھا کہ اونکو اپنے حقوق کے مطالبہ مین ناکامی ہوئی تھی کمپنی کا انتظام اونکی خواہشون کے موافق تھا یہ غدر تو دیسی فوج کی مذہبی جہالت اور بعض افسران کمپنی کی کارروائی اور پادریون کی مذہبی کارستانیون سے ہوا تھا کتاب اسباب بغاوت مصنفہ مولوی سید احمد خان صاحب مین جن وجوہ بغاوت پر بحث ہے اوس بحث کو لائق مصنف نے نہایت خوبی سے ثابت کیا ہے اور سمجھا دیا ہے کہ بغاوت کے اسباب کیا تھے ایک اور انگریزی کتاب کا فارسی ترجمہ ایران کے اخبار اطلاع مین ہماری نظر سے گذرا ہے اوس کتاب کی مصنفہ ایک یورپین عورت ہے جس نے ابتدا سے انتہا تک غدر کی حالتون کو مشاہدہ کیا ہے اُس نے بھی کسیقدر فرق کے ساتھ اونھین اسباب بغاوت کو لکھا ہے جسکو کہ سید احمد خان صاحب نے اپنی کتاب مین کیا ہے مگر یہ کسی نے نہین لکھا اور نہ ثابت کر سکتا تھا کہ ۱۸۵۷ء کا ہنگامہ ہندوستان کے مختلف قومون کے اتفاق کا نتیجہ تھا اور یہ کہ علاوہ اوس حصہ باغی فوج کے جسکا مقصد بھی قومی نہ تھا بلکہ جاہلانہ خواہشات کا پابند تھا۔ قومی حقوق کے حصول کے واسطے کل قومون نے یہ فعل کیا ہو کمپنی کی حکومت نے اقوام ہند کی مذہبی جہالت کی اصلاح کا انتظام ذرا بھی نہ کیا تھا۔ اور اسلام اور ہندو دھرم کی عجیب وغریب رفتار تھے دونون مغلوبہ مذاہب کو اوس غالب مذہب کی نسبت یہ غلط اندیشہ تھا کہ پادریون کی مذہبی کارروائی کے پردہ مین اونکے دین و ایمان کا سرمایہ تلف ہو جائیگا لہذا اوس مشرقی مذہبی تاریخی خیالات کی قوت جو مشرقی باشندون کے دل و دماغ مین سمائی ہوئی تھی کہ جب غیر مذہب والون کو غلبہ ہوتا ہے تو اونکی یہی اول پالیسی ہوتی ہے کہ مفتوحہ ممالک کے باشندون کا مذہب نیست و نابود کر دیا جاے

اور یہ کہ کمپنی کی حکومت کا اثر مذہبی اصلاح پر محمول نہ تھا اونمین سے جو جہلا کا ایک فوجی حصہ مذہبی
تعصبات سے اون حرکات کا مرتکب ہوا تھا جنکو ہمیشہ سلیم الطبع اور اقابت اندیش اشخاص
تاریخ مین بہ نظر نفرت دیکھتے رہین گے راے کنہیالعل صاحب لاہوری نے بھی ایک کتاب
بغاوت ہند تالیف کی ہے مگر اس کتاب سے یقیناً گورنمنٹ کو کسی طرح کا فائدہ نہ پہونچا
ہوگا کیونکہ بعد تسلط ہندو اور مسلمانون نے ایک دوسرے پر بغاوت کا الزام رکھنا چاہا تھا
اور مقصود یہ تھا کہ اونمین سے جس قوم کا جوڑ بیل جاے وہ گورنمنٹ کی نظرون مین سرخرو
ہوگی اور دوسری معتوب راے کنہیالعل کی کتاب بھی اُنھین تعصبات اور نفسانیت
کا مجموعہ ہے اُنھون نے شاہ ایران کا ایک اشتہار بغیر تحقیق کیے اپنی کتاب مین نقل کر دیا
ہے کہ وہ بھی ایک سبب بغاوت کا قرار پائے اور مسلمانون ہی پر وار کیا ہے مگر اونکی کتاب
مین ایسے ضعیف دلائل ہین اور واقعات کا انضباط اس طریق سے ہے کہ وہ ہرگز بمقابلہ اسباب
بغاوت مصنفہ مولوی سید احمد خان صاحب لائق لحاظ نہین ہوسکتی ہندوستانیون کی کتابون
اور اون کتابون مین جو انگریزون نے اسباب بغاوت کی نسبت تصنیف کی ہین گو کیسے ہی
دلائل حاکم وہ محکوم اقوام کے موافق و مخالف ہون مگر واقعات غدر نے دیسیون کا اعتبار
جو کمپنی کے زمانہ مین انگریزون کے نزدیک تھا وہ کھو دیا غدر کا ایک زمانہ تھا جس سے
کہ انگریزی حکومت نے سبق حاصل کیا تھا ۱۸۵۸ء مین کمپنی کی حکومت جاتی رہی
اور جناب ملکہ معظمہ کی گورنمنٹ ہوئی ہر چند کہ خود انگریزی فوج کا ایک حصہ دیسی
سپاہیون نے غدر کا طوفان بے تمیزی برپا کیا تھا مگر انگلش مدبرون نے ایک عجیب
و غریب نتیجہ اوس سے پیدا کیا کہ جس سے عموماً ہندوستانیون کا اعتبار جاتا رہا
اور اوسی کا نتیجہ تھا کہ تمام دیسیون کو ہتیار سے محروم کر دیا گیا کمپنی نے جو انتظام عوام
ہندوستان کے مفید کر رکھا تھا اوسکی اصلاح دیسیون کے اعتبار کی نظر سے بعد غدر
کیونکر ہوسکتی تھی وہ اصلاح واقعات بے اعتباری اور کسیقدر تالیف ملکی سے تھے
انگلش قومی اقتدار کا جلوہ انگلستان تک محدود تھا ہندوستان مین چند عاملانہ عہدے
انگریزون کے سپرد تھے باقی ہندوستانی شکستہ دامون پر کمپنی کا کام کرتے تھے نہ

عدالتین اسقدر تھین اور نہ ٹکس اس زمانہ کے طریق پر تھے جب تاج کی حکومت ہوئی تو ایک عظیم سیلاب امتحانی سیول سروسز کا تمام ہندوستان مین پھیل گیا کثرت سے عدالتین مقرر ہوئین فلسفیانہ قوانین جاری ہونا شروع ہوے غرضکہ ملازمت اور دیگر شعبون کا انتظام اور ہی رنگ پر کیا گیا انگریزی زبان کو ترقی دی گئی آزادی کا نشوونما ہوا اعلی ملازمت کے واسطے انگلستان مین امتحان قرار پایا مگر جسقدر انگریزی کی ترقی ہندوستان مین مین ہوتی گئی سیول سروس کی عمر کی شرط سخت کی گئی ۱۸۵۸ء کے قیصرانہ اشتہار مین وعدہ کیا گیا تھا کہ بغیر امتیاز کالے و گورے کے علی عہدے دیے جائین گے جبکہ ہندوستانیون نے انگریزی زبانین ترقی کی اور ترقی کرتے جاتے ہین اور اونکو اپنے حقوق کی معرفت حاصل ہوئی اور چند دیسیون نے سیول سروس کا امتحان پاس کرلیا تو اونکو اپنے حقوق کے مطالبہ کا حق حاصل ہوا یہ حصہ دیسیون کا انگریزی تعلیم یافتہ کہا جاتا ہے ہم چاہتے ہین کہ اس مقام پر غیر تعلیم یافتہ اشخاص کے حقوق پر بھی نظر کرین اور پھر دیکھین کہ یہ غوغا کیا ہے اور گورنمنٹ اور تعلیم یافتہ اور غیر تعلیم یافتہ اشخاص کی بحث و مباحثہ کے مطابق ایک محاکمہ لکھین بر اعظم ہند مین چھہ فرقے رعایا کے ہین جنکا کہ تعلق حکومتون سے رہا ہے اور اب بھی ہے۔

ملازمت پیشہ۔ تجارت پیشہ۔ رئیس خودمختار۔ جاگیردار۔ زمیندار۔ وزراعت پیشہ یعنی کاشتکار۔ مذہبی پیشوا یعنی علماء۔

سابق کی حکومتون مین ملازمت کا صیغہ ایسا وسیع تھا کہ بادشاہون کو یہ ضرورت فوجی اور مالی کامون مین کثرت سے عام آدمیون کو نوکر رکھنا پڑتا تھا اونکو نوکری سے ایسا تعلق ہوگیا تھا کہ زراعت بہت کم لوگ کرتے تھے زمین کی بے قدری تھی اور سرکاری مالگذاری کم تھی اور بوجہ بے انتظامی کے ملازمون کی زیادہ ضرورت ہوتی تھی اور وہ ملازم مرفہ الحال ہوجاتے تھے انگلش کے زمانہ مین اس خوبی اور روشن دماغی سے انتظام کیا گیا کہ فوج قلت کے ساتھ رکھنے کی ضرورت ہوئی اور مالی کامون مین بھی بمقابلہ سابق کے ملازمون کی بہت تخفیف ہوگئی نتیجہ یہ ہوا کہ بہت سے آدمی بیکار ہوگئے اور جب تکلیف

نے اونکو تنگ کیا تو انھون نے انگریزی گورنمنٹ پر غصہ کیا اور اب تک برابر شکایتین کر رہے ہین وہ سمجھتے نہین کہ گورنمنٹ منتظم ہے اور جب اوسکی انتظامی قوت سے جو کام آگے دس آدمیون سے بھی نہین ہو سکتا تھا اب دو آدمیون سے بخوبی انجام پاجاتا ہے۔
علی ہذا القیاس فوجی ملازمت ہے کہ شاہان اسلام کو لکھوکھا فوج رکھنے کی ضرورت تھی انگریزی گورنمنٹ کو خوش انتظامی سے قریب دو لاکھ فوج رکھنے کی ضرورت ہے۔ تو وہ گورنمنٹ کیون مصارف کے بار کی متحمل ہو اور اوسکو رعایا پر ٹکس قایم کرنے کی ضرورت ہو اسقدر تجارتی کارخانے جیسے کے ریلوے ہی زمانہ سابق مین کہان تھے کہ جنمین صدہا اور ہزارہا ہندوستانیون کا تعلق ہے اور پھر کل سرکاری حکمون مین لکھوکھا ہندوستانی ملازم ہین غیر تعلیم یافتہ اشخاص جنکی زمانہ سابق مین قدر تھی وہ بوجہ عمدہ انتظام انگلش گورنمنٹ کے ملازمت سے محروم ہوگئے اونمین سے بہتون نے زراعت شروع کردی اور اکثرون نے تاجیر اشیا کی تجارت سے بسر اوقات کی ہندوستان مین تجارت اور زراعت مسلمانون کے زمانہ مین برآئے نام تھی ملازمت کا چرچا تھا اور عظیم طبقہ رعایا کا ملازم پیشہ تھا انگلش گورنمنٹ کی انتظامی ترتیب سے ملازمت کی حالت کو اسدرجہ پر عوام نہین سمجھتے جیسا کہ اونکا خیال پچھلے زمانے کی نسبت تھا اونکو کتنا ہی سمجھا و کہ ریلوے اور تار برقی اور دیگر جدید دفاتر اور عدالتین اسقدر سابق مین کہان تھین کہ اونمین ہندستانی کثرت سے نوکر ہونگے یہ تو انگریزون کے زمانہ مین ہوئی ہین مگر اونکی زبان پر یہی جاری ہے کہ انگریزی حکومت مین روزگار کم ہے اعتقاد رکھتا ہے اگر بنظر انصاف دیکھا جائے کہ موجودہ گورنمنٹ کا ملازمت کے باب مین کچھ قصور نہین ہے انگریز بجز اسکے کہ چند بڑے افسری کے عہدون پر منصوب ہین انکے اور تر کر چھوٹے بڑے عہدون پر ہندوستانی بھی ہین انگریزی زبان کا رواج جس زمانہ مین شروع ہوا تھا اوس زبان کے سکھانے اور اوسکے ذریعہ سے تعلیم دینے کا گو یہ مقصد ابتدائی صحیح ہو یا نہو کہ ہندوستانی انگریزی پڑھکر صرف قابل اور لایق ہوجائین اور انگریزی تعلیم سے یہ ضرور نہین ہے کہ وہ ملازم بھی ہون مگر ہندوستانیون کا مقصد تحصیل انگریزی سے حصول ملازمت ہی تھا اور آج بھی یہی مقصود ثابت ہوتا ہے اب خیال کرو تو ایک جانب وہ لوگ جو انگریزی نہین پڑھے

ہین چاچا غل و شور کر رہے ہین کہ انگریزی راج مین نوکری نہین ہے دوسری جانب انگریزی تعلیم یافتہ جماعت کو ہر سال ترقی ہوتی جاتی ہے اور ہزار ہا ہندوستانی انگریزی تعلیم مین پاس ہوتے جاتے ہین انھون نے کسی صنعت و حرفت کے اسکول مین تعلیم نہین پائی کہ وہ ملازمت سرکاری کی خواہش نہ کرتے ہون وہ بھی نوکری کے واسطے ہاتھ پھیلاے ہین۔ سوال یہ ہے کیا یہ منتظم گورنمنٹ اس سلطنت مین کہ جسمین ساڑھے پچیس کروڑ سے زیادہ آدمی رہتے ہین اور ہر صوبہ صنعت و حرفت سے معرا ہے بلاضرورت ملازمت کے صیغہ کو وسعت دیسکتے ہین ہرگز نہین۔ جبکہ گورنمنٹ ایسا نہین کرسکتی تو صیغہ ملازمت کے وسعت کے باب مین سفارش بے سود اور محض فضول ہے۔

ہندوستانی ملازمت کی نسبت گورنمنٹ انگریزی کی رفتار بھی قابل اعتراض ہے جن عہدون کو گورنمنٹ دنیا نہین چاہتی ہے یا بلاضرورت چھوٹی چھوٹی نوکریون مین وسعت نہین دے سکتی ہے تو اونکی نسبت وعدون کی کیا حاجت ہے ایک وعدہ ۱۸۵۸ء کے اشتہار مین بلاامتیاز عہدون کے دینے کا تھا اوس اشتہار کے وعدہ کے بموجب ہندوستانیون نے انگریزی مین قابلیت پیدا کی اور ولایت مین جاکر اکثرون نے سیول سروس کا امتحان پاس کیا قطع نظر بحث مذکور کے یہ امر ضرور ہے کہ جو دیسی سیول سروس کا امتحان پاس کرے اوسکو موجب قواعد ملازمت ملکی عاملانہ اور منتظمانہ عہدے ملنا چاہییے مگر سوال ہے کہ جسقدر دیسی اشخاص سیول سرونٹ ہین اونکو کیون نہین عاملانہ عہدے عطا ہوتے جس سے ہماری مراد کلکٹری اور ڈپٹی کمشنری وغیرہ عہدون سے ہے ہم دیکھتے ہین کہ چار دانگ ہندمین ایک شور و غوغا بپا ہے انیگلو انڈین اور دیسی اخبارات بحث و مباحثہ کر رہے ہین مگر دیسی اسسٹنٹ و کمشنری سے عاملانہ عہدے پر منصوب نہین ہوتا اشتہاری وعدہ اور حکیمانہ شاہی فیاضی نے مدت سے یہ جھگڑا پیدا کر رکھا ہے مگر اس بات پر بالکل خیال نہین کیا جاتا ہے کہ غیر قوم اور غیر مذہب کی حکومت مین مفتوحہ یا مغلوبہ قوم کے اعتباری وسائل کیا ہین۔ ہم انگریزون کی قوم نہین ہین ہم اونکے مذہب مین نہین ہین وہ حاکم ہین اور ہم محکوم گو اونپر اور ہمپر فاتح اور مفتوح کا لفظ صادق نہ آتا ہو ان متضاد حالتون سے

غیر ممکن ہے کہ عالم و عقیل حکومت انگلش وہ عاملانہ عہدے دیسیون کو عطا کرے جو انگلش قوم
کے واسطے ہین دیسیون کو گورنمنٹ انگریزی وہی عہدے دے سکتی ہے جنکا تعلق ملکی
ملکی نظم و نسق سے نہین ہے عاملانہ عہدون کا استحقاق توجبتک قومی و مذہبی امتیاز باقی
ہے اور حاکم و محکوم یا فاتح یا مفتوح کے اعتبار اور عدم اعتبار کی حالتین فرق کے ساتھ
قائم ہین لائق تسلیم نہین ہوسکتا ہم دیسیون کا یہ خیال صحیح ہے کہ سول سروس کے امتحان
معیار مین کچھ امتیاز نہین ہے حضور ملکہ معظمہ قیصرہ ہند کی رعایا ولایتی اور ہندوستانی دونون
بعد حصول وسائل امتحان امتحان دینے کا حق حاصل ہے اور بعد کامیابی امتحان پاس شدہ
اشخاص کا یہ بھی حق ہے کہ اونکو عاملانہ عہدے عطا ہون مگر ایک بہت بڑا امتیاز تصور اور
عملی تصدیق کا ہی تصورات کے اعتبار سے تو ہندوستانیون کو امیدوار کر لیا گیا ہی کہ تم منتظمانہ اور
عاملانہ عہدے حاصل کر سکتے ہو لیکن حکومت عملی اون موانعات کی نہین کر سکتے جنکا ذکر ہمنے
کیا ہی۔ بادشاہون نے اپنے ملک مین متحد القوم اور متحد المذہب اشخاص کا لحاظ رکھا ہی اور
اونکو اپنا مشیر اور شریک حکومت کیا ہی مگر جن غیر ممالک پر اونھون نے قبضہ کیا ہی گو باشندے
اونھین کی قوم اور اونکے مذہب مین تھے تاہم اونھون نے بخیال ملکی مصلحتون کے اونکو ہمیشہ
شک کی نظر سے دیکھا اور یہی چاہا کہ اونکو کسی طرح کا حکومتی شرف اور اعزاز حاصل نہو
اونکی اقتدار بڑھانے مین اونھون نے پہلوتہی کی ہی جہاں کہ وہ حاکم قوم یا فاتح بادشاہ
جسنے کہ غیر ملک کو فتح کیا یا اوسپر قبضہ کیا اوسکے اور اوسکی رعایا کے درمیان فوجی اور مذہبی
اور عادات اور خصلتون مین زمین و آسمان کا فرق ہی وہ اون اعمال کا کیونکر مرتکب
ہوسکتا ہی جسکی شہادت دنیا کی تاریخ مین مشکل سے حاصل ہوسکتی ہی فاتحان انگلستان نے
اپنے مفتوحہ ملک کی رعایا کو ملکی اور فوجی عہدون کے دینے مین تامل کیا تھا ایران مین جب صفویہ خاندان کو حکومتی
عروج ہوا تھا تو اوسنے سادات کو امتیازی عہدے دیے تھے ایک زمانے مین افغانون نے ایران کو فتح کیا تھا
اونھون نے بھی مفتوحہ اشخاص کو عہدے دینے مین تامل کیا تھا نادر شاہ نے جن پٹھانون کا قلع قمع کرایا تھا
اونکو فوجی اور ملکی عہدے دے مگر اوسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اونھین مفتوحہ اشخاص نے اوسے ہلاک کیا
اور درانی نے اپنی حکومت قائم کر لی ہندوستان مین اسلامی حکومت نے مفتوحہ ممالک باشندون کے ساتھ

منتظمانہ عہدے دیکر مراعات کی تھین مگر باوجود اسکے کہ اوس حکومت مین قومی شرکت
نہ تھی اور وہ شخصی تھی تاہم مسلمانون کا منصب بقا بابہ ہندؤن کے بڑھا ہوا تھا پس جبکہ
مفتوحہ اور فاتح اقوام کی نیرنگیان تاریخ سے اس قسم کی ثابت ہوئی ہین تو برٹش حکومت
بھی عاملانہ عہدون کے دینے مین اگر پہلو تہی کرے تو اوسپر کیا الزام عائد ہو سکتا ہے
وہ مجبور ہے کہ کیا کرے برٹش گورنمنٹ کو مناسب ہے کہ عاملانہ عہدون کو اپنی
قوم کے واسطے مخصوص کردے اور باقی عہدہ ہاے ججی وغیرہ پر دیسیون کو منصوب
کرے اگر وہ ایسا کرے تو اوسپر کوئی اعتراض نہین ہو سکتا مگر ہم دیکھتے ہین کہ وہ قواعد
ملازمت ملکی مین ترمیم کرنا نہین چاہتی اور نہ اوسکو خصوصیتی عہدون ۔
انتظام مد نظر ہے وہ قواعد ملازمت ملکی کو عام طور پر رکھنا چاہتی ہے اور عملی حالیت
مفید دیسی سیول سروس کی نہین ہو سکتی پس اسی وجہ سے شکایت انگیز غوغا تعلیم
یافتہ جماعت مین رہتا ہے تاوقتیکہ تخصیصی ترمیم بہ نسبت عاملانہ عہدون کے نہوگی ۔
اور ایک صاف پالیسی دیسی سول سرونٹون کے واسطے دیوانی عدالتون مین اعلی عہدے
عطا کرنے کی نسبت اختیار نہ کی جاے گی وہ شکایت آمیز قیل وقال کے سلسلہ کی
طوالت مین کچھ بھی کمی نہوگی جو اعلے عہدون کے باب مین درمیان حاکم و محکوم کے ہے
ہم نے فرض کیا کہ اگر عاملانہ عہدے دیسیون کو دیے بھی گئے تو کیا تعلیم یافتہ جماعت سے
دیسی پاس شدگان امتحان سول سروس خاموش رہین گے مثلاً دیسی سول سرونٹ
کو ڈپٹی کمشنری اور کلکٹری کا عہدہ دے دیا گیا اب اوسکو اور اوسکے حامیون کی یہ
خواہش ہوگی کہ کمشنری کا عہدہ ملے اور جب کمشنری کا عہدہ ملیگا تو چیف کمشنری
لفٹنٹ گورنری کی خواہش کریگا اور جب ان خواہشون مین ناکام رہیگا تو جس
شکایت کے دور کرنے کی غرض سے اوسکو ایک عاملانہ عہدہ ملا تھا وہ بدستور
رہیگی الغرض اگر تعلیم یافتہ اشخاص کو جسکے وہ مدعی ہین تو کوئی بحث قایم نہین ہو سکتی
کہ اونکا اطمینان ہو جائیگا ۔ اونکا اطمینان تو بجز اسکے نہین ہو سکتا کہ اونکے واسطے اور انگلش قوم
کے لیے عاملانہ اور غیر عاملانہ عہدے مخصوص اور غیر محدود کردیے جائین اور شایستہ طریق سے سمجھا کر ہن جھگڑے

سے انگریزی گورنمنٹ سبکدوش ہو - غیر تعلیم یافتہ جماعت کا ایک بڑا حصہ سرکاری
دفترون اور انگریزی تجارتی محکمون مین ملازم ہے وہ کاروبار کی حیثیت سے نوکر ہین
ان نوکرون کے سوا اگر گورنمنٹ از راہ فیاضی ارادہ کرے کہ اور لوگ منتخب ہون اور
وعدہ کرے کہ وہ بھی سرکاری ملازم ہونگے تو بجز وعدون کے اونکا ایفا تا وقتیکہ
سرکاری محکمون مین وسعت نہ دیجائے محال ہے دلیسی سرکاری فوج مین کمان
افسر یوروپین ہین ہندوستانی بحث کرتے ہین کہ یوروپین فوج مین یوروپین افسر
رہین مگر ہندوستانی فوج مین دیسی کمانیر ہون مگر جن وجوہ سے عاملانہ عہدے ہندوستانیون
کو گورنمنٹ نہین دے سکتی اونھین وجوہ سے اعلیٰ فوجی عہدون کے دینے مین
معذوری ہے - مذکورہ بالا بحث و مباحثہ ہمیشہ اسواسطے جاری رہتا ہے کہ ۱۸۵۸ء
کے اشتہار مین ہندوستانیون کو امید دلائی تھی مگر نہ گورنمنٹ ہندوستانیون -
کے واسطے عہدے محدود کرتی ہے اور نہ اوس اشتہار کے بموجب عمل کرنے والی ہے
اس سے ہندوستانیون کو یہ بھی موقع ہے اور کہتے ہین کہ یا اشتہار مین شہنشاہ
وقت ترمیم کرکے ہمکو مایوس کرین یا اوسکے بموجب عہدے عطا فرمائین اور تا وقتیکہ
ایسا نہوگا یہی غوغا رہیگا اور کئی سال سے جو جلسہ موسوم بہ نیشنل کانگریس
ہندوستانیون نے مرکب کیا ہے اوسکی بھی یہی صدا ہے اور ہم جانتے ہین کہ آخرکار
گورنمنٹ کو ایک نہ ایک زمین زمانہ مین واقعات اور حالات سے مجبور ہو کر
ہندوستانیون کی شکایات کو رفع کرنا پڑیگا اور اپنے دیرینہ وعدون کے
رفع کرنے پر مجبور ہوگی -

کیا روس اپنے مفتوحہ ممالک کی رعایا کو اعزازی عہدے عطا کرتا ہے -

جب کبھی یہ صدا سننے مین آجاتی ہے کہ روسی
گورنمنٹ بخلاف انگریزی گورنمنٹ کے
فوجی اور ملکی عہدہ ہاے جلیلہ سے روسی
مفتوحہ رعایا کو محروم نہین رکھتی اور ایک
جنرل علیخانوف نظیراً پیش کیا جاتا ہے کہ وہ مرد کا

گورنر تھا اسیطرح سے دو تین اور مسلمان روسی فوج مین ہین مگر بجز انکے جنکی نسبت خیال کیا جاتا ہے روسیون کی ہنگامی پالیسی وسعت ایشیہ کا نتیجہ ہے روسیون کے کسی حصہ ملک مین کبھی سننے مین نہین آیا کہ کوئی مسلمان کسی اعلی عہدہ ملکی وہ فوجی عہدے پر منصوب ہو کوہ قاف کے اوس حصہ ملک پر اگر غور کیا جائے جو روسیون نے ایران اور ترک سے جنگ کرکے حاصل کیا ہے تو اوسمین کوئی مسلمان کسی جلیل القدر عہدے پر نہین ہے جبتک روسیون نے تعلیم مین ترقی نہ کی تھی وہ مجبوری سے دوسرے یورپین ممالک کے باشندون کو عہدے دید یا کرتے تھے مگر جہانتک کہ اس زمانہ مین وہ ملی ترقی کرتے جاتے ہین غیر ملک کے عیسائی باشندی ملازمت سے کنارہ کش ہوتے جاتے ہین فوج اور ملک اور سفارتی کاروبار مین بجز روسی عیسائیون کے اور قوم کے لوگ کالعدم کے حساب مین ہین۔ روس کا ملکی انتظامی طریق اور انگلش کی انتظامی طریق مین فرق ہے روس متعدد عدالتونکا متحمل نہین ہوسکتا اسکو ترقی افواج کا سودا ہے انگلش گورنمنٹ ضرورت کے واسطے فوج قلت کے ساتھ رکھتی ہے اور رعایا کی تہذیب و شایستگی اور اوسکی عدالت کا اس گورنمنٹ کو نہایت خیال رہتا ہے وسط ایشیہ مین جن قومون کو روس نے زیر کیا ہے اونکا پیشہ قطاع الطریقی تھا اور جنگجو قومین تھین اونمین اکثر قبیلے شبان تھے جب روسیون نے اونکو مغلوب کیا تو اونکا پیشہ رہزنی کا جاتا رہا اور چونکہ روسی عدالتون اور دیگر رفاہ عام کے کامون کے شوقین نہ تھے اونکو فوجی مذاق تھا لہذا بہت سے تاتاری ملازم ہوگئے اور بہت سے لوگ ابھی سواے رہزنی کے اپنا اپنا پیشہ کرتے ہین روسی مقبوضات وسط ایشیا چار ریاستون سے مرکب تھے یعنی خوقند۔ اور بخارا۔ اور خوارزم۔ اور مروان مین سے کوئی حکومت زراعت کے متعلق جیسی کی چاہیئے نہ تھی انمین سے بعض کی حکومت کا حصہ چرواہون اور تجارتی پیشہ دوکانداروں اور بردہ فروشی کے متعلق تھا اور مرو کی ترکمان قبیلونکی حکومت کی بنیاد تو رہزنی اور بردہ فروشی کی بازار پر تھے خوقند اور مرو کی حکمت روسیون نے ضبط کرلی ہے اور بخارا

اور خوارزم کے بادشاہون کو براے نام امیران ملک بنا رکھا ہی اگر بخارا اور خوارزم کو مستثنے کر دیا جاے کہ اُن ملکون کی رعایا مسلمان حاکمون کے سپرد ہے روس سے کیا واسطہ تو روس کی آمدنی زراعت سے کیا بلکہ چرواہون کے محصول سے زیادہ متصور ہو سکتی ہے - روس ایک تو بکثرت عدالتون کو قائم نہین کرتا اور دوسرے ایسی قلیل رعایا کیواسطے جسکے کاروبار نہایت محدود ہین زیادہ عدالتون کی کیا ضرورت تھی قرینے سے ایسا معلوم ہوتا ہی کہ اُسنے انکا انصاف انھین کے سرگروہون کے سپرد کر رکھا ہی اور مالیہ وغیرہ اپنے اہلکارون سے وصول کر لیتا ہی نہ کوئی ڈپٹی کمشنر ہے نہ جج اور نہ اکسٹرا اسسٹنٹ اور نہ اسسٹنٹ کمشنر روسی اپنے مفتوحہ ممالک کے باشندون کے ساتھ اُس فیاضی سے برتاؤ نہین کرتے جیسا کہ انگلش گورنمنٹ کرتی ہے -

ہندوستان مین قوانین اور عدالتہاے انگریزی

ہندوستان مین عدالتونکی کثرت اور قوانین کا طولانی دفتر اس طریق سے ہے کہ دنیا کی کسی سلطنت مین نہین ہے قوانین کی وضع کرنیوالی ایک کونسل ہے کہ اُسکے آنریبل ممبرون کا یہی کام ہی کہ وہ جدید مسودات قانون کے مرتب کیا کرین اور اُس کونسل مین پیش کرکے انکو بعد بحث حکیمانہ اور فلسفیانہ کے منظور کرایا کرین ہند کی تمام برٹش عدالتین اور دیگر سرکاری دفتر اور کل برٹش کی رعایا انھین قوانین کی پابند ہے ہم اس امر سے بخوبی واقف ہین کہ گورنمنٹ کی نیت عدالتون کی کثرت اور قوانین کے طول وطویل سلسلہ سے کبھی یہ نہ تھی اور نہ آج ہے کہ انصاف بیچکر رعایا سے روپیہ وصول کرکے اپنے خزانہ کو مالا مال کرے بلکہ اُسنے کسی قدر حصہ رعایا سے اور معتد بہ رقم اپنے خزانہ سے لیکر معتدد عدالتون کو قائم کیا ہے اور قوانین کا پابند ملک کو کیا ہی کہ وسائل انصاف کو وسعت ہو اور سابق کی حکومتون مین جو بے ترتیبی علیالعموم کے معدلت کے باب مین تھی وہ دور ہو جاے مگر جو اثر عملی قوانین اور عدالتون سے ہوا اور ہو رہا ہے اُس سے نہایت افسوس ہی - قوانین نہایت درجہ مشکل اور پیچیدہ اصول پر مبنی ہوتے ہین ملک انکو سمجھ نہین سکتا اور جب انھین قوانین اور ضوابط نے رعایا کا انصاف

عدالتون کے متعلق کر رکھا ہے تو وہ رعایا جو قوانین کو نہین سمجھتی ہی اور نہ اپنا انصاف عدالت سے کرا سکتی ہے اور نہ عدالت پر یہ فرض کیا گیا ہے کہ اگر ایک فریق جو قانون سے واقف ہو اصالتاً عدالت سے انصاف کا خواستگار ہوا اور دوسرا فریق وکالتاً اپنے مقدمہ کی پیروی کرے تو جس فریق کا وکیل ہی اسکو قانونی ترتیب سے اپنے مقدمہ مین زیادہ تر کامیابی کی امید بمقابلہ اُس قانون سے ناواقف پیروکار فریق کے ہی جو حق پر تھا مگر قانون نہ جانتا تھا اسواسطے اسکو یہ سزا ملی کہ قانون نے اسکو ناکام رکھا عدالت قانوندان ہے اور ایک فرقہ وکیلون کا ہے اور وہ قانون جانتا ہے اہل مقدمہ بغیر اس عصا کے عدالت مین نہین جا سکتے کیونکہ دوسرے کو خیال ہے کہ اصالتاً ہمارا حق ہمکو کامیاب نہ کرے گا۔ تا وقتیکہ کسی وکیل کی وکالت روپیہ صرف کرکے پہلے خرید نہ کرلین چند سال ہوئی کہ اخبارون مین یہ خبر مشتہر ہوئی تھی کہ فرانس نے اپنی سلطنت مین وکالت کو ایک قلم موقوف کر دیا ہے اور اصالتاً اہل مقدمہ کو پیروی مقدمات کی اجازت دیدی معلوم نہین کہ اس خبر کی وقعت کہان تک ہے لیکن اگر ہندوستان مین بھی اسپر عمل ہو تو غیر مناسب نہین ہی مگر اس ملک مین اسپر عمل کرنا نہایت دشوار ہے کیونکہ رعایا کا انصاف جن قانونی کتب کے متعلق کیا گیا ہے جبتک اُنمین عام فہم اصلاح نہو گی اُسوقت تک رعایا کو کیسی ہی چمیگوئیان کیون نہ کہے مگر اسکو وکیلون کی ضرورت مقدمات مین ضرور رہیگی

عدالتونکی کثرت اور وسائل معدلت کی ترقی کا مقتضا تھا کہ انصاف کے ذریعے سہل ہوتے مگر رعایا کا خیال ہی کہ زمانہ سابق مین ایک تو بہت سی عدالتین نہ تھین اور اگر ایک دو عدالتین تھین تو اُنسے فصل خصومات غیر ممکن تھا زبردست کے مقابلہ مین زیردست کا انصاف شاذونادر ہوتا تھا مگر اب مصارف بہت بڑھ گئے ہین اور جسقدر عدالتون کی ترقی ہوئی اُسی قدر صرف بڑھا ہے ایک زمانہ مین زبردست کی سعی غریب زیردست کو کامیابی سے باز رکھتی تھی اس زمانہ مین زبردست کا تمول اور اُسکا اقتدار غریب کا انصاف نہین ہونے دیتا۔ رعایا کا قول ہی کہ اس زمانہ مین جو مقدمہ جیتا وہ گویا ہار گیا اور جو ہارا وہ مرگیا انصاف کی قیمت زیادہ ہوگئی ہے اور رعایا اسکی خریداری سے مجبور ہو رہی ہے۔

عدالتون کی کارروائی کے متعلق اس امر پر بھی غور کرتا ہو کہ انگریزی اجلاس سے کچھ صدمہ پہونچتا ہے یا نہین ہمارا خیال ہو کہ انگریزون کے سپرد اعلی اجلاس ہین ابتدائی انصاف اور داروگیر اور ضابطہ کی کارروائی دیوانی اور فوجداری اور مال مین ہندوستانیونکے متعلق ہے اول انھین سے بطور منکر نکیر کے سابقہ پڑتا ہو پس ہندوستانی ہندوستانی کو لوٹ لیتا ہے یورپین اجلاس سے کیا ضرر پہونچتا ہو وہ جسوقت مقدمہ فیصل کرتا ہے اسکا فیصلہ بے لوث اور بے عیب ہوتا ہے مگر حضرات ہندوستانی اور انھین وہ کیڑے مکوڑے جو نقل وغیرہ کے دینے کے واسطے اور دیگر ترتیب دفاتر کاسون پر مقرر ہین مقدمہ والے سے جبتک رشوتی رقم حاصل نہین کر لیتے اسکا کام قانونی حکم سے بغیر لیے نہین کرتے یورپین افسر یا کوئی ایماندار دیسی نگران رشوت کا کیا علاج کر سکتا ہے جسطرح شریعت اسلام مین کہ راشی اور مرتشی دونون قابل جہنم ہین اور موجودہ قانون کے فتوے سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ راشی اور مرتشی دونون قابل جیلخانہ ہین یہ خوف ایسا ہے کہ رشوت دینے والا ہرگز ضابطہ سے تحقیقات کرانیکی کوشش نہ کریگا اور نہ ثبوت دینے پر آمادہ ہوگا اور جب ثبوت ہی نہ دے گا تو تحقیقات نہین ہوسکتی اور جب تحقیقات کا ذریعہ گم ہے تو رشوت لینے والا ہرگز مجرم نہین ہوسکتا اسی خیال نے رشوت کے بازار کو گرم کر رکھا ہو اور نتیجہ اسکا یہ ہے کہ دیسی دیسی کا شکار کر رہا ہے۔

اسٹامپ اور کورٹ فیس سے محتاج اور غریب کی دادرسی دشوار ہوگئی۔ اکثر دیکھا گیا ہے کہ دولتمند اور مقتدر شخص نے کسی غریب کا حق زبردستی ہضم کر لیا ہے مگر وہ مفلس بوجہ نہونے روپیہ کے بذریعہ عدالت اپنے حق کے حاصل کرنے مین مجبور رہا بصیغہ مفلسی نالش کی اجازت ہرچند کہ قانون نے دے رکھی ہے مگر بوجہ اسکے بہت ہی کم بمنزلہ عدم افلاس کے صیغہ مین نالش دائر ہوتی ہے کہ مفلس کا مفلس قرار پانا دشوار ہے اور حکام ایسی نالشون کو ایسا حقیر اور بے وقعت سمجھتے ہین کہ اسکے فیصلہ سے بے پروا ہوجاتے ہین اور اسکے علاوہ ایک سبب اور بھی ہو کہ تنہا نالش سے کیا ہوسکتا ہے اور بہی وسائل ہین مثلاً گواہون کا بہم پہونچانا کہ بغیر صرف زر کچھ نہین ہوسکتا پس مفلس مجبور رہے اسکو مجز

صبر و شکر کیا چارہ ہے بقول شخصیکہ جب مفلس خدا کے گھر یعنی کعبہ سے محروم کیا گیا ہی تو اُسکے یا اُسکے حق کی عدالتون مین کیا وقعت ہو یہی وجوہ ہین کہ عدالتی سالانہ نقشون مین بھی بصیغہ مفلسی منفصلہ اور مرجوعہ مقدمات کا شاذ ہی ذکر ہوتا ہے اسی کے ذیل مین یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ مفلس کا مقدمہ یونہین نہ فیصل کر دیا جائیگا بعد کامیابی اُس سے عدالتی خرچہ وصول کیا جائیگا مگر قانون نے اسکا بھی انتظام کر لیا ہی کہ جب مفلس ناکام ہے تو ڈگری یافتہ فریق کا خرچہ اُسی کے ذمہ ہے اور مفلس سے کیا وصول ہونا ہی لہذا اُسکا خرچہ بھی اُسی ڈگری یافتہ فریق سے وصول کر لیا جاتا ہے۔ یہ وجوہ اور اسباب ایسے ہین کہ بجائے اسکے کہ عدالتون کی کثرت اور سرکاری جوڈیشل مصارف سے ملک فیضیاب ہوتا اور رعایا کا انصاف سہل طریقون سے ہو جاتا اور رعایا عدالتونکی قدر دان ہوتی اُلٹی رعایا کو شکایت ہی کہ انصاف گران قیمت ہی اور یہ کہ انصاف نہین ہوتا۔ اسکا اثر نہایت خراب ہو رہا ہے یہ بھی عدالتون کا کام ہے کہ حاکم و محکوم کے مقدمات بغیر امتیاز ہوا کرین ہم نہایت خلوص اور خیر خواہی سے بیان کرنا چاہتے ہین کہ جب کبھی کسی یورپین کے مقابلہ مین ہندوستانی کا مقدمہ ہوتا ہی تو یورپین اجلاس سے اگر رعائتی فیصلہ ہوا تو عموماً ہندوستانی جماعتون مین شکایت کے سوا اور کچھ سُننے مین نہین آیا۔

تجارت تجارت کے باب مین جو کچھ ہمنے اوپر بطور نظیر کے ذکر کیا ہے وہی ہمارا خیال ہے کہ تجارتی کاروبار مین انگریزون کا کچھ بھی قصور نہین ہے ہم آپ ہی کچھ نہین کرنا چاہتے

معاملات ریاستہای ہند دیسی خود مختار ریاستون کو جو امن و امان اور بہبود برٹش کے عہد مین نصیب ہوا خصوصاً تاج کے زمانہ سے جیسا موقع ترقی کا انکو ملا کبھی نہ ملا ہوگا جس زمانہ تک مسلمان ہندوستان مین نہ آئے تھے ریاستین باہم ایک دوسرے کے مقبوضات پر قبضہ کرنیکی غرض سے جنگ کیا کرتی تھین ہر طرف بازار کشت و خون گرم تھا دیسی ریاستون کی رعایا کی ہنگامی امن مین آسائش و آرام بوجہ ناقص انتظام نہ تھا اور متواتر خانہ جنگیون اور دار و گیر سے رعایا کو سخت تکلیف ہتی تھی مسلمانون کے زمانہ مین رئیسون سے جو باہمی لڑائیان ہوا کرتی تھین

اُنمین کچھ بھی اصلاح نہ ہوئی تھی مسلمان بادشاہونکی خانہ جنگیان کیا کم تھین پھر رئیسونسے انکو فوج لینے کی ضرورت ہوتی تھی اور رئیس خود بھی جنگ کرتے تھے ان سب باتون کا نتیجہ سلطنت کے واسطے نہایت مضر ہوتا تھا کمپنی کے زمانہ مین ملکی وسعت کا موسم تھا اُسمین دو ایک ریاستین ضبط ہوگئین تو وہ زمانہ بھی گذر گیا جب سے حکومت ہندوستان کی تاج کو تفویض ہوئی جناب لارڈ کیننگ نے بذریعہ ایک فرمان شاہی کے اطمینان دلادیا کہ آیندہ سے باقی ریاستین ضبط نہ کیجائینگی ہان اگر رئیس رعایا کو تکلیف دیگا اور عیش وعشرت مین مبتلا رہے گا اور انتظام نہ کرے گا تو وہ حکومت سے محروم کردیا جاے اور اُسی کے خاندان سے کسی دوسرے کو اُسکا جانشین کردیا جائیگا اس اشتہار کے بعد کوئی ریاست ضبط نہین ہوئی بلکہ ٹونک اور بردوھ کے انقلابی نتایج اور رئیس بھرتپور کے غفلتی نتایج نے اُس فرمان کی عملی خوبیون کو ثابت کردیا ہے اُن دیسی ریاستون کے رئیسونکے ساتھ جنکی موروثی ریاستین نہ تھین بلکہ بہ اعلی گورنمنٹ مسلمان کے قائممقام انگریزی گورنمنٹ ہے اُسکے ضعف کے زمانہ مین وہ صوبہ دار مالک ریاست ہوگئے تھے۔ انگریزی گورنمنٹ نے یہ سلوک کیا کہ اُنکی ریاستون کو بھی قائم رکھا اور مثل موروثی ریاستون کے انکو بھی حق دیا گیا۔

انگریزی گورنمنٹ اگر انکو قائم نہ رکھتی تو حق بجانب تھا کیونکہ انکو تو حق حاصل نہ تھا وہ بطور ملازم کی ملازمت کے صیغہ مین تھے اور بعدہ موقع پاکر مالک بن بیٹھے تھے ایسی حالت مین کیا اس انگریزی شہنشاہی کا حق نہ تھا کہ وہ اُن ریاستون کو لے لے مگر اُسنے ایسا نہین کیا بلکہ اُنکے ساتھ مراعات کین اور اُنکی رئیسانہ عظمت وشان کو برقرار رکھا انکو یہ سامان عیش کبھی نصیب نہ تھا اور نہ اُنکی رعایا کو یہ برکات امن جو آج گورنمنٹ کے زمانہ مین ہین رئیسون کے باہمی حقوق کا ایسا انتظام کردیا گیا ہو کہ ایک رئیس دوسرے رئیس پر دست درازی نہین کرسکتا اور اُسکے خراب نتیجون سے اُن کی رعایا کو محفوظ کیا وہ فوجی اور مالی امداد بھی انکو نہین دینا پڑتی جو سابق مین بحالت ضرورت جنگ بادشاہون کو دینا پڑتی تھی اس احسان اور مراعات گورنمنٹ

کی قدر رؤسائے خودمختار کرتے ہین اور انکی خیرخواہی کا عملی ثبوت ۱۸۸۵ء سے بڑھکر اور کیا ہوگا کہ جب روس سے انگریزی گورنمنٹ آمادہ بجنگ ہوئی تھی تو تمام رؤسائے خودمختار کی جانب سے خیرخوانہ جوش اور ولولہ کا اظہار ہوا تھا اور تمام رئیس جان فوج مال اور فوجی امداد دینے پر آمادہ ہوگئے تھے ۱۸۵۷ء کے پرآشوب زمانہ مین ہندوستانی ریاستون نے وفاداری اور جان نثاری کا ثبوت دیا اور ان واقعات سے ثابت ہوسکتا ہی کہ جب کہین گورنمنٹ انگریزی کا کسی بیرونی دشمن سے مقابلہ ہوگا تو ہندوستانی ریاستین بدل وجان گورنمنٹ کی شریک ہونگی ہم واقف ہین کہ رزیڈنٹون کا جن مقاصد سے دیسی ریاستون مین تقرر ہے انکے خلاف بھی کبھی کبھی ہوجایا کرتا ہی اور چونکہ وہ قیصری گورنمنٹ کے قائمقام ریاستونمین ہین لہذا اُن پر نگرانی فرض ہے مگر اس افسرانہ نگرانی کا نتیجہ اگرچہ رئیسو نکے مفید ہی کیون نہو لیکن وہ اپنے فوائد کو نہین سمجھتے اور اپنی عادتون مین اصلاح کو بُرا جانتے ہین پس نافہمی سے اگر وہ ہنگامی طریق سے ناراض ہون تو انکا ناراض ہونا انھین کے فرائض ملک داری اور حکمرانی کے مضر ہی گورنمنٹ تو انکے انتظام کی مصلح ہی وہ اُنکے اس خیال کی کہ اگر یورپین افسر نگران نہون تو وہ جو چاہین کرین کیونکر تائید کرسکتی ہی ابھی رئیسون مین وہ قابلیت نہین ہی کہ بغیر اعانت ومشورہ گورنمنٹ اور رزیڈنٹ کے وہ اور اُنکے مشیر ریاستون مین عمدہ انتظام کرسکین ریاستون مین رزیڈنٹون کا رہنا رئیس اور اسکی رعایا کیواسطے نہایت مفید ہے۔ دیسی ریاستون کا اقتدار جس حد تک کہ گورنمنٹ انگریزی نے قائم رکھا ہی اُسکا تعلق تاریخی واقعات سے ہی یعنی عہدنامون سے معلوم ہوتا ہی کہ کچھ حصہ ملک کا کسی رئیس سے لے لیا گیا ہی اور کچھ حصہ ملک گورنمنٹ نے بجلدوی خیرخواہی انکو دیا بھی ہی اگر وہ گورنمنٹ کے اس عطیہ اور احسانات کی کچھ قدر نہ کرین اور اپنے ہی ملک کے حصہ پر نکل جانے پر لحاظ کرتے رہین تو یہ ایک خفیہ تاریخی نزاع ہی ظاہر ہے کہ انگریزون کو ہندوستان کی حکومت صرف ایک ہی بادشاہ دہلی سے حاصل نہین ہوئی تھی آخرین ہندوستان کی اسلامی شہنشاہی برائے نام رہگئی تھی تاریخ ہمکو یاد دلاتی ہی جس سے کوئی مورخ انکار

نہین کرسکتا کہ جب تک مغلیہ تاج وتخت کا جلال وجبروت تھا اسکے ملازم صوبہ دار اور دیگر مسلمان امرا جو کہ اول مغلیہ شاہون کی بدولت خاک سے پاک ہوگئے تھے مطیع اور فرمانبردار تھے اور ہندو رئیس بھی حلقہ بگوش تھے خیرخواہی اور وفاداری کی صدا ہر جانب سے بلند تھی مگر جبکہ اوس شاہی خاندان مین ضعف آگیا تو ہندو رئیس در کنار کیونکہ وہ غیر قوم اور غیر مذہب تھے انکا مذہب اور ہندو قوم مفتوح تھی مسلمان صوبہ دار اور امرا کی حالتون پر غور کرو کہ وہ اُس خاندان کے تمام احسان بھول گئے اور خود مختار رئیس ہوگئے گویا اُس شاہی خاندان کے ہر عضو نے اسکو جواب دیدیا تھا مرہٹون کا اقتدار بہ ترقی پر ہوا یہ جنوبی سیلاب تمام ہندوستان مین پھیلا ہوا تھا ابدالی سے جو شکست فاش مرہٹون کو نصیب ہوئی تھی اُس سے اُس بیمار شاہی خاندان کا کچھ مفید علاج نہوا تھا مرہٹے دارالسلطنت دہلی کے قرب وجوار مین مارڈالے گئے اور بھاگ کر بچ بھی گئے تھے مرہٹے اس زک سے اس سلطنت کے اور حصول حکومت سے دست بردار ہوگئے تھے اور نہ اُس شکست نے انکو ایسا بے سروسامان کردیا تھا کہ وہ ہندوستان کے ہر حصہ کو خالی کرکے اپنے اصلی وطن مرہٹ واڑی کو چلے گئے تھے انکا اقتدار اگرچہ ایک حصہ ملک پر نہ تھا مگر اُنکے اور مقبوضات باقی تھے جب ابدالی واپس گیا تو انھون نے پھر پولیٹیکل ریشہ دوانی شروع کی اور پھر ویساہی اقتدار حاصل کیا جیسا کہ قبل شکست پانی پت کے تھا مگر انگریزی گورنمنٹ نے اپنے اقتدار سے مرہٹون کو دہلی اور آگرہ وغیرہ سے نکال کے باہر کیا اور شاہ مغلیہ کو ذلت وخواری سے بچالیا مسلمانونکے زوال کے بعد انگریزون کو عروج ہوا تھا اٹھارھوین صدی کے وسط تک سلطنت مغلیہ تباہ ہوچکی تھی اور ایک صوبہ کے بعد دوسرا صوبہ انگریزون کے ہاتھ آتا گیا پس موجودہ انگریزی حکومت کا مجموعہ کچھ دہلی کے اسلامی شہنشاہی کے ہاتھون سے انگریزون نے نہین چھین لیا تھا بلکہ غاصب صوبہ دارون اور غاصب اقوام مرہٹہ اور سکھون کے ہاتھون سے لیا ہے اگر انگریزونکی نیت ملک گیری کی نہوتی تو مرہٹون اور سکھون اور ٹیپو اور فرانس اور مسلمانون سے انکو جنگ کی ضرورت نہوتی وہ بغیر حکومت تجارت نہ کرسکتے تھے

اور جب اُنکی حکومت کا نشو نما ہوا تو انکی حکومت کا باعث صرف ایک ہی حکومت دہلی کا
زوال نہین ہوا بلکہ اُنکا اقتداری مجموعہ چند صوبہ دارون اور غاصب قومونکی غاصبانہ
ملکی حقوق کے تلف کر دینے کا نتیجہ ہے یہ ایک تاریخی نزاع ہے اور جب انگریزی قوم
غیر قوم اور غیر مذہب ہے اور ہندوستان کے تاریخی حکومتی انقلاب سے واقف ہے
تو غیر ممکن ہے کہ وہ دیسی رؤسا کا اعتبار ایسا کرے کہ انکی ریاستون سے رزیڈنٹ موقوف
اور انکو مطلق العنان کر دے انگلش گورنمنٹ اپنی قوت پر آپ بھروسہ کر سکتی ہے اور
دوسرون کی قوت پر اُسکو ہرگز قطعی اور یقینی بھروسا نہین ہو سکتا جب تک کہ وقت پر
انکی آزمائش نہو جاے انگلستان نے دیسی خود مختار ریاستون کے ساتھ احسانات اور
سلوک کئے ہین اور اسکو امید ہے کہ جب کبھی ضرورت ہوگی تو جس طریق کہ ۱۸۵۷ء مین
دیسی ریاستون نے اظہار وفاداری اور خیر خواہی کیا تھا اُن اقوال کو اپنے افعال سے
مطابق کر دکھلائین گے۔

روسیونکی حکومت مین ریاستونکے تعلقات

روس کی رفتار اپنے مفتوحہ ممالک مین غیر مذہب
اور غیر قوم کی ریاستون کے متعلق تو درکنار خود عیسائی
رئیسون اور شاہون کے متعلق ایسی مخالفانہ اور
خود غرضی سی رہی ہے کسی دوسری سلطنت کی نہین ہے پولینڈ کو اُسنے لے لیا اور کوہ قاف
مین شمویل کی ریاست کو ضبط کیا اور گرجستان کی عیسائی حکومت پر ایرانیون نے
کسی قدر ظلم کیا تھا روس نے اُسکی حمایت کے بہانہ سے اسکو ایران کی حکومت سے
آزاد کرا لیا اور پھر اُس حکومت کو اپنے ملک مین شامل کر لیا خوقند اور مرو سے اسلامی حکومت
روسیونکی بدولت جاتی رہی اور جو جنگ آخر مین ترکون سے بلگیریا کی آزادی کی غرض سے
روس نے کی تھی اُسمین فتحیابی کے بعد اسکو آزادی سے کام کرنے کا موقع حاصل نہوا
مگر چلتے چلتے رونا یا جسنے کہ روسکی اعانت کی تھی اُسکے ملک کا ایک حصہ بسارابیہ پر روس
نے زبردستی قبضہ کر ہی لیا اور بلگیریا پر ابھی تک دانت ہے بخارا اور خوارزم کی نسبت بعض
اہل الرائے کا خیال ہے کہ انھون نے روس سے جنگ بھی کی تاہم روس نے انکی حکومتون

کو قائم رکھا مگر اُنکا قیام ہمارے نزدیک دوامی نہین ہے روس نے اُنکا شاہی درجہ کھٹا کر ایک
کردیا ہے اور بظاہر اُنکا عدم وجود مساوی ہے اسپر بھی اسکو قناعت نہوگی اور جو مقاصد
اُسکے ملک گیری کے متعلق ہین جب اُنکا نتیجہ ظاہر ہوجاے گا توجس ملکی پالسی کو اُسنے
اپنے نزدیک ہندوستان کی پالسی کے مقابلہ مین عمدہ قرار دے رکھا ہے وہ جاتی رہیگی
اور ادنی اشارے مین اُن ریاستون کو بھی ضبط کرلیگا

جاگیرداران

بجلدوے خیرخواہی یا بہ صلہ دیگر کارنمایان مسلمان شاہون نے
مسلمانون کو جاگیرین عطا کی تھین اور ہندودن کی جاگیرین ضمین
انقلاب کیا گیا تھا بہت سی جاگیرین ہندوون کی قائم رکھی گئی تھین اور بہت سی
جاگیرین ضبط ہوکر مسلمانون کے نذر ہوئین لیکن یہ جاگیرین پشتہا پشت کے واسطے
بعضون کو دیگئی تھین اور بعضون کے پاس حین حیاتی فرمان تھے جاگیرین مذہبی امور اور دینی
کامون کے واسطے تھین بوجہ انقلاب حکومتون کے جاگیر یافتہ اشخاص کی جاگیرون مین
بھی تغیر و تبدل ہوگیا ہی اور چونکہ زمین کی قدر بمقابلہ اعزاز ملازمت کم تھی لہذا جاگیرداروںکو
بے پروائی تھی جب انگریزون کی حکومت ہوئی تو انھون نے اُن لوگون کی جاگیرونکو قائم
رکھا جنکے قبضہ مین وہ جاگیرین معہ فرمان تھین اور جنکی معافیان اور جاگیرین قبل حکومت
انگریزون کے جاتی رہی تھین اور جاگیردارونکی اولاد کے پاس کاغذات تھے ان دستاویزون
سے انکو بحز اسکے اور کوئی تمنا نہ تھی کہ تمادی عارض نہین ہی اگر اُس زمانہ کی گورنمنٹ
حق سمجھیگی تو کامیابی ہوجائیگی ورنہ جب حق سوید ہے تو زبردستی اُسپر قبضہ کرلینے مین کوئی
جرم نہین ہوسکتا مگر جس زمانہ مین میعاد قانون نہ تھی تو حق کا شنوا بھی کوئی نہ تھا زبردستی
قبضہ کرلینا امر دیگر تھا اور سب سے بڑھکر یہ بات تھی کہ جاگیرون کی قدر نہ تھی برٹش کے
عہد مین زمین کی قدر ہوگئی اور روپیہ حاصل کرنے کے جو وسائل زمانہ شاہی مین لوگونکو
حاصل تھے وہ جاتے رہے اور انکی خدمات کی ضرورت نہ رہی وہ نہایت پریشان ہوے
جن جاگیردارون کی جاگیرین قائم تھین اور جو مذہبی عطیات تھے اُنمین سے بعض
جاگیرون مین کسی قدر مداخلت ہوئی ہے مگر وہ جاگیرین انھین کے قبضہ مین ہین باقی

کثرت سے اشخاص بزرگونکے یادگار کا غدر رکھتے ہین وہ بالکل خیال نہین رکھتے کہ ہمارے بزرگون کا ارضی سرمایہ قبل اقتدار برٹش گورنمنٹ کے تلف ہوچکا تھا وہ کہتے ہین کہ اگر حق کے واسطے قانوناً میعاد عارض نہ کیجاتی تو انگریزی وسائل انصاف کامیابی کے لیے کافی تھے۔

زمیندار و مزارعین ہندوستان مین گورنمنٹ کی شرح مالگذاری مختلف ہے بنگال کے بعض حصون مین بندوبست استمراری ہی۔ دیگر حصص برٹش انڈیا مین کہین سرکاری مالیہ زیادہ ہی اور کہین کم علاوہ اُن بنگالی حصص ملک کے جہان کہ استمراری بندوبست ہوا شرح مالگذاری بمقابلہ زمانہ سابق جبکہ ہندو اور مسلمانون کی حکومت تھی زیادہ ہے اور یہ شرح موجودہ دیسی ریاستونکی شرح مالگذاری سے بڑھی ہوئی ہی مسٹر ہینڈمین نے جوکسی زمانہ مین پارلیمنٹ انگلستان کے ممبر تھے عرصہ چند سال کا ہوا کہ ایک مضمون رسالہ نین ٹینتھ سنچری مین لکھا تھا اُسمین انھون نے تحریر کیا تھا کہ گورنمنٹ نے شرح مالگذاری زیادہ کر رکھی ہی اُسکا اثر زمیندار پر یہ ہوا کہ وہ اُس مالگذاری کے ادا کرنے کے اور اپنے ذاتی فائدہ کے واسطے کاشتکار پر اضافہ لگان کرتا رہتا ہے کاشتکار اُس لگان کے ادا کرنے اور اپنے گذارے کے لیے زمین پر یہان تک کاشت کرتا ہی کہ اُس زمین کی قوت پیداوار سلب کے قریب ہوجاتی ہے۔ ہمکو یاد ہے کہ صاحب ممدوح نے اس مضمون مین ثابت کیا تھا کہ انھین اسباب سے مزارعین ہند پریشان و مفلس ہین علاوہ ازین قابل ذکر یہ امر ہے کہ دیسی ریاستون کے کاشتکار بمقابلہ انگریزی عملداری کے مزارعین کے مرفہ الحال ہین۔

علما و مذہبی پیشوا دنیا کی ہر سلطنت مین علما اور مذہبی ہادیون کا اقتدار رہا ہے انگلستان مین پادریون کا اقتدار ایک زمانہ مین تھا ہندوستان مین ہندو اور مسلمان بادشاہون نے اُنکی عظمت وشان کو تسلیم کیا تھا شہنشاہ اکبر کو صلح کل کا لقب ابتدائی حکومت سے حاصل نہوا تھا بلکہ ابوالفضل

اور فیضی نے اُسکے تعصبات مذہبی کو دور کیا تھا جو آغاز حکومت اکبر مین اپنے باپ
شیخ مبارک کو مذہبی تضیون کے خوف سے بھگا کر صحرا نورد ہوے تھے شیخ مبارک نے
انحطاط اقتدار علما کیواسطے ایک محضر اُس زمانہ مین مرتب کیا تھا جبکہ اکبر نہایت متعصب
تھا اور شیخ الاسلام کا جوتا سیدھا کر دیتا تھا اسی وجہ سے علما تے شیخ مبارک کے گرفتار
کرانے کی فکر کی تھی۔ باوجود اسکے کہ ابوالفضل اور فیضی کے وزارت مین اکبر متعصب المذہب
نہ تھا اور ابوالفضل اُس زمانہ کے علما کو گندم نما جو فروش جانتا تھا تاہم علما کا اقتدار
رکھا گیا کیونکہ اکبر اور اُسکا وزیر علما کے منصب سے واقف تھا اُنھون نے علما اور مذہبی پیشوائون
کی جس طرق سے عظمت کم کرنے کی فکر کی تھی وہ اُنکے ذاتی افکار کے متعلق تھی رعایا
نے انکی عظمت کم نہ کی تھی۔ اس خوف سے اکبر اور اُسکا وزیر اپنے مقصد کی تکمیل مین ناکام
رہا۔ جب اکبر مرگیا اور جہانگیر تخت نشین ہوا تو تمام اکبری ملکی انتظامی اصلاحات مع دین اکبری
معدوم ہوگئین علما کا پھر دور دورہ رہا اور وہ دورہ تا زوال سلطنت مغلیہ رہا۔ انگلستان
کا شاہی اقتدار پادریون کی شرکتی آلائش سے پاک ہو چکا تھا ہندوستان جب تک کمپنی
حکومت کے سایہ مین رہا علما اور مذہبی ہادیونکے مدارج پر کسی قدر لحاظ رہا مگر بعدہٗ افسوس
ہے کہ وہ کس مپرس کیجا تمین ہوگئے ہم جانتے ہین کہ کبھی بھی نامور مذہبی طبقے کی ایسی حالت نہ تھی
جیسی کہ موجودہ زمانہ مین ہے قاضی اور مفتی اور علما اور ہادیان مذہب کسی زمانہ مین رکن رکین
سلطنت تھے یا اس زمانہ مین زاویہ نشین ہین اُنکا تعلق ہر چند کہ حکومت سے صرف
اسیقدر رہی کہ وہ رعایا ہین مگر اُنکا تعظیمی مرتبہ اور اُنکا مذہبی درجہ عظمت ہندی رعایا کی
نظر مین بدستور ہے۔ وہ علماے دین برٹش گورنمنٹ کے مذہبی برکات آزادی کے مدارج
ہین اُنکے طبائع پر برٹش گورنمنٹ کی شائستہ اور مہذب اور اخلاقی حکومت کا اثر
ایسا ہی ہوا کہ وہ تعصب مذہبی سے حکومتون مین اغنیا زپیدا نہین کرتے بلکہ انکی قاعدانہ
دستار اور اُنکا عالمانہ جبہ اور دیگر قومون کے مذہبی ہادیون کا لباس اُن مسلوبہ حقوق
کا طالب ہے جو زمانہ ماضی مین انکو حاصل تھے تعلیم یافتہ فرقہ جن حقوق کا مطالبہ کرتا ہے
وہ بحث اُنکی ذاتی کامیابی اور ناکامی کے متعلق ہے اس ملک مین ابھی اُنکے کردار اور

گفتار کا اثر بمقابلہ مذہبی قوت کے کچھ بھی نہین ہے ایک تعلیمیافتہ انگریزی گورنمنٹ کی ملکی
ضرورت پر کیا اعانت کرسکتا ہے بخلاف اسکے ایک عالم مذہب کا گورنمنٹ کو اپنے
مذہبی وعظ سے بہت بڑی مدد دیسکتا ہی انگریزی تعلیم ہندوستان سے مذہبی قوت کو
دور نہین کرسکتی یہ مذہبی توسط قائم رہیگا گورنمنٹ براہ راست عوام سے مذہبی اتحاد بغیر
توسط کیونکر رکھ سکتی ہے مگر تعجب ہی کہ ہندوستان کا ہر فرقہ اپنے اپنے حقوق کی جانب
گورنمنٹ کو توجہ دلا رہا ہی اور گورنمنٹ اور اُسکے تعلیم یافتہ فرقہ کی بحث سے انگریزی اخبارات
کے صفحے سیاہ ہو رہے ہین مگر جو فرقہ علما کا کہ انگریزی نہین جانتا اور اپنے حقوق کو گورنمنٹ
پر ظاہر نہین کرسکتا لیکن مذہبی قوت سے گورنمنٹ کی سب سے بڑھکر ملکی معاملات مین
اعانت کرسکتا ہی اُسکی جانب بالکل توجہ گورنمنٹ کو نہین ہے جن رعایا کے فرقون کے
حالات سے ہمنے بحث کی ہی اُنکی شکایتین واجبی اور غیر واجبی دونون ہین انمین وہ بڑا
فرقہ عوام الناس غیر تعلیم یافتہ بھی ہی جو گزشتہ حکومتون مین بوجہ بے انتظامی ملک کے غیر واجبی
طریق سے روپیہ حاصل کرتا تھا انگریزی حکومت مین انتظام و نگرانی ہی اور بلا ضرورت نوکریان
نہین ہین پس وہ شاکی ہے تاجر اور زمیندار جاگیردار و کاشتکار و علما و رؤسائے ہند
اور تعلیم یافتہ انگریزی دان فرقہ کے عذرات اور شکایتین کچھ تو اسوجہ سے ہین کہ وہ
برٹش کے پیچیدہ اور فلسفیانہ انتظام نہین سمجھتے اور کچھ اس سبب سے ہین کہ وہ اپنی
کاہلی اور سستی دور نہین کرتے اور برٹش گورنمنٹ پر الزام رکھتے ہین برٹش گورنمنٹ نہ
اُنکی واجبی شکایات کی اصلاح کی فکر کرتی ہے اور نہ اُنکی غیر واجبی شکایات کے دفعیہ
اور شکایت نہ کرنیوالون کے سمجھانے کے لیے کوئی ذریعہ رکھا ہے

عدالتون کی کارروائی اور ٹیکس کے بارے کچھ بھی سبکدوشی نہین ہی اُنکی سمجھ مین یہ
اصول اور دیگر اصول حکیمانہ نہین آتے اور گو اصول کیسے ہی عمدہ کیون نہون مگر جب
رعایا اُنکے سمجھنے کی قابلیت نہین رکھتی اور نہ مجوز اور موجد حکیمانہ انتظام اُسکے سمجھانیکی فکر
کرتے ہین تو انکا اثر الٹا ہوتا ہی۔ ایک قومی ذریعہ اخبارات کا ہی مگر اُنکی حالت عجیب وغریب
ہے دیسی اخبارون مین لکھنے والون کی قابلیت خود ہی سمجھنے کی اور سمجھانے کی ابھی کم ہی

وہ اور ونکو کیا سمجھائینگے - رہے انگریزی اخبارات اُنکی تحریر کا اثر محدود ہی - ہندوستان مین عام رائے کا دریافت کرنا گورنمنٹ کیواسطے نہایت دشوار ہے انگریزون کی آبادیان نہین ہین وُہ اس ملازمت کیواسطے آتے ہین جبتک اُنکی ملازمت کا سلسلہ قائم رہتا ہی وہ حاکمانہ اور فاتحانہ طریق سے رہتے ہین اُنکے اور ہمارے عادات و اطوار مین فرق ہی وہ جس جدید فلسفہ اور یورپی اصول شائستگی کا سرمایہ اپنے ساتھ لاتے ہین اُسی مذاق کی بنیاد پر انصاف اور انتظام کرکے بعد تقرر پنشن وغیرہ پھر اپنے وطن چلے جاتے ہین وہ حاکمانہ توسط رکھتے ہین برادرانہ توسط نہین ہے -

منشی محفوظ علی صاحب کاکوروی کی نادر اور شہرہ آفاق کتاب[۱] (روس و انگلستان کا سچا حال) مین جو حصہ اس بحث کے متعلق ہے وہ قابل تسلیم ہے جس طریق سے بعض صاحبان انگلو انڈین کا مغرورانہ اور متکبرانہ برتاؤ ہے اُسکو اُس لائق مصنف نے صاف الفاظ مین ظاہر کیا ہے کتاب معلومات ایشیائی جو سر الفرڈ لائیل صاحب بہادر گزشتہ لفٹنٹ گورنر مغربی و شمالی کے مضامین کا اردو ترجمہ ہے اُسمین صاحب ممدوح نے اس امر کا تذکرہ کیا ہے کہ بعد تسلیم ان امور کے ہمارا خیال ہی کہ وہ کیا وسائل ہین کہ انگریزون کی آبادیان ہندوستان مین ہون اور اگر آبادیان ہو تو وہ کیا اسباب ہین کہ ہمارے

---

[۱] گورنمنٹ کا اخلاقی تمدنی قوت مین ترقی دینے سے مقصود یہ ہے کہ گورنمنٹ کا طرز حکومت اور بعض انگلو انڈین حکام کے طرز سلوک سے جو ناخوشی اہل ہند کے قلوب مین ترقی کرتی جاتی ہے اسکے علاج کی جانب توجہ کیجاے ہندوستان کے چھوٹے چھوٹے انگریزون کو ہربات مین اپنے قومی امتیاز کے قائم رکھنے کا ایک کینہ جوش ایسا گھیرے ہوے ہے کہ وہ ہماری ہر ترقی اور اصلاح کو جو ہمکو انکا ہمپایہ بناسکتی ہے نہایت نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہین اور یہی وجہ ہے کہ رعایا کے باہمی معاملات اور زراعت اور تجارت کے جھگڑون مین یہ لوگ جسقدر کہ نیک نیت اور آزاد ہین قومی حقوق کی مخالفت مین اُتنے ہی ہٹ دھرم اور خود غرض ہین شخصی حکومت کی جگہ قومی حکومت کا وجود دنیا مین بڑی نعمت ہے لیکن ایک قوم کی حکومت دوسری قوم پر ایسی حالت مین جبکہ بعض حقوق کا اختلاف چند خود غرض حاکمون کو ہروقت فرقہ محکوم کی ترقی

اور اُنکے اتحاد پیدا ہو دیسیونکی عام راے اور دلی خیالات کا دریافت کرنا گورنمنٹ پر
فرض ہے اسکے واسطے ضرور ہے کہ انگریزون کی آبادیان ہون اور انگریز بغیر خصوصیات
ملازمت اور حاکمانہ عہدون کے اس دیس مین بود و باش اختیار کرین پھر اس امر کی ضرورت
ہوگی کہ ہم اُنکے عادات اختیار کرین اور وہ ہمارے اُسوقت اور اُنکے اتحاد اور ربط ضبط
برادرانہ ہوسکتا ہے ہم اپنا ما فی الضمیر اُنپر اور وہ ہمپر ظاہر کرسکتے ہین اور یہی قوی ذریعہ
عام راے کے دریافت کرنیکا ہے اور تا وقتیکہ یہ صورتین پیدا نہ کیجائینگی ہمیشہ یہ تصنیہ باقی
رہے گا اسی ہندوستان مین جب مسلمانون کی آبادیان ہوگئی تھین تو فاتح و مفتوح کے
اتحاد اور ارتباط مین کچھ شک و شبہ نہ رہا تھا اگر وہ اسی طریق کے پابند ہوتے کہ انگریز پابند
تو انکو بھی ناکامی ہوتی

الغرض زمانہ اور رعایا کی رفتار کے متعلق گورنمنٹ کی حکومت ابتک رہی ہے لیکن اگر
اس زمانہ مین بتقاضاے مصلحت ملکی گورنمنٹ طرز حکومت اور اپنے اُس نظم و نسق مین
اصلاح اور تبدل و تغیر کرنے کا قصد رکھتی ہے جس سے کہ شکایت پیدا ہوتی ہے تو اسکا

دو کہنے پر مجبور کررہا ہو زیادہ تر خطرناک ہے کیونکہ شخصی حکومت مین اگر ایک خودراے غاصب اور ظالم سے
سابقہ ہے تو اس صورت مین ایک گروہ بیرحم لیڈرون کا ہے - ۱۲

۲- اگر وہ راے صحیح ہے جو مسٹر آرنلڈ نے ہماری نسبت قائم کی ہے تو ہم محکوم رعایا کے ساتھ اپنے برتاؤ مین اظہار محبت
اور ہمدردی کے لیے مشہور نہین ہین باہمی اختلاط کے لیے ہماری طبیعت دنیادی اغراض کی قوت پر زیادہ تر
بھروسہ کرتی ہے اور ہمارے ذہن مین کھبا ہوا کہ جسمانی آزادی اور آسائش اُن زخمونکا کافی مرہم ہوگی جو ہماری
کامیابی نے بالضرور اُن لوگونکے غرور اور تعصبات پر لگائے جنکی ہم بمشکل حکومت مین جانشین ہین - غرضکہ ہم
آدمیونکے اغراض زیادہ تر مدنظر رکھتے ہین اور اُنکی خدمات پر بہت کم لحاظ کرتے ہین یہ تسلیم کیا جا سکتا ہے کہ ہم شستگی
بیماری دل کے سبکدست معالج نہین ہین لیکن یہ امر اس اقبال سے بالکل مختلف ہے کہ ہم خود اُس بیماری کے
پیدا کرنیوالے ہین یا یہ کہ اس بیماری کے کوئی ایسے خاص آثار یا عجب شدت ہے جسکا باعث صرف ہماری
لاپروائی و غفلت اور ناواقفیت یا صاف حدادت خیال کیجاے - ۱۲

فرض ہی کہ وہ اس کام کو شروع کرے ہمارا مقصد یہ نہین ہے کہ جو بات گورنمنٹ نہین کرسکتی
اسکی تحریک اُس سے کیجاے مثلاً یہ گورنمنٹ یا دنیا کی کوئی گورنمنٹ غیر واجبی بیہودہ شکایتون
سے ملکی انتظام مین اصلاح نہین کرسکتی۔ ہمارا خیال ہی کہ جہانتک انتظامی امور صحیح طور
پر باعث شکایت رعایا ہون خواہ وہ زراعت کے متعلق ہون یا دیگر فریق رعایا کے متعلق
ہون جنکا ذکر ہمنے صدر مین کیا ہے اُسکی اصلاح مفید ہونا چاہیے کیونکہ موجودہ طریقہ انتظام
برٹش کی اُن حکومتی وقتون کا یادگار رہی جبکہ وہ ملک گیری اور وسعت ملکی کی غرض سی کوشش
کرتی تھی یا جو انتظام بعد غدر ۱۸۵۷ء اسکو کرنا پڑا تھا مگر اُس زمانہ سے اِس زمانہ مین تغیر عظیم
ہوگیا ہی اور ہوتا جاتا ہی اور یہ کہ ایک رقیب اعظم روس کا چرچا رہتا ہی گورنمنٹ عالیہ
انگلش کرورہا روپیہ روس کے روکنے اور اُسکے دفعیہ کے واسطے سرحد پر صرف کر رہی ہے
خود لارڈ رپن نے ولایت کے ایک جلسے مین بیان کیا تھا کہ جو کچھ انکی گورنمنٹ نے ہندوستانی
ہندوستانیون کے مفید انتظامی اصلاحات کی غرض سے سرگرمی ظاہر کی تھی وہ سرحدی
معاملات کے خیال سے فوجی انتظام اور سرحدی استحکام کرنا اور رعایا کے واجبی عذرات اور
شکایات پر لحاظ نہ کرنا اور دونکی تسخیر سے چشمپوشی بالکل پالسی کے خلاف ہے

ہم تسلیم کرتے ہین کہ روس و انگلستان کی انتظامی پالیسیو مین فرق ہی انگلستان کا
فلسفیانہ انتظام ایشیائی باشندون کے طبائع کے مطابق نہین ہی روس کا انتظام ایشیائی
طبائع کے مطابق ہی مگر اس فرق مین ایک اور فرق پیدا کرنا چاہیے اور وہ یہ ہی کہ انگلستان
کی انتظامی برکات حکومت حکیمانہ اصول سے مرکب ہی بعض ہندوستانی جماعتونکا خیال
ہی کہ اسکی قومی حکومت سے اُسی کی قوم فیضیاب ہوتی ہی اُسکے مقبوضات ایشیائی اسکی
حکومتی برکات سے محروم ہین لیکن اگر ذرا غور کیا جاے تو معلوم ہوسکتا ہی کہ انگلستان کی
حکومت مین ایک قدرتی اثر غیر ملکونمین قومی عروج اور آزادانہ بحث و مباحثہ اور لیاقت
اور قابلیت پیدا کرنے کے واسطے ہی اسکے پاس سرمایہ موجود ہی اور اس سے فیضیابی کی امید
جیسی کہ اُسکی قوم کو ہی ہمکو بھی ہوسکتی ہی گو ہم اسکی حقیقت کو جلدی نہ سمجھین اور ہمکو فوراً
اُسکا فائدہ نہ پہونچے روس تو خود ہی کچھ نہین رکھتا اسکی مفتوحہ رعایا کو اُس سے فیض کی

کیا امید ہو سکتی ہی انگلستان نے ہندوستان مین سوشل اور ماریل یہان تک کہ پولیٹکل ترقی
کے وسائل پیدا کر رکھے ہین اُسنے ٹھگی اور ڈکیتی اور رسم ستی کو دور کیا اور امن وامان اور آسایش
اور آرام کے ذریعہ قائم کئے مگر جب ان برکات سے روسی دوستون کو اطلاع ہوتی ہی تو وہ
اُسکا جواب دیتے ہین کہ روس نے وسط ایشیا مین غلامون کو آزاد کرایا اور وحشی قومونکو ایسا
رام کیا کہ انکی قطاع الطریقی اور دیگر وحشیانہ حرکات دور ہو گئین اور اُسنے بھی ملک مین
امن قائم کیا اُنکا یہ جواب اگر تسلیم کر لیا جاے تو وہ اسکا کچھ جواب نہین دیسکتے کہ انگلستان
نے جن برکات کے حاصل کرنے کا ہمکو مستحق کیا ہی وہ روس کی مفتوحہ ممالک کی رعایا کے
خواب وخیال مین بھی نہین ہین مسٹر ویمبری سیاح وسط ایشیا نے جو مضمون رسالہ نین ٹینتھ سنچری
مین اس عنوان سے مشتہر کرایا تھا کہ (روس ہندوستان کو فتح کر سکتا ہی یا نہین) اُسمین ایک
فقرہ لکھا تھا کہ روس کا انتظام ایشیائی طبایع کے مطابق ہی انگلستان کا انتظام اسکے بالعکس
ہم اسکو قبول کرتے ہین مگر ہمارا عذر جو اسکے قبول کرنے کے متعلق ہی اُس سے بھی کوئی انکار نہین
کر سکتا۔ روس کی نسبت مشہور ہی کہ وہ جیسا جنگ کی حالت مین ظالم ہی اُسمین بھی اسکی
یہی کیفیت ہی کتاب (خارستان) روس جسکو کہ لکھنؤ کے ایک پنڈت صاحب نے لکھا تھا
اُسمین بھی روسی مظالم وتعدیات کا تذکرہ ہی اور حال مین منشی محفوظ علی صاحب نے اپنی کتاب
کے ایک پورے باب مین روسی جبر وظلم کی شکایت کی ہی اُنسے ثابت ہوتا ہے کہ روسی
بڑے سفاک ہین روسیون کی سفاکی اور ظلم وجبر تو اس سے ثابت ہے کہ جن صوبجات
ترک پر روس نے قبضہ کیا وہان کے مسلمان باشندون نے فوراً اپنے وطن کو ترک کر دیا۔
روس نے اُس حصہ ملک مین نہ کسی مسجد کی شکست وریخت کی نہ مرمت کرائی اور نہ مسجدون مین
کوئی ملا اپنے خرچ سے مقرر کیا وہ مسلمان روس کے ہتکھنڈون سے بوجہ قربت زیادہ واقف
تھے وہ روس کو ایسا ہوا سمجھے کہ اُسکے آتے ہی فوراً مع عیال واطفال بھاگ کھڑے ہوے
وسط ایشیا مین خاصکر جبکہ مرو پر قبضہ کیا ہی اُسکے خلاف انتظام ہی اکثر سیاحون کا بیان ہے
کہ مسجدونکی مرمت اور اُنمین ملا کا تقرر روسی خرچ سے ہے اور مذہبی آزادی ہی بجاے اسکے کہ
مسلمان اُسکی حکومت سے نکلکر کابل یا ایران کی عملداری مین چلے جائین خود ان عملداریون

اکثر قومون نے روس کی عملداری کو پسند کیا روس نے چالاکی سے یہ انتظام ہنگامی طور پر کر رکھا ہی ورنہ جو روس ایشیائے کوچک اور بلغیریا مین تھا وہی روس وسط ایشیا مین ہی۔ انگلستان کی شکایت اگر ہندوستانی کرتے ہین تو خیر خواہانہ ہے اس شکایت سے انکی غرض یہ نہین کہ خدانخواستہ برٹش حکومت کا سایہ اُنکے سرون سے جاتا ہے وہ سمجھتے ہین اور انکو سمجھنا چاہیے کہ یہ شکایتین برکات حکومت اور قلم و زبان کی آزادی سے ہین۔ انگلستان نے آزادی کی نعمت اور دیگر وسائل ترقی کے عطا کرکے ان شکایتونکو خود پیدا کیا۔ روس مین نہ یہ وسائل ہین نہ وہ شکایتین سننے مین آتی ہین پس سب سے عمدہ اور پسندیدہ پالسی جو ہندوستان مین انگلستان کو بمقابلہ روس کے اختیار کرنا چاہیے وہ یہی ہے کہ ریاستونکی فوجون کو بذریعہ یورپین افسرون کے قواعد سکھا کر درست کرے اور عہدنامونمین اصلاح کرکے مثل شاہان سابق کے اُنسے اعانت کا اقرار کرالے اُن ہندوستانی فرقون کی واجبی شکایت کو اپنے سابق کے انتظام مین اصلاح کرکے دفع کرے۔ اگر وہ ایسا کرے تو واقعات انتظامی سے وہ دلون کو مسخر کرے گا اور اگر انتظامی اصلاحات مین اُسکو تامل ہو تو ان شکایتون کا سلسلہ کبھی منقطع نہوگا روس وسط ایشیا مین اور انگلستان سرحدی مقامات مین ریلوے کے جاری کرنے مین سرگرم ہین انگلستان کی ریل پشاور تک جاری ہی ادھر اسکو زیادہ وسعت نہین دیگئی۔ مگر قندھار ریلوے کو بخوبی وسعت ہوئی ڈیرہ غازی خان کی ریل تیار ہو رہی ہی روس نے بھی سرحدی ریلوے کو وسعت دی ہی اُسنے قلعہ سیکسو وسکی سے کاماچاچا سرخ کے قریب تک ریل بنائی اور اسکی ریل کاراجیا جاسے مرو ہوکر جاری ہوئی پہونچگئی دونون گورنمنٹونکی کوششونسے ثابت ہوتا ہی کہ ایک زمانہ ایسا آئیگا جب دونون ریلین ملجائین گی اور دنیا کے ایک بڑے حصہ تک ہندوستانی آمد و رفت کرسکین گے۔

روس و انگلستان

اس زمانہ مین جنگ کن اغراض سے ہوتی ہی

جس زمانہ مین کہ یورپ جہالت مین مبتلا تھا وہ

بھی وحشیانہ جنگون مین مشغول تھا مگر جبکہ اُسکا تاج حکومت اور تخت سلطنت تہذیب و شائستگی اور عملی اور عقلی زر و جواہر سے مرصع ہوا تو اُسکے تمام افعال و اقوال ملکی اور جنگی جہالت اور وحشیانہ بیہودہ طریقون سے پاک ہوگئے موجودہ زمانہ مین یورپ وحشیانہ طریق سے جنگ نہین کرتا اسکی جنگ شاہون اور اُنکی قومون کے مقاصد سے مشترک ہے مثلاً انگلش قوم کی ترقی اور اُسکا فروغ ممکن نہ تھا جبتک کہ اُسکا قبضہ ہندوستان اور دیگر وسیع جزائر پر نہوتا انگلش صنعت و حرفت سے بکثرت مال تیار ہوتا تھا یہانتک کہ انکی ضرورتون سے بڑھکر تجارتی مال ہوجاتا تھا انگلستان کو ضرور ہوا کہ وہ مشرقی ممالک مین ملکی فتوحات حاصل کرے جب اُسنے ہندوستان اور اور جزائر کو فتح کیا تو اُسکا تجارتی مال فروخت ہونا شروع ہوا اب علاوہ اس آمدنی کے جو اراضی اور محصولات سے گورنمنٹ انگلش کو ہندوستان اور جزائر سے حاصل ہوتی ہے قوم انگلش کو علیحدہ منافع کثیر ہو رہا ہے ایک زمانہ تھا کہ انگلش قوم بالکل تباہ اور پریشان تھی نہ علم کا سرمایہ رکھتی تھی اور نہ حکومتی اقتدار اسکو حاصل تھا کہ اسکی حکومت عظیم سلطنتون مین شمار ہوسکتی ـ بطور چند گروہون کے محدود مقامات مین آباد تھی یا یہ زمانہ ہے کہ وہ قلیل گروہ کثیر ہوگیا اور اسکو حکومت اور دولت حاصل ہے انگلستان جب ملک فتح کرتا تھا تو صلح جو نہ تھا اب اسکی قومی ضروریات سے بڑھکر اسکو دنیا مین ملک مل گیا تو ضرور ہوا کہ وہ جنگ جو صلح پسند اور ملک گیری سے کنارہ کش ہوکر برکات امن سے مستفید ہو جن اغراض ملکی اور حاجات قومی کی تحریک سے انگلستان نے غیر ممالک پر قبضہ کیا وہی خواہشات اور ضروریات دوسرے ترقی یافتہ شاہان یورپ کو ہین ایک قومی سبب جو شاہون کو اور قومون کو جنگ پر مجبور رکھتا ہے یہ ہے کہ یورپ مین قومون نے صنعت و حرفت مین حیرت انگیز ترقی کی ہے وہ تجارتی مال تیار کرتی ہین اور انکو اُسکے فروخت کی ضرورت ہوتی ہے جس رقبہ ملک تک اُنکی حکومت محدود ہوتی ہے وہان تجارتی مال ضرورت سے بدرجہا بڑھکر ہوتا ہے تو مین محرک ہوتی ہین کہ انکی گورنمنٹ جدید ملکون کو فتح کرے تو انکا مال وہین فروخت ہوا کرے انھین ضرورتون سے اقوام اٹلی اور اسٹریا اور جرمن اور اسپین مجبور ہوتی ہین کہ نوآبادیان قائم کرین تاکہ اُن آبادیون مین

تجارت کو فروغ ہو۔
روسی ساخت کی تجارتی اشیا ور دہی ضرورتون سے زیادہ ہین اور شہنشاہ روس کو
انکی قوم غیر ملکون کے فتح کرنے کی تحریک کیا کرتی ہے۔ وسط ایشیا مین روسی پیشقدمی کا
خاص سبب یہی سمجھ مین آتا ہے۔ جب ہم دیکھتے ہین کہ یورپ کی حکومتون کا اقتدار
جہان تک کہ غیر ممالک پر حاوی ہو ان ملکون مین ایک دوسری حکومت بجز اپنی قومی تجارتی
مال کے آنے اور فروخت ہونیکو پسند نہین کرتی تو کیونکر خیال ہوسکتا ہو کہ روس فتوحات
ملکی سے احتراز کرتا ہو۔ ہمارے نزدیک روس کے خواہشات ملک گیری ترقی پر ہین۔ اور
انگلستان دنیا مین اپنے مقبوضہ ممالک کو بامن رکھنا چاہتا ہے جبکہ روس و انگلستان کے
مشرقی تعلقات مین قربت ہوتی جاتی ہو اور ملکی ناموری اور اغراض قومی کا پاس و لحاظ
دونون کو ہو تو کیونکر ممکن ہو کہ روس صرف وسط ایشیا مین قناعت کریگا یا مرغاب کی سرحد
اسکی قومی ضروریات کے لیے مکتفی ہوگی۔ انگلستان ساڑھے پچیس کرور نفوس پر ہندوستان
مین حکومت کرتا ہو علاوہ ازین خود اپنے موروثی ملک انگلینڈ اور دیگر جزائر ممالک مین اسکی
رعایا لکھوکھا ہے تجارت اور اراضی کے محصولات اور ٹکسون سے کرورہا روپیہ کی آمدنی ہو
اور مصارف بھی کرورہا ہو۔ چنانچہ ۱۸۵۸ء کے بعد سے ہندوستان کے محاصل نے غالباً ستر کرور
کے قریب ترقی کی ہو مگر خرچ بھی سال بسال بڑھتا گیا ہو۔
بجٹ کے جزر و مد کے علاوہ ایک اور مسئلہ پر بحث ہوا کرتی ہو بیان ہو کہ شہنشاہ اکبر کو کل
پندرہ صوبون مین سالانہ چودہ کرور روپیہ سے زیادہ وصول ہوتا تھا شاہجہان کے وقت
مین بائیس کرور تک محاصل ہو گیا تھا یہ بیشی دکن کی تسخیر سے ہوئی تھی اس رقم مین کشمیر و
افغانستان کے صوبون کی بھی مالگذاری شامل تھی ورنہ ہند کی مالگذاری صرف پونے اکیس کرور
تھی اورنگ زیب کی کل مالگذاری مع آمدنی تجارت اسی کرور تھی شاہ عالم کے عہد مین
چوبیس کرور رہی مگر ہماری بحث کا یہ مقصود نہین کہ ہندوستان کی مالگذاری سابقہ کا مقابلہ
انگریزی مالگذاری سے کرین اور بغیر اس زمانہ کی حالت پر غور کیے ثابت کرین کہ شاہان مغلیہ
کی آمدنی انگریزی مالگذاری سے زیادہ تھی ہم اپنے مقصود کے خلاف اس مقام پر یہی بیان

کرنا چاہتے ہین کہ جب گورنمنٹ انگریزی کی مالگذاری کی آمدنی اُس آمدنی سے کم ہی جو اکبر اور شاہجہان
اور عالمگیر کے عہد مین تھی تو اس زمانہ کے کاشتکارونکی حالت پر اگر غور کیا جاے تو عملی
ثبوت ہوسکتا ہے کہ وہ مزارعین انگریزی زمانہ کے مزارعین سے زیادہ ترمرفہ الحال تھے

الغرض گورنمنٹ انگریزی کو مختلف صیغون سے جو آمدنی ہندوستان مین حاصل
ہوتی ہی بدرجہا سابق کی آمدنیون سے بڑھی ہوئی ہی اسکے مقابلہ مین مصارف بھی ہین مگر
یہ بحث بطور جملہ معترضہ ہے ہمارا مقصد یہ ہے کہ انگلستان کی گورنمنٹ اور اُسکی قوم کو
ہندوستان اور انگلستان اور دیگر جزائر اور ملکون سے جسقدر تجارت سے منافع اور
سرکاری مالگذاری اور صیغونسے آمدنی ہی وہ روس کو ایشیائی اور یورپی روس سے
ہرگز حاصل نہین ہوتی - روس کی کل آمدنی سوا ارب بیان کیجاتی ہی جسمین سے اُنتیس کرور
روپیہ محکمہ جنگ کا سالانہ صرف ہی اور قریب چار کرور کے مصارف فوج بحری اور اسپر
اور زیادہ سترہ کرور روپیہ سالانہ جنگی زیرباریون سے قرض مین جاتا ہی یعنی آمدنی مین
پچاس کرور روپیہ تو صرف فوجی کاروبار مین صرف ہوتا ہی - پنجاب ریویو کے فاضل اڈیٹر
نے ایک بسیط مضمون روس و انگلستان کی تجارتی اور سرکاری اور قومی آمدنیون
اور دولتمندی کے سرچشمون کے بلکہ کل یورپین سلطنتون کی آمدنیون کے باب مین
لکھا ہے -

بعد مقابلہ ہر سلطنت کی آمدنی اور قومی دولتمندی کے اُسنے ثابت کیا ہی کہ حضور
قیصرہ ہند کی گورنمنٹ اور انگلش قوم سے بڑھکر یورپ اور ایشیا مین کوئی سلطنت
اور قوم دولتمند نہین ہے اور دنیا مین جس کثرت سے انگلستان کی رعایا ہی یہانتک
کہ کرورہا مین اُسکا شمار ہوسکتا ہے اسقدر رعایا دوسری سلطنت یورپ کے سایہ اقتدار
مین نہین ہے - روس کا کل رقبہ ۵۴۳۹۲۰۷ میل مربع ہے اسمین سے ۲۲۶۷۳۶۰ میل
مربع یورپ مین اور کل رقبہ ایشیا مین بشمول وسط ایشیا ۱۸۷۰ء تک ۶۲۷۴۶۹۶ مربع
میل تھا مگر آبادی آٹھ نو کرور آدمیون سے زیادہ نہین ہے - انگلستان کی حکومت اسکے
قومی اتفاق کا نتیجہ ہے قوم کا تمول حکومت کا تمول ہی اور حکومت کی دولتمندی قوم کیواسطے

ہے اور انگلستان کی حکومت غیر ملکون سے ضرورت پر قرض نہین لیتی اور اپنے ہی ملک کے آدمیون سے قرض لیتی ہی گویا خود ہی قرضدار اور خود ہی قرض خواہ ہے۔

۱۸۸۵ء مین جبکہ روس و انگلستان جنگ کے واسطے تیاریان کر رہے تھے تو انگلستان کا ساڑھے سترہ کرور روپیہ صرف ہوا تھا یہ روپیہ انگلش قوم ہی نے دیا کیونکہ حکومت نے انگلش قوم ہی کے جہاز کرایہ کیے تھے اور دیگر سامان بقیمت قوم سے حاصل کیا تھا کسی اور ملک کے باشندون نے اس سے فائدہ نہین اٹھایا تھا جہانتک صرف ہوا وہ گھر ہی مین صرف ہوا اب غور کرنا چاہیے کہ اگر کبھی روس سے جنگ ہو اور حکومت انگلش کے خزانے خالی ہوجائین تو قوم اپنی کل دولت صرف کرنے پر آمادہ ہوجائیگی بمقابلہ اسکے روس مین اسقدر دولت نہین ہی اور نہ اُسکی قوم کو اس شخصی حکومت مین ایسا اقتدار ہی تاہم مذہبی حمایت اور شہنشاہ روس کی جانب رعایا کا مطیعانہ خیال اور رعایا کی نظر مین شہنشاہ روس کا مرتبہ خدا کے مرتبہ سے کم نہونا اور حب الوطنی اور قومی پاسداری اور اپنی حکومت کا قائم رکھنا جملہ امور کی تعلیم گزشتہ اور موجودہ زمانہ مین ایسی ہوئی ہی کہ جب کبھی گورنمنٹ روس کا خزانہ جنگ کے زمانہ مین خالی ہوجاتا ہی تو اُنکے ہادیان مذہب وعظ کہکر روسی قوم کو تحریک کرتے ہین کہ جہانتک ہو حکومت کی روپیہ سے امداد کرنا چاہیے۔

روس کی نسبت کہا جاتا ہی کہ اُسکے پاس فوج کثرت سے ہی اور جب لکھوکہا فوج ہی تو اُسکی آمدنی کا نصف حصہ فوج مین صرف ہوتا ہی اس بار کا ملک متحمل نہین اور کاشتکار وغیرہ مختلف ٹکسون سے مفلس ہورہے ہین۔ اس خاص بحث کے متعلق ہماری راے ہے کہ روس ہمسایہ سلطنتون کی فوجی طاقت سے مجبور ہوا کہ فوج زیادہ رکھے انگلستان نے اسوجہ سے فوج بری زیادہ نہین رکھی کہ اسکا ملک سمندر سے زیادہ تعلق رکھتا تھا اُسنے بحری طاقت کو بڑھایا کہ اگر کبھی کسی اعلیٰ طاقت یورپ نے ملک انگلینڈ پر حملہ کا قصد کیا تو انگلستان کی بحری طاقت سے اسکو ناکامی ہوگی جب ہندوستان پر اسکا قبضہ ہوا تو اُسنے حسب ضرورت بغرض قائم رکھنے امن کے فوج رکھی ہندوستان پر کسی سلطنت نے پیشقدمی نہین کی تھی انگلستان کو ضرورت نہ تھی کہ فوج مین ترقی کرتا روسی پیشقدمی

کے اندیشہ سے ہندوستان کی فوج مین کسیقدر ترقی ہوئی ہی اور جس صرف کی ضرورت
نہ تھی وہ سرحدی حفاظت کے واسطے ہو رہا ہے ہم تسلیم کرتے ہین کہ ابھی روس مین صنعت وحرفت
کی اُسقدر ترقی نہین ہے جیسی کہ انگلستان مین ہی اسی جہت سے روسی فوج کی ملازمت
زیادہ پسند کرتے ہین بخلاف انگلستان کے اُس مین صنعت و حرفت کی ترقی ایسی ہی کہ عام
اشخاص اس سے اپنی بسر کے واسطے معتد بہ رقم پیدا کر لیا کرتے ہین انکا قول ہی کہ اپنے
وطن مین جب فوجی ملازمت سے زیادہ ملتا ہی اور فوجی ملازمت کی تکلیف میعاد سے زیادہ
آسائش اور آرام ہی تو فوج مین ملازمت کی کیا ضرورت ہی ہمکو یاد ہی کہ ایک مرتبہ
انگلستان نے فوج مین بھرتی ہونیکے واسطے نوٹس دیے تھے مگر انہین وجوہ سے بہت کم
آدمی بھرتی ہوے تھے۔ اخبار ٹائمز نے اسپر خاص آرٹکل لکھا تھا اور بیان کیا تھا کہ
انگلستان تجارت سے بڑھا ہی اور تجارت ہی سے گھٹ جائیگا انگلستان فوجی ملازمت
کیواسطے جبر نہین کرتا روس زبردستی آدمیون کو بھرتی کرتا ہی اسکے اصول فوجی ملازمت کے
سخت ہین کہ اُس سے بہ سبب خوف کے گویا سارا ملک سپاہی ہو گیا ہی پس انگلستان کا
مقابلہ روس بلحاظ دولت اور وسعت حکومت اور آبادی کے ہرگز نہین کر سکتا اگر کبھی
روس سے جنگ کی ضرورت انگلستان کو ہوتی تو انگلستان اپنی بے زوال دولت اور
فوجی اقتدار سے مدتون تک جنگ کرتا رہیگا۔ ایک اور فرق انگلستان و روس کی نسبت
بیان کیا جاتا ہی مسٹر ویبری جب کبھی انگلستان اور روس کی طاقت کا مقابلہ کرتے ہین
تو منجملہ اور امور کے یہ بھی ظاہر کرتے ہین کہ شہنشاہ روس کا اقتدار زیادتی تمام انکے ملک پر
حاوی ہی انھین کی مرضی پر ملکی انتظام ہوتا ہی اور صرف انھین کی راے سے جنگ شروع
ہوتی ہی غرضکہ شہنشاہ روس پر تمام دارومدار ہی اُنکے حکم سے فوراً ملکی انتظام ہو جاتے ہین
انگلستان مین بغیر قومی مشورہ کوئی کام نہین ہو سکتا مدتون تک مشورہ رہتا ہی جب طے ہو جاتا
ہی تو اُسپر عمل کا حکم فوجی اور ملکی معاملات مین دیا جاتا ہے پھر مختلف پولیٹکل فرقون کے مباحثات
ہین کہ اُس طریق سے روس مین نہ فرقون کا مباحثہ و مناقشہ ہے اور نہ روس کے امور سلطنت
مین ایسی تعویق ہوتی ہے جیسی کہ انگلستان مین مشورہ کرتے کرتے دیر ہو جایا کرتی ہے

سید خیر الدین نے شخصی اور پارلیمنٹری حکومت کے معائب اور محاسن بیان کرکے
اس امر کا تذکرہ کیا ہی جس سے مفہوم ہوتا ہی کہ شخصی سلطنت مین اُسکے بادشاہ کو اختیار
ہی کہ فوراً فوجکشی کا حکم صادر کرے اور پارلیمنٹری اور جمہوری حکومتون مین جبتک کہ کل
مراتب کو قوم تسلیم نہ کرے اُسوقت تک کچھ ہو نہین سکتا۔
شاہزادہ بسمارک نے بھی انگلستان پر اسی قسم کا طعنہ اُس زمانہ مین کیا تھا جبکہ
نوآبادیون کی نسبت سلطنت جرمنی اور انگلستان کے درمیان کسی قدر کشش ہوگئی تھی
بسمارک کی طعنہ آمیز اسپیچ فارن کا عدات کی نسبت تھی ان سب تقریرون سے نتیجہ
یہ پیدا ہوسکتا ہی کہ انگلستان نہ فوراً جنگ کرسکتا ہی اور نہ صلح اور نہ انگلستان مین شخصی
حکومت ہی مگر انگلستان کا منصب صدارت عظمی ایسا مشکل اور دشوار ہی کہ کسی شخصی سلطنت
یہان تک کہ جمہوری سلطنت فرانس وغیرہ کے پریسیڈنٹ کا بھی نہین ہوسکتا انگلستان
جب جنگ کرتا ہی تو اُسکا وزیر اعظم مشکلات مین پھنس جاتا ہی اُسکو جنگ کا انتظام اور
اپنے ملک کے اعزاز قائم کرنے کی تدبیرین علیحدہ کرنا پڑتی ہین اور کام کو علیحدہ سمجھانا ہوتا ہے
جس عالیدماغی سے وزیر اعظم انگلستان ملک کے بڑے بڑے کامون کو انجام دیتا ہی
اور قومی تصنیون کو طی کرتا ہی جرمن اور روس کے وزیرون کو نہ وزیر اعظم انگلستان کی طرح
محنت اور جفاکشی کرنے کی ضرورت ہوتی ہی اور نہ قوم کے سمجھانے اور قومی اختلافات
دور کرنے کا خیال ہوتا ہی۔
روس و انگلستان کی طرز حکومت مین بحیثیت جنگ مذکورۂ بالا فرق قابل تسلیم ہین
مگر انگلستان کے اصول حکومت مین جو برکات ہین وہ شخصی حکومت مین ہرگز نہین ہین

ہندوستان پر روس کا حملہ

مندرجہ ذیل آرٹکل ایک روسی افسر نے اپنی گورنمنٹ کی آگاہی کیواسطے تحریر کیا ہے
مین نے بڑی تیزی سے اس مضمون پر قلم اٹھایا ہی کیونکہ اسمین ذرا بھی شک نہین کہ نسبت
سپہ سالار اعظم اسکو بیان کرنے کے یہ کام میرے لیے ہزارون گنا آسان ہی۔ جب مین اس بارہ مین

شہنشاہ پال و شہنشاہ نپولین کی معلومات پر نظر ڈالتا ہون تو انکے مقابلہ مین اپنی واقفیت کا میدان نہایت وسیع و عریض دکھائی دیتا ہی ہندوستان پر حملہ کرنے کی دو صورتین ہین - ایک تو ساحل بحیرہ کاسپین سے لشکر کشی کیجاے لیکن اپنی موجودہ ایشیائی سرحد سے ہندوستان پر چڑھائی کرنا پہلے سے بالکل مختلف اور نہایت ہی سہل صورت ہے - علاوہ اسکے اسوقت جنرل کافمین وغیرہ اور کوروپٹکن اور اسکوبلیاف کے خیالات اور تجاویز میرے دماغ مین گونج رہی ہین بہت سی دیگر کتابین یا فوجی افسرون یا پرائیوٹ اشخاص کی لکھی ہین میری نظر سے گزری ہین بالخصوص مسٹر جارج کرزن کی بیش بہا تصنیفات سے مجھے بہت بڑی مدد ملی ہے -

یہ عظیم الشان جنگ شاید کہ سب سے عظیم ہوگی جو دنیا کی قسمت مین دیکھنا لکھا ہے مجھے ایم بی بلگریٹ کی راے مین دنیا کی تاریخ پر ایسا اثر پڑیگا کہ جسکو قبل از وقت معلوم کرنا ناممکن ہے اور توقع کیجاتی ہی کہ یہ خصوصیت کیساتھ ایسی پولیٹکل پیچیدگیون سے پر ہوگا کہ جو ایک مدت تک اس مسئلے کے صاف فوجی معنون کو غبار آلود کردیگا اگر ہم انکی طرف دیکھین اور تھوڑی دیر کے لیے کسی یورپین پیچیدگی یا اتحاد کا ذکر نظر انداز کرکے صرف اس مسئلہ کے ایشیائی پہلو پر بحث کرین تو روس کے لیے مقدم اور نہایت ضروری پولیٹکل مقصد ایران کی سلطنت ہی کیونکہ شاہ کا ملک روسی فوج کی آمد و رفت کے تمام راستونکے پہلو مین واقع ہی فوجی طاقت کے لحاظ سے اگرچہ ایران کی طرف چندان اندیشہ نہین ہوسکتا لیکن ساتھی ہمکو یہ امر نہین فراموش کرنا چاہیے کہ بہت سا اعلی درجہ کا سامان حرب یعنی لڑنیکے قابل آدمی ایران بالخصوص صوبہ خراسان مین موجود ہے اگر عمدہ اسلحہ کے ساتھ انگریزی افسر بھی انکو ملگئے تو پھر ایران روس کا ایک نہایت خوفناک دشمن ثابت ہوگا اگرچہ بہت سے لوگونکی یہ راے ہی کہ شاہ ایران روس کی ناراضی کے خیال سے علانیہ روس کے دشمنونکے ساتھ شامل نہین ہوگا بلکہ وہ اس امر کو گوارا نہین کریگا کہ انگریز اسکی بے رو رعایت پالیسی کو توڑنیکا خیال تک بھی دل مین لاوین اسلیے وہ در پردہ بھی انگریزون سے سازش نہین کرسکتا شاید یہ معاملات کی ایسی ہی صورت ہو جیسا کہ اہل الراے تصور کرتے ہین تاہم ایران کی

مخالفت کا خیال دل سے محو کرنا شایان دانشمندی نہین ہی بطور ایک دوست کے
ایران ہمارے لیے ایک نہایت گران قدر بیچ مین حائل سلطنت ہوگا اور ہمارا
صرف ایک طرف سے ایران بلحاظ جغرافیہ کے کسی قسم کی نمی سے محافظت ہوگا
ایران کے بعد افغانستان کے پولیٹکل رویہ پر غور کرنا ہمارے لیے نہایت ضروری ہے - ہمے
ایک ایسی ملک مین لڑائی کے واقع ہونے سے کہ جہان کی دیہاتین ہمارے مخالف ہی
نہون بلکہ ہمارے خون کے پیاسے ہون بڑی مشکلات اور پیچیدگیان پیش آسکتی ہین وہ مخفی
نہین ہین اور انپر غالب آنا مشکل ہے برٹش گورنمنٹ اور افغانستان مین باہمی رابطہ و
اتحاد قائم رکھنے کے متعلق جو عہد و پیمان ہوے ہین اگرچہ مین انکی مضبوطی کا قائل نہین ہون
لیکن پھر بھی مناسب سمجھتا ہون کہ لڑائی شروع ہونیکے پہلے اگر ممکن ہو تو ہم ظاہری دوستی
کا خاتمہ کیا جاے بہ نیت پوری کوشش کرنی چاہیے کہ افغانستان کے زر آشنا اور دغا باز
لوگون کی دوستی کا رخ جنگ سے پہلے بدلدیا جاے بعض لوگ اگرچہ ایک مکار دوست کے
مقابلہ مین ایک علانیہ دشمن کو بہتر سمجھتے ہین جہان تک یہ مسئلہ افغانون کو فوجی ملازمت
دینے کے متعلق ہے مین بھی اندیشہ کی کوئی وجہ نہین دیکھتا اور اسنے اتفاق راے ظاہر کرتا ہون
لیکن سامان رسد فراہم کرنے کے معاملہ مین کسی ملک کے فرمانروا اور رعایا کا براے نام بھی
ہماری دوستی کا دم بھرنا فائدہ سے خالی نہین ہے -

افغانستان سے آگے بڑھکر جن لوگون سے ہمین سابقہ پڑیگا انکو انگریز سرحدی اقوام
کہتے ہین یہ چھوٹی چھوٹی ریاستین پہاڑی اضلاع مین ہندوستان اور افغانستان کے
مابین واقع ہین - اگر ہم افغانی سرحد کو عبور کرکے ان پہاڑی اقوام کے علاقہ تک پہونچگئے
تو یہ ریاستین ہمارے لیے ایک اہم مسئلہ پیدا کرینگی گو ان جنگجو لوگون مین کسی قسم کا فوجی
انتظام نہین پایا جاتا اور اسلحہ بھی یہ درست نہین رکھتے لیکن پھر بھی وہ بہت سے جنگی
اوصاف سے متصف ہین اور جا بجا چھوٹی چھوٹی لڑائیان لڑنے کے فن مین ید طولے رکھتے
ہین اگر ہم ان اقوام کو دوست بنالین تو یہ صرف ہمارے لیے ایک سنگ گران دور ہوجایگا
کیونکہ ہندوستان کا ہر ایک درہ انھین قزاقون کے ہاتھ مین ہی بلکہ ہم ان شورہ پشتون کے

ایک بہت بڑی جماعت کو اپنے دشمنون پر کھلے چھوڑ دینے کے قابل ہونگے ۔
انگلستان کے واسطے اپنی راے مین سب سے ضروری پولیٹکل امر افغانستان کا دوست بنائے رکھنا ہے کیونکہ اسی مسئلہ سے ایک دوسرا ایسا ہی اہم معاملہ وابستہ ہے اور وہ ہندوستان کے والیان ریاست اور رعایا کی ہمدردی کا رخ ہے انگلستان مین جو افغانستان کے ساتھ افنسو اور ڈیفنسو معاہدہ کیا ہوا ہے اس سے صرف یہی فائدہ اسکو حاصل نہین ہے کہ روس افغانستان سے دوستی کا عہد و پیمان کر سکے بلکہ اسکے علاوہ انگریزون کو نہایت عمدہ بہانہ ہاتھ آیا ہوا ہے کہ امیر صاحب کی سلطنت کو محفوظ رکھنے کے بہانہ سے وہ میدان جنگ کو ہندوستان کی سرحد سے دور رکھ سکتے ہین مین بہانہ کا لفظ اسواسطے استعمال کرتا ہون کہ روس اسوقت ایسی دسترس رکھتا ہے کہ یہ بات بالکل انگلستان کی طاقت سے خارج ہے کہ براہ راست یا نمایاں یا بواسطہ افغانستان کے نصف ملک کو محفوظ اور وہانکی حکومت کو قائم رکھ سکے ۔
میدان جنگ کو افغانونکی سرزمین پر بدلدینے سے اہل ہندوستان نہ صرف اپنی سرزمین مین جنگ کے خطرات سے محفوظ رہینگے بلکہ چپ چاپ ایک بہت بڑی مقدار خوفناک آتشگیر مادہ کی جس سے کہ مراد دیسی ریاستونکے باقاعدہ فوجونسے ہے کافی اور فاصلہ پر بھیج سکین گے
ایران اور ایرانی مسئلہ انگلستان کے واسطے اسقدر جلدی غور طلب نہین ہے جسقدر کہ روس کے لیے ہے گو یہ ممکن ہے کہ آیندہ کی عظیم الشان اور طویل معرکہ جنگ کی قسمت مین سرزمین ایران پر طے ہونا ہی لکھا ہو اور مشہد کی لڑائی دنیا کے ایک مشہور فیصلہ کن جنگ ثابت ہو ۔
انگریزون کے لیے ایک اور پیچیدہ معاملہ سرحدی اقوام کی مشتبہ دوستی کا ہے جو سلطنت ہند یا افغانستان کی مطیع تصور کیجاتی ہین کہ شمال مین چترال سے لیکر سوات اور بنیر سے گزر کر آفریدیون اور وزیریون کے مساکن کی نسبت کچھ کہنا ایک مشہور قصہ کا بار بار دہرانا ہے یہ فسانہ بدعہدی - بیرحمی - دغابازی وحشیانہ مذہبی تعصب - اور علانیہ مخالفت کے حالات سے لبریز ہے انہین سے کسی ایک قوم کی دوستی پر ایک روز کے لیے بھی اعتبار نہین کیا جا سکتا ۔

مین نے قصداً ایک اہم مسئلہ آخر مین ذکر کرنے کے لیے چھوڑ دیا تھا جو انگریزی فوج کی وفاداری کے متعلق ہے۔ ہندوستان کی محافظ فوج مین دو تہائی ایسے سپاہی شریک ہین مین اس مسئلہ کی اچھی طرح چھان بین کرنے کے بعد اس نتیجہ پر پہونچا ہون کہ سکھون اور گورکھیون کے سوائے دیگر ہندوستانی قومین ایسی ہوشیاری سے مختلف رجمنٹون مین بھرتی کی گئی ہین کہ وہ کسی طرح خود بخود انگریزی تاج سے بغاوت نہین کر سکتین۔ مین سکھون کو اور سب سے زیادہ گورکھیونکی وفاداری کو شک وشبہ سے پاک وصاف سمجھتا ہون لیکن پٹھان اور پنجابی مسلمان برٹش گورنمنٹ کی نمک حلالی مین چندان ثابت قدم نہین ہین قدرتاً انکی طبیعتین فی السیون کی طرح واقع ہوئی ہین اور انکے سینون مین آگ بھری ہوئی ہے چونکہ یہ زر آشنا ہین اسلیے انکو شکست دینا چندان مشکل نہین ہے غرضکہ خودغرضی کا انمین سخت نقص ہے اصل بات یہ ہے کہ انگریزون کی قسمت مین فتحمندی لکھی ہے تو ہندوستان کے ہر باشندے سے انھین مدد پہونچ سکتی ہے مگر شکست کی صورت مین انگریزی آبادی کا وہ حصہ جو انگریزون کی قسمت کے ستارہ کے کبھی نہ ڈوبنے کا قائل نہین ہے اپنے نئے آقاؤن اور فاتح قوم سے رابطہ واتحاد قائم کرنے مین مستعجل ہوگا جو بڑی شان وشوکت سے دور دراز شمالی ملک سے آرہی ہوگی۔

یورپ کے رخ کی بحث کرنے سے مین پھر گریز کرتا ہون کچھ تو انگریزی خیالات کی بناپر میدان کارزار کے موقع کے بدلجانے کے متعلق مجھے شبہ ہے اور کچھ اسوجہ سے کہ انگلستان کی پولیٹکل گروہون کے اختلاف بیانات کے باعث سے گورنمنٹ مذکور کے ارادون کا کچھ پتہ نہین ملتا۔

اسکے بعد ہمکو ہندوستان کی دوسرحدون کے مواقع کو دیکھنا چاہیے۔ نقشہ متعلقہ سے معلوم ہوگا کہ روس کی سرحد آج کہان تک پہونچگئی ہے۔ گلگت کے قریب انگریزی اور روسی سرحد مین (۱۲۰) میل کا فاصلہ ہے یہ سرحد ہندوستان کے نہایت قریب ہے دوسری سرحد کا فاصلہ کوئٹہ تک (۵۵۰) میل ہے۔

بادی النظر مین اس نقشہ سے یہ معلوم ہوگا کہ اس وسیع سرحد کا انجام انگریزی سرحد گلگت کے نہایت قریب ہے جسپر دفعتہً حملہ ہو سکتا ہے اور دوسری سرحد دور دراز فاصلہ پر ہے جو چندان کارآمد نہین لیکن دراصل یہ خیال درست نہین ہے۔ سرحد گلگت چند سربفلک پہاڑون اور دنیا کے بلند ترین و شوارگزار درون سے محفوظ ہے بخلاف اسکے دوسری سرحد یعنی ہرات سے کوئٹہ تک ایک شخص گاڑی مین بیٹھکر تمام راہ طے کر سکتا ہی بلکہ محاصرہ کا ایک بھاری توپخانہ بھی اس راستہ سے بھیجا جا سکتا ہی۔ ہندوستان دفعتاً حملہ کے صدمہ سے محفوظ ہے کیونکہ اسکی طویل سرحد کافی طور سے مضبوط اور مستحکم ہے روس و انگلستان کی سرحد کے مابین افغانستان اور نیم خودمختار اقوام کی ریاستین واقع ہین انگریزان درمیانی ممالک کو بطور سد کے خیال کرتے ہین جو سرحد ہند سے دور روسی فوج کے حملونکو روکر دینگے۔ فی الواقعہ اس ملک کو سرحدی ڈیفینس کا پشتہ خیال کیا گیا ہے۔ جو مضبوطی کے لحاظ سے ایک قلعہ کے پشتے سے کچھ کم نہین ہے عملی دشواریون کے علاوہ اسمین قدرتی رکاوٹین بھی موجود ہین۔ روس کو امید ہی کہ وہ سدراہ قومون کو یا تو اپنے ہراول مین تبدیل کردے گا یا کم سے کم اپنے ہمراہ لیکر آگے بڑھے گا یہان ہمین ایک اور پیچیدگی کا حل کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ جو یورپ کے مابین جنگ کے خیالات سے کسیقدر مختلف ہے یعنی اگر روس اور جرمن مین جنگ شروع ہوجاوے تو چونکہ دونون کی سرحدین باہم ملی ہوئی ہین اسلیئے جنگ کا موقع اُس سلطنت کے قلمرو مین پہنچے گا جسکی فوجی حسن و حرکت کی سستی دشمن کو آغاز جنگ کا موقع دے گی دوسرے الفاظ مین جنکی جنگی تیاریان جلد درجہ تکمیل کو پہنچین گی وہی حملہ آور ہوگا۔ اب ایک اور پہلو سے دیکھئے اگر روس اور فرانس مین لڑائی ہو تو چونکہ ان دونون سلطنتونکے مابین جرمنی اور آسٹریا کی سلطنتین واقع ہین اسلیئے روس یا فرانس کو حملہ آور ہونیکے واسطے بحری رستہ اختیار کرنا پڑیگا جیساکہ فرانس نے کریمیا کی لڑائی مین کیا تھا۔

بادی النظر مین ایشیا کی حالت موخرالذکر فرانس و روس کے مثال سے

مطابق معلوم ہوتی ہے کیونکہ روسی اور انگریزی سرحد کے مابین افغانستان اور دیگر چھوٹی
چھوٹی ریاستین واقع ہین- لیکن یورپ و ایشیا مین بہت بڑا فرق ہے- کیونکہ کسی
سلطنت کا اثناے جنگ مین ثالث یعنی غیر فریقین جنگ سے بے رو رعایت اور بے لوث
رہنا اس صورت مین ممکن ہے جبکہ وہ کافی طاقتور ہو یا اسکے ملک کی طبعی صورت
ایسی واقع ہوئی ہو کہ وہ ایک یا دونون جنگ آزماؤن پر اثر ڈال سکے مثلاً اگر ایران
ایک اعلی درجہ کی جنگی سلطنت ہوتی تو جنگ ایشیا مین اسکا ویسا ہی اثر پڑتا جیسا
کہ ۱۸۷۷ء مین جنگ روس و روم مین اسٹریا کو وقعت حاصل ہے مگر ایران اور
افغانستان کی سلطنتین طاقتور نہین ہین اسلیے ہم انکو اصل معنون مین ثالث سلطنتین
نہین کہہ سکتے روس اور انگریز جب چاہین انکو فتح کر سکتے ہین- بنابرین افغانستان
ایک درمیانی ملک ہونے کے بجاے سلطنت ایشیا کی فیصلہ کرنیوالی لڑائی کا میدان
ہوگا- انگریز افغانستان کو اپنی سرحد کے آگے بمنزلہ ہند کے خیال کرتے ہین لیکن
مین اس امر مین اُنکے ساتھ متفق نہین ہون اگرچہ انگریز بظاہر دوستانہ اوضاع
رکھنے کے واسطے بہت سا روپیہ افغانستان کو دیتے ہین مگر اہل افغانستان ہمیشہ
انگریزون سے نفرت کرتے رہتے ہین قبل اسکے کہ انگلستان باخبر ہو ہم افغانستان کے
بہت بڑے حصہ پر قبضہ کر لین گے- انگریز اُسوقت افغانون سے اس حصہ ملک
کے چھڑانے مین مدد دینے کا بہت سا وعدہ کر دینگے لیکن ہم اسکے مقابلہ مین صرف
انکا فتح کیا ہوا ملک ہی انھین پیش نہین کرینگے بلکہ پشاور کے وادی اور مزید بران انکی
پرانی سرحد تک کا ملک انھین عطا کرنے کا وعدہ کرینگے- علاوہ برین انکو ہندوستان کی
قیمتی لوٹ مین شمولیت کی طمع بھی دلائین گے ان رقیبانہ قیمتی عطیات کا انپر کیا اثر
ہوگا بعض شاید کہین گے کہ افغان انگریزون کی گذشتہ عنایتون کے معاوضہ مین انکے ساتھ
رہنا زیادہ پسند کرینگے لیکن یہ قیاس صحیح نہین ہے دنیا مین بالعموم ایشیا مین
بالخصوص کونسی ایسی قوم ہے جو اپنے فوائد کی پروا نہین کرتی- اور پچھلے احسانات
کے لیے ہمیشہ گرویدہ رہی ہے-

افغانستان کی سپاہ کے حالات کا یہان قلمبند کرنا غیرموزون نہوگا۔ کیونکہ یہ فوج یا تو انگریزی سرحد کے حق مین بطور ایک مضبوط سد کے ثابت ہوگی یا خوشی سے لشکر روس کا ہراول بننا منظور کریگی۔

افغانستان کا دعوی ہی کہ اسوقت اُسکے پاس ۴۰۰۰۰ باقاعدہ سوار اور پیدلون کے علاوہ ۱۸۶ توپین مختلف کیلد کی ہین۔ یہ سپاہ مارٹینی ہنری سنائڈر اور انفلیڈ رائفلون سے مسلح ہے۔ انکے واسطے گولہ بارود اگرچہ کابل مین بھی بنتاہی لیکن اسکا بہت سا ذخیرہ برٹش گورنمنٹ نے وقتاً فوقتاً کابل کو دیاہے جو اسلحہ انگریز تخمیناً امیر کو دیتے ہین یا خود امیر نے یورپ سے خریدے ہین اُنکی تفصیل یہ ہے۔ یورپ کی ساخت کی بھاری بھاری توپین ۶۰ (۴۰۳۱۰) رائفلین اور قرابین جنمین سے اکثر سانڈر اور مارٹینی ہنری قسم کی ہین اور صرف چند ایک برڈونس ہین ایس ایچ گولی بارود کے (۲۰۰۰۰۰) دو کروڑ توپ کی گولہ بارود کی (۲۳۰۰۰) راونڈ ہین۔

بے قاعدہ سپاہ کی تعداد ۲۳ ہزار ہے یہ آباو اجداد کے وقت کی پرانی فیشن کی لمبی نالی کی پتھر کلا اور دوسری بھدی بندوقون تلوارون اور بھاری چیزون سے مسلح ہے اسمین دس ہزار سوار ہین جو مختلف قسم کے گھوڑے اور ٹٹو رکھتے ہین اور ایک موثر گروہ غارتگرون کے نظر آتے ہین

ایشیا کی دونون جنگ آزما اس تاک مین ہین کہ کوئی ایسا مقام قبضہ مین آجائے جو جنگی یا پولیٹکل پہلو سے معرکہ رزم کی کنجی ہو۔ لیکن ایسی حالت مین روس کیواسطے افغانستان کی باقاعدہ یا بے قاعدہ سپاہ سے قطع نظر کرنا دانشمندی سے بعید ہوگا مجھے اسمین بہت کم شک ہی کہ روسی لشکر پہلے ہرات۔ بلخ اور فیض آباد کیطرف حرکت کریگا۔ اور اس رائے مین جنرل کوراپٹکن میری تائید کرتاہی ہمین دیکھنا چاہئے کہ روسی سپاہ کتنے دنون مین اور کسقدر جمعیت سے اس کام کو انجام دینے کے قابل ہوگی۔ بلا شبہ ہرات اس لائن پر کیا پولیٹکل اور کیا جنگی اور کیا خیالی حیثیت سے نہایت ضروری مقام ہے اگرچہ یہ تینون فوجی کالم ایک ہی وقت مین روانہ ہونگے

لیکن بہرکیف ہرات کے کالم کی طرف خاص توجہ مبذول رہے گی -

مروین دو رائفل بلیٹن ہین - چار عاشق آباد مین اور سرخ اور برائے بادنی مین دو (میزان) ۲۶۸۰ - پیادہ سپاہ عاشق آباد مروین کاسک سوارون کی بھی ایک ایک رجمنٹ ہے اور سرحد پر چند چھوٹے چھوٹے دستے ترکمان سوارون کے بھی ہین ایک کوہی توپخانہ عاشق آباد مین - ایک میدانی توپخانہ مروین اور ایک کاسک اسپی توپخانہ کا کہین ہے - کل التواپ کی تعداد ۳۰ ہے یورپین اقوام کے خلاف روس کے اسپی توپخانہ کی ہر ایک باٹری مین توپین ہین - پس جسقدر فوج جمع ہوکر ہرات کو خطرہ مین ڈال سکتی ہے اُسکی کل میزان ۶۸۰۰ پیادہ اور ۱۵۰۰ سوار ہے اور ۳۰ توپین بھی اسمین شامل ہین -

قلعہ ہرات کی سپاہ کی تعداد ۶۰۰۰ پیادہ اور ۱۲۰۰ سوار ہے علاوہ برین قلعہ مین ۷۲ - توپین ہین یہانکی قلعبندی ایک انگریزی انجنیر کے نقشہ اور ہدایت کے مطابق کیگئی ہے - بھاری توپون مین سے چھ اٹھارہ پونڈر سموتھ بور - (صاف چھید کے) ہمین ۱۰ - آٹھ انچہ ہوئٹزر ۱۲ - ۲۴ - پونڈ ہوئٹزر ساخت کی ہین - علاوہ برین برٹش گورنمنٹ کی جانب سے چودہ ہزار سامان جنگ کی پیٹیان موجود ہین

نقشہ دیکھکر جس چیز سے ناظرین کو حیرت ہوتی ہے وہ ہرات کے دوسرے مقامات سے علیحدگی اور دوری ہے - بخلاف اسکے ٹرانس کاسپین ریلوے روسی حسن و حرکت کی سب سے بڑی معاون ہے - غالباً چند اعداد میرے اس بیان کو زیادہ واضح کردینگے -

ہرات سے کابل تک براہ دولت یار ۵۰۰ میل کا فاصلہ ہے اس سڑک کے بعض حصے ایسے ہین جہان سے توپخانہ نہین گذر سکتا - ہرات سے قندھار تک ۳۸۹ میل اور کوئٹہ تک ۵۲۲ میل کی مسافت ہے - اگر بڑی تیز رفتاری سے بلا واسطہ ۱۵ میل روز کے حساب سے کوچ کیا جائے تو ۳۴ روز مین ملک کابل سے ہرات پہونچ سکیگی کوئٹہ سے ۳۶ - دنون مین (اور یہ بھی) اس صورت مین کہ تمام فوج

کابل یا کوئٹہ مین جمع ہو اور ایک منٹ کے نوٹس پر روانہ ہوجاے اگر خود کابل حملہ کے خطرہ مین ہو تو فوج کمک کے پہونچنے مین کم سے کم ۳۶ - روز لگین گے۔
آو اب ہم دیکھین کہ ہماری آنریبل کاسپین کی فوجین ان چھتیس دنون مین کیا کچھ کر سکتی ہین پنجدہ اور ذوالفقار کی فوجی چوکیون سے ہرات ۱۳۳ میل دور ہے مرو سے ۲۷۲ میل - مرو سے عاشق آباد تک بذریعہ ریل ۲۵۰ میل کا فاصلہ ہے سٹیشن روشق اُن دونون مقامات کی وسط مین واقع ہے ایشیائی اقوام سے سابقہ پڑنے کی صورت مین جائز ہے کہ جس چیز مین ذرہ بھی تامل یا توقف نظر آوے اُسکو ترک کر دینا چاہیے اسیلیے کمک کے انتظار کے بغیر فوراً پیشقدمی مناسب ہوگی - دو پیادہ رجمنٹین اور مرو کے رجمنٹ سواران فوراً کوچ کرکے سربازی کی رجمنٹ کو ہمراہ لیکر دسوین دن پنجدہ پہونچکر سرحد کو عبور کرنیکے قابل ہو جائے گی علی ہذا القیاس عاشق آباد کی پلٹن سٹیشن روشق پر اُترکر براہ سرخ بارھوین روز سرحد ذوالفقار پر وارد ہو جائیگی (۲۴۰۰) پیادہ سپاہ (۶۰۰) سوار اور ۸ توپین پنجدہ سے براہ درہ بابا حرکت مین آئینگی - ذوالفقار سے ۴۸۰۰ پیدل سپاہ ایکہزار سوار مع ترکمان ملیشیا کے اور ۲۲ توپین سلسلہ مرو پامیشن کے راستہ سے ذوالفقار کو شان گوریان کی سڑک سے یا درہ افضل کے سیدھے راستے سے پیشقدمی کرینگے دشمن کی چوکیون پر اس سپاہ کو جو قلیل و قبضہ کرنا پڑے گا - اُسکو مجرا دیکر ۲۲ - روز کے بعد ۷۲۴۰ - پیادہ فوج ۱۵۰۰ سوار اور ۳۰ توپین وادی ہرات مین پہونچ جائین گی اسطرح ہمکو قلعہ ہرات کی سپاہ کو شکست دینے کے واسطے پورے چودہ روز ملجائین گے کیونکہ ۳۶ روز سے پہلے اہل قلعہ کے پاس ہرگز کمک نہین پہونچ سکتی -
مین خیال کرتا ہون کہ روسی بہادری کی خوشامد کرنے کے سوا نے مین کہ سکتا ہون کہ ۹۱۸۰ - روسی فوج ۳۷۲۰۰ - افغانی سپاہ کے واسطے کافی سے کہین زیادہ ہے خواہ موخر الذکر فصیل کے اندر ہی کیون نہ لڑین - اس بارہ مین انگریزی لڑائیونکے نتائج میری تائید کرتے ہین کیونکہ جب کبھی انھون نے بہادری اور جرات سے افغانون پر حملہ کر دیا ہے افغان اپنے مضبوط سے مضبوط مورچون کو بھی چھوڑ کر

بھاگ نکلے ہین شاید بعض کو یہ خیال گذرے کہ اس پیشقدمی مین جو سخت دقتین روسی فوج کو پیش آئین گی مین نے انکو خفیف ظاہر کرنیکی کوشش کی ہو اسلیئے ہمین ہرات کے مسئلہ کو اور بھی نظر غائر سے دیکھنا لازم ہے - ہرات کے متعلق اہل روس کے دماغون مین انگریزی مصنفون کے خیالات سے ہوئے ہین -

اگر ایران بطور ایک مضبوط نیوٹرل (ثالث) یا ایک معتدل طاقت کی ہماری دوست سلطنت ہوتی تو پھر ہرات کی حالت کے خاطر خواہ ہونے مین کچھ شک نہین تھا - دوشق سے - سرخ - ذوالفقار اور وہان سے ہرات تک کی سیدھی سڑک نہایت مخدوش حالت مین ہے مرو سے ہرات تک کی سیدھی سڑک اسلیئے کم خطرناک ہے کہ وہ ایرانی سرحد سے دور دراز فاصلہ پر ہے - ہرات سے قندھار تک روس کی پیشقدمی کرنیوالی سپاہ کو ایک طویل راہ سے اور غالباً ایک دشمن ملک سے گذرنا پڑیگا تو وہ قندھار پر انگریزی فوج کیل کانٹے سے لیس لڑائی کے لیے بہمہ وجوہ تیار رہوگی یہان کی فتح گو ہمارے لیے نہایت کارآمد ہوگی مگر اس سے قندھار اور کوئٹہ مین لڑائی کے ہونے اور میدان نکل آمین گے شکست کی صورت مین ہماری تمام امیدون پر پانی پھر جائیگا جنگی پہلو سے کابل بہ نسبت ہرات کے زیادہ وقعت رکھتا ہے پس پھر ہم کیون کابل کو چھوڑکے ہرات کی طرف رخ کرین ہرات ایشیا کا ایک مشہور مقام ہے اور اسکے مفتوح ہوجانے سے ہمکو لڑائی سے بہت تقویت پہونچ سکتی ہے - ہرات جنگی اصولون کے مطابق خواہ چندان ضروری نہو مگر اُسکے قبضہ مین آنے سے تمام ایشیا مین روس کی بہادری کی دھاک بیٹھ جائیگی لیکن شکست یا فتح کرکے واپس دینے کی صورت مین روس کی ناموری کو اسقدر نقصان پہونچے گا اندیشہ ہے - پاسہ پھینکا جاچکا ہو اور ہم ضرور ہرات کی طرف بڑھین گے - اگر انگریزون نے ہرات کے چھڑانے کی کوشش کی تو وہ اسمین ایسی سرگرمی سے مصروف ہونگے جس سے ایشیا مین اُنکی طاقت کا اندازہ لگایا جاسکے اگر انھون نے ہرات کو اپنی قسمت کے حوالہ کردیا جو ایک محفوظ اور فوجی اصول کے

مطابق ہوگا تو انگریز اپنی سرحد ہند کے قریب گو اسقدر جوش سے نہین مگر خوب جمکر لڑینگے مجھے خیال پیدا ہوتا ہے کہ غالباً انگریز ان دونون امور کے بین بین رہنا پسند کرینگے یعنی چند انگریزی افسرون کو قلعہ ہرات کی فوج کی کمانڈ کیواسطے بھیجدینگے انگریزی افسرون کا ایک ایسا گروہ نہایت تیزی سے جبکہ راہ مین گھوڑے انکے سفر کے لیے تیار ہون۔ اور ایک لمحہ بھی ضائع نہ کرین جو بحساب اوسط پچاس میل روانہ ہوکر کے کوئٹہ سے دس روز مین ہرات پہونچ سکین گے۔

اسطرح انگریزی افسرونکو روسی لشکر کے پہونچنے سے بارہ روز پہلے قلعہ ہرات کو مضبوط و مستحکم کرنے کی فرصت ملجائیگی۔ لیکن جب انگریزی افسر ہرات کے بچانیکے لیے آپہونچینگے تو اسوقت ہمکو بھی بجھ سوچکر پوری تیاریون اور بہت سے لشکر کے ساتھ پیشقدمی کرنے کی ضرورت ہوگی۔ لیکن مجھے اسمین شک ہے کہ انگلش گورنمنٹ اپنے افسرونکو ہرات روانہ کرنے پر رضامند ہوگی کیونکہ خواہ انگریزون کا ڈیفنس کیسا ہی مضبوط کیون نہو تاہم وہ جنگی اصولون کے مطابق کبھی پانچسو میل آگے جاکر خطرہ مین مبتلا ہونا پسند نہ کرینگے۔ روسی لشکر کے قرب اور انگریزون کی عدم مداخلت کی وجہ سے ہرات بڑی آسانی سے ہمارے قبضہ مین آجائیگا۔

ہماری جنگی لائن پر ہرات کے بعد بلخ و فیض آباد ہین بلخ کی طرف پیشقدمی کرنیمین ہمین بہت کم رکاوٹین پیش آئینگی۔ کسی قدر زیادہ فصاحت سے بیان کرنے کیلیے ہمین پھر اعداد سے مدد لینی چاہیے۔ جو روسی سپاہ اس لائن پر بڑھنے کے لیے تیار ہے اسکی تفصیل یہ ہے (سمرقند کاٹی کرگان) ۵ بلٹین (کرکی) تین بلٹین ہین (چارجوئی) ایک پلٹن علاوہ برین انکی امداد کے لیے پیٹرو الگزنڈرواسک مین بھی دو پلٹنین ہین سمرقند مین مزید بران ایک رجمنٹ کا سکونکی دو میدانی اور ایک پہاڑی توپخانہ اور ایک کا سکون کا اسپی توپخانہ ہے لوکل سپاہ کے چھوٹے چھوٹے دستے بھی مختلف مقامات مین ہین۔ قصہ مختصر ۴۷۶۳ پیادہ ۹۰۰ سوار ۳۰ توپین پچیس روز کے سفر کے بعد بلخ کے بالمقابل پہونچ سکتی ہین۔

اب ہمین امیر کے مقابلہ کی طاقت کو دیکھنا چاہیے افغانستان کے صوبہ ترکستان
مین بلخ جسکا دار الخلافہ ہے ۹۸۰۰ باقاعدہ پیدل اور سوار اور ۳۰ توپین ہین بیقاعدہ
فوج مین دو ہزار سوار اور تین ہزار پانسو پیدل ہین - کل بارہ ہزار فوج بلخ ہمارے
مقابلہ کے لیے آمادہ ہے لیکن کابل یہان سے ۳۳۰ میل کے فاصلہ پر ہے جہان
سے بہت جلد کمک پہونچ سکتی ہے - غالباً قلعہ کابل مین دس ہزار باقاعدہ اور
ساڑھے چار ہزار بیقاعدہ سپاہ اور ساٹھ توپین ہونگی اس امر مین شک ہے کہ
امیر اس فوج کو بلخ پہونچنا پسند کرینگے یا نہین ظن غالب ہے کہ وہ پانچ ہزار
فوج بامیان کی حفاظت کے لیے بھیجینگے جو کابل کا درہ ہے چونکہ دار الخلافہ کابل
سازشون کا گھر ہے اسلیے امیر اپنی کل یا فوج کا زیادہ حصہ کابل کے دروازون سے
باہر بھیجنا خلاف مصلحت تصور کرینگے

پس لڑائی کی یہ صورت ہوگی روسی سپاہ ساڑھے نو ہزار مع ۴۲ توپون کے
مقابلی فوج بارہ ہزار جسمین بے قاعدہ بھی شامل ہین - اور ۳۰ توپین اس جنگ کا
نتیجہ مشکل سے مشتبہ ہوسکتا ہے اگر شکست سے محفوظ رہنے کی کوشش کیجاے تو
اسمین ذرا بھی دقت نہین ہوگی کیونکہ اس لائن پر فوج کا پیشقدمی کرنا چندان
ضروری نہین ہے بلخ کی طرف بڑھنے والی سپاہ کمک کا انتظار کرسکتی ہے
نیز وہ فتح ہرات کی خبر سننے کی بھی منتظر رہ سکتی ہے جس سے افغانون کے جی
چھوٹ جائینگے اور روسیون کے حوصلے بڑھکر ایک سے دہ چند ہوجائینگے

اب بدخشان کے روسی دستہ کو لو اچاہیے جسکا نشانہ فیض آباد پر بڑھنا ہوگا -
جسقدر روسی فوج اس جنگ کے واسطے بہم پہونچ سکتی ہے وہ یہ ہو (تاشقند)
چھ پلٹن مع انجنیرون کی نصف پلٹن کے - کاسکون کی ایک رجمنٹ ایک میدانی
توپخانہ کل ۶۲۶۰ سپاہی اور آٹھ توپین (بار گیلان) ۴ پلٹن - ایک رجمنٹ کاسکون
ایک میدانی اور ایک پہاڑی اسپی توپخانہ کل ۴۴۹۰ سپاہی [illegible] توپین (اندیجان)
۹۶۰ سپاہیونکی ایک پلٹن (کوکند) ۹۶۰ سپاہیونکی پلٹن -

اس سپاہ کو اسک کے فوجی ضلع سے امداد مل سکتی ہے - جہان سات پلٹن ۴ سوارون کی رجمنٹین - پانچ توپخانے اور ایک کمپنی سفر مینا کی موجود ہے - نیز سائیبریا کی ۴ پلٹنیں آٹھ کاسک رجمنٹین بھی اس فوج کی پشت پر ہونگی -

اس طرح دس ہزار سپاہ فیض آباد کی جانب بڑھے گی تھوڑے عرصہ کے بعد ایک چھوٹا سا فوجی دستہ جو دو پلٹنون - ایک پہاڑی توپخانہ اور ایک کاسک سکوڈرن پر مشتمل ہوگا - پامیر سے حرکت مین رہے گا -

تاشقند سے فیض آباد تک کا فاصلہ حسب ذیل ہے - تاشقند سے سمرقند ۱۸۷ - میں ۴۷۵ میل راہ طے کرنیکے واسطے ضروری دقتون سمیت چھیالیس روز لگاتار سفر کرنا پڑیگا بہرکیف ۲۵ روز سے پہلے ہم اس دستہ کی فیض آباد پہونچنے کی توقع نہین کرسکتے - دستہ مذکور کے مقابلہ مین امیر کی فوج کا تخمینہ یہ ہے - باقاعدہ فوج بدخشان مین چار رجمنٹ ۲ سوارون کی رجمنٹین - تین توپخانے - اندازاً - ۴۲۰ سپاہی اٹھارہ توپین - تیرہ سو بقاعدہ فوج کل ۴۵۰۰ سپاہی) اور اٹھارہ توپین -

یہ تمام دستے جو تین مقامات کو روانہ ہونگے محفوظ سپاہ کے ہین - انکے علاوہ سپاہ امداد بھیجی جاسکتی ہے جنکا عقب مین ہونا ضروری ہے - ہرات کالم کو رسد اور کمک کا تمام انحصار ٹرنفس کاسپین ریلوے پر ہے کالم بلخ کو دریائے آکسس کے قلعہ ٹیلہ سے باہداد ریلوے مذکور اعانت ملیگی - دستہ فیض آباد کو سامان سے بخارا اور ترکستان سے اور فوجی کمک ضلع اسک سے روانہ کیجائے گی -

کوراپٹکن مین چالیس ہزار سوار مستعد جدال و قتال موجود ہین اگر محفوظ لشکر بھی اسمین شامل کردیا جائے تو یہ تعداد ۰۰۰ ،۷۷ یعنے تقریباً دگنی ہوجاتی ہے -

سکوبلاف کا جنگی تخمینہ اس سے بھی کم ہے اسکے خیال مین گو اٹھارہ ہزار سپاہ سے ہندوستان پر حملہ ممکن ہے لیکن خطرہ سے خالی نہین ہان پچاس ہزار فوج سے ہندوستان کی نہایت محفوظ اور قابل اطمینان مہم روانہ ہوسکتی ہے لیکن اسوقت خود سکوبلاف تنہا بیس ہزار آدمیون کے برابر تھا -

بخلاف اسکے سر چارلس میگگریگور اور دیگر انگریزی مصنفون کی راے مین ہندستان
پر حملہ کرنے کے لیے کم سے کم ایک لاکھ فوج کی ضرورت ہے غالباً یہ آخری تخمینہ
زیادہ محفوظ سمجھا جائیگا۔ اگرچہ مہم تھوڑی سی فوج سے بھی شروع کیجا سکتی ہی لیکن
جیسا کہ ہمارے سکیم سے خاکہ معلوم ہوگا ہندوستان کا فتح کرنا ایک دن کا کام
نہین ہے ہم یہان آسانی کے واسطے روس کے تینون کالمون کی منزل مقصود
تک پہونچنے کے لیے دونون کو مکرر قلمبند کرتے ہین۔ ۱۰۰۰ سپاہی اور ۳۰ توپین ۲۲
روز کے سفر کے بعد ہرات پہونچین گی ۹۵۰۰ سپاہی ۲۸ توپین ۲۵ دنون کے بعد
بلخ دس ہزار سپاہ (اگر ضرورت ہو) اور ۱۶ توپین باون روز سفر کر کے فیض آباد وارد
ہونگے۔ انگریزونکے ارادون پر غور کرنیکے وقت پھر یہ سوال پیدا ہوتا ہی کہ آیا پولیٹکل
یا جنگی مصالح کو علیحدہ علیحدہ اثر ڈالنے کی اجازت دیجائیگی یا وہ دونون سے کام لینا
پسند کیا جائیگا۔ ہرات سے قطع نظر اب مین کابل کی مثال پیش کرتا ہون۔

کابل پشاور سے ۱۰۰ میل کی مسافت رکھتا ہی۔ فی الواقع یہ ایک طول طویل
درہ ہے جسکے آس پاس وحشی قومین رہتی ہین۔ جنکو دشمن بنتے ذرا دیر نہین لگتی
فوج کابل کو اس درہ کے ذریعہ سے امداد یا رسد کا بھیجنا دراصل لیکہ قرب وجوار کی
قومون کی بغاوت اور غارتگری کا کھٹکا لگا ہوا ہو نیز جبکہ روس بھی فیض آباد و
چترال مین آ پہونچے بہت مشکل نظر آتا ہے انگلش اہل الراے کے خیالات
کے مطابق صرف یہی بات کابل کی تائید بر کہی جاسکتی ہے کہ اسکا قلعہ جنگی اصولونکے
لحاظ سے نہایت مضبوط ہے ذراسی توجہ اور گرد و نواح کے پہاڑون کی مورچہ بندی
اور بیس سے چالیس ہزار تک سپاہ کے تعینات کردینے سے قلعہ کابل ناممکن التسخیر
بن جائیگا لیکن مجھے اسمین شک ہی اور آیندہ اعداد سے اسکی تائید بھی ہوسکتی ہی
کہ باوجود افغانون کی اعانت کے اسقدر فوج کابل مین فراہم ہوسکتی ہی یا نہین یہ تو
خاص جنگی پہلو سے اعتراض وارد ہوتا ہے اگر پولیٹکل حیثیت سے دیکھا جاے
تو بعض انگریزی مدبرونکے قول کے موافق انگلستان خواہ کچھ ہی کیون نہو افغانستان

کی حفاظت کا ذمہ دار ہے اگر جنگ شروع ہونے کے وقت انگلستان کی عنان
حکومت ایسے ہی خیال کے مدبرین کے ہاتھون ہو۔ اور انگلستان امیر کی حفاظت
کی نیت سے افغانستان کی انتہائی سرحد پر اپنی فوج لیجائے تو اس صورت مین
آخر تو لڑائی کا نتیجہ دیر تک مشتبہ نہین رہے گا۔ جبتک انگلستان اس بات کو
اچھی طرح نہین سمجھ لے گا کہ روس جب چاہے نصف افغانستان پر قبضہ کر سکتا
ہے اور ورنہ امیر اور اُسکی سرتاپا دغاباز مکار رعایا کو گانٹھ کر اُنسے اپنا کام
نکال سکتا ہے تب تک اُسے اپنے آپ کو محفوظ تصور نہین کرنا چاہیے انگلستان
امیر کو کچھ سہارا دینے کے علاوہ اُسکے خزانہ کو روپیہ سے مالامال کر رہا ہے اور اُسکے
سلحہ خانہ مین رائفلین اور بندوقین بھیج رہا ہے۔
انگریزون کے کابل مین آنے پر اسکی سپاہ کا اندازہ کرنا ضروری ہے روس کی پیشقدمی
کا پہلا جواب انگریزون کی جانب سے یہ ہوگا کہ قندھار پر قبضہ کرکے وہان تک
ریلوے کو پہونچائین گے اسکے علاوہ دیگر تجاویز کچھ لاینحل سی ہین وہ غزنی یا کابل یا
کم سے کم جلال آباد اور چترال پر تسلط کر سکتے ہین یہ بھی ممکن ہے کہ پیچھے کی طرف
ہٹ جائین اور پشاور اور بنون مین سپاہ کو متعین کرکے درون کو دشمنون پر بند کردین
تیسری صورت یہ ہی کہ افغانستان اور ہندوستان دونون مقامات مین دشمن کو
روکنے کی قطعی تجویز قرار پائے۔
انگریز یقیناً غزنی کیطرف بڑھین گے جو کابل سے اچھی خاصی مسافت رکھتا ہی لیکن
قندھار کی کمک سے دور نہین ہے۔ مقابل سے ہزارہ پہاڑیون نے اسکو ناقابل گذر
مقام بنایا ہے۔ اسکا قلعہ بنون سے بھی تعلق ہے۔ جہان تک ریلوے پہونچنے والی
ہے غرضکہ قندھار کے بعد غزنی بھی ایک مضبوط جنگی مقام ہے جہان انگریز اپنی سپاہ
کو لیجا سکتے ہین۔ کابل مین یقیناً امیر کی سپاہ دارالخلافہ کی محافظت کرے گی
انگریز جلال آباد اور گندمک کی ضرور مورچہ بندی کرینگے جہان سے کابل کو
امداد پہونچ سکتی ہے۔ لیکن افغانی سپاہ کی پوری حفاظت تب ہی ہو سکتی ہے

جب چترال کا ناکہ بھی مضبوطی سے بند کیا جاے اگر ضرورت کے وقت اس کام کے خیال سے پشاور مین پہلے ہی سے مورچہ بندی کر لیجاے تو اس لائن پر انگریزونکے لیے ایک اور مفید بات ہوگی -

چترال کے متعلق مجھے چند شبہات ہین - یہ جنگی پہلو سے ایک نہایت مستحکم مقام ہی لیکن انگریز درمیانی قومون کو مخالفت کی وجہ سے یہان تک آمد و رفت کیواسطے کوئی محفوظ سڑک نہین بنا سکے اسلیے چترال پر تصرف کرنا فوجی اصولون کے مطابق سخت خطرناک ہی اور انگریزی فوج کا وہان رہنا چندان مفید بھی نہوگا - شکست کی صورت مین اُسکو گلگت بھاگ آنا پڑیگا - اسطرح جلال آباد اور پشاور کے رستے دشمنون پر کھل جاینگے چترال اور ہندوستان کے مابین جو قومین آباد ہین وہ بلا حفاظت رہجاینگی اور غالباً وہ بڑی خوشی سے حملہ آورون کے ساتھ شامل ہوجاینگی - اور ہماری قلیل فوج کو وادی پشاور کا راستہ بنانے مین بدقت کا کام دینگی -

اب ہمین دونون سلطنتون کی سرحدی ریلوے کی نسبت اس پیش بینی کے ساتھ غور کرنا چاہیے کہ آیندہ کس جانب کو انکو وسعت دیجاییگی - ٹرینس کاسپین ریلوے عاشق آباد سے سمرقند تک پہونچ گئی ہی جسطرح ہندوستان کی ریلوے دریای سندھ سے گزرکر سرحد کو گئی ہی اسی طرح یہ روسی لائن بھی سیدھی جنگی اصولون پر بنائی گئی ہی - صرف ایک لائن اوزن اوڈا نامے اس سے پیوستہ ہی اور دریاے سندھ کی ریل سے لاہور پشاور لائن اور اسکی شاخین مثلاً راولپنڈی سے خوشحال گڑھ وزیر آباد سے کالا باغ اور لاہور ملتان لائن ملی ہوئی ہین اور بحری رستہ سے کراچی بھی لائن مذکور سے پیوستہ ہے -

جنگی لحاظ سے صرف وہی ریلوے کارآمد ہی جا سکتی ہی جو پیش نظر مقام کے کہ جسپر قبضہ کرنا مطلوب ہی متوازی چلے اور بہت دور نہو کیونکہ اسطرح اسپر دشمن کے مسلط ہوجانے کا اندیشہ ہی اور غنیم سے بہت فاصلہ پر ہو ایسی ریلوے وسط مین ہونی چاہیے بشرطیکہ امکان لمبائی مین یہ لائن کسی سلسلۂ کوہ یا دریاے ناقابل گذر

رو ذخار سے محفوظ ہو۔ اس قسم کی لائن مختلف حصون کی سپاہ مین تعلق پیدا کرنے
اور اُنسے فائدہ اُٹھانے کا باعث ہو سکتی ہے۔ ریلوے مذکور کو زیادہ جنگی بنا پر قائم کرنے
کیلئے یہی صرف ضروری نہین کہ عقب مین بہت سی محفوظ شاخین بنوائی جائین بلکہ
مقابل مین بھی دو تین جگہ زاویہ نما شاخین نکالنی ضروری ہین۔ عقب مین یہ مسلسل
تقاطع کرنیوالی چھوٹی چھوٹی لائینین بنانے والون کے حق مین نہایت مفید ثابت
ہونگی اور دشمنون کو انسے کچھ بھی فائدہ نہین پہونچ سکتا کیونکہ شکست کی صورت مین
ہزیمت یافتہ گروہ بہت سے انجنون اور گاڑیون کو اپنے ساتھ لے جائیگا علاوہ برین
چھوٹی چھوٹی لائینین دشمنون کی بہت بڑی فوج کو حس و حرکت کیواسطے چندان
کارآمد ثابت نہین ہو سکتین۔

نظر برین حالات ہمین روس اور انگریزونکی ریلون کا باہم مقابلہ کرنا چاہیے جیساکہ
پہلے ظاہر کیا جاچکا ہی۔ روس کی جانب بیش صرف ایک لائن ہی جو کیسپین سے
دوسک کو جاتی ہی اور سیدھی ایرانی سرحد سے گذرتی ہی ایسے نازک وقت پر سلطنت مذکور
کا مخالفانہ رویہ اختیار کرنا ناممکن نہین ہے۔ دوسک سے سمرقند تک لائن کا حصہ
جنگی لحاظ سے عمدہ ہی۔ لیکن ساتھ ہی چارجوی کے پل کے باربار ٹوٹنے کا اندیشہ
لگا بھی برابر ہے۔ اسمین ایک اور نقص بھی ہی یعنی یہ سلسلہ یہ چھوٹی چھوٹی شاخون سے
ملا ہوا نہین ہی۔ روسی ریلوے کو مکمل بنانیکے لیے مندرجہ ذیل چند برانچون کے
نکالنے کی ضرورت ہی (۱) دوسک (یا مرو) سے ذوالفقار (یا پنجدہ) تک (۲)
چارجوی سے کلف تک (۳) سمرقند سے جانکیلہ تک۔ موخرالذکر لائن پر بہت روپیہ
صرف ہوگا۔ ارال سے چارجوی تک بحری اتصال کے علاوہ ایک ریلوے لائن
کا بھی اضافہ ہونا چاہیے آخر کاران لائنون کو ہرات بلخ اور فیض آباد تک وسعت
دیجائے۔ ان سب مدارج کو طے کرنیکے بعد روسی ریلوے جنگی اصولون کے لحاظ سے
ہمہ وجوہ مکمل ہوجائے گی۔

انگلش ریلوے دریائے سندھ سے محفوظ ہی۔ سکھر کی لائن بعض وجوہات سے

دریا کے دوسرے کنارے پر رکھی گئی ہو سکھر کا پل پولیٹکل حیثیت سے نہایت وقیع ہو اسکے ہاتھ سے نکل جانیکے یعنی ہو سکتے ہیں کہ بندرگاہ کراچی پر سے قبضہ جاتا رہا۔ اس لائن کا ایک حصہ یعنی انکے روکا لا باغ کے ابھی مکمل نہیں ہوا ابھی انگریزی ریلوے سسٹم میں جن اضافوں کی ضرورت معلوم ہوتی ہے۔ وہ یہ ہین (۱) چمن سے قندھار تک (۲) دریائے سندھ سے بنون اور شاید غزنی تک پشاور سے جلال آباد ڈگند مک تک۔

دونوں سلطنتیں جب ان تک ان شاخون کو وسعت دینگی اسی درجہ تک ہم آگے لڑائی کے زمانہ آگاہ ہو سکیں گے۔

مسٹر کرزن نے ایران میں انگریزی ریلوے کے متعلق اس امر پر زور دیا ہے کہ انگریزون کو جنوبی ایران مین اپنے اثر سے کام لینا چاہیئے تاکہ وہ چمن سے براہ سیستان خلیج فارس یا دریائے کارون تک ریلین بنا سکین۔ اس بڑی لائن کی جنوبی شاخیں گویا دریائے سندھ کے کسی حصہ سے اور شمالی شاخین ہیرات یا مشہد سے ملادینی چاہئین اگر انگریز اس ریلوے کے بنانے مین کامیاب ہو جائین تو یہ جنگی مسئلہ جسپر ہم غور کر رہے ہین اس سے یا تک بدل جائیگا۔ لیکن دانائی اس بات کی مقتضی ہے کہ ہم اس وسیع سلسلہ ہی کو نہ چھوڑین جسکو موجودہ حالت مین محض خیالی کہنا بیجا نہوگا

اب روس اور میرے خیال مین جنگ شروع ہونے پر انگریز اس سے بہتر کوئی صورت اختیار نہین کر سکتے کہ قندھار پر قبضہ کر کے ریلوے کو کوئٹہ سے وہان تک لیجائین اور قندھار کے قلعہ کو انتہا درجہ کا استحکام دین۔ یا کم سے کم مورچہ بندی کر کے اسکو فوجی کمک قرار دین۔

میرے خیال مین انگریز قندھار مین متوقف نہونگے بلکہ فوراً ہلمند کی طرف حملہ آور ہونے یا مدافعت کرنیکے خیال سے بڑھین گے۔ تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ طریقہ جنگ کا انگریزی سپاہ کے لیے نہایت مبارک ثابت ہوا ہے

اگنکورٹ یا ٹکریس ہنیشولر اور واٹرلو کے معرکون مین اسی طرح انگلستان نے کامیابی حاصل کی ہی- انکے سوار فوراً ہمین روکنے کے لیے آگے روانہ ہون گے اور غالباً ہرات اور ہلمند کے وسط مین روسی لشکر کو دیکھکر صف ہاے جنگ آراستہ کردینگے ــ اُسوقت انگریزون کے دو اور دستے ایک بیُون سے غزنی کی طرف اور دوسرا پشاور سے کابل کی جانب حرکت مین آئیگا-

انگریزون کے ان تینون دستون کے لیے ہمین دیکھنا چاہیے کہ کسقدر سپاہ بہم پہونچ سکتی ہے- روسی اور انگریزی اہل الراءون نے تخمینہ کیا ہے کہ ہندوستان مین امن قائم رکھنے کے واسطے جسقدر سپاہ کی ضرورت ہوسکتی ہی اس سے قطع نظر باقی ایک لاکھ فوج سرحد کے بچانے کے واسطے دستیاب ہوسکتی ہے فوج ہند کی تازہ فہرست یعنی ارمی لسٹ کے معائنہ سے معلوم ہوگا کہ یہ تخمینہ مبالغہ آمیز نہین ہی- ہم روسی لوگ جو انگریزی سپاہ کو ناکارہ سمجھنے کے ایسے عادی ہوگئے ہین کہ جب ہم یہ سنتے ہین کہ انگریز اگر زیادہ نہین تو اُسیقدر سپاہ سرحد پر لاسکتے ہین- جسقدر کہ ہم انکی سرحد ہند پر حملہ کرنے کے لیے بھیجین گے تو ہمکو سخت حیرت ہوتی ہے-

حسب ذیل فہرست مین ہم صرف اُسی فوج کا ذکر کرین گے جو اینگلو انڈین سپاہ مین لڑائی کے واسطے نہایت عمدہ تصور کیجاتی ہے- بنگال و بمبئی کی تمام سپاہ اور مدراس کی فوج کا کچھ حصہ کو ہندوستان مین قلعون کی حفاظت پر چھوڑ دینا چاہیے- ریاستون کی امپیریل سروس فوج شاید آمدرفت کے راستون کی حفاظت پر متعین کیجائیگی گو پالیسی کی ضروریات سے یہ بات اغلب معلوم ہوتی ہے کہ انسے عین لڑائی مین کام لیا جائیگا-

مدافعت کرنے یا حملہ آور ہونے کے لیے کوئٹہ مین جسقدر سپاہ بہم پہونچسکتی ہے اسکی تفصیل راجن پور اور ڈیرہ غازی خان کی فوج سمیت یہ ہے ــ

سارڑھے نو ہزار پیادہ تین ہزار سوار ــ ۴۲ ــ توپین اور کمپنی سفرمینا کی بڑنین

جسمین کوہاٹ و ڈیرہ اسمٰعیل خان کی سپاہ شامل ہی۔ ترسٹھ سو پیادہ۔ بارہ سوسوار ۴۰۔ توپین اور پشاور مین معہ نوشہرہ ہوتی مردان ۔ پچھتر سو پیدل۔ پندرہ سوسوار اور ۶۰ توپین ہین۔

دہ تین بڑھنے والے دستے بالخصوص مندرجہ بالا فوج سے ترتیب دیئے جائینگے انکی ملک مین کثیر التعداد قلعون کی سپاہ ہوگی جنکا سلسلہ قلب بنگال تک پہونچتا ہے چونکہ انگریز ہندوستان کے قبضہ کو بزور شمشیر خیال کرتے ہین اسلیے سپاہ جا بجا ملک مین پھیلادیگئی ہے۔ ان قلعون کی سپاہ بتفصیل ذیل ہے
راولپنڈی ڈویزن بمعہ ایبٹ آباد دس ہزار پیادہ۔ تین ہزار سوار ساٹھ توپین لاہور ڈویزن بمعہ ملتان۔ فیروزپور۔ امرتسر۔ بکلوہ دھرم سالہ۔ چودہ ہزار پیادہ ۲ ہزار چار سو سوار اور تیس توپین۔ راولپنڈی ڈویزن پشاور کے بہت قریب ہے ۔۔۔ یل مین جانے پر بنون کالم بھی یہان سے چھ گھنٹہ کے فاصلہ پر رہجاتا ہے

لاہور ڈویزن گو کسیقدر دور ہے لیکن بذریعہ ریل کوئٹہ سے ملحق ہے اسلیے اسکو بھی ایک اعانتی ڈویزن تصور کرنا چاہیے

لاہور سے کلکتہ تک کی بڑی سڑک پر نظر ڈالنے سے مفصلہ ذیل مزید سپاہ کا پتہ لگتا ہے۔

ضلع انبالہ پانچہزار پیادہ بارہ سوسوار اور بارہ توپین۔ میرٹھ ڈویزن ۰۰۰۰ پیادہ ۲۱ سوسوار۔ ۴۸ توپین ۔ ایک کمپنی سفرمینا کی یہان پانچ کمپنیون کا ہیڈ کوارٹر ہے۔

ضلع لکھنؤ بمعہ روہیلکھنڈ ۷۵۰۰ پیادہ ۔ ۳ ہزار پانسو سوار۔ تیس توپین دالہ آباد ڈویژن بمعہ آگرہ جھانسی) ۱۱ ہزار پیادہ ڈیڑھ ہزار سوار ۴۲ توپین ۔ پس جسقدر انگریزی فوج میدان مین آنے کے قابل ہی اسکی میزان ۵۰۰۰ ۱ (ایکلاکھ پانچہزار) پیادہ اور ۲۰۴ توپین ہین۔

ممکن ہے کہ یہ اعتراض کیا جائے کہ ہمنے کراچی اور انگلینڈ کی امدادی سپاہ کا
ذکر نہین کیا لیکن لارڈ ونیچ کی کمیٹی کے سامنے جو شہادتین دیگئی ہین اُن سے
ظاہر ہوتا ہے کہ انگلستان موقع جنگ پر ہندوستان کو مطلق امداد نہین دیسکتا
اور ہندوستان کے اچھی طرح کان کھولدیے گئے ہین کہ اگر اسکو کسی سے لڑنا پڑا
تو اسوقت اُسکو صرف اپنی ہی طاقت پر بھروسہ رکھنا چاہیے لیکن اس سے یہ بات
ثابت نہین ہوتی کہ ہندوستان کی گورہ سپاہ یا اُسکا جو حصہ ولایت مین ہے
اس سے میدان جنگ مین کام نہین لیا جائیگا۔

ہندوستان کی گورہ سپاہ مع ولایت کراچی پہونچکر بذریعہ ریل تمام ملک مین
جہان ضرورت ہو تقسیم ہو جائیگی۔ محفوظ سپاہ تربیت یافتہ اور دیسی فوج
سے نہایت قریب ہے۔ یہ ایک لاکھ سپاہ جس طرح ہندوستان کی حفاظت
پر مامور کیجائیگی اُسکی نسبت مین قیاساً کہہ سکتا ہون کہ برٹش گورمنٹ سب
سے پہلے ۴۰ ہزار سپاہ اور مناسب توپخانہ کو کوئٹہ سے قندھار کی طرف حرکت
کرنے کا حکم دیگی مین اس نتیجہ پر حسب ذیل وجوہات سے پہونچا ہون۔

(۱) صرف یہی ایک راستہ بڑی بڑی فوجون کے گذرنے کے لائق ہے اور عظیم الشان
معرکہ جنگ کے واسطے ابھی اس سے بڑھکر کوئی موزون مقام نہین ہو سکتا

(۲) کوئٹہ اور قندھار کے قریب مورچہ بندی کیے ہوئے چھاؤنیون سے سپاہ
بھی آسانی سے مل سکتی ہے۔

(۳) قندھار کی سپاہ صرف ایک ہی لائن پر کام نہین آئیگی بلکہ وہ کمال
حفاظت سے براہ سڑک یا جیکب آباد بذریعہ ریل بقیہ دو کالمون کی کمک کیواسطے
بھی جا سکتی ہے یہ چالیس ہزار سپاہی غالباً سہولیت کے خیال سے اسطرح جمع
کیے جائینگے ساڑھے بارہ ہزار کوئٹہ سے سولہ ہزار چار سو لاہور سے ۹۲۰۰۔ انبالہ
سے ۲۰۰ ۷۔ میرٹھ سے۔ میزان کل بیالیس ہزار تین ہے۔

اگر یہ فرض کیا جائے کہ تیس ہزار سپاہ قندھار مین اور دس ہزار کوئٹہ مین متعین

کیجائے گی تو اس امر کا سرسری اندازہ کرنا بھی نہوگا کہ یہ سپاہ کسقدر عرصہ مین مقامات مذکور مین پہونچے گی۔ کوئٹہ کا دستہ ڈیرہ غازی خان اور راجن پور کے رستے سے چھٹے دن قندھار جا پہونچے گا چمن سے قندھار ساٹھ میل ہے اور کوئٹہ سے چمن تک بذریعہ ریل چالیس میل کا فاصلہ ہے

مسٹر ڈیوڈر اس قول کے مطابق جو ہندوستان کی ریلون کے متعلق خصوصیت سے متعلق تجربہ رکھتے ہین اگر آٹھ اسپشل ٹرینین ہر روز چھوڑی جائین تو ائین ۲۱۶۰۰ سپاہی بمعہ شاگرد پیشہ گھوڑون۔ اتواپ اور جنگی سازوسامان کے جا سکتے ہین لاہور مین اطراف وجوانب کی جمع شدہ فوج جنکی تعداد ۶۴۰۰۰ ہوگی آٹھ روز مین مقام جنگ کے پاس پہونچ سکتی ہے۔ تین روز ریلوے پر سفر کرنیکے بعد سترھوین دن ۲۸۹۰۰۔ سپاہ مع سازوسامان گھوڑون اور توپخانہ کے قندھار پہونچ جائے گی اور بلند کے میدان جنگ کی طرف حرکت کرنیکے لیے تیار ہوگی انبالہ کی ۶۲۰۰ سپاہ کو ۲۲۔ دن چمن پہونچنے مین اور ۲۸۔ دن قندھار پہونچنے مین لگین گے جہان یہ غالباً متعین کیجائے گی۔

میرٹھ کی ساٹھ ہزار دوسو فوج محافظت کی غرض سے کوئٹہ کے بمقابل متعین کیجا سکتی ہے اور اسکے وہان تک پہونچنے مین ۱۳ دن صرف ہونگے۔

یہ وہ تجاویز ہین جو انگریز قندھار کے متعلق اختیار کر سکتے ہین۔

شمال کی جانب دوسرا انگریزی دستہ غزنی روانہ ہوگا۔ یہ یاد رکھنا چاہیے کہ ہمنے ۴۲۳۰۰ سپاہ مع سوارون اور توپخانہ کے قندھار کے واسطے مخصوص کی ہے باقی ۶۳۰۰۰ فوج کے دو حصے کئے جائین گے۔ ایک حصہ تو محفوظ رکھا جائے گا اور دوسرے سے کابل اور غزنی کی طرف بھیجنے کے لیے دستے بنائے جائین گے۔ میرے قیاس مین غزنی وکابل کے کالم دس دس ہزار جوان کے ہونگے دس ہزار راولپنڈی مین اور ۳۳ ہزار فوج لاہور مین محفوظ رکھی جائے گی۔

غزنی کالم بنون کے ۷۵۰۰۔ سوار اور پیادہ توپخانہ اور ۲۵۰۰ سپاہی راولپنڈی

کی فوج سے لیکر مرتب کیا جائیگا دس سے بارہ روز تک اس فوج کو بنون مین فراہم
ہوتے لگینہا گے اور غزنی بھیجنے مین اور بارہ روز صرف ہونگے گویا تقریباً مہینے بھر کے
سفر کے بعد یہ دستہ غزنی مین وارد ہوگا اور اسکا فرض یہ ہوگا کہ اگر روسی لشکر بلخ یا
بامیان سے کابل پر حملہ کرنا چاہے تو اُسکا مقابلہ کرے نیز اگر ضرورت ہو تو یہ دستہ
قندھار کے اسقدر نزدیک قیام پذیر ہوسکتا ہے جہان سے نازک وقت آنے پر
فوراً فوج قندھار کے ساتھ شامل ہوسکے غزنی کا سامنا جیسا کہ پہلے ظاہر کیا جاچکا
ہے ہزارہ کی پہاڑیون کے سلسلہ سے سرتاپا محفوظ ہے۔ اسی لیے یہ دستہ بڑی
سہولیت سے کابل خواہ قندھار کی طرف طے ہوسکتا ہے حالانکہ یہ امر بادی النظر
مین بہت مشکل معلوم ہوتا ہے۔

کابل کالم نو ہزار سپاہ کا ہوگا جسمین سوار توپخانہ وغیرہ سب شامل ہین یہ فوج
پشاور اور اُسکے قرب وجوار سے فراہم کیجائے گی۔ اور اسکے واسطے راولپنڈی
سے بھی ایک ہزار سپاہی لیے جائینگے۔ کالم مذکور یا تو پشاور جلال آباد یا کابل مین
لڑائی کا منتظر رہے گا اسکو چترال کی جانب بھی ہوشیاری سے نگاہ رکھنی پڑے گی
مجھے اسمین ایک نقص معلوم ہوتا ہے جسکو مین آیندہ ظاہر کرون گا۔

پس لڑائی کے ابتدائی حصہ مین معاملات کی یہ صورت ہوگی۔ روس (۱) ۹۱۰۰
روسی سپاہ بائیس روز مین ہرات پہونچے گی (۲) ۹۵۰۰ فوج پچیس دن مین بلخ (۳)
دس ہزار فوج ۲۵ روز مین فیض آباد۔ بہتر ہزار فوج محفوظ جسکو مرو سے چارجوی
کی طرف حرکت کرنا پڑیگا اگر اسکے ۲۱۶۰ سپاہی روزانہ روانہ ہون تو تمام فوج کو ضروری
مقامات تک پہونچنے مین اٹھاون سے ساٹھ روز تک لگین گے۔ اس امر کا کہ
سپاہ مذکور کس کس جگہ بھیجی جائے گی۔ دیدہ ودانستہ ابتک فیصلہ نہین کیا گیا اسکی
وجہ آگے ظاہر کیجائے گی۔ برٹش گورنمنٹ ۳۸۹۰۰۔ انگریزی سپاہی سترھوین روز
قندھار بھیجین گے۔ ۶۲۰۰۔ اٹھائیسوین دن چمن ۶۲۰۰۔ تیئیسوین روز کوئٹہ۔
۱۰۰۰۔ بائیسوین دن غزنی ۱۰۰۰۔ بارھوین دن جلال آباد و چترال کے مقامی

سپاہی انگریزی افسرون کے ماتحت (یعنی ۱۰۰) محفوظ- دس ہزار راولپنڈی اور ۲۴ ہزار لاہور مین-

بحیثیت حملہ آور ہونے کے مین یہ بتاتا ہون کہ ہماری آیندہ کارروائی کیا ہوگی برٹش گورنمنٹ چند سال سے ظاہر کر رہی ہو کہ اسکو بالخصوص ہرات کی جانب سے حملہ کا سخت اندیشہ ہی کیونکہ یہی ملک بڑی بڑی فوجون کی آمد و رفت اور عظیم معرکہ جنگ کے لیے زیادہ موزون واقع ہوا ہے اسی غرض سے انھون نے کوئٹہ کے نزدیک نہایت استحکام سے مورچہ بندی کر لی ہے جسکو وہ ناقابل تسخیر بیان کرتے ہین انھون نے ریلوے کو سیبی سے چمن تک وسعت دی ہی اسکے خاتمہ پر قندھار تک لائن کے لیجانے کا سامان جمع پڑا ہوا ہے- نیز بلند کا موقع بھی انتخاب کیا گیا ہے قندھار کی قلعبندی کی تجاویز فیصل ہو چکی ہی جنکے بموجب اسکو فوراً مضبوط کیا جا سکتا ہے- علاوہ برین ممکن ہو کہ برٹش گورنمنٹ ایران سے ساز و باز کرکے سیستان مین اپنے پاؤن جمائے ہمکو اس خطرہ سے کبھی غافل نہ رہنا چاہیے انگریزون کی جنگی تیاریون کو دیکھکر غالباً لوگ یہ کہین گے کہ کونسا عقلمند ہوگا جو اپنے سر کو ایک شیر کے منھ مین دیدینا پسند کرے گا- مین اُن لوگون مین سے نہین ہون جو خیالی پلاؤ پکاتے رہتے ہین- بلکہ مین بڑے زور سے اس امر کو پیش کرتا ہون کہ ضرور ہرات لائن پر فوجکشی کیجائے اسطرح ہم ترکمان سوارون کا سک اور چند پیادہ پلٹنون سے انگریزونکے دلون مین یہ خیال پیدا کرنے مین کامیاب ہونگے کہ تمام روسی لشکر ہرات پر چڑھ آیا ہے- اور وہ اپنی زیادہ طاقت ہرات ناکہ صرف کر دینگے اسطرح ہمین اپنی پوری طاقت کو کسی اور رُخ کی طرف پھیر دینے کا موقع ملجائیگا کہ جسکے محفوظ ہونے مین ذرا بھی کلام نہین ہو سکتا- جنرل کوراپٹکن کے نزدیک دس ہزار سوار یعنی آٹھ ہزار ترکمان ہوان اس غرض کے لیے کافی ہین لیکن اسوقت ہمارے پاس صرف تین سو ترکمان ہین معلوم نہین کہ آٹھ ہزار مین سے بقیہ ۷۷۰۰ ایک

لحظہ کے نوٹس مین کہان سے بہم پہونچ سکین گے اس قسم کے ناتربیت یافتہ اور
غیر قواعددان دستے سے بجاے فائدہ کے ہمین سخت نقصان پہونچے گا۔ تاہم
بہرکیف مین اصولاً اس سے اتفاق کرتا ہون کیونکہ یہ لائن سوارون کی ترکتاز
کے لیے اچھا میدان ہے اور اسمین شک نہین کہ انگریز بھی یہان فوج سوارون
ہی سے کام لین گے۔ ہرات کی طرف رُخ کرنا محض برٹش گورنمنٹ کے فریب دینے
کے لیے ہوگا تاکہ وہ ہمارے اصلی ارادون سے واقف نہونے پائے۔ جن سے
ہم آخردم تک اسکو تاریکی مین رکھنے کی کوشش کرینگے اگر کابل کی طرف
پیشقدمی کیجاے تو معاملات کی کیا صورت ہوگی۔ اسمین کچھ شک نہین ہو کہ انگریز
ہم سے بہت پہلے کابل پہونچ جائین گے کیونکہ بلخ سے کابل تک ۴۳۰ میل فاصلہ
ہے نیز ہندوکش کی پہاڑیان ہماری سدراہ ہونگی۔ حالانکہ پشاور سے کابل تک
کی مسافت ۱۸۰ میل ہے اور ایک عمدہ سڑک ان دونون شہرون کو باہم
ملاتی ہے۔ اگر وہ جلال آباد یا گندمک سے آگے بڑھین تو یہ مسافت نصف
سے بھی کم رہجائے گی اسلیے ہمین سمجھ لینا چاہیے کہ کابل کو بڑی سرگرمی سے
استحکام دیا جائیگا۔ اور اسکو پشاور سے براہ راست اور غزنی سے بالواسطہ کمک
مل سکتی ہے۔

اب چترال کو لیجیے مین جانتا ہون کہ چترال ایک غریب ملک ہو اور وہ دس ہزار
سپاہ کی بھی پرورش نہین کرسکتا نیز مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ یہ ملک نہایت
دشوار گذار ہے اور موجودہ حالت مین اس راہ سے توپخانہ اور سوارون کو نہین
لے جایا جا سکتا۔ باوجود ان سب تکلیفون کے مین اسی لائن کے اختیار کرنے پر
زور دون گا۔ خواہ چترال تہیدست ہو لیکن بدخشان جہان سے ہمین گذرنا پڑیگا
کثرت سے سامان رسد مہیا کرسکتا ہو۔ درہ دورہ کی سپاہ خواہ وہ انگریزی افسرون
کے ماتحت کیون نہو ہمارے حملون کی تاب نہین لائین گے۔ انگریزی فوج نے
ایک دفعہ جب چترال مین شکست پائی تو پھر اُسکو ہندوستان کی طرف

واپس جانے کا سیدھا راستہ نہین ملے گا۔ کیونکہ انکی عجیب پالیسی نے راہ کی چھوٹی چھوٹی قومون کو خودمختار اور آزاد کر رکھا ہے۔ اس طرح جلال آباد اور پشاور کی سڑکین روس کی پیشقدمی کے واسطے کھل جائینگی۔ بدخشان سے رسد بہم پہونچاکر مہم چترال کو اپنی پیشقدمی کا صدر مقام قرار دیسکتے ہین عین اس حالت مین پولیٹکل ایجنٹ ان قومون کو جولڑائی مین تتربتر ہوگئی ہونگی دوبارہ اپنے جھنڈہ کے نیچے جمع کرلین گے۔ چترال مین ہماری ایسی مضبوط حالت امید ہے کہ انگریزون کو کابل لائن پراپنے تمام مورچے چھوڑ دینے پر مجبور کرے گی۔ چترال پر حملہ انگریزون کے واسطے ناگہانی ہوگا گو اور ناکون پر انھون نے اپنا جنگی سامان مکمل کرلیا ہی لیکن وہ چترال مین ہماری مدافعت کے لیے تیار نہین ہین اسمین ایک یہی فائدہ ہے کہ اگر ہمین شکست ہوئی تو آکسس اور بدخشان ہمین پناہ دینے کے لیے کافی وسیع ہے۔

اگر چالیس یا پچاس ہزار سپاہ کابل پر انگریزون کا مقابلہ کرنیکے واسطے روانہ ہو اور دس ہزار فوج انگریزون کے عقب مین متعین کیجاے۔ درانحالیکہ ہلمند کی طرف روس بالکل حرکت نہ کرے جہان کہ انگریزون نے کثیر التعداد لشکر سامان مدافعت جمع کیا ہوگا تو ظن غالب ہے انگریز بائین سمت کو چھوڑکر داہنی طرف بڑھین گے اور کالم غزنی سے امداد حاصل کرکے حملہ آور ہونیکے لیے تیار ہوجائین گے تیز ممکن ہو کہ اسکے ساتھ ہی چترال کی جانب سے فوج کشی کو روکنے کے لیے جلال آباد اور پشاور مین مورچہ بندی کیجاے۔

میرے خیال مین معاہدہ صلح کے قرار دینے کے واسطے اس سے بہتر کوئی موقع نہ ملے گا جسکے شرائط غالباً یہ ہونگے۔ روس ہرات فیض آباد اور بلخ پر اور انگریز قندھار غزنی۔ کابل اور چترال پر قبضہ کرلین۔ جسکو دوسرے الفاظ مین افغانستان کی تقسیم کہنا چاہیے۔ پیدائش کی لائن دونون سلطنتون مین بطور سرحد کے ہوگی مین بمشکل کہہ سکتا ہون کہ یہ صلح دیرپا ہوگی بلکہ اسکو چند روز کے لئے التواء جنگ

سمجھنا چاہیے کہ آیندہ جنگی کارروائی اختیار کرنے سے پہلے دم لے لیا جائیگا۔ انگلستان کے بعض اعلیٰ درجہ کے مدبرین کے خیالات سے معلوم ہوتا ہے کہ انگریز شرائط مذکور پر فوراً رضامند ہو جاینگے۔

چترال مین روسی فوج کے پہونچ جانے کے بعد اگر ہم براہ راست کابل پر حملہ کرین تو قبل اسکے کہ انگریز اس لائن پر بڑی فوج جمع کرسکین ہمین کامیابی کی بہت کچھ توقع ہے۔ سر ہنری راولسن نے جو ایک مشہور مضمون نگار ہین۔ اس بارہ مین خیالات ظاہر کیے ہین۔ اُنسے بھی میری راے کی تائید ہوتی ہے چنانچہ وہ انگریزی قبضہ کابل کی نسبت لکھتے ہین کہ غالباً ایشیا بھر مین کابل ہی ایک نکروہ ملک ہے کہ جسکا نظم و نسق اور قبضہ قابل اطمینان طور پر نہین ہوسکتا اول تو یہ کہ دارالخلافہ اور اُسکے قرب وجوار مین ایسے متعصب اور فتنہ انگیز لوگ رہتے ہین کہ جنھون نے آجتک کبھی اپنے بادشاہون کی پوری مطابعت نہین کی خواہ برٹش گورنمنٹ انپر کیسا ہی دباؤ کیون نہ ڈالے وہ قابو مین آنیوالی چیز نہین ہین فی الواقع جب روسی فوج باہر سے حملہ آور ہوگی تو ملک کی [illegible] سازشون اور بغاوتون سے اسکو بہت کچھ مدد ملیگی۔

اگر کابل پر ہمارا قبضہ ہو جاے تو انگریز گندمک کے قریب [illegible] جگہ [illegible] کی حفاظت پر ہی قناعت کرلینگے۔ نیز کالم غزنی سے آگے حاصل کرکے کابل کے چھڑانے کی کوشش بھی غیر ممکنات سے نہین ہے۔

ابتک مین نے ان مقامات اور ناکون کی نسبت بحث کی ہے جہان سے انگریزی فوج ہماری مدافعت کے لیے آمادہ ہوسکتی ہے۔ اسکے ساتھ ہی مین نے ایران کی حالت کی طرف بھی اشارہ کردیا ہے جیسا کہ مین ظاہر کرچکا ہون ایران لڑائی کے لحاظ سے ایک نہایت ضروری سرزمین ہے۔ چونکہ میدان جنگ سے بہت قریب ہے اسلیے براہ ایران ایک ایسا حملہ روس پر ہوسکتا ہے جو ممکن ہے کہ اسکے حق مین سخت خوفناک بات ہو۔ شاہ ایران کی منظوری سے یا خود بادشاہ کے

ہمارے انگریزون کو سیستان یا خراسان مین لڑائی کا ایک نہایت بیش قیمت میدان جنگ ملجائیگا۔ بے قاعدہ سوارون کو انگریزی افسر بہت جلد اپنے لیے کارآمد بنا مین گے کیونکہ دنیا کی فوج مین انسے بڑھکر ترتیب دینے والا کوئی آدمی مشکل ہی سے مل سکتا ہے اسطرح ہماری تمام ریلوے لائن اور آمد و رفت کے وسائل جو کاسپین سے مرو تک اور مرو سے ہرات تک ہین یہ سب کے سب ایرانی لشکر کے روزانہ حملون کا نشانہ بن جائینگے۔ انگریز ایک اور طریقہ بھی اختیار کرسکتے ہین۔ جو انکے قومی میلان کے عین مطابق ہوگا۔ یعنی جنگ بحری اسمین ذرا بھی شبہہ نہین کہ دنیا کے بحری افسر اور ملاح اس پہلو کے اختیار کرنے مین انگریزون کا مقابلہ نہین کرسکتے۔

بالفرض ان معرکون مین اگر انگریز فتحیاب ہوے تو اُسکا نتیجہ یہ ہوگا کہ روسیونکو کابل خالی کردینا پڑے گا اور افغانستان کی تقسیم کی بنا پر دونون مین عارضی طور پر صلح ہوجائے گی۔ انگریزون کی ناکامی کی صورت مین تسلط کابل سے اندرونی ملک ہمارے قبضہ مین آجائیگا اور بیرونی ممالک مین سے پہلے غزنی پر فوجکشی کیجائے گی بعدہٗ خیبر کی انگریزی فوج کو شکست دیکر انکو ہندوستان کی سرزمین کی طرف بھگا دین گے۔ اسکے بعد ہمین قندھار کی جانب توجہ کرنیکا عمدہ موقع ملجائیگا۔ اس غرض کے لیے ہرات کا لم کوہ قاف کے کم سے کم چالیس ہزار سپاہ کے ساتھ ہلمند کی طرف بڑھے گا۔ کابل کی سمت سے بھی روسی فوج حرکت مین آئے گی اور غزنی کے بالمقابل درہ ٹوچی پر تعین سپاہ سے ناکہ بندی کردیجائے گی۔ اسطرح قندھار کے قریب جنگ کے خطرہ مین مبتلا ہونے سے پہلے ہمین صلح کی شرائط پیش کرنے کے لیے نہایت موزون موقع ملے گا۔ یعنی غزنی قندھار۔ جلال آباد کا روس سے الحاق ہوجائے اور کوہ سلیمان و ہمالیہ کے سلسلہ تک انگریزی سرحد تصور کیجائے غالباً اس مضمون مین جا بجا صلح کا ذکر دیکھکر میری طبیعت کی کمزوری پر محمول کیا جائیگا یا مجھے صلح کا موید قرار دیا جائیگا۔ مگر سچ تو یہ ہے کہ اسقدر دور دراز فاصلہ پر ایسا عظیم

معرکہ جنگ روسی سلطنت کی بنیاد تک کو ہلا دیگا۔ اس عرصہ مین سستانے اور قوت کو یکجا کرنے کے لیے تھوڑا سا وقفہ بھی ملجائے تو اس سے پیشقدمی کرنیوالی سپاہ مین از سرنو جان آجائے گی۔ کسی قوم کو افلاس نے آجتک لڑائی مین حصہ لینے سے نہین روکا۔ ہان سامان و دیگر ضروریات جنگ کی قلت نے بارہا قبل از وقت جنگ کا خاتمہ کر دیا ہے۔

شرائط صلح کا منظور یا نامنظور کرنا انگلستان کے برسر اقتدار پولیٹکل پارٹی کی مرضی پر منحصر ہے۔ ایک پارٹی انگلستان کو زیادہ محفوظ رہنے کا یہ طریقہ بتائے گی کہ وہ آخر دم تک لڑنے سے ہمت نہ ہارے۔ کیونکہ جزیرہ برطانیہ کے رہنے والون کا یہ قومی خاصہ ہی کہ وہ اسطرح جمکر مقابلہ کرتے ہین کہ خواہ شکست ہی کیون کھائین مگر آخر مین ضرور فتحیاب ہوتے ہین۔ اس صدی کی ابتدا مین بیس سال تک جسطرح انگلستان نے بامداد یا بلا اعانت فرانس جیسی قومی طاقت کا ہندوستان مین مقابلہ کیا ہے۔ وہ اسکی بہادری کی عمدہ مثال ہی۔ دوسرا پولیٹکل گروہ غالباً صلح پر رضامند ہو جائیگا جس طرح روس کو ایک حد یدملک ہندوستان کے لوگون مین بدامنی پھیلانے کے لیے کافی وقت ملجائیگا۔ یقیناً رعایا کی نگاہ مین بے وقر بننے سے انگریزون کے نزدیک یہ ایک آسان کام ہوگا۔ نہ تو شفقت عنایت سے اور نہ پالیسی کے ذریعہ سے انگریز ہندوستان پر قبضہ رکھ سکتے ہین انکی حکومت کا قیام اگر کسی چیز پر منحصر ہے تو وہ تلوار ہے۔

آؤ اب ہم ایک قدم اور آگے بڑھین بالفرض معاہدہ یا فتح سے اگر قندھار ہمارے قبضہ مین آجائے تو پھر آیندہ پیشقدمی کے وقت اُن پہاڑیون کا سلسلہ ہمارے سامنے ہوگا۔ جو ہندوستان اور افغانستان کے مابین بمنزلہ سرحد کے تسلیم کیا جاتا ہے۔ گو تمام سرحدون مین باستثنائے کف دست میدان کے شاید پہاڑی حدود کو فوقیت حاصل ہے۔ لیکن ساتھ ہی تاریخ ہمین یہ بھی بتاتی ہے کہ آجتک کوئی پہاڑ دشمن کے حملہ آور ہونے کو قطعی طور پر نہین روک سکا۔

اس سلسلہ کوہ کے عقب مین دریاے سندھ کو بھی سرحدی استحکام کا باعث کہہ سکتے ہین۔ مگر نپولین اعظم اس قسم کی رکاوٹون کی کچھ پروا نہین کیا کرتا تھا۔
خواہ سلسلہ کوہ دلیر و تند دریا سے کتنی ہی مضبوط کیون نہو مگر انگریزون کا عزم راسخ اثبات و استقلال ان پہاڑون اور دریاؤن سے بھی زیادہ مستحکم ہے اور یہ قومی خصوصیات فوراً میدان جنگ کے پلنے کو پلٹ کر فتح کو انگریزی جھنڈہ کے نیچے پناہ لینے پر مجبور کرینگی۔ بعض روسی مدبر امریکا کی تمثیل پیش کر کے کہتے ہین کہ جسطرح انگریزون نے اس ملک کو بیدلی سے چھوڑ دیا۔ اسیطرح جب روس کی طرف سے دباؤ پڑا تو وہ ہندوستان کو بھی اُسکی قسمت کے حوالے کر کے جائینگے لیکن مین اس بارہ مین انسے متفق نہین ہون۔ کیونکہ امریکا و ہندوستان کی حالت باہم مختلف ہی۔ پہلے لڑائی ایک ہی خون اور ایک ہی زبان کی قومون مین تھی اور جنگ کا باعث ایک خانگی معاملہ تھا۔ بخلاف اسکے جنگ دوم دو ایسی سلطنتون مین ہوگی جو مدت سے ایک دوسرے کے خون کی پیاسی ہین اور فاتح کا انعام بھی کچھ کم نہوگا یعنی کل بر اعظم ایشیا کی سلطنت۔ یہان وہ کہڑکی ناممکن الدخل تیرگی کو پھاڑ کر اور جنگی حدود سے گذر کر بین غیر محدود میدان مین جانے کی کوشش کرینگی۔ جو عزت اقوام کے نام سے موسوم ہے۔

(جے۔ جی۔ نیگ ہسبنڈ)

امیر افغانستان

(یہ مضمون سرلیپل گریفن صاحب نے اپنے ذاتی تجربات اور مشاہدات پر مشتمل رسالہ فارٹ نائٹلی ریویو مین طبع کرایا تھا۔)

فی الحال جبکہ روس اپنے لمبے ہاتھ افغانستان کے حدود کی طرف پھیلا رہا ہے اور امیر عبدالرحمن خان کو برٹش کمانڈر انچیف کے ساتھ گفتگو کرنیکے لیے بلایا گیا ہے مجھ سے تحریک کی گئی ہے کہ اس مشرقی فرمانروا کے گذشتہ حالات

پبلک کے سامنے پیش کرون تاکہ انگریز بخوبی سمجھ لیں کہ وہ کس قسم کا آدمی ہے
اور آیا اُسکا مستقل ارادہ ہے کہ انگلینڈ اور روس کے مابین براعظم ایشیا مین
برتری حاصل کرنے کے لیے جو جنگ و جدل بالضرور ہونیوالا ہے۔ خواہ وہ ایک
دوسرے کی برداشت امتیاز اور معقول تیاریون کے باعث کتنی مدت تک
ملتوی رہے۔ اسمین وہ اپنی قسمت کو انگریزون کے ساتھ شریک کرین۔ اصل بات
یہ ہے اس بارہ مین مین کوئی نیا تذکرہ نہین کرتا۔ یعنی امیر صاحب کو ۱۱۔ اگست ۱۸۸۱ع
سے مطلق نہین دیکھا اسوقت ایک طول طویل اور متردد عہد و پیمان کے خاتمہ پر
جبکہ وہ افغانستان کے بادشاہ تسلیم ہو چکے تھے۔ شہر کابل کی فصیل کے نیچے
مین نے اور جنرل سر ڈونلڈ اسٹورٹ نے شاہی عروج سے استقبال کیا اور ان کی
ملاقات کے بعد ہم فی الفور لشکر کے پیچھے دوڑے جسنے واپس گھر کی راہ لی تھی
اسکے چند سال بعد جب وہ لارڈ ڈفرن کی ملاقات کے لیے راولپنڈی مین آئے
مجھے اُنسے ملاقات کا موقع نہ ملا۔ اور دوستانہ خطوط کے سوا میرے اُنسے زیادہ
خط و کتابت بھی نہین ہوئی۔ اسطرح پر مین اس قابل نہین رہا کہ امیر صاحب کے
مزاج اور انکی تدابیر ملکی مین کسی قسم کے تغیر کو بہت عمدہ طور سے معلوم کرسکون جو
اسوقت اُن افسرون کا کام ہے جو کہ کابل کے ساتھ گورنمنٹ کی موجودہ تعلقات
کو نباہ رہے ہین لیکن قطع اسکے ان عہد و پیمان کے اختتام پر انھون نے افغانستان
کا حاکم ہونا منظور کیا۔ مین انکے چال چلن اور طبیعت کی نسبت ایک بہت ہی عمدہ
خیال پیدا کرنے کے قابل ہوا۔ اور کسی امر سے ظاہر نہین ہوتا کہ انھون نے کسی
اہم خصوصیت سے اپنے تدبّر کو بدلدیا ہو۔ مین نے مقام ذمہ مین انکے ساتھ پہلی
ملاقات کرنے کے بعد گورنمنٹ انڈیا کو جو رپورٹ دی تھی۔ اسمین یعنی انکو صاحب فراست
وذکا اور بارعب بیان کیا تھا اور وہ خاندان بارکزئی مین بہترین اور برگزیدہ ذہین
پائے گئے تھے جسکی تصدیق گذشتہ گیارہ سال کی تاریخ سے ہوتی ہے۔ اگر اسوقت
امیر صاحب اپنا اختیار و اقتدار کھو بیٹھین (مگر مین اسپر یقین نہین رکھتا) اور اپنے

دشمنون کے زغہ مین پھنسکر معزول ہوجائین تاہم وہ اپنے بعد ایک ایسی یادگار
چھوڑجائین گے جو بلحاظ شجاعت اور استقلال اور اپنے ملک کے مفسدونکی
سرکوبی کے واسطے بہترین معلومات رکھنے مین کسی مشرقی حکمران سے دوسرے
درجہ پر نہین ہونگے - یہ دعوی نہین کیا جا سکتا جو اصول ملکداری امیر صاحب
کو عمل مین لانے پڑین گے وہ مغربی یورپ کے نزدیک پسندہ ہونگے - یہ سخت
ظالمانہ اور وحشیانہ ہین - انمین رعایا کی جان ومال کی مطلق پروا نہین وہ ایسے
حاکم کی سراپا اطاعت کے مقتضی ہین جبکا یہ دعوی ہو یا شاید انکا اسیر یقین بھی
ہو کہ وہ اپنے تخت پر الہی حق سے قابض ہین اور اس بات کو بھول گئے ہین
کہ پہلے روسیونکے پاس پناہ گزین تھے .. اور برٹش گورمنمنٹ نے انکو اپنے ظل
حمایت مین لینا مناسب سمجھا - لیکن امیر صاحب کی شدید دستور العمل اور
متواتر لوگون کو برسردار چڑھانا ہی شاید ایسے وسائل ہین جنسے کہ وحشی اور متمرد
پٹھان انسانیت کے جامے مین آئین اور انمین ایسا مادہ قومیت پیدا ہوجاے
کہ وہ یکجہتی اختیار کرکے غیر ملکوان کی دباو یا حملے کو روک سکین - پیشتر اسکے کہ ہم
امیر صاحب کی وحشیانہ سیاست کی سختی سے نکتہ چینی کرین - واجب ہی کہ ان لوگون
کی فطرت کو سمجھین جنکے ساتھ انکا سابقہ ہے اور ان نتایج کو دیکھین جو وہ منتج
کیا چاہتے ہین تمام قومون کو جنکے ساتھ انگریزون کو قریبی لگاؤ ہوا ہی افغان اپنی
سرشت اور جبلت مین سب سے زیادہ غیر مہذب ہین - وہ تندمزاج - خونخوار - اکثر
مذہبی جوش مین سرشار اور دغاباز ہین - انکی صفات حسنہ ابتدائی اور خانگی قسم
کی ہین اور انکی سب سے اعلی فوجی شجاعت ہی جو انمین نمایان درجہ پائی جاتی ہے
وہ ان معنون مین - کہ وہ کسی قومی وابستگی اور جوابدہی سے مبرا ہین - ہر ایک شخص
اپنے ہم جنسون سے سرکش ہی حتی کہ اپنے فرقہ کے سرغنون کا کہنا بھی نہین مانتا -
کوئی شک نہین کہ ہر گروہ اور قبیلہ مین ایسے آدمی بھی ہین جو متول جوانمردی اور
حیلہ بازی مین دوسرون پر فوق رکھتے ہین اور انکو بعض آدمیون پر اقتدار بھی

ہوتا ہی - لیکن انکا رعب ذاتی اور عارضی ہوتا ہی اور وہ ایسی ہی جلدی معلوم ہوجاتا ہی جیسے کہ سرعت سے پیدا ہوتا ہے کسی خیالی ملک مین جہان کہ ہر فرد بشر کو نہایت تسکین کے ساتھ نشو و نما پانے کی اجازت ہو - اس غایت درجہ کی شخصیت سے کسی قسم کا نقصان متصور نہین ہی - لیکن افغانستان جیسے ملک مین یہ حال نہین ہے جو اندرونی ناچاقی سے پارہ پارہ ہوگیا اور طاقتور ہمسائے اسکو بنظر عزت دیکھتے ہین - اسلیے قومی وجوہ کی مداومت کے لیے بھی ایک چارہ ہی کہ اس ملک کے لوگون کو امیر عبدالرحمن خان جیسا حاکم ملجائے جو رعایا کو ایک ایسے سانچہ مین بزور ڈھالے جسمین وہ ڈھلنے کے عادی نہین ہین اور انکو ایک سرسری کارروائی سے یہ درس دے کہ انکا پہلا فرض سلطنت سے متعلق ہی اور انکی اپنی ذات اور اہل و عیال اور بھائی بندون سے نہین - جبتک یہ ابتدائی سبق حاصل نہو کسی ملک کے لوگ جہالت کے ادبار سے نہین نکل سکتے اور عقلمند انسانون کے زمرہ مین داخل نہین ہوسکتے - مہاراجہ رنجیت سنگھ نے بھی سکھون کو بڑھایا تھا جو افغانون کے مساوی خودسر اور قانون پر نہ چلنے والے ہین - اور انکو ایک طاقتور ترتیب یافتہ سپاہیون کی قوم بنا دیا ہی سلوک امیر صاحب اپنی رعایا کے ساتھ کرنے کی کوشش کر رہے ہین - لیکن انکو قبائل کی متنفر اور انکے حسد و رقابت کے باعث زیادہ تر مشکلات پیش آئی ہین جنکے باعث ایسے زور و شور سے خونریزیان رہتی ہین کہ انکا سرکار بھی انکو نہین سمجھ سکتے - جب ہم افغانستان مین تھے ہمنے سرداران قبائل کے کسی ایک جتھے سے اضلاع کوہستان کابل - جلال آباد یا غزنی مین عہد و پیمان کرنا قریباً ناممکن پایا تھا ہر ایک سردار کے اغراض جداگانہ نہین اور اُسکے پاس دوسرون سے علیحدہ جانا پڑتا تھا معلوم کرنا بہت ہی مشکل تھا کہ اس سردار کا اس فرقہ پر کسقدر اقتدار ہی جسکے لیڈر ہونیکا اسکو دعوی تھا افغانون مین کسی کے قابو مین رہنے کی بے صبری علی العموم ہے اور انکا بھاری قومی خاصہ یہی ہے - بلوچ فرقے جو کہ افغانستان کے جنوب اور

جنوب مشرق مین رہتے ہین اپنے حکمران کے ایسی ہی مطیع اور فرمانبردار ہین جیسے
کہ افغان اسکے برخلاف ہین - اول الذکر طرز حکومت بالکل امرا پر موقوف ہے
اور وہ اپنے موروثی سردارون کی پوری اطاعت کرتے ہین اسلیے انکا قابو مین
رکھنا بہت ہی آسان ہی - مسٹر رابرٹ سٹینڈن مرحوم نے جنکی وفات کی تلافی
نہین ہوسکتی - اپنی اعلیٰ قابلیت سے بلوچ قبیلون کو مٹھی مین رکھا تھا - اور
انہین یہان تک رسوخ پایا تھا کہ سردارون کو اپنا مشیر سمجھتے تھے اور اپنے اہم
معاملات مین انسے استصواب کیا کرتے تھے اور جب انہین سے کوئی سرکش ہوتا
تھا دوسرے جھٹ اسکو دبا لیتے تھے لیکن مجھے بہت شک ہی کہ انگریز کبھی شمالی
افغانستان کو چین سے قابو رکھ سکین یہان کوئی آدمی بہت ایسا صاحب اقتدار
نہین ہی جو گورنمنٹ اور رعایا کے مابین توسل ہوسکے اور ذمہ دار گورنمنٹ جسکے پیچھے
نکتہ چینی کرنے والے لوگ - آزاد پریس اخبارات کے نامہ نگار لگے ہوے ہون
ایسے قواعد عمل مین نہین لاسکتی جو امیر صاحب کو بالعموم کافی معلوم ہوے ہین
اس سے انکار نہین ہوسکتا کہ روس جو کابل کی موجودہ گورنمنٹ کی طرح اپنے آئین
وضوابط مین غیر مہذب اور سخت ہی اور جسکو ایسی رکاوٹین مثلاً کانشینس
عام لوگون مین شہرت یا نکتہ چینی گران بار نہین ہین ہمارے دعوی سے بڑھکر
افغانون کو عمدہ طور پر ماتحت رکھ سکتا ہی زار روس نہایت احتیاط کے ساتھ کسی
مشہور مقام مین کھیل کے طور پر بغاوت برپا کرے گا - اور پھر نہایت سختی سے اسکی
خبر لے گا - اور زن و مرد اور بال بچے کسی کو بھی رہنے کے لیے جگہ نہین دیگا -
جب چند ہزار انسان اسطرح قتل کیے جاچکین گے اس سانحہ سے ایسا اثر
پیدا ہوگا کہ اس سبق کے دوہرانے کی ضرورت عرصہ دراز کے بعد پڑیگی - جو لوگ
زار روس کی تدابیر ملکی پر غور و خوض کرنے والے ہین وہ بخوبی واقف ہین کہ اس قسم
کی تجاویز کمپنی کے کھیل کو دکے طور سوچ سمجھ اور جان بوجھکر کیا کرتا ہی جسکے واسطے
گوبک ٹیپ کا قتل عام عمدہ مثال ہی جہان تقی ترکمان بالکل تباہ کردیے گئے تھے

حالانکہ ابھی بیس سال ہی گذرے ہین کہ ترکستان اور اورن برگ کے گورنرجنرلون کی خط وکتابت سے ہمین معلوم ہوا تھا کہ فقرہ پروگرام کو وسعت دینے سے یہ مراد تھی کہ ان علاقون کے لوگون کو اشتعال دیکر لڑائی پر آمادہ کیا جاے اور اُنکا ملک روس سے الحاق کرلیا جاے لیکن شائستہ ملک کی گورنمنٹ اور اسطرح کے بہانے جبراً اپنے معمولی عمل درآمد اور ضابطہ مین استعمال کرنا سہل خیال نہین کرتی۔ جب وہ گاہے گاہے یا اتفاقیہ ایسا عمل مین لاتی ہی تو اسکا اثر بھاری ہوتا ہی کیونکہ جو طاقت بے ارادہ ظاہر ہو وہ بھی دنیا پر اپنا بہت رعب ڈالتی ہی۔ مسٹر گلیڈسٹون وزیر اعظم انگلستان کی فارن پولیسی یہ تھی کہ سکندریہ پر گولون کی بوچھار کرائی گئی جسکی کوئی خاص وجہ ہمین معلوم نہین ہے لیکن اسکی وجہ سے مشرقی لوگون کے دلون پر بھاری اثر ہوا تھا مگر اسکے بغیر لارڈ سالسبری وزیر اعظم انگلستان کے زمانہ مین مصر کا بندوبست ایسا مشہور آفاق نہوتا جیسا کہ اب یورپ والون نے تسلیم کیا ہے۔ یہ ریمارک شمالی اور وسطی افغانستان پر صادق آتے ہین۔ جنوبی اور مغربی افغانستان کے لوگون پر آسانی سے حکومت کیجاسکتی ہی اور قندھار اور ہرات لوگون کی بغاوت کے خطرہ بغیر قبضہ مین رہ سکتے ہین۔ تاجک اور ازبک لوگ جو کہ افغان ترکستان کی محنت کش آبادی کا بڑا حصہ ہین اور دریاے جیحون کے جنوب مین سکونت پذیر ہین۔ نہ تو لڑاکے اور نہ جوش تعصب سے بھرے ہوے ہین۔ لیکن ہندوکش کے اس پار انگریزون کے مداخلت دینے پر کوئی اعتراض نہین ہوسکتا۔

اگر انگلینڈ اور روس مین لڑائی ہوکر افغانستان انمین تقسیم ہوجاے تو قدرتی طور پر ترکستان اور روس کے حصہ مین آئیگا اور کابل و قندھار انگلینڈ کو نصیب ہونگے۔ اس صورت مین ہمین نہایت پرخار اور خالی از منفعت حصہ اس تقسیم سے ملے گا۔ لیکن جب تک امیر صاحب حال تخت پر ہین اور انگریزون کے رفیق اور معاون ہین اسطرح پر اس ملک کی تقسیم کے بارہ مین بحث کرنے کا موقع نہین ہے

کچھ عرصہ گذرا کہ یہ خبر انگلستان مین پہونچی تھی کہ امیر صاحب کی باغی رعایا نے اُسکو سخت تنگ کر رکھا ہے اور اسکے ظالمانہ برتاؤ سے اُسکے قلمرد کے مختلف حصون مین بغاوت پھیل گئی ہے۔ انھون نے ملکی فسادون کو پشاور یا جلال آباد مین کمانڈر انچیف کے ساتھ ملاقات کو ملتوی رکھنے یا اس سے بالکل اجتناب کرنیکا عذر پیش کیا لیکن مین بوثوق یقین کرتا ہون کہ امیر عبدالرحمٰن خان اس بلوے کو جوکہ عام بلوون سے خطرناک معلوم ہوتا ہے اسی طرح فرو کرینگے۔ جسطرح کہ انکے عہد حکومت مین دوسری جنگی کارروائیون مین کامیابی ہوتی رہی ہے اس ملک کا خواہ کوئی فرمانروا ہوا اسکے عہد مین سخت بغاوت کا بھڑک اُٹھنا کوئی نئی بات نہین بلکہ قاعدہ کلیہ ہوچکا ہے اور ملک کے کوہستانی حصہ مین مالیہ بسلح فوج کی مدد کے بغیر جمع نہین کیا جا سکتا۔ ملک کے میدانی حصون مین یعنی میدان لوگھار کابل اور قندھار کے گرد و نواح مین رہنے والے اپنی ضروریات کی وجہ سے مالیہ سرکار ادا کرنے مین باقاعدہ ہین۔ لیکن ہزاری گولون تک جن پر یورش کی گئی ہے اور جو غزنی اور ہرات کے جنگلون اور جبال مین آباد ہین۔ مشکل سے رسائی ہوتی ہے حتی کہ وہ بہت دیر تک تربیت یافتہ لشکر کو بھی روک سکتے ہین۔ حالانکہ انمین نہ کوئی قومی دلبستگی ہے اور نہ وہ باقاعدہ تربیت یافتہ ہین۔ اور ایسے کوہستانی ملک مین وہ اپنی جان کی حفاظت کے لیے جو لڑائی کرتے ہین وہ نہایت خطرناک ہوتی ہے۔ قوم ہزارہ کو مطیع کرنا خواہ کیسا ہی مشکل اور طویل کام ہو۔ لیکن مجھے یہ کہنے مین مطلق تامل نہین کہ یہ قوم کامیابی کے ساتھ مطیع کیجائے گی۔ اور اسکا انجام ویسا ہی ہوگا جو زیادہ جنگجو غلزئیون کی سرکوبی کا ہوا تھا۔

برلن کے نامہ نگار نے ۱۵۔ نومبر کو لندن کے ایک اخبار کو اسطرح تار دیا ہے کہ قوم ہزارہ نے ۱۵۔ ضرب توپ غالباً بوساطت فارس روس سے حاصل کی ہین۔ انکا ارادہ اس مقابلہ کو جاری رکھنے کا ہے۔ دوسری طرف سے امیر صاحب کو بحالت مجبوری آٹھ ہزار بہادر اور لشکر مین بڑھانے پڑے ہین۔ روس کی توپون

کے متعلق جو افواہ ہے وہ قابل اعتماد نہین ہی اور ممکن نہین کہ افغانستان کے متعلق سب سے تازہ خبر ہمکو برلن سے پہونچی لیکن یہ خبر ایک اور پہلو سے پر معنی ہی کیونکہ اس سے بر اعظم یورپ کے لوگون کی راے اس بارہ مین ظاہر ہوتی ہی کہ زار روس امیر عبدالرحمن خان کے دشمنون کو مدد دینے کا ارادہ رکھتا ہی - یقین ہی کہ یہ راے صحیح ہو اور مجھے شک نہین کہ زار نے امیر صاحب کے ساتھ رابطہ اتحاد پیدا کرنے کی کوشش کی تھی اور یہ تعلق اُنکے چچا شیر علی کے عہد حکومت مین بہت دیر تک رہا لیکن اب امیر صاحب کی طرف سے نہایت بے توجہی ظاہر کیجاتی تہی زار روس بخوبی سمجھ گیا ہے کہ اخیر مین امیر صاحب انگلینڈ کے رفیق صادق ہو جائینگے اور روس کے ساتھ عہد و پیمان رکھنے کی طرف مانوس نہین ہونگے - امیر صاحب کی غالب پالسی کا معلوم کرنا نہایت ضروری ہے - کیونکہ ایسی پیچیدگیان جو کسی وقت نازک اور خطرناک ہوسکتی ہین - انگلینڈ اور روس مین پیدا ہونی ممکن ہین جسکی نظیر ۱۸۸۵ء کا پنجدہ والا معاملہ ہے - اگر گورنمنٹ اسوقت اس جگہ سے نہ ہٹتی جسکو اسنے قبضہ مین رکھنے کا بیڑہ اُٹھایا تھا تو اعلان جنگ ہونے مین شبہ نہ تھا - یہ سوال ایسا دلچسپ ہی اور افغانستان اور انگلستان کے آیندہ تعلقات یہان تک انکے ساتھ وابستہ ہین اور اسی سے ہماری شمالی مغربی حدود بھی لشکر کشی کی حالت کا اندازہ ہوسکتا ہی کہ ان دلائل کا امتحان کرنا فائدہ سے خالی نہین ہوگا جس سے اس راے کی تصدیق ہوتی ہی کہ امیر صاحب برٹش گورنمنٹ سے تعلق رکھنے مین ثابت قدم ہین - اور ہمارے زیادہ تر حوصلہ دلائے جانے اور حمایت کے مستحق ہین - اس غرض کے واسطے اُن ایجنٹون کی رپورٹونکو دیکھنا لازم ہوگا - جو مین نے ویسراے کے فرمان سے امیر عبدالرحمن صاحب کی ملاقات کے واسطے بھیجی نہین جبکہ وہ تاشقند سے روس کی حفاظت کو چھوڑکر جیحون گذر کر افغان ترکستان مین پہونچ گیے ہین ان رپورٹونکو مین اس انداز کے ساتھ مقابلہ کرونگا جو مین نے امیر صاحب کے ارادون اور روس کی نسبت اُنکے خیالات کا اُنکے ساتھ بہت طویل گفتگو

کرنے کے بعد لگایا تھا - جہان تک مین خیال کر سکتا ہون امیر صاحب کی پالیسی عموماً اسی کے مطابق رہی ہی جو اُنھون نے تخت نشین ہونے سے پہلے صداقت سے ظاہر کی تھی جب مین نے اُن سے پہلے ملاقات کی ممکن ہی کہ لوگ اسکو بے زر جانباز کہتے ہون امرا کی بڑی تعداد اسکے مخالف تھی - انکے بوقلمون لباس والے ساتھی ناقص لباس سے ملبوس اور خراب اسلحہ سے مسلح تھے - دارالخلافہ پر زبردست انگریزی لشکر قابض تھا - تاہم امیر عبدالرحمن خان اس عظیم موقع پر جبکو انکی قسمت کا فیصلہ کرنا تھا - ایسی صاف دلے استقلال اور آیندہ نیک و بد قسمت سے مستغنی ملے کہ علی العموم انکی طرف توجہ معطوف ہو رہی تھی انکے مزاج اپنے ہموطنون سے اسقدر مخلتف تھے کہ وہ دروغگوئی یا ذومعنی باتون کو اپنے خلاف شان سمجھتے تھے حتی کہ انھون نے روسیوں کے برخلاف کوئی لفظ زبان سے نہ نکالا اور نہ اُنسے عداوت رکھنے کا اقرار کیا حالانکہ کمزور دل خیال کر لیتا کہ اپنے انگریز میزبانون کا منظور نظر ہونیکے لیے سب سے بہتر ڈھنگ ہی - ہر ایک سوال پر خواہ وہ ملکی انتظام یا فارن پالیسی یا تقسیم افغانستان یا جنوب و مشرق حصون کے کابل سے علیحدہ کرنے کی بابت یا وظیفہ کی مقدار یا اسلحہ کے متعلق تھا جو انکو ملتے تھے یا مخالف اور مشتبہ برآورد و نکو ملک سے نکالنے کے متعلق تھا انھون نے اپنے خیالات کو ایسی صفائی اور پرزور الفاظ مین بیان کیا کہ وہ سب صداقت سے مملو تھے اور اُس دن سے آجتک مین نے انکی پالیسی مین کوئی ایسی بات نہین پائی جو اُن یقینونکے متضاد ہو جو تخت نشینی سے پہلے ہمین دلائے گئے تھے - بیشک بہت ایسی باتین ہین جو امیر صاحب کے سلوک اور دستور العمل سے برٹش گورنمنٹ مستثنے کرے گی - لیکن یہ سب بجائے خود معقول وجہ رکھتے ہین مثلاً سب سے پہلے عمدہ طور پر نہ بحث کیجا سکتی ہے کہ انکی یہ کارروائی اتحاد سے بعید تھی کہ وہ ہمیشہ برٹش حدود پر اُن قبائل اور رخواتین مین اپنا رسوخ بڑھانے کی کوشش مین لگے رہے جو بارہا افغان رسوخ کے احاطہ سے باہر قرار دیے جا چکے ہین - چترال اور سوات اور باجور اور یاسین اور درہ خیبر کے قبائل سے بھی وہ کچھ نہ تھے

ساز شین کرتے رہے ہین اور بعض دفعہ انکے مداخلت بیجا کرنیوالے ہاتھون کو روکنے
کے لیے کھلم کھلا کہنے کی ضرورت ہوتی - اس قسم کے واقعات کو زیادہ وقعت
دینی نہین چاہتے - اس بات کو خیال رکھنا چاہیے کہ کل پنجاب مین کشمیر بھی شامل ہے
کسی وقت افغانون کے زیر حکومت تھا اور ۱۸۴۹ء مین ہماری جو آخری لڑائی گجرات
مین ہوئی تھی اسمین افغانون کی فوج کا ایک دستہ فتح مترقبہ کی لوٹ کا حصہ
لینے کی خاطر موجود تھا - صرف ستر سال گذرے ہین کہ مہاراجہ رنجیت سنگھ صاحب
نے افغانون کو علاقہ کشمیر سے نکالا تھا پھر صرف ۱۸۳۶ء کا یہ واقعہ ہے کہ افغانون کو
ایک بڑی خونریز لڑائی کے بعد جسمین سردار ہری سنگھ نلوہ جو ایک نامور سکھ سپہ سالار
آیا پشاور سے نکلنا پڑا - اسطرح والی دولت خداداد افغانستان خیالات اور
روایات سے پنجاب کے ساتھ براہ راست تعلق رکھتے ہین اور بلاشبہ چاہتے ہین
کہ انکے ہمقوم اور ہم مذہب فرقے جو انگریزی حدود پر رہتے ہین - انکی رعیت مین شمار
ہون حالانکہ سچ بات یہ ہے کہ ان وحشی لوگون نے کابل کے کسی حاکم کی اطاعت کا
جوا کبھی اپنی گردن مین نہین پہنا - ہمارے نیک اور قابل اعتبار رفیق امیر دوست محمد خان
جنھون نے ایام غدر مین عظیم خدمات کین - امیر عبد الرحمن خان کی طرح حدود پر
دست اندازی کرنے کے مشتاق تھے اور لارڈ لارنس نے جو ان دنون پنجاب کے
فرمانروا تھے ایک سے زیادہ دفعہ انکو تاکید اکید سے اس امر کی طرف توجہ دلائی
تھی - ۳ مارچ ۱۸۵۵ء کو برٹش گورنمنٹ اور دوست محمد خان کے مابین جو عہدنامہ
ہوا تھا اسمین وہ کابل اور اضلاع گرد و نواح کے جو واقعی انکے قبضہ مین تھے حاکم تسلیم
کیے گئے تھے لیکن ۱۸۵۵ء مین علاقہ جات افغان توابین کی نسبت اُسکے
دعاوی ناجائز اور باطل کیے گئے تھے - لیکن یہ فرقے برٹش گورنمنٹ کی حمایت کے
بغیر بھی اپنی حفاظت کرسکتے ہین مثلاً آفریدیون کو ہی دیکھیے جو درہ خیبر مین رہتے ہین
کہ ہم بادشاہون کو اپنے پہاڑون مین آتے جاتے دیکھتے رہے ہین لیکن ہمنے کسی کے
سامنے سر تسلیم خم نہین کیا اور انھون نے اپنے اس فخر کی تائید مین امیر شیر علیخان

کا اسباب اسوقت لوٹ لیا جب وہ آخری دفعہ اُنکے ملک سے گذرے - دوسری بات یہ ہی کہ جب سے برٹش گورنمنٹ نے امیر کو والی کابل نامزد کیا ہی وہ گورنمنٹ سے عموماً ایسا سلوک کرتے رہے ہین جو قابل اصلاح معلوم ہوتا ہی اور اسمین ذرا بھی درگذر نہین ہونا چاہیے اور باوجودیکہ انکا انداز ایسے شخص کی طرح ہونا چاہیے تھا گویا جو کچھ اُنکے پاس ہے اُسکے واسطے وہ برٹش گورنمنٹ کے ممنون ہین اور اس سے جو بھاری وظائف انکو ملتے ہین وہی اُنکے عروج کا باعث ہو رہے ہین تاہم انھون نے ایسا متکبرانہ انداز اختیار کیا ہوا ہے جو فارن آفس کلکتہ کو نہایت شاق گذرتا ہے کسی افغان سے مشکور ہونے کی توقع کرنا محض تمسخر ہے - جب مین امیر صاحب سے پہلی دفعہ ملا انھون نے نہایت احتیاط سے اس بات کی طرف اشارہ کیا تھا کہ ہم تخت اُنکے پیش کرنے سے اپنے کندھون کو اس بوجھ سے سبکدوش کیا چاہتے ہین جسکو ہم زیادہ تر برداشت کرنیکے قابل نہین رہے بیشک ہماری حالت یہی تھی اور امیر صاحب ایسے آزاد منش ہین کہ انھون نے اس سے اغماض کرنا نہ چاہا - اسکے ساتھی یا بعد خط و کتابت مین انکو باادب ہونا چاہئے تھا اسکے بعد اس امر کی شکایت کیجاتی ہی کہ امیر صاحب نے ان تمام سردارون کو جنسے انکو کینہ تھا چُن چُن کر قتل یا جلاوطن کر دیا - حالانکہ انکو معلوم تھا کہ انمین سے بہت انگریزون کے دوست ہین - اور مین نے خصوصیت کے ساتھ نظر شفقت رکھنے اور حفاظت کرنے کی امیر صاحب سے سفارش کی تھی - لیکن ہم بدقسمتی سے اس سفارش کی تعمیل نہین کرا سکتے تھے کیونکہ ملکی ضروریات کی وجہ سے ہماری واپسی ایسی عجلت اور تکمیل سے ہوئی کہ برٹش گورنمنٹ کا کوئی بھی ذی اقتدار قائمقام کابل مین نہ رہا - اسطرح ہم اپنے دوستون کو حفاظت کا کما حقہ بندوبست نہ کر سکے - اسلیے انمین سے اکثر لوگون نے ہمارے ساتھ افغانستان کو بالکل چھوڑنا ہی مصلحت وقت سمجھا جس سے عورتون - بچون اور ہمراہیون کی تعداد کثیر کے باعث واپس آنیوالی فوج کی مشکلات بہت بڑھ گئین جو پیچھے رہگئے انمین سے تمام ایسے لوگون کو جنھین امیر صاحب نے اپنے باپ کے

یا اپنے خاندان کے دشمن خیال کیا بیدریغ تباہ کیا۔ ہر جگہ اور بالخصوص وحشی ملکوں مین
جہان تھوڑی دیر کے لیے قبضہ رہتا ہی ایسی ہی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہی چنانچہ
اُسوقت جو کچھ افغانستان مین واقع ہوا تھا ویسا ہی او گنڈا مین ہوا۔ اگر گورنمنٹ
اس جگہ کو چھوڑنے کا فیصلہ کرے جہان یہ اسوقت قابض ہین۔ انگلینڈ کے تمام دوست
تہ تیغ کیے جائین اور انگریزون کا اقتدار وسط افریقہ سے اُٹھ جائے۔ لیکن امیر صاحب
کو اس بارہ مین بہت سخت متہم نہین کرنا چاہیے۔ وہ اپنے دوست اور دشمنون کو بخوبی
جانتے تھے اور تاشقند اور سمرقند مین عرصہ دراز تک قیام رکھنے مین وہ اپنی مصیبتون
پر سوچتے رہے۔ اسلیے تسلط پاتے ہی انتقام کے درپے ہوے۔ افغانون کو کسی سے
جو رنج پہنچا ہو اُسکو خوب یاد رکھتے ہین اور جب کبھی موقع ملتا ہی اُسکا انتقام لینے
سے باز نہین رہتے۔ ہمارے افغان دوستون کی ہلاکت کی ذلت امیر صاحب کے
سر نہین ہے بلکہ گورنمنٹ انڈیا کے ماتھے ہے۔

ہماری آخری شکایت گو بہت بھاری ہی تاہم وہ خط وکتابت سے دور ہو سکتی
ہی اور وہ یہ ہی کہ برٹش مال تجارت پر جو محصول لگایا جاتا ہی وہ اسقدر زیادہ ہی کہ اُسنے
افغانستان اور وسط ایشیا کے ایک ایک حصہ عظیم کے ساتھ ہماری تجارت کو قریباً
بند کر دیا ہی۔ اگر ہم افغانستان کو چھوڑنے مین ایسی جلدی نہ کرتے اور امیر صاحب
کے ساتھ ایک بسیط معاہدہ کر لیتے تو اسمین آسانی سے یہ درج ہو سکتا تھا کہ تجارتی
مال پر صرف واجبی محصول لگائے جائینگے۔ اسطرح بولان۔ خیبر اور گومل کی درونکی
راہ سے ہماری تجارت کو گذشتہ دس سال مین اسوقت تک بہت کچھ فروغ
ہوا ہوتا۔

اسکے پایہ یقین کو پہونچنے سے پہلے کہ عبد الرحمن خان خلف الصدق اعظم خان بنیرہ
امیر دوست محمد خان نے روسی ملک چھوڑ دیا ہی۔ اُنکو لارڈ لٹن نے قندھار اور ہرات
چھوڑ کر شمالی افغانستان کا حاکم منصور کرنے کا خیال پیدا کیا۔ مگر ویسرائے کی اس
پالیسی کی اور اُنکے برگزیدہ فارن سکرٹری نے اسپر جس طرح عملدرآمد کیا اُن کی

کماینبغی داد نہین دیگئی تھی - بلاشبہ اس سے بڑھکر کوئی بہتر اور معقول انتظام نہین تھا
اور گو بادی النظر مین اسکا پورا کرنا مشکل معلوم ہوتا تھا تاہم اسمین پوری کامیابی
نصیب ہوئی - ویسرائے کو اس بات کی اچھی طرح واقفیت تھی کہ جب شیر علیصاحب
تخت کابل پر حکمران تھے عبدالرحمن خان سردار شیر علی والی قندھار سے ملکر امیر فرمانروا
کو اس غرض سے نکال دینے پر راضی تھے کہ سردار مذکور مغربی افغانستان پر اور عبدالرحمن
خان کابل اور ترکستان پر قبضہ کرین - مگر سردار شیر علی نے جو شاہ فرمانروا سے کا
رفیق تھا ان خرخشون کو نامنظور کیا اسپر روسیون نے اسکی خبر پاکر عبد الرحمن خان
کو ایسے وقت مین جبکہ وہ لڑائی کے لیے تیار نہ تھے اُنپر دباؤ ڈالنے کی اجازت
نہ دی اسیلیے اسکو سمرقند سے تاشقند لے گئے مگر ویسرائے نے خیال کیا کہ شاید
اس موقع پر امیر صاحب سے کوئی بندوبست ہوجائے اسیلئے انھون نے مجھ سے
اس غرض سے اُنکے ساتھ سلسلہ جنبانی کرنیکا ایما فرمایا اور یہان تک ٹھان لی کہ
اگر اس طرح پرائیوٹ خط و کتابت سے کام نہ نکل سکا تو بڑے بڑے سردارون کا ایک
مشن تاشقند کی طرف بھیجکر شمالی صوبجات اُنکے پیش کیے جائینگے - کیونکہ اُنکو یقین تھا
کہ اس قسم کی علانیہ مشن کی نسبت روسیونکو کچھ اعتراض نہین ہوگا اور وہ عبدالرحمن خان
کو اسکے منظور کرنے کی اجازت دینگے اور نیز وہ امید کرتے تھے کہ امیر صاحب انگریزون
کے ایسے ہی دوست ہوجائینگے جیسے کہ انکو کسی اور جگہ سے مل سکتے ہین - پہلا قاصد
جسکو مین نے امیر عبدالرحمن خان کے پاس خط دیکر بھیجا وہ محمد سردار نام اُنکا ایک ذہین
و فہیم دوست تھا جو بعد مین ہرات کا حاکم مقرر کیا گیا تھا - وہ ۲- اپریل کو کابل سے
روانہ ہوکر قندھار پہونچا جو جیحون کے جنوب مین واقعہ ہے اور اُسوقت امیر عبدالرحمن
خان علاقہ روس کو چھوڑکر وہان خیمہ زن تھے وہان چند یوم ٹھہر کر اُسنے عبدالرحمن خان
کے ساتھ کئی ملاقاتین کین اور آخر اُسنے فائز المرام رخصت ہوکر کابل واپس آیا - اور
اپنے ساتھ میری چٹھی کا ایک باقاعدہ جواب لایا - اور ساتھی زیادہ تر ضروری امور کا
زبانی جواب لایا - جنکی بابت قاصد کو زبانی واقعات پیش کرنے کی ہدایت کی گئی تھی

جو معلومات اس جنٹلمین کی وساطت سے حاصل ہوئین۔ وہ بہت دلچسپ وضروری تھین۔ لیکن یہان جس امر کو مجھے واضح کرنا ہو اور جسکا مین تذکرہ کرنا چاہتا ہون۔ امیر عبدالرحمن خان کا چال چلن اور روس کی نسبت اُسکے خیالات پر روشنی ڈالتا ہو۔ وہ برٹش گورنمنٹ کی خط وکتابت سے نہایت مطمئن ہوے اور انگریزون سے دوستانہ خیالات کا اظہار کیا اور نہایت صداقت سے وہ حالات بالتفصیل بتائے جو اُنکے علاقہ روس کو چھوڑنے کا باعث ہوے۔ انھون نے کہا کہ جب مین پہلے سات برس روس مین مقیم رہا۔ روسی اس امر پر مصر ہوے کہ مین افغانستان سے مطلق کوئی سروکار نہ رکھون۔ کیونکہ انھون نے انگریزون کے ساتھ عہد کیا ہے۔ وہ افغانستان مین کوئی مداخلت نہین کرینگے بعد مین اُنھون نے مجھے یہ بتایا کہ امیر شیر علی نے اُنکے ساتھ رفاقت پیدا کی ہو۔ اسلیے وہ اپنے رفیقون کے امن مین خلل اندازی کرنے کی مجھے اجازت نہین دینگے۔ جب شیر علی نے میمنہ پر حملہ کیا مین نے پھر آنے کی اجازت چاہی لیکن اُنھون نے انکار کیا۔ جب میرے ساتھ اسطرح ہونے لگا۔ یعنی شیر علی کی وفات پر خفیہ بھاگنے کی تیاری کی لیکن بیشتر اسکے کہ میری تجاویز پختہ ہون روسی میرے ارادون سے واقف ہوگئے اور انھون نے مجھے مع اپنے عیال کے تاشقند بھیجدیا اسکے بعد جب یہ تار آیا کہ انگریز یعقوب خان کو ہندوستان لے گئے ہین اسوقت جنرل کافمین اورنبرگ مین تھا۔ اسطرح سکرٹری مقیم تاشقند نے عبدالرحمن خان کو اپنے پاس بلواکر کہا کہ تمھین ہمیشہ اپنے وطن کے لوٹنے کا اشتیاق رہا ہو اب انگریز لوگ یعقوب خان کو ہندوستان لے گئے ہین اسلیے واپس جانے کا بہترین موقع ہے۔ اگر تم جانا چاہو تو ہماری طرف سے اجازت ہے۔ عبدالرحمن خان نے جواب دیا کہ مین اس امر پر غور کرونگا مگر اسکے تین یوم بعد سکرٹری نے اسکو پھر بلوا بھیجا اور پوچھا کہ تم کس فکر مین ہو۔ جاتے کیون نہین۔ اگر تم اپنے مقصد مین ناکام بھی رہو تو چندان مضائقہ نہین۔ تم ہمارے پاس آکر اپنے موجودہ وظائف لے سکتے ہو۔ لیکن پھر تمھین ایسا موقع نہین ملنے کا پس اگر جانا چاہتے ہو تو ابھی جاؤ تم یقیناً جنرل غلام حیدر کو نکال کر

ترکستان مین متسلط ہو جاؤگے۔ عبدالرحمن خان نے مکرر کہا کہ میرے پاس اسلحہ گھوڑے ساز وسامان اور روپیہ موجود نہین ہے۔ آخر بذریعہ تار جنرل کاف مین سے خط وکتابت سے کرنے کے بعد قرار پایا کہ ۲۰۰ بندوق اور فی بندوق ۱۰۰ گولی اور سو پیادہ اور ایک سو سوار مع سامان حرب انکے ساتھ کردیے جائین۔ مزید بر آن ۵۰۰ بخارا کی اشرفیان جو تقریباً ۲۳۰۰ روپیہ کے مساوی ہوتی ہین پیش کیگئین یہ رقم اور وہ نقدی جو انھون نے وظیفہ سے بچا کر پس انداز کی تھی اُنکی تمام وکمال جمع جتھا تھی اور وہ سب لیکر روانہ ہوے۔ عبدالرحمن خان نے روسیون کی نسبت اظہار اتحاد کیا اور کہا کہ مین نے اُنکے ساتھ کوئی تحریری یا مخفی عہدنامہ نہین کیا۔ اور نہ مین کسی حلف یا معاہدہ کا پابند ہون۔ لیکن چونکہ مین بارہ سال اُنکی میزبانی سے مستفید ہو رہا ہون اسلیے مین اُنکے مقابلے پر آنا پسند نہین کرتا۔

انگریزون کے بارے مین امیر صاحب کے جو خیالات ہین اُنکی بابت قاصد نے رپورٹ دی انھون نے کہا کہ میری اس سے بہتر کیا خواہش ہوسکتی ہے کہ مین ایسی فیاض اور طاقتور گورنمنٹ کا جیسی کہ انگریزون کی ہے نوکر رہون۔

افغانستان مین جو قباحتین سرزد ہوئی ہین وہ افغانستان کے لوگون اور اُنکے حکام کی جہالت اور بیوفائی کا نتیجہ تھین۔ انگریز اُنکے واسطے متہم نہین ہوسکتے مین نے اس ملک مین اپنے دوستون کو لکھا ہے کہ انگریزون کی مخالفت کرنا اپنی تباہی کا موجب ہونا ہے انگریز بردبار صلح پسند اور اپنی بات کے سچے ہین اور مین جانتا ہون کہ وہ افغانستان کا اپنے علاقہ سے الحاق کرنا نہین چاہتے۔ انشاء اللہ ہمارے اور ہمارے ملک کیلئے عالم الغیب مین بہتر ایام ہین۔ اسطرح سردار خان نے جو گفتگو شروع کی تھی وہ تین ایسی شرفا کی مشن بھیجنے سے جاری رکھی گئی۔ انہین سے دو سردار محمد افضل خان اور ابراہیم خان میرے ذاتی اسٹاف سے اور تیسرے شیر محمد خان امیر صاحب کے چچازاد بھائی خان آباد کو جہان امیر صاحب پہونچ گئے تھے شمالی افغانستان کا تخت پیش کرنے کے لیے بھیجے گئے تھے انکے حالات اور رپورٹین بہت ہی دلچسپ ہین۔ لیکن

اس آرٹکل مین انکا ذکر کرنے کی گنجائش نہین ہے وہ امیر کے چال چلن اور ڈیل ڈول سے سخت متحیر ہوے انھون نے بیان کیا کہ انکی عمر چالیس برس کی ہے اور وہ نہایت قوی ہیکل متحمل مزاج ذہین اور زیرک ہین وہ تمام کام بذات خود انجام دیتے ہین اور نہایت ضروری خطوط کا مسودہ خود تحریر فرماتے ہین اور کام کی تمام فروعات سے بذات خود واقف ہین انکو اپنی طاقت اب محسوس ہونے لگی ہے۔ آبادی کا ایک بڑا حصہ اُنکے ساتھ شامل ہوگیا ہے اور اُنکی ملنساری سے اُنکے دوستون کا حلقہ بہت وسیع ہوگیا ہے البتہ سوداگران سے ناراض ہین جنکو حسب استطاعت لشکر کی ضروریات بہم پہونچانے کے واسطے چندہ دینے کا ایما ہوا ہے انھون نے پھر اُسکے ساتھ اپنے تعلقات کا آزادی سے تذکرہ کیا۔ اور صاف صاف کہدیا کہ مین اپنے ملک مین روسیون کی مداخلت سے کبھی رضامند نہین ہون کا مشن کے دل پر عبد الرحمن خان کی آزادی اور دوسرونکی راے سے مستغنی مزاج کا بہت بھاری اثر ہوا۔ ابراہیم خان نے مجھکو حسب ذیل خط لکھا عبد الرحمن خان پبلک طور پر حلیم المزاج کم گو اور باوقار ہین۔ انکے دربار کے آداب امیر محمد یعقوب کوشش بیگی یارقندی۔ حاکم توقند۔ اور امیر بخارا کے مشابہ ہین گو ابتدا مین انکا حسب رواج اور عادات اسلامیہ ملک پر قبضہ کرنیکا دستور نہایت مفید پایا گیا تاہم میری راے مین اگر وہ آیندہ اسی طرح مدت تک کاربند رہے تو ملک کے روساے اعظم اور افسران جنگ اُنسے کبیدہ خاطر ہوجائینگے اور افغانستان کے فرمانرواؤن کا اب تک یہ دستور رہا کہ وہ بڑے سردارون اور سن رسیدہ ارکان سلطنت مین اپنا وثوق پیدا کر کے اُنکے صلاح و مشورہ کو اپنا رہبر بناتے رہے ہین لیکن عبد الرحمن خان اپنے خیالات کے مطابق کام کر رہے ہین اور جو لوگ صلاح دینا چاہتے ہین کہ وہ نرم الفاظ سے یکسو کیے جاتے ہین۔ میری راے مین عبد الرحمن خان افغانستان پر حسن و خوبی سے حکومت اور امن قائم رکھنے کے واسطے اعلیٰ قابلیت رکھتے ہین لیکن ہمیشہ کسی عہدنامہ کے شرائط پر اعتراض کرنیکے لیے مقر ہونگے۔ انکو ہر حال مین اپنا مفاد ملحوظ رہتا ہے اسوقت وہ غالباً روسیون کے مشورہ سے کانون کو آشنا کرتے ہین

کیونکہ اُنکا امیر صاحب سے کوئی مطالبہ نہین ہے اور وہ اُنکو ہماری گورمنٹ سے ایسا
ملکی فائدہ اٹھانے کے لیے صلاح دے رہے ہین جسنے قندھار اور دیگر مقامات کو جدا
کرنے سے افغانستان کی طاقت کو ضعیف کردیا ہے اسکے بعد اگر کبھی روسیون نے اُنسے
چھاونی وغیرہ کے لیے جگہ مانگی تو وہ غالباً مایوس کرینگے ۔

امیر صاحب کے چال چلن کا یہ اندازہ سراپا صحیح ہے چنانچہ مقام ذمرمین
امیر صاحب کے ساتھ ان ملاقاتون کے اور اُنھین جسمین کابل کی امارت کا کامیابی
کے ساتھ تصفیہ ہوا میرے دل پر جو اثر ہوا وہ ہر طرح سے امیر صاحب کے حق مین
مفید ہے گو اسوقت عبدالرحمن خان کی عمر چالیس برس کی تھی ۔ مگر صورت سے
پچاس برس کے ظاہر ہوتے تھے ۔ جلاوطنی ۔ تنہائی اور ابتدائی زندگی کی صعوبتون
نے انکو قبل ازوقت سن رسیدہ کردیا تھا ۔ باین ہمہ وہ اعلیٰ درجہ کے درباری ۔
زندہ دل ۔ ذہین ۔ ظریف ۔ چابکدست اور فصیح بلیغ تقار ہین ۔ انکے ذکی اور طاقتور
ہونے مین مطلق شک نہین ہوسکتا جنکو اپنی رائے پر بہت بڑا اعتبار ہو اور ترقی
کرنے کے بھاری ذرائع رکھتے ہین ۔ اُسوقت مین انکو ایشیائی مدبرون مین سب سے
سرگروہ خیال کرتا تھا ۔ اور اب بھی میری راے مین ویسے ہی ہین ۔ افغانستان کے
انتظام کی مشکلات انگلستان کو معلوم نہین ۔ اور گو امیر صاحب سے بہت سہو
سرزد ہوے ہین اور اُنکی خودرائی اور خودسری نے انکو بارہا گمراہ کردیا ہے تاہم آج
ایسے ہی ہین جیسے کہ پہلے تھے وہ بلاشبہ انسانون کے حاکم اور تخت افغانستان
کے اُن امیدوارون کے ہجوم سے بہت ہی اعلیٰ اور برتر تھے جو انکے موقعہ پر پہونچتے ہی
وہان سے ڈھکیلے گئے ۔ جب امیر صاحب منتخب کئے گئے تھے دوسرے امیدوارون
کو پہلے آزمائش کرنے کا موقع مل چکا تھا اور وہ یکے بعد دیگرے رد ہو چکے تھے
اور لارڈ لٹن کو بخوبی معلوم ہوگیا تھا کہ انمین سے کوئی بھی اپنے آپ کو انگریزی
سنگینون کی مدد کے بغیر سنبھال نہین سکے گا ۔ پہلا امیدوار سردار ولی محمد خان
خلف دوست محمد خان کابل کا گورنر تھا ۔ وہ وجیہ بوڑھا آدمی تھا جسکے اطوار

پسندیدہ اور شکل مقبول تھی جسمین اسکو بھڑ ہی محمدزئی سرداروں کی بڑی جماعت پر ترجیح تھی۔ اسکا اقتدار شہر مین بہت ہی کم اور شہر سے چھ میل باہر بالکل نہین تھا جس سے اسکو خود بھی انکار نہ تھا۔ دوسرا سردار ابراہیم خان خلف سردار شیر علیخان مرحوم تھا۔ جسکی زبان مین سخت لکنت تھی اور کوئی لیاقت اور وصف نہین رکھتا تھا اور نہ کوئی پارٹی اسکی مخالف یا طرفدار تھی۔ یہ امیر شیر علیخان کا بھتیجا سردار محمد ہاشم خان کے وقت ہر دلعزیز امیدوار تھا۔ لیکن وہ بے سروسامان منصوبے کرنیوالا نوجوان تھا جسمین مطلق استقلال نہین تھا حالانکہ اسنے اپنے دعاوی کی اعانت کے لئے ایک جماعت اپنی بہم پہونچائی تھی۔ امیر سابق یعنی یعقوب خان کا سب سے بڑا بیٹا موسیٰ خان بہت ہی موزون امیدوار ہوتا اگر وہ کمسن اور ضعیف العقل نہ ہوتا سب امیدوارون سے بہتر سردار ایوب خان گورنر ہرات تھا جو امیر سابق محمد یعقوب خان کا چھوٹا بھائی تھا۔ یہ بیس سالہ نوجوان تھا اور افغانستان مین اسکے بہت مددگار تھے۔ شرائط ہونے کے دوران مین کئی بار جب امیر عبدالرحمن خان نے ہمارے ساتھ جہاد کی منادی کرنے سے روکنے کی کوشش کی ہے۔ مین ایوب خان کو امیر تسلیم کرنے کے لیے رضامند ہوتا۔ مگر باوجود مشتبہ چال چلن کے عبدالرحمن خان کے ساتھ رسل رسائل کے سلسلہ کا نتیجہ بہت عمدہ پیدا ہو چکا تھا۔ اور ایوب خان مند مین ایک ناقابل جنرل پر فتح پانے سے دربار سے باہر ہو گیا تھا۔ اور ابھی نوبت مین سر فریڈرک رابرٹ کے قندھار کی طرف تاریخی کوچ کے اختتام پر ایک مشکل نزاع مین پھنس گیا تھا۔ دوران گفتگو مین امیر عبدالرحمن خان نے جس ڈھنگ سے کارروائی کی اس سے انکا چال چلن نہایت صفائی اور موثر طریق سے ظاہر ہوتا ہے اس سے بڑھکر کسی امر سے انکے ذاتی مفاد کا خیال اور کھلے طور پر اپنے ہی مطلب کے حصول کو مدنظر رکھنا اور جو کچھ ممکن ہو انگریزون سے حاصل کرنے پر ثابت قدم رہنا اور اپنی طرف سے حتی المقدور کم رعایت دینا امیر صاحب کا ہی حصہ تھا۔ وہ فوراً کل معاملات کی تہ کو پہونچ گئے اور ہمارے عام اشارون سے انکو اس بات کا بخوبی علم

ہو گیا تھا کہ برٹش فوج پہلے ہی موقعہ پر کابل سے لوٹ جائے گی - حتی کہ اگر تخت کابل
کے واسطے کوئی موزون امیدوار نہ بھی ملا تاہم یہ واپس جانے مین تاخیر نہین کریگی
اس بات کا یقین تھا کہ اگر امارت کو قبول کر لیا تو اُنکو ہر طرح سے اپنے ہی سہارے
پر انگریزی فوج کی اعانت کے بغیر کاربند ہونا پڑے گا - اُنکی پالیسی کا یہی لب لباب تھا
اور گو جنگ نے افغانستان کے تمول کو ترقی دی تھی اور اسکو ہرگز مفلس نہین کیا تھا
تاہم یہ جنگ کرنے سے تھک گیا تھا اور اُسوقت تمام پارٹیون کو جو کچھ مطلوب تھا
وہ یہی تھا کہ انگریز جلد ملک سے چلے جائین - حالانکہ اس ملک کے لوگون کی ایک
تعداد کثیر ہمارے جلد واپس آنیکی خواہان تھی لہذا امیر عبدالرحمن خان نے خیال کیا کہ ایسے
موقعہ پر سب سے بہتر اور عام پسند طریق یہی ہے کہ مین مذہبی پیشواؤن اور اسلام
کی عظمت اور شوکت کا اشتیاق ظاہر کرون اسطرح مذہبی جوش والونکی بڑی تعداد
خودبخود اسطرف مانوس ہوگی جبکہ میرے یہ کہنے سے کہ کافرون کو سلطنت اسلامیہ
کے کسی معاملہ مین دخل نہین ہونا چاہیے - بہت بھاری مددملے گی اس دوراندیشی
سے اُنھون نے ہر ایک باوقعت شخص کو خواہ وہ واعظ یا امیر کبیر تھا مگر اُنکی دانست
مین لوگون پر اپنا رسوخ عمل مین لاسکتا تھا اشتعال دلانیوالے خطوط روانہ کیے
اور اُنکو کافرون کے برخلاف جہاد کے واسطے اُبھارا اور کہلا بھیجا کہ ملک کے
تمام لوگون کو بغاوت پر آمادہ کردو تاوقتیکہ انگریزون کے ساتھ اطمینان بخش
انتظام نہ ہوئے اور اسکے ساتھ ہی ہملوگون سے شرائط صلح طے کرنیکا اشتیاق ظاہر کیا
تاکہ وہ عہد و پیمان مدت مدید تک قائم رہین جنکے توڑنے کا وہم و گمان بھی نہ تھا بس
اسطرح تمام حسن و قبح سوچکر اُنھون نے دریاے جیحون سے کابل کے گرد و نواح کیطرف
کوچ کیا اور جون جون وہ نزدیک آتے گئے تون تون شمالی افغانستان مین جوش ہوتا گیا
کوئی سردار اُنکے ارادون سے واقف نہ تھا - اور غالباً امیر صاحب انگریزون کیطرف
سے بدظن تھے کابل مین اُنکی طرفدارون نے امیر کو یقین دلایا کہ ہم صرف اُنکو
جعل مین پھنسا کر امیر یعقوب خان کیطرح ہندوستان مین زیر حراست رکھنا چاہتے ہین

تاہم عبدالرحمن خان کی پالیسی بخوبی عیان تھی۔ وہ ہماری مشکلات کو بھانپ گئے
تھے اور تاڑ گئے تھے کہ انکو تاخیر سے بہت زیادہ حاصل ہوگا۔ بہ نسبت اسکے کہ
جو شکار انکے پیش نظر تھا اُسپر ہی جھپٹ پڑتے۔ کابل سے قندھار کا جدا ہونا انکو بہت ناگوار
گذرتا تھا کیونکہ وہان کا حاکم شیر علی جو تھا موروثی حکمران ہوجاتا تھا انکا دشمن تھا۔
اُسکی تحریک سے روسیون نے عبدالرحمن خان کو سمرقند سے تاشقند بھیجدیا تھا
قندھار کے معاملے مین قسمت عبدالرحمن خان کی طرف لڑرہی تھی۔ کیونکہ شیر علی جو
بالکل کمزور اور نالائق شخص تھا اور سردار ولی محمد خان گورنر کابل کی طرح اُسوقت
بگڑ گیا تھا جسوقت ایوب خان نے بمقام میوند انگریزون کی فوج کو شکست دی تھی
از ان بعد کوئی امر بجز اسکے کہ برٹش فوج مستقل طور پر قابض ہوتی اسکو قندھار مین رہنے کی
ترغیب و تحریص نہ دلاتا۔ مگر یہ ایسا بیڑا تھا جو گورنمنٹ ہرگز اٹھانا نہین چاہتی تھی لہذا
قندھار نے امیر کے زیر نگین آیا۔

چونکہ تمام افغانستان کے بڑے خاندانون اور ذی اقتدار رؤسا کے ساتھ جاسوس اور تنخواہ دار
ایجنٹ تعینات تھے اسلئے امیر صاحب کے کئی اشتعال دلانیوالے خطوط ہمارے پاس پہونچے
جنسے حوصلہ پا کر یعنی پوری کامیابی کے ساتھ امیر صاحب کو فہمائش کی۔ اور عبدالرحمن
خان کی انہی چٹھیون کے جواب مین انکو ایسی تحریر بھیجی جو اپنی اصلی معنون مین الٹی میٹم تھی
جسکو امیر صاحب نے یہ سوچ کر کہ مزید تاخیر یا تامل تحصیل حاصل ہے۔ بڑی معقولیت
کے ساتھ اُسکو قبول کیا۔

اس برتاؤ مین جو ہمارے لیے کابل مین بہت ہی متردد اور اضطراب پیدا کرنیوالا
تھا ہمین ہند مین کوئی ایسا امر نہین پاتا جسکی بابت شکایت بجا ہو۔ عبدالرحمن خان
کو اپنی طاقت کا بہت ہی خیال تھا انکو صرف انگریزون ہی سے اسقدر بھڑکانا منظور
نہین تھا جسقدر کہ ممکن ہو۔ بلکہ وہ اپنی اُسی حالت کو بھی تقویت دیا چاہتے تھے
جسمین ہمنے انکو وسیرائے ہند کا ملازم یا نامزد شخص نہین چھوڑا تھا۔ بلکہ افغانستان
کے لوگون کی عام صدائے کافرون کی تمام دست اندازی کے مقابلہ پر اسلام۔

کے ڈھنگ سے ملک کی حفاظت کے واسطے منتخب کیے گیے تھے اس مدعا کیواسطے
امیر صاحب نے جو حکمت سوچی بہت عظیم اور موثر تھی خواہ وہ اسکو اس حد تک
بڑھاتے گیے جسمین حفاظت معرض خطر مین ہوگیی تھی مگر انکی قسمت کا ستارہ
اوج عیوق پر تھا اور برٹش گورمنٹ نے عین وقت پر انکی غلطی کی اصلاح کرکے
انکو بڑے وقار سے امیر مشتہر کیا اور تب سے انھون نے اپنی اس منزلت کو نہایت
کامیابی اور وقار کے ساتھ بحیثیت بادشاہ خدا نغانستان قایم رکھا ہی اور انگلستان کے
وظیفہ خوار معاون ہونیکی حیثیت مین اپنی فارن پولیسی کو گورمنٹ ہند کے ماتحت رکھنے کی پابند ہین اور
جب تک وہ اس اقرار کے پابند ہین گورمنٹ ممالک غیر کی مداخلت یا حملہ سے
مقابلہ پر اسکی مدد کرنیکی کفیل ہے۔ اگر یہ خیال کیا جاے کہ ابتدائی گفتگو کے دوران
مین انکا وقار سے گراہوا برتاو اس راے کا متضاد تھا۔ جواب انکی عام صداقت
اور دیانتداری کی نسبت ظاہر کیجاتی ہے۔ تو یہ یاد رکھنا چاہیے کہ ایک بہت ہی
مشکل کام انکے پیش تھا۔ اگر وہ شروع ہی مین انگریزون کے ساتھ بہت دلبستگی
ظاہر کرتے تو انکے اپنے مذہبی جوش والے ہموطن بھی اُنسے بیگانہ ہوجاتے۔ گو یہ نوٹ
بالکل تھوڑے اور ناکمل ہین تاہم اسنے انگریز ایسے شخص کے چال چلن کی بابت
کچھ نہ کچھ سمجھ سکین گے جسکی زندگی اور پالیسی پر بہت کچھ دارمدار ہے۔ امیر صاحب
کا رجحان طبیعت روسیون کی طرف نہین ہے کیونکہ وہ روسیون کو ایسی اچھی طرح
جانتے ہین کہ وہ انپر اعتبار نہین کرسکتے۔ فارس۔ بخارا۔ خیوا اور توقند کے سبق
انکے پیش نظر ہین اور انکی بڑی خواہش اپنے ملک مین روسیون کی دست اندازی
کو روکنے کی ہی اور اُسکے ساتھ ہی انگریزون کی علانیہ مداخلت کو بھی مخل ہین وہ
بلاشبہ جانتے ہین کہ ہم اُنسے نسبتاً اچھا سلوک کرتے ہین۔ اور ہمارا افغانستان
لینے کا ارادہ نہین ہے۔ کیونکہ ہم اسکو دو دفعہ اُسوقت چھوڑ آئے جبکہ الحاق کرلینا
آسان اور جائز تھا لیکن انکا فخر اور اپنی ذات پر اعتبار اس درجہ کا ہی کہ وہ چاہتے
ہین کہ اپنی طرز پر حکومت کرنے کے لیے تنہا چھوڑ دیے جائین۔ اگر وہ دن آجاے کہ

انکو بمجبوری انگلینڈ اور روس مین سے ایک کو سلطنت منتخب کرنا پڑے تو اسمین کچھ شک نہین کہ وہ اپنی قسمت کو اُس قوم کے ساتھ شریک کرین گے جسنے فتح کے وقت فیاضی اور اعتدال سے کام لیا ہو۔ اور جسپر وہ افغانستان کی آزادی کے قائم رکھنے کے واسطے اعتبار کر سکتے ہین۔ لیکن امیر صاحب اس بات کو فراموش کر رہے ہین۔ دو بڑی بڑی اور رقیب طاقتون کے مابین ایسا نہیں ہے کہ وہ پولیٹکل علیحدگی کو قائم رکھ سکین اور ایک کے ساتھ ملکر بمقابلہ دوسرے کے کارروائی کرین اور معاوضہ مین کوئی سروس کرنیکے بغیر انگلستان سے بھاری وظائف لیتے رہین۔

افغانستان۔ سلطنت ہند کا ایک بڑا بھاری مورچہ ہی اور ہم گوارا نہین کر سکتے کہ یہ اسطرح ہمارے مقابلہ پر بند رہے جیسا کہ یہ اب ہے۔ جس بات کی ہمین ضرورت ہے ہم اس سے بخوبی واقف ہین۔ سب سے پہلے ضروری ہی کہ انگریز منسٹر کابل مین اور انگریزی افسر بحیثیت ایجنٹ ہرات اور قندھار مین رہین۔ اگر امیر صاحب بخوبی طاقتور ہونگے تو یہ افسر بالکل محفوظ رہین گے اور کوگناری کی دلخراش واقعہ کے پھر ظہور مین آنے کا کھٹکا نہین ہوگا۔ دوم ریلون کو قندھار تک وسعت دیجاے اور سلسلہ تار مابین کابل۔ ہرات اور برٹش انڈیا کے قائم کیا جاے۔ اخیر مین انگریزی تجارت کو مسدود کرنیوالے محصول موقوف کرانے ضروری ہین۔ گو یہ امور امیر صاحب کی نگاہ مین پسندیدہ نہون لیکن عہد و پیمان کی منشا کے مطابق ہین۔ شمالی افغانستان۔ [illegible]خان۔ شگنن روشن اور کوہستان اور یا سرمین حدبندی کے سوالات پر اس جگہ بحث نہین کیجا سکتی۔ مگر امیر صاحب کو انکی نسبت کوئی اعتراض نہین ہوگا۔

یہ سخت غلطی ہی کہ ہندوستان مین کمنڈر انچیف امیر صاحب کے ساتھ جلال آباد مین یا کسی دوسری جگہ گفتگو کرنے کے لیے مقرر کیا جاے اس سے امیر صاحب حتی الامکان ملاقات سے گریز کرینگے کیونکہ کمنڈر انچیف کا منصب ہی ایسا ہی

کہ اسکا ایسے ڈپوٹیشن پر تعینات ہونا روس یا کابل کے لئے ذلت سمجھا جائیگا اور انگلستان کی شان سے بعید ہے کہ ایسی بات پر کوئی فخر کرے۔ امیر صاحب کو یہ خیال پیدا ہوگا کہ ایسے سفیر کے انتخاب سے اُنکی شان کے خلاف کارروائی کی گئی ہے اور گو انکو کیسی ہی بھاری مصروفیت ہوتا ہم انکا برٹش سفیر کے ساتھ ملاقات کرنا ممکن ہے۔ تاہم اگر کوئی منتخب پولیٹکل افسر کمشنر پشاور جیسا اس کام پر تعینات کیا جاے جسکو ڈپلومیٹک کارروائیون کا تجربہ بھی ہوتا ہی تو اس سے بڑھکر عمدہ نتائج پیدا ہون۔ طاقت یا طاقت کی جھلک اُسوقت باز رکھنا چاہیے جبتک کہ اُسکا نظارہ موثر ثابت ہونے کا یقین نہو۔

افغانستان کی قسمت مین جو کچھ لکھا ہے اسکی نسبت پیشین گوئی کرنا آسان بات نہین ہے اور یہ پولیٹکل طور پر صاف صاف بتایا جا سکتا ہی کہ آیندہ کیا کچھ وقوع مین آنا قرین قیاس ہی۔ امیر صاحب بوڑھے اور نحیف ہین لیکن وجع المفاصل اور ازین قبیل دیگر عوارض مین مبتلا رہتے ہین جنسے اُنکے متعلقین بعض بعض دفعہ بہت ہی مشوش ہو جایا کرتے ہین ایک اور بات یہ ہے کہ کوئی شخص بھی افغانستان مین اپنی طبعی موت سے نہین مرا۔ اگر گورنمنٹ کو اس بات کا یقین ہو جاے کہ اب وہ وقت آگیا ہے کہ مخفی قراردادین اور درپردہ انتظام ناموزون سمجھکر بالاے طاق رکھے جائین اور افغانستان کے ساتھ یہ معاہدہ ہے کہ کسی دشمن پر چڑھائی کرنے یا دشمن کے سر پر آنے کی صورت مین گورنمنٹ اسکو مدد دے گی اور امیر صاحب کے منتخب وارث کی رعایات مذکور کے بدل مین کفیل ہو تو مین خیال نہین کرتا کہ ہمارے لیے آیندہ ایام مین کوئی بدمزگی نہین پائی جائیگی۔ اسمین ذرا بھی شک نہین ہے کہ ہم پھر افغانستان پر قبضہ کرنا نہین چاہتے۔ اور یہ ویسا ہی یقینی امر ہے کہ اگر ہم قبضہ کرین تو ہمین اس ملک کا الحاق کرنا ہوگا۔ مستقل اور پختہ الحاق کے بغیر ہم اس ملک مین کوئی دوست موجود نہین رکھ سکتے کیونکہ گزشتہ مہم مین ہمارے دوستون نے ہماری وفاداری کے واسطے اپنے

مال اور جان دونون تصدق کیئے تھے -

اس آرٹکل کے چھپے ہوے چترال کی چھوٹی پہاڑی ریاست کی طرف بہت توجہ معطوف ہو رہی ہے - جہان افضل الملک اپنے چچا شیر افضل کے ساتھ وراثت کیواسطے معرکہ کرتے ہوئے کام آیا - اور تازہ خبرون سے واضح ہوا ہی کہ شاہزادہ متوفی کے برادر نظام الملک نے شیر افضل غاصب کی افواج کو شکست دیکر چترال پر قبضہ کر لیا ہی اور شیر افضل نوک دم بھاگ گیا ہی -

ان واقعات مین خاص دلچسپی امیر صاحب کابل کے معاملات چترال مین دست اندازی کرتے اور انکے غاصب شیر افضل کو مسلح افغان فوج سے مدد دینے مین پائی جاتی ہے اور یہ بھی بیان کیا گیا ہی کہ شیر افضل بدخشان سے آیا تھا - اسلیئے ممکن ہے کہ روسی اسکے حامی ہون -

مین اسقدر کہون گا کہ دور پہاڑی ریاستون کے جھگڑے بہت وقعت کے قابل نہین ہین اور بلا شبہ اس توجہ کے لائق نہین ہین جو انکی طرف معطوف کیجا رہی ہے اور گو چند افغان شیر افضل کے ہمراہیون مین شامل تھے تاہم اس امر کا یقین دلانیکے واسطے کوئی وجہ نہین ہی کہ روسیون نے یا کہ امیر کابل نے اسکو ریاست مذکور غصب کرنے کی ترغیب و تحریص دلائے - امید نہین کہ امیر صاحب نے علانیہ یا بلا واسطہ کوئی قرارداد کی ہو - اگر وہ کسی قدر پولیٹکل معاملات چترال مین الجھے بھی ہون تو یہ کابل کا معمولی قاعدہ ہی - امیر صاحب کی طرف سے کوئی نئی بات وقوع مین نہین آئی اور نہ ہے - کوئی معقول گورنمنٹ ایسی باتون کی طرف بہت کچھ متوجہ ہو سکتی ہی - پہلے ایام مین جب سر ہنری ڈیورینڈ اور سر رابرٹ ایوٹن پنجاب کے لفٹنٹ گورنر تھے اور مین انکی گورنمنٹ کا سکرٹری تھا لارڈ لارنس کی پولیسی کے مطابق ان چھوٹے چھوٹے خانون کے معاملات سے بالکل اغماض کیا جاتا تھا اسوقت چترال ایک پرانے شریر اور جابر امان الملک کے زیر حکومت تھا اور جسکا انگریزون کے ساتھ عمدہ سلوک تھا - اب بھی میرے پاس اسکے محبت آمیز اور دوستانہ خط موجود ہین

ایک دفعہ وہ امیر کابل سے بڑھکر مہاراجہ صاحب کشمیر سے برافروختہ ہوا۔ تاہم اسکی
یہی خواہش تھی کہ اسکے معاملات مین کوئی دخل نہ دے کیونکہ اسکو یقین تھا کہ اسکے
اپنے لوگ تمام مداخلت کرنیوالون کا مقابلہ کرسکین گے اسکے مرنیکے بعد حسب معمول
طوفان بے تمیزی مچ گیا ہے اور صرف اسوقت امن قائم ہونے کی توقع ہے۔ جب
کوئی ایسا دعویدار اسکا وارث قرار پائے جسکے جائز حقوق عملی طور پر مساوی ہون
اور وہ بزور بازو اپنے حقوق قائم کرلے جو چاہے اسکا وارث ہو اس سے ہمین کوئی
سروکار نہین ہے۔ نظام الملک جو در اصل امان الملک کا بڑا بیٹا ہے اور جسنے اپنے
چچا کو ملک سے نکال دیا تھا۔ وہ انگریزون کا دشمن بیان کیا جاتا ہے مگر یہ غالباً
صحیح نہین ہے۔ یہ شخص بھی اپنی قوم کے دوسرے لوگون کیطرح آزاد رہنا چاہتا ہے
اور سنہ ۱۸۸۶ء مین اپنے آدمیون کے ساتھ سر ولیم لوکھاٹ کی مدد کے واسطے
جانا چاہتا تھا۔ مگر برٹش رزیڈنٹ کشمیر نے اسکو ان بہادرانہ ارادون سے
غیر ضروری طور پر باز رکھا۔ مین شمالی و مغربی سرحد کے خفیف خرخشون کے ساتھ
امیر صاحب کو شامل کرنے کی پولیسی کا سخت مخالف ہون۔ پہلے ایام مین انکی اطلاع
بذریعہ تار کلکتہ بھیجنے کا ہمین کبھی خیال بھی نہ ہوتا۔ اور لندن پہونچانیکا
وہم ہمارے فرشتون کو بھی نہ گذرتا۔ پیغامات تار اور خاص نامہ نگار
چترال کے ایسے معاملات کو بالکل مبالغہ آمیز اور مصنوعی رنگ
دیتے ہین۔ گورنمنٹ کی سروس مین کسی ایسے سپاہی لیٹری اور ڈپلومیٹ
موجود ہین جو پیشقدمی کے جاندادہ و فدا ہین۔ اور وہ ہر ایک
مشتبہ امر سے وہی نتیجہ نکالتے ہین جو کچھ ہم اور روسی افسر انکی
سرحد پر دست اندازی کرنے سے منتج کرتے ہین۔ کلکتہ مین زبردست
گورنمنٹ کو ایسے دلاور غیر محتاط مزاج والون کو روک تھام مین
رکھنا چاہیے اور یاد رکھنا چاہیے کہ عبدالرحمن خان نے گذشتہ گیارہ
سال تک کیسی وفاداری اور اتحاد اور وقار سے ہمارے ساتھ برتاؤ کیا تھا

اور اسلیے اُنکی ذاتی سقمون کو نظر انداز کرنا چاہیے اور اسکے ماتحتون کو کسی اشتعال دلانے یا معاندانہ انداز اختیار کرنے کا موقع نہ دینا چاہیے

تمت

غلطنامہ مقدمہ کتاب نیرنگ افغان

یعنی پولیٹکل تاریخ افغانستان

صحیح	غلط	صفحہ	سطر	صحیح	غلط	صفحہ	سطر
بیان کی ہین	کی ہین	۲	۱۳	مورخین نے	مورخین نہین	۱۲	۹
تاریخی	تاریخین	۳	۱۶	موقع	موقعہ	"	۱۲
گذری	گزر نے سے	"	۲۰	نسب	نسبت	"	۱۴
برٹش	برٹس	۷	۶	مشہور کر	مشہور	۱۳	۱۹
رعایاکے	رعایا کے کے	"	۱۲	اُسنے	اُسٹے	۱۴	۶
خلدون	خلدان	۸	۱۲	شروان	سروان	"	۱۴
تو یہ کہکر ٹالدیا کہ	+	۱۰	۱۲	رکھتے	کہتے	"	۱۶
گئی	گئین	۱۱	۱	اورخود	اوریا	"	۱۹
تھی	تھین	"	۱۴	ہرات سے	ہرات کے	۱۵	۲۰
لے گئی	لے گئین	۱۲	۵	غورسکے	غورکرکے	۱۶	۸
جب نادر	جب بادشاہ	۱۷	۷	آدمیون	تخفون	۴۳	۱۱
اور	اوراور	۲۱	۵	تاریخ سے	تاریخ	۴۴	۱۲
یا اُسنے	اُسنے	۲۲	۱۶	تقلید کی	تقلید ہی	۴۵	۱۵
انسان	انسانی	۲۳	۱۸	کاٹ کر	کاٹ لایا	۵۳	۱۹
اور	اوراور	۲۴	"	سندھ	ستد	۵۶	۱۵
یہ کیا	یہ کہا	۲۵	۷	غیاب	غیابت	"	۲۰
رکھتا ہو	رکھتا ہون	"	۱۳	ظاہر کر	بیٹھتے	۵۹	۸
قبیلہ پر اُنکے	قبیلہ کے	۲۶	۲۰	مہذب	مذہب	۶۲	۱۲
کسی کی	کسی	۲۸	۶	انگلستان	انگلستان سے	"	۹
دوسرے رخ تصویر مین	دوسرا رخ تصویر کا	۳۵	۱	لباس مین	لباس	"	"
اورکون	اورکوئی	۶۲	۱۸	کتاب سے	عنایت سے	۶۴	۲
مین لکھی رہگئی	مین	"	۱۴				

غلطنامہ کتاب نیرنگ افغان

صحیح	غلط	صفحہ	سطر	صحیح	غلط	صفحہ	سطر
مشرقی افغانستان سے	مشرقی افغانستان مین	۲	۱۶	گوئید	نگوئید	۱۰	۹
یورب	یورپ	۵	۷	بگوئید	بگوئیند	″	″
فرضی	فرض	۹	۶	+	جو	″	۷
دارالحکومتون	دارحکومتون	″	۱۳	کرتی رہتی ہے	کرتے رہتی ہین	″	۱۵
بعید	بعد	″	۱۸	پیرتاریک	پیرتا ایک	۱۴	۱۲
اوزبک	اوزبک	۱۵	۱۷	ازدیاد	ازدیا	۷۲	۲۲
″	″	۱۶	۱۰	نہادنامہ	عہدہ	۷۳	۱۵
شخص یعنی	یعنی شخص	۱۷	۱۴	برٹش	برش	″	۱۶
باوجود	باوجو	۲۸	۳	راز	زار	۷۹	۱۹
کسی شاعرنے	شاعرون نے	۳۲	۲۱	قابض ہوکر	قابض اور	۸۸	۲۰
آشتی	آتشی	۳۶	۲۰	شورش	سورش	۱۰۶	۴
یورپ کو	یورپ	۴۱	۲۳	ہوا	ہیا	″	۷
کرین	کرنے سے	۴۸	۱۳	زین	زمین	۱۰۸	۹
توران	تورا	″	۱۸	″	″	″	۱۴
روس کے	روسی سکے	۵۷	۱۲	دلاوری	دلاویزی	۱۱۰	۱۱
امر	امیر	۶۱	۱۱	ان تین باتون	ان باتون	۱۱۱	۷
مغایرت	مقایرت	″	″	خزانہ سرکاری کو	خزانہ سرکاری	۱۱۳	۲۱
راست	ہرات	″	۱۹	لے گئے	لئے گئے	″	۲۲
دریاے	دریاہے	۶۲	۹	اُوکو	اوسکو	۱۱۴	۸
درباب شکارپور	ارباب سنگاپور	″	۱۲	لدھیانہ مین ہین	لدھیانہ مین قید	″	۱۶
کیے	کے	″	۱۹	قید رکھین	مین ہین رکھین		
اٹک	الملک	۶۴	۱۷	لکھے ہین	لکھتے ہین	۱۱۵	۷
برنس	پرنس	″	۲۳	کا	جاکی	۱۱۶	۸
دیے	دسے	۷۱	۲۲	اسکی	اسکو	۱۱۸	۱
تہی	رہی	۷۲	۲۱	افغانستان	افغان	۱۱۹	۱۱

صحیح	غلط	صفحہ	سطر	صحیح	غلط	صفحہ	سطر
شیرین زبان	شیرخان	۱۲	۱۸	نہین	یا	۱۵۶	۱۰
حقیر	فقیر	۱۲۲	۲۱	برباد	برباد	〃	۱۲
پریشان	شربان	۱۲۴	۳	سے یہہ کہدیا	نے مجھے کہدیا	۱۵۸	۷
مقابلہ	مقاومت	۱۲۵	۱۹	پیشین	بنشینن	۱۵۸	۲۲
یہی	بھی	〃	۲۲	آپ سے	ایسے	〃	〃
سپہ سالار	سپہ کا سالار	۱۲۶	۳	اطاعت کی	اطاعت	۱۵۹	۱۴
یہی	بہی	۱۳۰	۱۵	برٹن	برتن	〃	۲۳
شاہ اور	شاہ انگریزی	۱۳۱	۲	کرینا	کرمین	۱۶۱	۹
بھی	ہی	۱۳۲	۷	ہوسے	سبے	۱۶۲	۱۰
پچیت	پنجیت	〃	۸	عبدالرحمن	عبدالرحان	〃	۱۴
وقت مین	وقت	〃	۱۵	ہوکر	ہوکرکے	۱۶۶	۶
سرخس	سرخش	〃	۱۸	اندخوئی	اندخونی	۱۶۹	۱۱
پیوار کوتل	بیبوانر	۱۳۵	۱۹	دلاوری	دلاویزی	〃	۱۹
مزار شریف	تاشقند	۱۳۶	۴	یاددلایا	یادلایا	۱۷۱	۱۶
خواہش	نسبت	۱۳۶	۱۰	چھین لینے	چھین نہ لینے	۱۷۲	۲۰
اور سیبی	اورلیس	۱۳۷	۱۵	روکا جاے	روکا جاتا ہے	۱۷۶	۱۱
اگلے زمانہ سے	زمانہ سے	۱۳۹	۱۵	وقت پر	وقت	۱۷۷	۱۰
کو لکھا	دیکھا	۱۴۱	۲۳	انپر	آپر	〃	۱۳
تختہ پل	تختہ کابل	۱۴۳	۸	لاتے	لاتے ہین	۱۷۸	۲
یہی	تھی	۱۴۵	۲	موالفت	اموالفت	〃	۵
امیر افغانستان	افغانستان پر	〃	۹	سے	کی	〃	۱۳
سے	نے	۱۴۸	۱۷	الفاظ	لفاظ	۱۷۹	۷
بخارا	نجد	۱۵۰	۵	رکھین گے	نہ کھین گے	۱۸۱	۶
نہوتا تھا	ہوتا تھا	۱۵۱	۱۶	اور	اور اور	۱۸۵	۲۱
ہمارا	ہمار	〃	۲۱	کفار	سرکار	۱۸۶	۷
دالی	دانی	۱۵۲	۵	نہ سمجھتا تھا	نہ سمجھا تھا	۱۸۷	۲۰
اُسے	اُسنے	۱۵۵	۱۵	ہیرو	پیرو	۱۹۳	۱

صحیح	غلط	صفحہ	سطر	صحیح	غلط	صفحہ	سطر
نہون	نہوا	۱۹۳	۴	نہ تھے	سے تھے	۲۵۵	۲۰
ہی	تھی	۱۹۴	۱۴	فاتحین	ماتحتین	″	۲۲
آسی	روسی	۲۰۱	۱۵	حاصل	حاصل حاصل	۲۵۷	۲۳
یعنے	ہتھیار	″	۱۷	پڑھی	پڑھین	″	۲۲
سنگینون	سینگون	۲۰۴	۱۱	لکھا	کیا	۲۵۸	۱۴
سے	″	″	۱۲	عاقبت	اقابت	۲۵۹	۲
وہ	جو	۲۰۵	۲۱	کے	کی	۲۶۱	۷
ہوگئی	ہوگئین	۲۰۸	۱۵	اسسٹنٹ	اسسٹنٹ ڈکشنری	۲۶۱	۱۹
کسقدر	کسی قدر	۲۰۹	۲۱	ملکی	ملکی ملکی	۲۶۳	۲
قانون	قانونی	۲۱۰	۱۴	کی روک	کی	″	۱۰
فی الفور	کہ فی الفور	۲۱۱	۱	عہدون کا	عہدون	۲۶۴	۸
بیچ	بریخ	″	۱۸	مین کامیاب	ہین	″	۲۱
سے	تھا	۲۱۲	۳	کرو یا جاسے			
جبتک کہ	جبکہ	″	۱۳	زمانہ	زمین	۲۶۵	۱۶
جبتکی	جنکی	۲۱۶	۵	وفا	رفع	″	۱۸
سے تھے	جو تھے	۲۲۱	۱	وسعت	دسعت	۲۶۶	۲۰
ہی کی	ہی بدولت	″	۶	و	وہ	″	۴
سمجھی جائیگی	سمجھی جاتی ہے	″	″	متعدد	متعد	″	۱۱
متفق اللفظ	متفق الفظ	۲۳۱	۱۶	دولتمند	دولتمدار	۲۶۹	۱۷
تھی	تھین	۲۴۷	۱۶	نکال	نکال کے	۲۷۳	۱۷
یہی	بھی	۲۴۹	۱	اقوال	اقول	۲۷۴	۱۰
نوجون کو	نوجون	۲۵۲	۲۳	نہ شکایت	اور شکایت	۲۷۸	۱۸
خیالات	خیالانہ	۲۵۳	۱۵	وہ ملازمت	وہ اس ملازمت	۲۷۹	۳
اور	اور اور	″	۱۸	جیسے کہ	کہ	۲۸۰	۸
چاہتی ہین	چاہتے	″	۱۹	پابند ہین	پابند	″	″
اور	وہ	۲۵۵	۴	ہندوستانیون	ہندوستانی	۲۸۱	۱۰
فرق	فرقہ	″	۸	امن	اسمین	۲۸۲	۱۲

صحیح	غلط	صفحہ	سطر	صحیح	غلط	صفحہ	سطر
مرمت	نہ مرمت	۲۸۲	۱۸	لپشتہ	لپستہ	۲۹۴	۱۰
تمام	زیادتی تمام	۲۸۸	۱۷	حس	حسن	//	۱۷
دیہات	دیہاتین	۲۹۱	۵	ٹرانس	ٹیونس	۲۹۷	۱۴
ہماری	ہمارے سے	//	۲۲	پہونچے کا	پہونچے گا	۲۹۹	۲۰
راہ سے				قندھار	قندھارنے	۳۳۸	۱۱
سلہ	سند	۲۹۴	۹	ایجرٹن	ایوٹن	۳۴۲	۱۹